NOVEL BANK

غم طویل دم مختصر پہ غالب ہے

از قلم ردا زیدی

مکمل ناول

ناول بینک ویب پر شائع ہونے والے تمام ناولز کے جملہ و حقوق مصنفین کے نام محفوظ ہے خلاف ورزی کی صورت میں قانونی کارروائی کی جا سکتی ہے۔ اگر آپ ناول بینک ویب پر اپنی تحریر پبلش کروانا چاہتے ہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے ہمارے واٹس اپ یا ای میل پر سینڈ کردیں۔

E-mail : pdfnovelbank@gmail.com
WhatsApp : 92 306 1756508

ناول بینک انتظامیہ

NOVEL BANK

شاہ ہاوس کا منظر

رات کے سائے ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں کہ لاونج سے گزرتی خوبصورت زینے کے سامنے سے ہوتے ہوئے دائیں جانب کمرے سے مدہم روشنی نمودار ہوتی محسوس ہو رہی ہے دروازے کے اندر جھانکنے پہ معلوم ہوتا ہے کہ کمرہ نفاست سے سجا ہے۔

کمرے میں ہلکی ہلکی سسکیوں کی آواز گونج رہی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی اپنے رب سے کسی چیز کی شدید خواہش کر رہا ہو اور یہ بس اپنے رب کو منا رہا ہے نا جانے کب سے شاید بچپن سے،

ہاں وہ بچپن سے اس خواہش کی تکمیل چاہتا تھا وہ ایسا ہی تھا۔جو چاہیے ہوتا تھا اپنے رب سے مانگتا تھا وہ کبھی کسی سے نہ کہنے والا سب کچھ اپنے رب سے کہتا تھا اسے یقین تھا "یقینِ کامل" وہ ایسا ہی تھا سنجیدہ اور خاموش مزاج اپنے کام اور نام میں تو وہ خود کو منوا چکا تھا بس محبت تھی ہاں صرف محبت۔وہ جانتا تھا خدا کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں بس وہ اپنے خدا سے روز نمازِشب میں اسے مانگتا تھا جس کو شاید اس بات کا گمان بھی نہ ہو باقی سب اپنے اپنے کمروں میں آرام کی نیند سو رہے ہیں اس بات سے بے خبر کہ سب سے آرام دہ نظر آنے والا شخص کس قدر بے چین ہے وہ سب کا

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com

لاڈلا اورپیارا کس اذیت میں ہے۔ ہاں محبت کی اذیت وہ محبت کی اذیت میں ہے ۔محبت اذیت ہی تو ہوتی ہے اگر وہ ہی بے خبر ہو جس کو خود سے زیادہ چاہتے ہوں

_____

رضوی ہاوس:

سب آرام سے سوئے ہوئے ہیں مگر اپنی عادت سے مجبور وہ اپنے کمرے میں موجود دو سیٹر صوفے پر نیم دراز ہاتھ میں موٹی جلد کا مشکل سا ناول پکڑے اپنے پسندیدہ وقت اور مشغلے میں مشغول ہیں اس بات سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا کے کوئی اُس کے لیے جاگے وہ ہمیشہ فجر کی نماز کا انتظار اسی طرح کرتی تھی جب سٹوڈنٹ تھی تب نصاب کی کتابوں میں سر اٹکائے رہتی تھی اور اب ناولز میں اپنے انداز کی وہ واقعی اکیلی تھی پاس پڑے خوبصورت بیڈ پر عشاء سارے گدھے گھوڑھے بیچ کے سوئی تھی جسے اب آہستہ اہستہ ہوش آنے لگی تھی اور بس جیسے اس کی نظر نحل پہ پڑی تو دھیمی آواز میں چیخ اٹھی۔

اوہو آپی آپ آج پھر نہیں سوئی مجھے سمجھ نہیں آتی آپ کالج سے اتنا تھک کے آتی " ہے اور پھر ان سے لگ جاتی ہے" نحل کے چہرے کو ہلکی سی مسکراہٹ نے چھوا تھا ہلکا سا مسکرانے پر بھی اسکے گال کا ڈمپل نمودار ہوا تھا وہ بلا شبہ بہت خوبصورت تھی وہ ناول بند کرتی ہوئی کھڑے ہوتے ہوئے بولی

عاشی ،تمہیں پتا تو ہے میں ہمیشہ سے ایسی ہوں اور اب باتیں بند کرو نماز کا وقت ہو " رہا ہے " عاشی بھی پیر پٹختی اٹھ گئی اتنے میں دونوں نے اذان سنی اور نماز کے لیے کھڑے ہو گئی۔نماز ادا کرنے کے بعد وہ دونوں تیار ہونے لگی تھی کیونکہ عاشی کو یونیورسٹی جانا تھا اور نحل کو کالج پڑھانے۔ گھر میں چہل پہل شروع ہو چکی تھی۔ نحل کچن میں کھڑی صبین بیگم کے ساتھ ناشتا بنا رہی تھی کہ عاشی کی آواز پہ دونوں متوجہ ہوئی۔

"......!!آپی"

آپی!!---یار آپکے وہ بلیک والے جوتے کہاں ہیں ،مجھے وہ آج پہن کے جانے ہے " " یونی

کیوں تمارے اپنے کدھر ہیں ابھی کچھ دن پہلے تم بازار سے نئے جوتے لائی " تھی"صبین بیگم بولیں

اوہو! ماما مجھے آپی کے وہ جوتے پسند ہے اس لیے کہہ رہی تھی وہ سب میں نے پہن " " لیے ہیں نہ

۔تو! "صبین بیگم کے انداز میں حیرت تھی"

تو یہ کہ آج آپی والے پہنوں گی " وہ یہ کہتے ہی نحل کو معصوم سی شکل بنا کے دیکھ رہی تھی جس کا مطلب تھا کہ پلیز جوتے دے دو آپی۔ نحل کچن سے نکلی تو عاشی بھی اس کے پیچھے ہو لی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اب اس کی بہن بہت آرام سے جوتے اسے دے دے گی اور واپس مانگے گی بھی نہیں نحل نے اسے جوتے دیے اور واپس کچن میں اپنی امی کی ہلپ کرانے لگی تو صبین بیگم نے نحل سے کہنے لگی

"نحل، تم اسے بگاڑ دو گی اور پھر تمھارے جانے کے بعد یہ مجھے تنگ کرے گی"

امی میں تو بس اس کی چھوٹی چھوٹی خواہشیں پوری کر دیتی ہوں اور ہاں میں آپکو اور "عاشی کو چھوڑ کے کہیں نہیں جاوں گی"

نہیں بیٹا ہر بیٹی کو اپنے گھر جانا ہوتا ہے اور اللہ تمہارے نصیب بلند کرے" صبین " بیگم مسکرائی تھی۔

آآآآآآ ممممممیییین "یہ اور کوئی نہیں عاشی ہی تھی ہاں بلکل وہ ہی تھی اس گھر کی " رونق صبین بیگم مسکرائی تھی عاشی کی آمد پہ نحل کو ان دونوں پہ جی بھر کے پیار آیا تھا وہ لوگ ناشتا کرنے میں مشغول تھے کہ نحل نے وقت کی گنجائش دیکھتے ہوئے عاشی کو جلدی کا کہا اور دونوں اپنی اپنی منزل کے لیے چل پڑی نحل نے پہلے عاشی کو یونی اتارا اور پھر کالج چل دی۔

شاہ ہاوس میں شور اپنے عروج پہ تھا سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے مائیں بچوں کو سکول اور شوہروں کو دفتر بھیجنے میں مصروف تھی دادا جان اپنا اخبار اور چائے کے ساتھ لان میں صبح کے منظر سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔آیان اس وقت اپنے خواب میں ناجانے کس مخلوق سے لڑنے میں اتنا مصروف ہے کہ گھر کے شور کے باوجود بھی اس کے کان پہ کوئی جوں تک نہیں رینگی۔

اس گھر کے بڑے صاحب زادے (عالی شاہ) اپنے آپ کو شیشے میں دیکھتے ہوئے سوچ رہے ہیں کہ ایسا کیا ہے جو اسنے مجھے کبھی نظر اٹھا کے نہیں دیکھا اپنی حسرت کو ایک طرف کرتے ہوئے اپنا بیگ اٹھا کے وہ کمرے سے باہر نکلا۔ سامنے سے آتے حسن نے عالی کی ٹانگوں کو پکڑ لیا اور بڑے پیار سے کہنے لگا۔

"عالی بھائی میں آپ سے ملنے آیا تھا میں سکول جا رہا ہو ایک 'hug' دے دو!"

ہاں ہاں "عالی جھکا اور حسن کو سینے سے لگایا اب وہ خوشی خوشی سکول کے لیے دوڑا "

حسن عالی کے چچا کا بیٹا تھا جن کا آپس میں بہت پیار تھا حسن نو سال کا تھا اور تھری کلاس میں تھا باقی سب بچے سکول جا چکے تھے۔عالی نے کھانے کی میز پہ آتے سب کو سلام کیا اور ناشتا شروع کرتے ہوئے عالی نے اپنی ماں کو مخاطب کیا عالیہ بیگم اور روشنی (عالی کی چچی) دونوں میز پہ چیزے سیٹ کر رہی تھی

"ماں بابا کہا ہیں ؟"

" وہ تو صبح جلدی چلے گئے تھے بیٹا"

لیکن کیوں آج تو کوئی اہم کام نہیں تھا امی "عالیہ بیگم نے جواباً کندھے "اچکائے۔عالی اپنا ناشتا ختم کرتا ہوا لابی سے گزر کر لان میں پہنچا تو دادا کو دیکھ کہ چہرے پہ ہلکی سی مسکان در آئی وہ انکی کی جانب بڑھ گیا

"اسلام علیکم دادا جان"

"وعلیکم السلام بیٹا"

دادا جان اپنا خیال رکھیے گا میں دفتر جا رہا ہوں کیونکہ پاپا پہلے چلے گئے ہے اور اگر میں " لیٹ ہو گیا تو میری شامت آجائے گی "دادا جان نے اثبات میں سر ہلایا عالی کی کمر پہ دستِ شفقت پھیرتے ہوئے الوداعی القابات سے نوازا اور خود گھر کی اندرونی حصے کی جانب بڑھ گئے۔

آج نحل کی کالج میں ڈیوٹی تھی جس کی وجہ سے وہ بہت تھکی ہوئی گھر آئی تھی کالج سے آتے ہی اسنے آرام کرنے کی غرض سے اپنے کمرے کی راہ لی کے اتنے میں عاشی سیڑھیوں سے آتی ہوئی نمودار ہوئی وہ کالج میں بچوں کے امتحانات کے سلسلے میں اتنی مصروف تھی کہ ہمیشہ کی طرح وہ آج یہ بھی بھول گئی کہ اس کی اکلوتی خالہ اسلام آباد سے آ رہی ہے عاشی نے وہی سے آواز لگائی اور بولی

"آپی"

"آپ آج کیا پہنے گی"

کیا مطلب کیا پہنوں گی میں نے جو پہنا ہے وہی پہنوں گی" انداز میں حیرت تھی اتنے " میں عاشی کا دل چاہا کہ وہ اپنا سر جا کہ کسی دیوار سے مار لے کیونکہ وہ جان گئی تھی کہ اس کی ازل کی بھولی اور بھلکڑ بہن سب بھول گئی ہے۔

آپی یار آج آنی آ رہی ہے لاہور اور آپ ایسے کیسے بھول گئی اگر انہیں یہ پتا چل گیا تو " وہ بہت ناراض ہو گی" اتنا سننا تھا کہ نحل تو اپنی جگہ پہ ہی اچھل پڑی

اوہو مجھے تو یاد ہی نہیں رہا شٹ "ان دونوں کی خوشی ساتویں آسمان پہ تھی۔وہ اب " عاشی کے ہمراہ اپنی ماما کے روم کی طرف چل دی کہ وہ لوگ کیا کرے صبین بیگم عصر کی نماز ادا کر رہی تھی کہ عاشی کمرے میں گھستے ہی حسبِ معمول بولے جا رہی تھی اور بس ، صبین بیگم سلام پھیرتے ہی عاشی کی طرف مڑی تھی جو بہت ہی مگن ۔ صوفے پہ براجمان تھی کہ ایک آواز اس کے کان سے ٹکرائی

عاشی میں نماز پڑھ رہی ہوں تھوڑا خیال ہی کر لیا کرو ہر وقت بولتی رہتی ہو اور اب " کیوں آئی ہو بہن کو لے کہ بچاری کو آرام کرنے دو تھک کہ آئی ہے وہ"عاشی اتنی عزت کے بعد بولنا تو نہیں چاہ رہی تھی پر وہ کیا کرتی اگر وہ بتاتی نہ تو سب کو کیسے پتا چلتا اسنے رونی صورت بنا کہ پہلے نحل کو دیکھا اور پھر ماما کو اور پھر کہنے لگی

جانتی ہوں کہ آپی تھک کے آئی ہے لیکن آپ کو اگر نہ بتایا تو ہم لوگ بہت لیٹ ہو "
جائے گے کیونکہ "اس نہ ایک لمبا سانس بھرا اور ادھر ادھر دیکھنے لگی۔اس کی اس
حرکت پہ نحل کا قہقہ چھوٹ گیا اور وہ گویا ہوئی" ماما آج آنی ا رہی ہے۔"

صبین بیگم نے دوبارہ نماز پڑھنا شروع کر دیا تھا کیونکہ وہ اب مزید عاشی کو ڈانٹنا نہیں
چاہتی تھی عاشی بھی اپنے کمرے میں جا کر کپڑے ڈیسائڈ کرنے لگی کیونکہ وہ اپنی
فیورٹ کرزنز سے ملنے کے لیے دیر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

____

شاہ ہاوس میں ہر طرف خوشی کا ماحول تھا دادا جان تو اپنی بیٹیوں کی آمد پہ بہت خوش
تھے کیونکہ آج بہت لمبے عرصے بعد سب اکھٹے ہو رہے تھے روشنی اور عالیہ بیگم کھانے
بنانے میں مگن تھی کچن سے کھانوں کی خوشبو سارے گھر میں پھیل رہی تھی آیان جو
نحل کے گھر جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا وہ جیسے ہی گھر کے ہال میں پہنچا تو کھانوں کی
خوشبو سے کھچتا ہوا کچن میں گھس گیا۔

"امی ،میں نحل آپی وغیرہ کو لینے جا رہا ہوں"

ہاں ہاں جاو اور آتے ہوئے یہ سامان بھی لیتے آنا "ایک لمبی لسٹ تھی جسے دیکھ کہ "
ایان کے تو ہوش اڑ گئے وہ ہاتھ میں کباب پکڑے لسٹ کو گھور رہا تھا اتنے میں ایان
کے فون کی گھنٹی بجی فون کی سکرین پہ نحل کا نام جگمگا رہا تھا کہ آیان کے چہرے کو
دھیمی مسکراہٹ نے چھوا کیونکہ واحد نحل وہ ہستی تھی جس کی بات ایان شاہ پہ اثر

کرتی تھی۔ نحل نے ہمیشہ ایان کو سگے بھائی کی طرح پیار کیا تھا ایان بھی نحل کو اپنی سگی بہن کی طرح پیار کرتا تھا۔ صرف نحل ہی تھی جو اس شریر کو سمجھا سکتی تھی۔اس کی شخصیت ہی ایسی تھی ہر دل پہ اثر کرنے والی۔

______

عالی کو عالیہ بیگم دوپہر سے کال کر رہی تھی مگر ایک بھی فون نہیں اٹھایا گیا تھا۔دفتر میں اہم میٹینگ کی وجہ سے عالی کوئی کال نہیں اٹھا سکا اور میٹینگ کے بعد۔کام کی نویت کچھ یوں تھی کہ اسنے کچھ اہم فائیلز اپنی اسسٹنٹ کو دی تھی جو وہ رکھ کے بھول گئی تھی۔اس کی اسسٹنٹ ایک نو عمر لڑکی تھی جس کا نام علیزے تھا۔وہ تقریبا پیچھلے دو گھنٹوں سے علیزے کے ساتھ آفس کے سٹور روم میں وہ فایلز ڈھونڈ رہا تھا اور نا جانے کتنی بار وہ اسے نوکری سے نکالنے کی دھمکی دے چکا تھا۔ غصے سے عالی کا چہرہ سرخ پڑ رہا تھا۔وہ سٹور سے اپنے کیبن کی طرف چل دیا اسکی نظر اچانک سامنے دوسرے کیبین میں پڑی جہاں ایک نوجوان مسلسل کسی سے فون پر بات کر رہا تھا جسے دیکھ کے عالی کا پارہ ہائی ہو گیا تھا وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا اس کے پاس پہنچا اور کاونٹر پہ ہاتھ جماتے ہوئے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"حسام.! you are fired ، حسام اپنی جگہ پہ" آپ کل سے آفس مت آیئے گا کھڑا کا کھڑا رہ گیا وہ تو گویا سن تھا کیونکہ عالی کی آواز اتنی بلند تھی کہ حسام تو کیا سب

لرز گئے تھے۔وہ کہتا ہوا آفس سے باہر کی طرف نکل گیا وہ اپنا سارا سامان آفس میں چھوڑ آیا تھا۔ور اب بے مقصد گاڑی لیے چل پڑا۔وہ جلدی غصہ کرنے والوں میں سے تو نہیں تھا لیکن یہ فائیلز اس کے لیے بہت اہم تھی ایک کمپنی سے ڈیل کے سلسلے میں کچھ اہم ڈاکیومینٹ تھے جو علیزے کو دیے تھے اس کمپنی نے پہلے تو رسپونس شو نہیں کیا تھا پر وہ اب عالی وغیرہ کی کمپنی سے ڈیل کرنا چاہتے تھے اور یہ ان کے بزنس کے لیے ایک اہم ڈیل تھی۔جسے وہ ہر صورت فکس کرنا چاہتا تھا مگر علیزہ کی نا اہلی کی وجہ سے وہ بہت پریشان تھا۔وہ گاڑی ایک جگہ کھڑی کر چکا تھا اور اپنا سر گاڑی کی سٹرینگ پہ اٹکا کہ ناجانے کن سوچوں میں مگن تھا کہ اچانک جیب میں فون چیک کیا تو جیب خالی تھی۔اسے یاد آیا کہ وہ سب کچھ آفس ہی چھوڑ آیا ہے وہ دبارہ آفس کے لیے چل پڑا کیونکہ وہ آفس سے کافی دیر کا باہر تھا۔

*

*---

آیان نحل وغیرہ کو لینے ان کے گھر پہنچا تو عاشی نے دروازہ کھولا اور تقریبا منہ چڑھا کر واپس لاونج میں آئی جہاں سب آیان کا انتظار کر رہے تھے اسے سامان لینے میں تھوڑی دیر ہو گئی تھی۔وہ چہکتا ہوا صبین بیگم کے گلے سے لگا

"السلام علیکم ،میری پیاری پھوپھو کیسی ہے آپ"۔

"میرے بچے میں بلکل ٹھیک ہوں تم کیسے ہو"

"میں تو اچھا خاصا ہنڈسم ہوں سب لڑکیاں مرتی ہے پھوپھو مجھ پہ "

اچھا"صبین بیگم نے استہزئیہ لہجے میں پوچھا"

"جی!"

نہیں ماما وہ بیچاریاں اندھی ہو گی ساری"عاشی سیڑھیوں سے بازو میں پرس پہنتے ہوئے " بولی۔جس پہ نحل مسکرائی اور عاشی کی بات کی تردید کرتے ہوئے کہنے لگی

۔" نہیں عاشی میرا بھائی واقعی ہی بہت ہنڈسم ہے کوئی بھی لڑکی مر سکتی ہے"

ہنہہ ،آیا بڑا، اتنا بھیانک ہے یہ تو "عاشی منہ میں بڑبڑائی نحل عاشی کے قریب ہونے " کی وجہ سے سن چکی تھی تو عاشی کو منع کرنے لگی اتنے میں وہ لوگ گھر سے نکلنے کے لیے تیار تھے اور سب اپنی منزل کو رواں دواں تھے۔

____

سالار صاحب اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ ائیرپورٹ پہ اپنی چھوٹی بہن کو لینے گئے تھے۔سلار صاحب کے تین بچے تھے جن میں سب سے بڑا صارم تھا دوسرے نمبر پہ دعا اور تیسرے نمبر پہ حسن تھا جو سب سے چھوٹا تھا۔دعا سکول میں نہم کلاس میں تھی اور صارم کالج میں لاسٹ ائیر میں تھا۔ وہ لوگ ادھے گھنٹے سے فلائیٹ کا انتظار کر رہے تھے کے اچانک فائیقہ بیگم ان کے دونوں بچے اور ان کے شوہر دور سے آتے ہوئے دیکھائی دیے صارم کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا وہ تو باسط کو دیکھ کے خوشی سے

پاگل ہو رہا تھا۔ سچی محبتوں کا کوئی مول نہیں ہوتا اور یہ ہی تو ہوتی ہے سچی محبتیں جو بے غرض ہوتی ہے۔ فائیقہ اپنے بھائی کے گلے لگی تو آنکھوں کے کناروں پہ نمکین پانی کے قطرے نمودار ہوئے یہ خوشی کے آنسو تھے۔وہ لوگ سب ایک دوسرے کو نہایت خلوص اور محبت سے مل چکے تو گھر کی راہ لی۔

عالی آفس پہنچا تو چند ورکرز اپنا کام نمٹا رہے تھے جہاں سے ہوتا ہوا وہ اپنے کیبین میں چلا گیا بابا بھی جا چکے تھے ان کا آفس بھی لاکڈ تھا وہ اپنا سامان اٹھا رہا تھا کہ فون کی سکرین پہ امی کا نام جگمگایا۔ فون اٹھایا تو کال ڈسکنکٹ ہو گئی آفس سے نکل کے گھر کی راہ لی۔

عالی گھر کے لان سے گزرتا ہوا جب لابی میں پہنچا تو سامنے ایک مسکراتا ہوا چہرا پایا جسے دیکھنے کے لیے عالی ایک لمحے کے لیے اپنی جگہ پہ ساکت ہو گیا تھا ایسا لگتا تھا جیسے زندگی ایک لمحے کو رک گئی ہو۔وہ سامنے کھڑی نحل کو مسلسل دیکھنے میں مصروف تھا جیسے زندگی میں اسے کوئی دوسرا کام ہی نہ ہو نحل آیان سے کسی بات پہ ہنس رہی تھی۔جسے عالی نے کچھ لمحے بعد نوٹ کیا تھا اور دل میں ایک خواہش اٹھی تھی کہ کاش نحل اسی انداز میں بات کرے اس کی کسی بات پہ کھل کہ ہنسے اس کے مسکرانے کی وجہ عالی شاہ ہو لیکن۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے" ابھی عالی اپنی جگہ پہ ہی کھڑا تھا کہ "

سامنے سے آتا باسط زور دار آواز میں کہنے لگا۔

السلا مممممم علیکمم عالیییییی بھائی "وہ اپنے مخصوص انداز میں بولا"۔

کیسے ہیں آپ اور آپ نے تو آنے میں اتنی دیر لگا دی" عالی باسط کی آواز پہ ہوش میں "

آیا تھا دونوں ایک دوسرے کے بغلگیر ہوئے اور اندر لاونج کی طرف بڑھ گئے عالی نے

بلند آواز میں سب کو سلام کیا سب اس کی طرف متوجہ تھے۔ وہ اپنی پھوپھو اور کزنز سے

ملنے اور کچھ دیر بیٹھنے کے بعد کپڑے چینج کرنے کی غرض سے اپنے کمرے میں چلا

گیا۔

نحل ،عاشی، دعا اور فاطمہ (فلیقہ بیگم کی اکلوتی بیٹی اور نحل اور عاشی کی جان سے پیاری

کزن) کچن میں روشنی صاحبہ کی مدد کروا رہی تھی۔عالی باسط ایان اور صارم تینوں لاونج

میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔سب بڑے بھی وہاں موجود ایک دوسرے سے خوش

گپیوں میں مصروف تھے۔ حسن پورے گھر میں گھومتا بھاگتا پھیر رہا تھا۔سارا کام مکمل

کرنے کے بعد روشنی نے کچن کے دروازے میں آ کے سب کو بتایا کے کھانا لگ چکا

ہے اور سب کھانے کے لیے آ جائے سب کھانے کی میز پہ اکھٹے بیٹھ کر خشگوار ماحول

میں کھانا کھا رہے تھے نحل حجاب کے ہالے میں ہستی مسکراتی یہاں وہاں گھوم رہی

تھی. وہ سی گرین کلر کے سوٹ میں معصوم سے چہرے پہ مسکراہٹ سجائے سب کو

کھانا سرو کر رہی تھی۔سب ہی بہت خوش تھے۔ابان شاہ کو وہ بچپن سے ہی بہت عزیز تھی سب سے بڑی بیٹی تھی وہ گھر کی وہ سب کو بہت پیاری تھی۔

____

سب بڑے کھانا کھانے کے بعد لاونج میں تھے چائے کا دور دورہ تھا اور آیان باسط اور صارم تینوں آیان کے کمرے میں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور حسن دوڑ کر باسط کے ساتھ چپک کے بیٹھ گیا اور کہنے لگا

"باسط بھائی اب آپ لوگ ہمارے پاس رہو گے نہ"

" یہاں لاہور میں ہاں ،کچھ دن تو رکے گے ہم لوگ لیکن پھر جانا ہوگا کیونکہ میری اور فاطمہ کی یونیورسٹی جو ہے"۔

" ہاں یاد آیا ایان، تم کیوں نہیں لے رہے ایڈمیشن دوسرا سال ہے تمہیں آئی سی ایس پاس کیے"۔

" ہاں سوچ رہا ہوں میں بھی ایڈمیشن لے لو یار کچھ نہیں تو چلو تھوڑا انجوائے ہی ہو جائے گا"۔

" اچھھا تو جناب انجوائے کے لیے ایڈمیشن لے گے"۔ صارم نے ٹانگ اڑانا چاہی۔

"ہاں،نہ یار گھر میں تو بوریت ہو جاتی ہے" وہ جھجری لیتا ہوا بولا"۔

" تیرا کچھ نہیں ہو سکتا آیان تو نہیں سدھرے گا "آیان نے جواباً گانا گایا۔

ہم نہیں سدھرے گے، جی ہم نہیں سدھرے گے" انداز لا پرواہ تھا جس پہ کمرے "
میں موجود چاروں نفوس کا قہقا لگا۔

عالی اپنے کمرے میں بیڈ کی ٹیک سے سر اٹکائے بیٹھا تھا۔ جیسے کچھ سوچ رہا ہو۔ وہ آنکھیں بند کرتا تو نحل کا مسکراتا ہوا چہرہ آنکھوں کے سامنے لہرانے لگتا۔وہ بیڈ سے اٹھ کر بالکنی میں جا کھڑا ہوا جو نیچے لان کو دیکھاتی تھی۔اچانک لڑکیوں کا سارا ٹولا اپنی اپنی چائے لے کے لان میں پہنچ گیا تھا۔وہ سب اتنی دیر بعد ملی تھی سب بےتاب تھی ایک دوسروں سے ملنے کو اتنی مشکل سے ان کی دیرینا خواہش پوری ہوئی تھی۔سب اپنی اپنی کہانیاں سنانے میں اتنی مصروف تھی کہ کسی کو احساس ہی نہیں ہوا کہ کوئی نحل کو مسلسل دیکھ رہا ہے اگر وہ ایسا محسوس کر لیتی تو یقیناً سامنے والے کی آنکھیں نوچ لیتی۔وہ ایسی ہی تھی زندگی میں اس کے لیے اپنی عزت سے بڑھ کر کچھ نہیں تھا۔وہ پردے دار اور غیرت مند تھی اس کی عزت ہی اسکا وقار تھا اور اس کی یہی چیز اسے سب لڑکیوں سے منفرد بنا دیتی تھی۔شاید یہی وجہ تھی،کہ وہ عالی کو بہت پسند تھی۔ ورنہ وہ عام لڑکوں جیسا نہیں تھا کہ کسی بھی راہ چلتی لڑکی پہ اس کا دل آ جائے وہ تو کسی کو نظر اٹھا کہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا تھا۔وہ بھی عزت دار مرد تھا کیونکہ صرف عورت کا عزت دار ہونا ہی ضروری نہیں مرد کا بھی عزت دار ہونا ہمارے دین

اسلام میں برابر حثیت رکھتا ہے۔اور پھر قرآن میں بھی تو فرمایا گیا ہے کہ " ہم نے نیک "عورتوں کے لیے نیک مرد اور بد عورتوں کے لیے بد مرد بنائے ہے

______

سب بڑے چائے پینے کے بعد لاونج میں موجود تھے۔جب فائیقہ بیگم نے اپنی آنے کی وجہ بتانا چاہی کیونکہ وہ اتنی دیر بعد لاہور آئی تھی تو کوئی تو خاص بات تھی اور سب تجسس میں تھے کہ آخر ایسی کیا بات ہے جو فائیقہ بیگم کو اپنی مصروف زندگی سے وقت نکال کر لاہور لے آئی تھی ورنہ بچوں کے بڑے ہونے کے بعد تو وہ اسلام آباد کی ہی ہو کے رہ گئی تھی سب کے لاکھ کہنے کے باوجود بھی وہ کبھی کبھار آیا کرتی تھی وہ بھی کسی نہ کسی موقع یا تہوار پہ ورنہ انکار ہی ہوتا تھا اور انکار کی سب سے بڑی وجہ اکمل صاحب کا کاروبار تھا جو کہ اسلام آباد میں نہایت ترقی پہ تھا انھوں نے دن رات محنت کر کے اپنے کاروبار کو اس مقام پہ پہنچایا تھا ابان صاحب تو پھر بھی کبھی کاروبار کے سلسلے میں اسلام آباد جاتے تو بہن کو مل آیا کرتے تھے لیکن باقی بچے اور گھر کی عورتیں تو کبھی کبھار ملا کرتی تھیں۔ سب اپنی اپنی زندگی میں مصروف تھے مگر انکے یوں اچانک آنے پہ سب خوش بھی تھے اور حیران بھی اور سب بچے ایک دوسرے سے ملنے کے لیے بے تاب۔فائیقہ بیگم نے اسلم صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے بتایا کہ وہ باسط کا رشتہ کرنا چاہتی ہے اور اسی سلسلے میں لاہور آئی ہیں کیونکہ اب اس کی پڑھائی مکمل ہونے والی ہے پھر وہ اپنے بابا کے کاروبار کو سمبھالے گا وہ اپنے گھر کی ہی کسی بچی سے باسط کی

شادی بھی کرنا چاہتی ہے۔سب ان کی بات سن کے خوش ہوئے تھے۔انہوں نے فیصلے کا اختیار اسلم صاحب کو دیا تھا اور اسلم صاحب نے انہیں کہ تھا کہ وہ سوچ سمجھ کہ فیصلہ لیں گے۔اس کہ بعد سب بڑے اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

____

ساری لڑکیاں لان میں باتوں میں مگن تھی کہ اچانک عاشی کو آئیڈیا آیا کہ وہ لوگ آج رات کو کوئی اچھی مووی دیکھیں گی کیونکہ آج رات صبین بیگم کو اسلم صاحب نے شاہ ہاوس میں ہی رکنے کا کہا تھا۔ نحل اور دعا نے مل کر پوپ کورن بنائے۔ عاشی اور فاطمہ دونوں بیسٹ فرنڈز نے سارے لاونج میں اندھیرا کر کے بڑی سکرین والی ل-ای- ڈی پہ ہورر مووی ڈھونڈ کے لگائی تھی۔آیان کے فون کی بیٹری لو تھی تو وہ چارجر ڈھونڈتا ہوا لاونج میں آیا ، وہ لوگ مووی دیکھنے میں اتنی مگن تھی کہ انہیں آیان کے آنے کا علم ہی نہیں ہوا اور جیسے ہی وہ سیڑیوں سے ہوتا ہوا کچن کی طرف گیا تو اچانک فاطمہ کے کانوں کو کسی کے قدموں کی آہٹ محسوس ہوئی وہ لوگ جس صوفے میں دبک کے بیٹھی تھی اس کی بیک سائڈ سیڑھیوں کی طرف تھی۔اس نے عاشی کو آہستہ سی آواز میں کہا یار عاشی پیچھے کوئی ہے"۔فاطمہ نے ڈر کے مارے آنکھیں میچ رکھیں تھی جس پہ عاشی " کہنے لگی

نہیں فاطمہ یار تمہارا وہم ہے کیونکہ ہم ایسی مووی دیکھ رہے ہیں"اس نے سرسری " انداز میں فاطمہ کو ٹالا۔ آیان نے فاطمہ کی بات بغورسن لی تھی اب وہ مکمل طور پہ فاطمہ کو ڈرانے کا ارادہ کر چکا تھا۔آیان نے پھر زور سے ایک قدم صوفے کی طرف بڑھایا تو ۔فاطمہ نے زور سے عاشی کا بازو پکڑ لیا اور دوبارہ سے عاشی کو کہنے لگی

عاشی یار میں کہہ رہی ہوں نہ کہ پیچھے کوئی ہے" عاشی نے جوابا سرگوشی کی " ہاں " اسنے بھی آواز سنی تھی اب کسی کہ قدموں کی اتنا کہنا تھا کہ ایان نے فاطمہ " ۔کہ کان کہ پاس جھک کہ کہا

۔"ششششش کوئی ہے"

وہ دونوں تو اپنی جگہ پہ ہی اچھل پڑی اور دونوں نے زوردار چیخ ماری فاطمہ نے تو اپنی ساری جان لگا کہ چیخ مار رہی تھی کہ آیان کا اپنا کان ہی پھٹنے والا تھا اس کو چپ کرانے کے لیے آیان نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اتنے میں عاشی نے دوڑ کے لائیٹ اون کی تو فاطمہ ایک جھٹکے سے پیچھے ہوئی تھی اور آیان اپنا کان مسلنے میں مصروف تھا عاشی بھی پوری طرح ڈر گئی تھی اور نحل جو موؤی دیکھتے دیکھتے سو گئی تھی وہ بھی فاطمہ ۔کی چیخ سے اٹھ گئی۔آیان اپنا کان مسلتے ہوے کہہ رہا تھا

۔" توبہ فاطمہ تمہارا کتنا لاوڈ سپیکر ہے "

ہاں تو "فاطمہ نے شدید غصے میں جواب دیا۔عاشی کو تو ویسے ہی ایان سے چڑ " تھی۔اس لیے وہ مسلسل اسے گھور رہی تھی اور دل ہی دل میں صلواتیں سنا رہی

تھی۔ نحل نے آیان سے اس حرکت کی وجہ پوچھی ہی تھی کہ سامنے سیڑھیوں سے عالی اتر رہا تھا جس کے آنے سے ویسے ہی آیان کو اپنی شامت نظر آ رہی تھی اسکے چہرے کے اعصاب نہایت بگڑے ہوئے تھے وہ تیزی سے نیچے آ رہا تھا۔

عالی کے قدموں کی آہٹ سن کے نحل مڑی تھی جس کا چہرہ آیان کو سمجھانے کی غرض سے اس کی طرف تھا وہ اب عالی کا غصے سے بھرا چہرہ دیکھ رہی تھی عالی نے نیچے آتے ہی سب سے پہلے آیان کو مخاطب کیا

"آیان ،یہاں کیا ہو رہا ہے؟ تم یہاں کیا کر رہے ہو"

کچھ ،نہیں بھائی وہ فاطمہ اور عاشی ہورر موؤی دیکھ رہی تھی تو ڈر گئی تھی یہ " دونوں".آیان کے جواب پہ سب نے آیان کو حیرت سے دیکھا وہ اپنا کارنامہ بہت بہتر طریقہ سے چھپا گیا تھا اس سے پہلے وہ مزید کچھ بولتا عاشی نے کہا

"بھائی آیان نے ہمیں جان بوجھ کے ڈرایا ہے "

عالی نے آیان سے غصے میں کہا

"

تم اپنے کمرے میں جاو دوبارہ تم مجھے یوں دندناتے نظر نہ آو اور فاطمہ, عاشی آپ لوگ بھی کمرے میں جائے پلیز "انداز ہنوز سخت تھا۔آیان تو تقریباً پلک جھپکنے سے پہلے اپنے کمرے میں جا چکا تھا اور لڑکیاں بھی اسی تیاری میں تھی عاشی کو آیان پہ اتنا غصہ تھا

کہ اگر اس کا بس چلتا تو وہ آیان کا سر ہی پھاڑ دیتی۔عالی بھی سیڑیوں سے ہوتا ہوا کمرے کی طرف چلا گیا کیونکہ وہ بہت تھکا ہوا تھا ۔سب اپنے اپنے کمروں میں آرام کی نیند سو رہے تھے۔

آج کا دن کھٹی میٹھی خوشیاں سمیٹے گزر چکا تھا۔

نحل صبح ناناجان کے گھر سے ہی کالج گئی تھی اور عاشی نے یونی سے چھٹی لی تھی کیونکہ وہ فاطمہ کے ساتھ وقت گزارنا چاہتی تھی نحل کی نئی نئی جاب کی وجہ سے اس کا چھٹی کرنا تو مشکل تھا اس لیے وہ جلدی چلی گئی تھی ،کالج ویسے بھی یہاں سے دور تھا۔سب ناشتے کی ٹیبل پہ ناشتہ کر رہے تھے کہ اچانک ابان صاحب نے صبین بیگم سے پوچھا۔

صبین نحل کہاں ہے وہ نظر نہیں آرہی" عالی کے دل کی بات پوچھی گئی تھی ابھی " وہ اس طرح اسکے بارے میں پوچھنے کا حق نہیں رکھتا تھا۔

وہ کالج گئی ہے بھائی صاحب ،اسکے کالج میں امتحان ہو رہے ہیں بچوں کے"صبین " بیگم نے مسکرا کے جواب دیا۔

ہمممممم "ابان صاحب دوبارہ ناشتے میں مشغول ہو گئے صبین بیگم کا مسکراتا چہرہ دیکھ " کے ان کی خوشی کی دعا کی تھی کیونکہ ماضی نے کچھ زیادہ ساتھ نہیں دیا تھا صبین کا انھوں نے زندگی کی سختیوں کو جیھلا تھا شائید یہی وجہ تھی انکی شخصیت میں تبدیلی

کی،وقت اور حالات نے خوش مزاج لڑکی کو کب اتنا حوصلہ مند بنایا تھا کہ وہ ماضی کی تلخیوں کو سہنے کے باوجود سنبھل چکی تھی کوئی اور ہوتی تو شائید ہار جاتی تھک جاتی مگر وہ صبین فاطمہ تھیں وہ ہار کیسے مان سکتی تھی۔وقت لگا تھا سنبھلنے میں مگر وہ اپنے آپ کو مظبوط کر چکی تھی۔

______

عاشی , فاطمہ اور دعا آج گھر پہ اکھٹی تھی عاشی اور فاطمہ نے باہر جانے کا پلین بنایا وہ لوگ شوپنگ کرنے جا رہی تھی نانا جان سے اجازت عاشی نے لی تھی کیونکہ فاطمہ تو زرا ڈرپوک پائی گئی تھی وہ لوگ اب نحل کا انتظار کر رہی تھی سب لوگ وقت اور مصروفیات کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے ابا جان کے فیصلے کا انتظار کر رہے تھے مگر لڑکیاں اور لڑکے اس بات سے بے خبر تھے کے وقت ان کے ساتھ کیا کرنے جا رہا ہے

___

عالی نے آج آفس میں کہرام مچا رکھا تھا بلا شبہ وہ ایک کامیاب بزنس مین تھا لیکن اس کے پیچھے اس کا ذمہ دار ہونا اس کی کامیابی کی سب سے بڑی وجہ تھی۔وہ آج باری باری سب کو چیک کر رہا تھا ہر امپلوئے کی پروگریس اور کام کا چیک اینڈ بیلنس دیکھ رہا تھا اس کے شخصیت کے رعب اور دبدبے کی وجہ سے پورا سٹاف ڈرا سہما سا عالی کے آفس میں حاضری دے رہا تھا۔علیزہ کو کام پہ رکھنے کی سب سے بڑی وجہ اس کی

معصوم شخصیت اور اس کے برے حالات تھے اور یہ فیصلہ بھی ابان شاہ کا تھا۔ورنہ ان ایکپیرینس امپلوئے کم سے کم عالی شاہ تو کبھی افورڈ نہیں کرتا تھا علیزہ کا تو ہر وقت عالی شاہ کے خوف سے رنگ ہی اُڑا رہتا تھا۔ وہ انیس سال کی لڑکی واحد کفیل تھی اپنے گھر کی اور ہر وقت بس اپنے باس کو اپنے کام سے خوش کرنے میں جٹی رہتی تھی اسے کسی سے کوئی غرض نہیں ہوتی تھی وہ چھوٹے سے چھوٹا کام بھی عالی سے پوچھ کے کرتی تھی جس سے اکثر عالی شاہ چڑ جاتا تھا

______

وہ اپنے وضع کی اکیلی تھی اپنے کلاس کے امتحان اکھٹے کر کے وہ سٹاف روم میں جا رہی تھی کے اچانک دو سٹوڈنٹس نے نحل کو مخاطب کیا۔

میم ،ایلکیوزمی میم آپ نے پریکٹکل کی تیاری کب سے کروانی ہے " نحل بایوکیمسٹری " ڈیپارٹمنٹ کی استانی تھی وہ ابھی کم ہی لوگوں کو اس کالج میں جانتی تھی ہاں مگر کالج کی بچیاں نحل کے پڑھانے کے انداز پہ بہت خوش اور متاثر تھی۔اسنے بھی اس ایک مہینے میں بچوں سے دل لگا لیا تھا وہ دل سے بچوں کو پڑھاتی تھی اور بدلے میں بچوں کے دل میں اس کی عزت اور مقام باقی اساتذہ کی نسبت زیادہ تھا بچوں کو سمجھ کر ان سے متفق ہو کر وہ انہیں پڑھایا کرتی اس لیے وہ سب کی فیورٹ تھی کالج میں ایک ٹیچر سے ہی اس کی ہلکی پھلکی سی دوستی ہوئی تھی ورنہ باقی سب تو اسے نک چڑھی سمجھتی تھی جب کہ وہ بلکل اس کے برعکس تھی نحل نے بچیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگی

بیٹا اپ سب مل کے ڈیسائیڈ کر لے ہم لوگ اسی دن سے شروع کرے گے"وہ " سٹاف روم میں چلی گئی تھی کیونکہ اس کا کام تقریباً مکمل ہو چکا تھا وہ اپنی چیزیں سمیٹنے لگی تھی۔وہ پتا نہیں اپنے بیگ سے کیا ڈھونڈ رہی تھی کہ اچانک ربیعہ (وہ لڑکی جس سے نحل کی ابھی تھوڑی بہت دوستی ہوئی تھی)وہ اور نحل ایک ہی ڈیپارٹمنٹ کی ٹیچرز ہے ربیعہ سٹاف روم میں داخل ہوئی تھی مگر نحل ہنوز اپنے بیگ میں کچھ ڈھونڈ رہی تھی کہ ربیعہ اس کہ قریب پڑی کرسی پہ براجمان ہوئی اور پوچھنے لگی

مس نحل اپ کیا ڈھونڈ رہی ہے" نحل نے ایک نظر ربیعہ کو دیکھا اور اپنا ہاتھ بیگ " میں چلاتے ہوئے بولی

وہ میری گاڑی کی کئیز نہیں مل رہی "ربیعہ نے جواباً سر ہلایا اور کہنے لگی"

مل جائے گی یہاں ہی رکھی ہوگی آپ نے" نحل کو عاشی نے جلدی آنے کا کہا تھا " اور وہ پہلے ہی بہت لیٹ ہو چکی تھی اب رستے کی ٹریفک پہ اسے غصہ آ رہا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ عاشی اس کا سر کھا جائے گی اور ناراض بھی ہو جائے گی وہ سب کی ناراضگی برداشت کر سکتی تھی سوائے عاشی کے نحل کے گھر آنے کے بعد عاشی ناراض تو ہوئی تھی مگر وہ اپنا دن خراب نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے وہ لوگ نحل کی ۔گاڑی میں شوپنگ کے لیے چلی گئی

____

گھر میں آیان باسط اور صارم نے روشنی بیگم سے فرمائش کر کے کباب اور بریانی ,نیہاری جسی کچھ جبکہ روشنی کے لیے تو بہت زیادہ تھی مگر ان لڑکوں کے لیے کچھ ڈشز تھی روشنی اور عالیہ نے کام والی نصرین کے ساتھ مل کے سارا کام کاج نمٹا چکی تو باسط صارم اور آیان باہر سے باقی کچھ چیزیں لے آئے تھے دادا جان سے اجازت لے کر انہوں نے لان میں باربی کیوں شروع کیا ہوا تھا مگر اس میں آیان شیف تھا کیونکہ روشنی نے صاف انکار کر دیا تھا تو عالیہ , صبین اور فائیقہ بیگم ان سب کی مدد کر رہی تھی سارا گھر تِکوں کی خوشبوں سے مہک رہا تھا ۔

______

نحل وغیرہ دیر ہونے کے باعث مال سے شاپنگ کر کے جلدی نکل آئے تھے کیونکہ وہ لوگ دادا جان سے صرف تین گھنٹے کی اجازت مانگ کر آئے تھے جب کے پہلے ہی وہ نحل کی وجہ سے لیٹ ہو گئے تھے عاشی نے شوپنگ میں سب سے زیادہ دیر کی تھی کیونکہ اسے کچھ پسند ہی نہیں آ رہا تھا

اب وہ لوگ نانا جان کے گھر کے راستے پر تھے فاطمہ کا تو پیھر پیھر کے برا حال تھا اور دعا تو بھوک سے بے ہوش ہونے والی تھی ۔

____

عاشی گھر میں گھسنے والی پہلی لڑکی تھی اور اس کے پیچھے دعا تھی فاطمہ ابھی اپنا سامان نکالنے میں لگی ہوئی تھی ،عاشی نے دروازے سے اندر آتے ہی تِکوں کی خوشبوں محسوس

کی تھی بھوک تو اسے بھی لگی تھی پر وہ کسی کو کہہ نہیں رہی تھی کیونکہ اس کی وجہ سے وہ لیٹ ہو گئے تھے اور کچھ کھا بھی نہیں سکے تھے اس نے فوراً سے اپنا رخ لان کی طرف موڑا اور دعا تو مانوں دوڑتی ہوئی اپنی امی کے پاس جا کر بیٹھ گئی ساری روداد روشنی کے گوش گُزار کرنے لگی دوسری طرف فاطمہ اور نحل بھی اب اندر داخل ہوئی تھی۔سب سے سلام دعا کے بعد فاطمہ جا کر بیرل گرل کے پاس کھڑی ہو گئی تھی اور نحل اور عاشی کرسیوں پہ آ بیٹھیں سب عورتوں کو اپنی شاپنگ دیکھا رہی تھی۔ اتنے میں عاشی بھی فاطمہ کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی لیکن آیان کا تو عاشی کو دیکھ کے ہی منہ بن گیا تھا۔

وہ بھولا نہیں تھا جو عاشی نے اِس کے ساتھ کیا تھا عاشی ٹرے میں سے ایک پیس اٹھانے ہی لگی تھی کہ آیان نے اسکا ہاتھ روک لیا وہ سختی اور ڈھیٹائی سے عاشی کا ہاتھ پکڑے کھڑا آئی برو اچکا کے عاشی کو دیکھ رہا تھا اور صارم اور باسط حیرت سے آیان کو دیکھ رہے تھے عاشی کا تو شرمندگی کے مارے منہ لال ہو گیا وہ سمجھ گئی تھی کہ آیان ایسے کیوں کر رہا ہے مگر وہ اب رو دینے کو تھی اور آیان ماتھے پہ تیوری چڑھائے ہوئے عاشی کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا عاشی نے اپنی نظر پھیر لی باسط سے عاشی کی اتنی توہین برداشت نہیں ہوئی تو وہ آیان پہ ہی برس پڑا

آیان !، چھوڑو اس کا ہاتھ میں کہہ رہا ہوں چھوڑو" اسنے آیان کی گرفت سے عاشی کا" ہاتھ آزاد کروایا آیان تو باسط کی حرکت پہ دھنگ تھا سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی کہ باسط کو

کیا ہوا عاشی کی آنکھوں میں آنسوں تھے وہ سب کے سامنے یہ بدتمیزی برداشت نہیں کر پائی تھی اور دوڑتی ہوئی لان سے گھر کے اندرونی حصے میں چلی گئی باسط کو آیان کا عاشی سے یوں بد تمیزی کرنا اچھا نہیں لگا وہ عاشی کی آنکھوں میں آنسوں دیکھ چکا تھا اور اس سے بلکل برداشت نہیں ہوا تھا کہ وہ اس طرح کسی کہ سامنے روئے کیونکہ اس نے ہمیشہ اسے ہنستے مسکراتے دیکھا تھا اور وہ جانتا تھا کہ وہ ایک مظبوط لڑکی ہے مگر سب باسط کو اب عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے اسکا دل کر رہا تھا وہ کہیں روپوش ہو جائے مگر ایسا ممکن نہیں تھا۔وہ چپ چاپ جا کر نانا جان کے کمرے میں بیٹھ گیا۔ فاطمہ عاشی کے پیچھے آئی تھی مگر عاشی نے کمرے کا دروازہ اندر سے لاک کیا ہوا تھا وہ دھیمی آواز میں آہستہ سا روئی تھی۔ وہ بہت مظبوط تھی مگر وہ آیان کی اس حرکت سے جو اس نے سب کے سامنے عاشی سے بدلا لینے کے لیے کی تھی اسے بلکل اچھی نہیں لگی تھی۔

____

نانا جان سڈی سے اپنے کمرے میں آئے تو ان کے کمرے میں باسط منہ لٹکائے بیٹھا تھا اس کو دیکھ کے نانا جان اس سے پوچھنے لگے

"کیا ہوا برخودار ایسے کیوں بیٹھے ہو"

"کچھ نہیں نانا جان بس ایسے ہی"

"تم لوگ تو باربی کیو کر رہے تھے"

جی نانا جان ، مگر اب میرا دل نہیں کر رہا ایسا کچھ کرنے کا"دادا جان اس کی " کیفیت سمجھتے ہوئے چپ کر گئے وہ الجھا ہوا تھا اسکی الجھن اس کے چہرے سے صاف عیاں تھی۔

______

عاشی صبح کو فاطمہ سے مل کے یونی چلی گئی تھی اور نحل کو تو ویسے ہی جلدی جانا تھا باقی سب ناشتے کی ٹیبل پہ کھانا نوش فرما رہے تھے مگر وہ شخص جس کی وجہ سے سب کزنز کا موڈ خراب ہوا تھا وہ بستر پہ آرام سے پڑا سو رہا تھا "بے خبر "۔باسط وہ تو گویا سب سے چھپنا چاہتا تھا کیونکہ وہ وضاحت نہیں دینا چاہتا تھا کسی کو،صارم اور دعا اپنے کالج اور سکول جا رہے تھے فاطمہ تو پورا دن بور ہونے کا سوچ کے ہی اداس ہو گئی تھی ۔عالی آج آفس جلدی چلا گیا تھا اس کی میٹینگ تھی وہ دادا جان سے آتے ہوئے دعا لے کہ آیا تھا وہ جانتا تھا کہ وہ ضرور اس ڈیل کو فکس کرے گا اور یہ کمپنی ان کو ضرور بزنس میں ہلپ کرے گی مگر وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ وہ ناجانے کتنے پرانے ٹانکوں کو کھولنے جا رہا ہے ۔

______

دوبئ میں مکین یہ بزنس مین اپنے امبیسیڈر کے ذریعے عالی شاہ تک پہنچا تھا یا فقط عالی کی کمپنی تک یہ تو بس وہ شخص جانتا تھا۔

_____

نحل کالج میں تھی جب اسے عاشی کا فون آیا تھا وہ کہہ رہی تھی

اسلام علیکم آپی وہ نہ آج ہم لوگ اپنے گھر ہی جائے گے اس لیے آپ بھی ادھر ہی آ" جائیے گا "عاشی نے آج بارہ بجے تک کالاسز لے کر صبین بیگم کو بھی بتا دیا تھا کہ وہ اپنے گھر جائے گی صبین بیگم باسط کے ساتھ گھر آ گئی تھی باسط اور صبین گھر بیٹھیں چائے کا مزہ لے رہے تھے

جو کہ صبین بیگم نے اس کے لیے بنائی تھی اور اس کو کمپنی دینے کے لیے وہ خود بھی چائے کی پیالی ہاتھ میں لیے بیٹھی تھی عاشی آج یونی سے اکیلی آئی تھی وہ یونی سے بہت کم اکیلی آتی تھی اس لیے تھوڑا گھبرا جاتی وہ گھر میں داخل ہوئی تو اس کا سانس پھولا ہوا تھا وہ لابی سے ہوتی ہوئی لیونگ روم میں آئی وہ اپنے سانس کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہی تھی اس نے اندر داخل ہوتے ہوئے سلام کیا تو دونوں نفوس نے عاشی کی طرف دیکھا عاشی اور باسط کی نظریں ایک لمحے کے لیے ملی تھی عاشی نے نظریں پھیر کے صبین بیگم کو دیکھا صبین بیگم نے عاشی کے سلام کا جواب دیا اور اس سے کھانے کا پوچھ کے وہ اس کے لیے کھانا لگانے کی غرض سے کچن میں چلی گئی اور عاشی اوپر اپنے کمرے کی طرف باسط کو عجیب محسوس ہو رہا تھا صبین بیگم اسے بھی کھانے کا کہہ کے گئی تھی پر اپنی کیفیت کی زیراثر وہ اٹھ کے باہر چلا گیا عاشی فریش ہو کے نیچے آ رہی تھی جب باسط کو جاتے دیکھ کہ وہ کچن میں چلی آئی

"آ گئی ہو تم باسط کو بھی کہو آ کہ کھانا کھا لے"

"وہ تو چلے گئے ہیں"

"کیا مطلب ایسے کیسے چلے گیا میں خود اسے بیٹھا کہ آئی تھی"

" تو وہ آپ سے مل کہ نہیں گئے"

نہیں" وہ پلیٹس میز پہ رکھ کر لاونج میں دیکھنے کی غرض سے گئی تو وہ واقعی جا چکا تھا " صبین بیگم بہت حیران ہوئی اور کچن میں واپس چھوٹے چار کرسیوں پہ مشتمل ڈائنگ ٹیبل پر عاشی کی سامنے والی کرسی پہ بیٹھ گئی اور عاشی کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی عاشی مزے سے اپنا کھانا کھا رہی تھی اتنے میں صبین بیگم کہنے لگی

جی محترمہ آپ یہاں کیوں آئی ہے وہاں سب کچھ چھوڑ کے"وہ سخت لہجے میں عاشی " سے پوچھ رہی تھی عاشی نے ایک سانس اندر کھینچی اور اپنی پلیٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی

" میرے اسائیمنٹ کا کام تھا ماما اس لیے گھر آ گئی ساری چیزیں یہاں ہی ہیں "

آیان بارہ بجے کے قریب اٹھا تھا اور گھر میں کم لوگوں کو پا کر وہ حیران ہوا وہ کچن میں ناشتے کی غرض سے گیا تھا جہاں فاطمہ اپنے لیے کباب فرائی کر رہی تھی۔آیان نے بغیر کچھ کہے اپنے لیے فریج میں سے پانی کی بوتل نکالی اور پانی گلاس میں انڈیلنے لگا فاطمہ کباب کی سائیڈ پلٹنے کے چکر میں کباب کو سارے فرائنگ پین میں گھما رہی تھی اچانک

کباب کی سائیڈ پلٹنے کی وجہ سے گھی کے چند چھینٹے اُس کے ہاتھ پہ بھی پڑ گئے اس

کہ منہ سے بے ساختہ

آہہہہہہہ" نکلی تھی۔آیان جو اس کی کاروائی دیکھ رہا تھا اس کی آہ پہ اپنی ہنسی روک "

نہ پایا اور پانی کا گلاس سلیپ پہ رکھ کہ اس کہ ہاتھ کی طرف دیکھتے ہوئے فاطمہ سے

کہنے لگا

جو کام نہ آتا ہو وہ کرنے کی ناکام کوشش بھی نہیں کرنی چاہیئے" انداز طنزیہ تھا فاطمہ "

نے غصے سے بھری نگاہوں سے آیان کو گھورتے ہوئے دیکھا تکلیف اس کی آنکھوں

سے نمایاں تھی اور وہ باہر کی طرف چل دی فاطمہ کو ایان پہ شدید غصہ تھا کیونکہ پہلے

اس کی وجہ سے وہ اکیلی رہ گئی تھی اور اتنی بور بھی ہو رہی تھی اوپر سے اب اس کا

ہاتھ بھی جل گیا تھا آیان اب کچن میں اپنے لیے ناشتے کا سامان تیار کرنے میں لگ

گیا تھا۔

______

نحل گھر آنے کے بعد بستر پہ آرام کی غرض سے لیٹی تھی کہ سارے دن کی مشقت

کے بعد جلد ہی وہ نیند کی وادی میں چلی گئی۔تقریباً ایک گھنٹے کے بعد عاشی اپنے لیے

چائے بنانے کی غرض سے کچن میں گئی تو اس نے نحل کے لیے بھی چائے کا انتظام

کر لیا تھا وہ چائے لے کر نحل کے کمرے کی طرف جا رہی تھی نحل خواب میں کسی

مرد سے اپنا ہاتھ چھڑا رہی تھی کوئی اسے پوری طاقت سے اپنی طرف کھینچ رہا تھا کہ

اچانک سیاہ آنکھوں والے شخص نے اسے اس کی گرفت سے آزاد کروایا تھا وہ بس آنکھیں ہی دیکھ پائی تھی۔

گہری سیاہ چمکدار انکھیں" اچانک اس کی آنکھ کھل گئی وہ ساری کی ساری پسینے میں " بھیگی ہوئی تھی اس نے اٹھتے ہی لاہولاولاقوت پڑھا تھا ابھی وہ اسی حال میں بیٹھی تھی کہ سامنے سے اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور عاشی اندر کی طرف ہو لی،عاشی نے چائے کی ٹرے کو سائیڈ ٹیبل پہ رکھتے ہوئے نحل کے ڈرے ہوئے چہرے کو دیکھ کے سوال کیا

"آپی،آپ ٹھیک ہے؟"

ہاں،بس ایک برا خواب دیکھ لیا تھا"وہ آنکھیں مسلنے لگی"

جب مغرب کے وقت سوئے گی تو یہ تو ہو گا نہ" عاشی چائے میں مگن سی بولی نحل " نے فوراً گھڑی کو دیکھا اور کہنے لگی

افف یار میں اتنی دیر سوتی رہی مجھے تو ایک کام تھا" نحل اپنے بستر سے اٹھ کے " واشروم میں چلی گئی اور عاشی اپنا چائے کا کپ لیے بیڈ کی دائیں جانب پڑی کرسیوں میں سے ایک پہ بیٹھ کے چائے کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھرنے لگی نحل منہ ہاتھ دھونے کے بعد عاشی کے ساتھ بیٹھ کر چائے کا کپ پکڑتے ہوئے بولی

"عاشی تم نے فاطمہ کو کال کی تھی آج"

نہیں "وہ جواب دے کر دوبارہ کھڑکی سے باہر چھوٹے سے ڈبہ نما لان کو دیکھنے لگی "

اتنے میں نحل نے اپنے فون سے فاطمہ کو فون کیا دوسری طرف سے فاطمہ کی آواز گونجی۔

" اپیا یار ،کہاں رہ گئی ہے آپ مجھے لینے کیوں نہیں آئی"

" وہ چندہ میں کچھ دیر کے لیے سو گئی تھی"

افف آپی میں اور دعا آپ لوگوں کے بغیر بہت بور ہو رہے ہیں" اس کی آواز بھی " مرجھائی ہوئی تھی

"آپ جلدی آ جائے"

ہاں تم تیار ہو میں بس دس منٹ میں آ رہی ہوں" عاشی بھی یہ سن کے خوش ہو گئی " تھی۔ نحل جلدی جلدی چائے مکمل کر کے عبایا پہن کے تیار ہونے لگی عاشی نحل سے کچھ بنانے کا کہہ کر کچن میں چلی گئی عاشی کو اتنی سی دیر میں کچھ سمجھ ہی نہیں آرہی تھی وہ کیا بنائے اسے فریج سے جو کچھ ملا اس نے نکال کے بنانا شروع کر دیا

عالی نے میٹینگ میں اتنی اچھی پریزنٹیشن تیار کی تھی کہ لاکھ کوششوں کے بعد بھی وہ اسے انکار نہیں کر سکے تھے

وہ اور علیزہ آج بہت اچھے طریقے سے سب کچھ ہینڈل کر رہے تھے وہ بہت خوش تھا آج اسنے دبئ کی سب سے بڑی کمپنی سے ڈیل کی تھی جس کی وہ کبھی خواہش کرتا تھا۔اس کی آنکھیں خوشی سے چمک رہی تھی وہ گاڑی میں تھا جب اسے آیان کا فون آیا اس کو دادا جان نے واپسی کا پوچھنے کے لیے فون کر وایا تھا اس کے فون کی سکرین جگمگا رہی تھی اچانک اس کی نظر فون پہ گئ تو اس نے کال اٹھائی کہ دوسری جانب سے آیان نے بولنا شروع کر دیا

"بھائی یار کبھی جلدی بھی کال اٹھا لیا کرے"

ہاں بتاوں کیا ہوا ہے" وہ نارمل انداز میں کہہ رہا تھا"

"دادا جان آپ کا پوچھ رہے تھے"

ہاں میں راستے میں ہوں آرہا ہوں جلدی"اس کا دھیان راستے پہ تھا منزل کی خبر تو" کسی کو بھی نہیں تھی نا جانے وقت انہیں کہاں لے جانے والا تھا

اوکے بھائی جلدی آجائے خداحافظ" باسط نے فون رکھ دیا تھا اچانک عالی کی آنکھوں کے " سامنے ایک چہرے کا سایا لہرایا تھا وہ مبہم سا مسکرایا دل نے اسکو دیکھنے کی خواہش کی تھی۔

نحل گھر سے نکل گئ تھی وہ اب فاطمہ اور دعا کو پِک کرنے جا رہی تھی فاطمہ پورے پورچ میں یہاں وہاں پھر رہی تھی

دعا لابی کی سیڑھی پہ بیٹھی فاطمہ کو دائیں بائیں گردن گھما کہ دیکھ رہی تھی۔ تھک کہ دعا نے بانک لگائی

افف !آپی آپ بیٹھ جائے آپ کو دیکھ دیکھ کر مجھے چکر آ رہے ہیں "فاطمہ ابھی رُکی تھی کے گیٹ پہ ہارن کی آواز سنائی دی تو فاطمہ دوڑتی ہوئی سائیڈ پہ ہوئی سامنے سے آنے والی گاڑی میں جھانکا مگر جب گاڑی کے اندر بیٹھے ہوئے شخص کو دیکھا تو فاطمہ کا منہ لٹک گیا اس کہ منہ سے بے ساختہ نکلا تھا

اوہو یہ تو عالی بھائی ہے "عالی نے گاڑی میں سے گردن موڑ کے فاطمہ کی طرف دیکھا " اور گاڑی سے باہر آ کر فاطمہ کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا

"کیوں تم کس کے انتظار میں یہاں کھڑی ہو؟"

السلام علیکم ،بھائی کچھ نہیں بس ویسے ہی "عالی حیرانی کے عالم میں اندر جا رہا تھا " عالی لاونج میں پہنچا تو دادا جان سامنے ہی صوفے پہ بیٹھے تھے عالی نے دادا جان کے پاس آتے ہوئے سلام کیا اور ان کے پاس وہی بیٹھ گیا دادا جان اس سے ڈیل کا پوچھنے لگے عالی نے دادا جان کو ساری تفصیل بتائی عالی کی کامیابی کا سن کے دادا جان دلی طور پہ خوش ہوئے دادا جان نے شفقت سے عالی کے سر پہ پیار دیا اتنے میں دعا اندر مزے سے منہ اٹھائے آ رہی تھی

" ماما مماما"

آپی نحل آ گئی ہے" نحل کا نام سننا تھا کہ عالی کی آنکھوں کا زاویہ بدلہ سامنے راہگیر " پہ نظر دوڑائی تو فاطمہ اور نحل آتی دیکھائی دی نحل نے سامنے بیٹھے نانا جان کو دیکھ کر ان کے قریب آ کر دھیمی آواز میں سلام کیا۔ جس پہ نانا جان کہ چہرے پہ بے ساختہ مسکراہٹ در آئی وہ نانا جان کی پسندیدہ نواسی تھی نانا جان نے سلام کا جواب دیا تو نحل نے اپنی بات کہنا شروع کی

وہ نانا جان میں فاطمہ اور دعا کو لینے کے لیے آئی ہوں اگر آپ اجازت دیں تو" عالی " پاس بیٹھا بظاہر تو موبائل میں مگن تھا پر وہ اپنی تمام تر توجہ کے ساتھ نحل کو سن رہا تھا کتنا خوبصورت تھا اس کا ہر اندازوہ بیچ بیچ میں ایک نظر نحل پہ ڈالتا نانا جان نے مسکرا کر جواب دیا

یہ ہو سکتا ہے کہ میری بچی مجھ سے اجازت مانگے اور میں انکار کروں ؟ ہاں، چلے جاؤ " "لیکن کسی بڑے کو ساتھ لے جانا

" جی، خالہ بھی جا رہی ہیں"

اچھا چلو ٹھیک ہے "نانا جان نے اجازت دے دی تھی دعا اور فاطمہ جو چپ چاپ " نحل کے پاس بیٹھی تھی خوشی میں چلاتی ہوئی فائیقہ بیگم کے پاس چلی گئی تھی اور نحل نانا جان کا شکریہ ادا کرنے لگی نانا جان نے بہت محبت سے نحل کے سر پہ پیار دیا عالی چپ چاپ نحل کے ہر انداز کو چور نظروں سے دیکھ رہا تھا اچانک نحل نے عالی پہ ایک سر سری سی نظر ڈالی جو موبائیل میں مصروف تھا بظاہر ،وہ دعا اور فاطمہ کے پیچھے

کمرے میں چلی گئی تھی نحل سب سے ملنے کے بعد خالہ جان کے کمرے کی طرف ہو

لی۔

نحل نے خالہ کو چلنے کا کہا کیوں کہ صبین اور عاشی دونوں ان کا انتظار کر رہے

تھے۔۔۔۔۔۔*۔*

نحل نیچے لابی سے لان کی طرف جا رہی تھی کے سامنے سے آتے آیان نے اپنے ازلی

شوخ انداز میں کہا

"کیا حال ہے آپی نحل"

" ہمممم میں ٹھیک ہوں، تم بتاؤ کیسے ہو اور کیا حال ہے"

" جی میں ٹھیک ہوں"

ہمممممم" نحل نے اپنا منہ پھیر لیا آیان نے محسوس کیا تھا کہ وہ اس سے ناراض ہے"

۔آپی آپ مجھ سے ناراض ہے" وہ سوالیہ انداز میں نحل سے پوچھ رہا تھا"

"نہیں میں نہیں ہوں ناراض،پر تمہیں عاشی سے معافی مانگنی چاہیے"

"!کیا"

۔"ہاں، کیونکہ جو تم نے کیا ہے وہ اخلاقی طور پہ غلط ہے"

" پر آپی اپ کو کیسے پتہ چلا"

۔" میں اس دن سب کچھ دیکھ رہی تھی لان میں"

آپی وہ میں"اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتا کہ پیچھے سے دعا اور فاطمہ آ گئی اور وہ " دونوں نحل کو چلنے کا کہنے لگی۔ فاطمہ تو آیان کو اتنے برے طریقے سے دیکھ رہی تھی جیسے ابھی کچا چبا جائے گی آیان کو فاطمہ کے دیکھنے سے جنجھلاہٹ ہوئی اس لیے وہ چپ چاپ وہاں سے چلا گیا نحل اور باقی سب صبین بیگم کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

______

گھر آتے ہی عاشی ,فاطمہ اور دعا اپنی باتوں میں مگن تھے اور نحل کچن میں چیزوں کو فائنل ٹچ دے رہی تھی ۔صبین اور فائیقہ بیگم دونوں ڈرائینگ روم میں بیٹھے ماضی کے بارے میں بات کرتے کرتے کب غمگین ہو گئے پتہ ہی نہیں چلا تھا۔اتنے میں نحل ڈرائینگ روم میں آئی تو دونوں ایک دوسرے سے بات کرتی کرتی رک گئی تھی نحل نے آتے ہوئے اُس شخص کا نام سن لیا تھا شاید جس سے وہ سب سے زیادہ نفرت کرتی تھی اس کا رنگ پھیکا پڑ گیا تھا مگر پھر چہرے پہ مسکراہٹ سجائے اندر داخل ہوئی ماما میں نے کھانا لگا لیا ہے "دونوں نے ہنس کے نحل کو دیکھا وہ معصوم سی لڑکی واقع " اپنی خالہ کو بہت عزیز تھی

آپ لوگ جلدی آ جائیں" ان سب نے خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا.صبین بیگم اور " فائیقہ دونوں بہت خوش تھیں اکمل صاحب اسلام آباد آج ہی واپس گئے تھے کیونکہ ان کو کوئی اہم کام تھا فائیقہ بیگم اور فاطمہ ابھی ایک ہفتہ یہاں ہی تھیں۔باسط اپنی عجیب

سی حالت کی وجہ سے اپنے بابا کے ساتھ جانا چاہتا تھا مگر اسے نانا جان نے جان نے روک لیا تھا اور صارم تو رونے والا ہو گیا تھا ۔

صارم اور باسط صارم کے کمرے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ کمرے کا دروازہ یک دم کھلا سامنے والی شخصیت اور کوئی نہیں بلکے آیان شاہ تھا آیان آ کر باسط اور صارم کے سامنے بیڈ پہ بیٹھ گیا

صارم "آیان نے صارم کو بلایا"

یار چلو کہیں باہر چلے "اتنے میں صارم نہ ہاتھ ہوا میں لہرا کہ آیان کی ہاں میں ہاں " ملائی اب آیان مسلسل باسط کی طرف دیکھ رہا تھا وہ اپنے موبائل میں مگن تھا کہ اچانک آیان اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کے پاس آ کے بیٹھ گیا

" اوئے سالے میں تجھ سے بھی پوچھ رہا ہوں"

ہمممممم " باسط نے نظرے اٹھائے بغیر جواب دیا"

یار تم لوگ جاؤ میں کہیں نہیں جا رہا "باسط ہنوز فون میں لگا تھا آیان کو تو گویا آگ ہی " لگ گئی آیان نے باسط کے ہاتھ سے فون چھین کے سائیڈ پہ رکھ دیا

باسط یار دیکھ مان جا نہ ،سوری یار ،اب مان جا میں مانتا ہوں مجھے ایسے نہیں کرنا چاہیے " " تھا

ہاں چلو شکر ہے تمہیں اپنی غلطی کا تو احساس ہوا "باسط دھیرے سے مسکرایا صارم تو "

منہ کھولے ایان کو دیکھ رہا تھا

" ایک منٹ ایک منٹ یار تو آیان ہی ہے نہ میرا کزن آیان شاہ"

"ہاں اب زیادہ اوور نہ ہو چلو چلے"

ایک شرط پہ "باسط بولا"

"؟کیا شرط ہے اب تیری"

کے جو کھائے گے تیرے پیسوں سے کھائے گے "فائنلی وہ مان گیا تھا آیان نے زور "

دار قہقہ لگایا اور باسط کو اپنے گلے سے لگا لیا

تو نہیں بدلے گا یار "آیان نے جواباً ہنستے ہوئے کہا"

ہاں بلکل" باسط بھی ڈھیٹائی سے بولا وہ دونوں ایسے ہی تھے دونوں بچپن سے ایک "

دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے تھے بچپن میں لڑنے کے کچھ دیر بعد وہ دوبارہ دوستی

کر لیتے تھے ان کے قہقے کی آواز پورے کمرے میں گونج رہی تھی۔ ان لوگوں نے ہوٹل

جا کر کھانا آرڈر کیا اور کتنی دیر باتوں میں مگن رہے اچانک آیان کے ذہن میں سوال

ابھرا

" ؟یار باسط ایک بات بتا یہ تجھے عاشی سے کب سے اتنی ہمدردی ہو گئی"

نہیں ایسی بات نہیں ہے، تم نے اس دن سب کے سامنے اس سے بہت رووڈ بی "
ہیو کیا تھا مجھے بلکل اچھا نہیں لگا "اتنا کہنا تھا کہ ایان اسے تیکھی نظروں سے دیکھنے لگا
باسط اس کی نظروں سے کنفیوز ہو کہ اسے پنچ مارنے لگا

دیکھ تو سدھر جا" باسط آیان کو پنچ مارتے ہوئے کہہ رہا تھا"

یار ، کہیں ویسا تو نہیں جو میں سوچ رہا ہوں"آیان باسط کو مزید تنگ کرنے کے موڈ "
میں تھا

تو نہ اپنی سوچ اپنے تک ہی محدود رکھ تو اچھا "ہنستے ہنستے وہ لوگ ہوٹل سے گھر کی "
طرف چل دیئے

آج رات بارہ بجے کی فلائیٹ ہے سر آپ کی " ایک کمزور سا ملازم ایک چھ فیٹ کے "
شخص کے سامنے کھڑا بتا رہا تھا

۔اچھا! تم جاو اور میری پیکنگ کمپلیٹ کرو" وہ یہ کہتا ہوا کھڑکی کی طرف مڑ گیا"

جسٹ ویٹ اینڈ واچ" وہ شخص اپنے آپ سے ہم کلامی کرتے ہوئے بولا تھا مستقبل "
۔ناجانے کیا طوفان لانے والا تھا

"ماضی"

صبین بیگم کے شوہر رضا شاہ ایک اچھے انسان تھے رضا شاہ اور عدنان شاہ دو بھائی تھے وہ دونوں اپنے باپ کی ساری جائیداد کے برابر کے حقدار تھے ان کے والد صاحب نے بہت محنت سے یہ ساری جائیداد بنائی تھیعدنان شاہ نے بڑے ہونے کے زور پہ ساری جائیداد اور گھر پہ قبضہ کر رکھا تھا ساری زمین جائیداد اپنے بچے بیوی پہ لُٹانے میں مگن تھے ساری جائیداد پہ قبضہ کر لیا تھا اور اپنا بھیانک روپ دیکھا کہ رضا صاحب کو زندگی کا سب سے بڑا دکھ دیا تھا وہ اس دکھ اور ظلم کو سہہ نہیں پائے اس صدمے سے دن بدن ان کی حالت خراب ہو رہی تھی جب عدنان صاحب نے ساری جائیداد اپنے نام کروا لی اور رضا صاحب کو ان کے اباو اجداد کے گھر سے بے دخل کر دیا تو انھوں نے اپنی زندگی کی تمام تر جمع پونجی سے گھر خریدا اور اپنا پرانا گھر چھوڑ کے اپنی بیٹیوں اور بیوی کے ہمراہ یہاں رہنے لگے۔

____

نحل کے دماغ میں اپنے بابا کی تنہائی اور دکھ سما گیا تھا وہ چاہ کے بھی اپنے بابا کے دکھ اور تکلیف کو بھُلا نہیں پائی تھی نہ جانے کتنا وقت وہ اس دکھ میں مبتلا رہی تھی پر وقت کے ساتھ ساتھ اس نے خود کو سمبھال لیا تھا وقت کی ایک اچھی بات یہی ہے کہ وہ جیسا بھی ہو اچھا یا برا گزر جاتا ہے پر وقت اور حالات انسان کو تراشتے تراشتے نگینہ بنا دیتے ہے اور یہی ہوا تھا نحل کے ساتھ وہ بھی گوہر بن گئی تھی "گوہرِنایاب" پرپتا

نہیں یہ گوہر کس کی قسمت میں تھا اسے نفرت تھی نفرت اپنے تایا اور ان کے گھر والوں سے اس کی زندگی میں آنے والے کئی طوفانوں کی وجہ وہ لوگ تھے۔

عالی نے آج اپنی جاب پہ جانا تھا وہ گاڑی کے پاس کھڑا بابا کا انتظار کر رہا تھا کیونکہ آج ابان صاحب اور عالی اکھٹے ہی آفس جا رہے تھے ابان شاہ نے عالی کو اپنے ساتھ جانے کے لیے کہا تھا اتنے میں ابان شاہ گھر کے داخلی دروازے سے باہر نکلے اور گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔

رضوی ہاوس میں آج عاشی کا تو یونی جانے کا بلکل موڈ نہیں تھا جبکے دعا تو پہلے ہی تیار تھی کہ اسے سکول سے چھٹی کرا لی جائے ان تینوں نے آج گھر میں رہنے کا سوچا تھا نحل کالج کے لیے نکل چکی تھی کالج میں امتحانات کا سلسلہ ختم ہونے کو تھا اب وہ اپنے سٹوڈنٹس کو پریکٹیکل کی تیاری کروانی تھی دوسری طرف باسط کو یونی کے کسی اہم کام سے جانا تھا تو وہ اپنی ماما اور فاطمہ کو بتانے کی غرض سے رضوی ہاوس کے لیے نکل گیا صارم کا کالج تھا۔آیان گھر میں اکیلا نہیں رہنا چاہتا تھا تو وہ بھی باسط کے ساتھ ہو لیا عالیہ بیگم خوش خوش سی پورے گھر میں سارے کام کاج نمٹا رہی تھی ان کی خوشی کی وجہ عام نہیں تھی وہ سالوں سے جس چیز کا ارمان لیے ہوئے تھی وہ پورا ہونے جا رہا تھا۔

ابان صاحب نے عالی کو بریک میں اپنے آفس میں بلوایا تھا ایک ضروری بات کی غرض سے عالی کو تو سمجھ نہیں آئی کہ ایسی کونسی ضروری بات ہے جس کی وجہ سے بابا کا رویہ پہلے کی نسبت بہت مختلف تھا ابان شاہ نے آج رات ہی اسلم صاحب سے نحل اور عالی کے رشتے کی بات کا سوچا تھا اس بات کی خبر سوائے عالیہ بیگم کے کسی کو نہیں تھی یہی وجہ تھی ان کی خوشی کی ان دونوں کو نحل بچپن سے ہی بہت پسند تھی وہ ہمیشہ نحل کو اپنی بیٹی سمجھتی تھی ان کی اپنی کوئی بیٹی نہیں تھی انہوں نے نحل کو ہمیشہ اپنی بیٹی مانا تھا نحل کی سلجھی ہوئی طبییت اور اس کی نیک سیرتی کی وجہ سے ابان صاحب کو وہ دلوں جان سے عزیز تھی وہ ہمیشہ نحل کو فوقیت دیا کرتے تھے جس سے ان کے اپنے بچے اکثر ان سے ناراض ہو جایا کرتے تھے ابان صاحب نے عالی کی آنکھوں میں نحل کے لیے پسندیدگی دیکھی تھی اور وہ جانتے تھے کہ عالی کبھی بھی انکار نہیں کرے گا وہ اچانک بچپن کہ ایک لمحے میں کھو سے گئے۔عالی چار سال کا تھا جب وہ تین سال کی نحل سے اس بات پہ لڑ رہا تھا کہ یہ میرے بابا ہے اور تم اپنے بابا کے پاس جاؤ مگر نحل مسلسل نہ میں سر ہلا رہی تھی ابان صاحب ابھی اس بات پہ مسکرا رہے تھے کہ کمرے کا دروازہ کھلا ابان صاحب کو مسکراتا دیکھ کر عالی تو حیرت کے سمندر میں گھر گیا ایسا بہت کم ہوتا تھا کہ عالی اپنے والد صاحب کو مسکراتا پائے۔عالی ان کے سامنے آ کر کرسی کھینچ کے بیٹھ گیا اور کہنے لگا

" بابا وہ آپ نے مجھے بلایا تھا"

ہمممم بلایا تو تھا یہ بتاؤ کام سب صیح چل رہا ہے اور اس کمپنی نے کب سے کام "

" سٹارٹ کرنا ہے ہماری کمپنی کے ساتھ

"جی بابا وہ لوگ جلدی کیچ اپ کرے گے"

بات یہ ہے کہ میں نے تمہارے لیے آج بابا سے تمہاری شادی کی بات کرنے کا "

سوچا ہے کیونکہ اب تمہارا کام تو سٹیبل ہو گیا ہے اب یوں بلا وجہ گھومنا پھرنا ٹھیک

نہیں ہے" وہ ایسے ہی تھے سیدھی بات کرنے والے تھے وہ بات کو گھوما پیھرا کے کرنا

نہیں جانتے تھے

اب اپنی ذمہ داری لو "عالی کی تو ایک لمحے کے لیے جان ہی نکل گئی تھی ایسا محسوس "

ہو رہا تھا کہ پیروں کہ نیچے سے زمین کھینچ لی گئی ہو

مگر بابا "اس کے منہ سے الفاظ ادا نہیں ہو پا رہے تھے"

مگر وگر کچھ نہیں شام میں تیار رہنا "ابان صاحب اپنی بات کر چکے تھے عالی ایک لمحے "

کو کھو گیا اچانک اس کے کانوں سے آواز ٹکرائی

اب جاو اور جا کر اپنا کام دیکھو "ابان صاحب اپنی جگہ پہ کھڑے ہو گئے انھیں کسی "

کام سے باہر جانا تھا عالی کھڑے ہوتے ہی مڑ گیا اور تیز قدموں سے چلتا اپنے کیبن

کی طرف چلا گیا وہ اپنی کرسی پہ ڈھے سا گیا اسے سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا

کرے گا اگر اسکی شادی کسی اور سے طے کر دی گئی تو۔

صبین اور فائیقہ بیگم کو اسلم صاحب نے شاہ ہاوس بلوایا تھا وہ لوگ سب اب شاہ ہاوس جانے کی تیاریوں میں مگن تھے اتنے میں عاشی لاونج میں ماما سے ٹائم پوچھنے کی غرض سے نیچے کی طرف تیز قدموں سے چلتی آرہی تھی جہاں آیان اور باسط دونوں بیٹھے باتوں میں مگن تھے اچانک سے عاشی کی آواز دونوں کہ کانوں سے ٹکرائی

" ماما ماما،کہاں ہے یار "اس نے ایک بدنما شکل بنا کہ آیان کو دیکھا باسط تو چپ چاپ بیٹھا تھا کیونکہ فائیقہ بیگم اس سے مزید ایک دن رکنے کا کہہ رہی تھی جس پہ اسے بہت غصہ تھا کیونکہ وہ واپس جانا چاہتا تھا اتنے میں صبین بیگم کچن سے باہر آئی اور کہنے لگی

"کیا بات ہے عاشی کیوں چیخ رہی ہو" عاشی کو تو پہلے ہی آیان کو دیکھ کہ غصہ چڑھ گیا"

" کچھ نہیں ماما،ٹائم کا پوچھنا تھا کہ نانو کہ گھر کتنے بجے جانا ہے اگر لیٹ جانا ہے تو ہم لوگ شاپ سے ہو آئے ہم نے کچھ چیزیں لینی ہیں "۔

"ہاں شام میں جانا ہے" صبین بیگم نے مصروف سا جواب دیا"

"اوکے ماما ہم چلے جائیں پھر"

"ہاں چلے جاؤ،مگر کسی کو ساتھ لے کے جانا ایسا کرو باسط کے ساتھ چلے جاو تم لوگ"

"اوہوں نہیں ماما ہم خود چلے جائیں گے"

نہیں اکیلے نہیں جاو گی" صبین بیگم نے غصے سے جواب دیا تو وہ چپ ہو گئی صبین "
بیگم نے باسط کو آواز دی باسط ان کی طرف متوجہ ہو گیا

بیٹا تم ان سب کو شاپ تک لے جاؤ انہوں نے جو لینا ہے لے لیں گیں "عاشی کو "
تو رونا آ رہا تھا مگر جانا بھی ضروری تھا کیونکہ عاشی کی یونی میں فنکشن تھا اسے کچھ
ضرورت کی چیزے لینی تھی اس لیے وہ چپ چاپ اوپر کی طرف چلی گئی عاشی فاطمہ
اور دعا تینوں تیار ہو کے نیچے آئی تو باسط اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا ہوا باہر کی طرف ہو لیا
عاشی کچن میں بتانے چلی گئی آیان یہ سوچتے ہوئے باسط کے پیچھے لپکا کے وہ اکیلا
یہاں کیا کرے گا اسی اثناء میں وہ سامنے سے آتی فاطمہ سے ٹکرا گیا جو عاشی کو لینے
کے لیے واپس اندر آ رہی تھی

کیا مسئلہ ہے آپ کا دیکھ کہ نہیں چلتے "فاطمہ چلائی"

ہاں وہ میری نظر کمزور ہے "آیان ڈھٹائی سے بولا"

"افففففف آپ سے بات کرنا فضول ہے"

ہاں تو میں نے کونسا تمہیں دعوت دی ہے".فاطمہ کا دل چاہ رہا تھا اس کا سر پھاڑ "
دے اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتی عاشی پیچھے سے آتی نظر آئی فاطمہ جلدی سے عاشی
کی طرف بڑھ گئی اور آیان باہر کی جانب بڑھ گیا

یار تو کیوں آگیا اب وہ بولے گی ،پہلے ہی وہ تجھ پہ بہت غصہ ہے" باسط نے حیرت "
سے پوچھا

کچھ نہیں ہوتا" آیان لا پروائی سے بولا"

تو بہت کمینا انسان ہے قسم سے "باسط نے آیان کو دیکھتے ہوئے کہا"

ہاں وہ تو میں ہوں" آیان بولا دعا اس کی بات پہ بے ساختہ ہنس دی" -

" تم تو چپ کرو چمچی"

آیان تو چپ ہو کر نہیں بیٹھ سکتا "باسط نے دعا کے رِدِعمل سے ڈرتے ہوئے کہا دعا " چپ چاپ بیٹھی باہر کی جانب دیکھ رہی تھی وہ آیان کی عادت سے واقف تھی

عاشی فاطمہ کو بتا رہی تھی کہ امی نے جلدی آنے کا کہا ہے اور باہر سے کچھ کھانے سے بھی منع کیا ہے.

کیوں جی "فاطمہ چیخی"

" کیونکہ بعد میں وہ لوگ ہمیں ہسپتال نہیں لے کے جائیں گی"

چلو جی "فاطمہ کا منہ لٹک گیا اتنے میں ہارن کی آواز سنائی دی عاشی اور فاطمہ پورچ " میں پہنچی تو باسط کہ ساتھ والی سیٹ پہ بہت اطمینان سے بیٹھے آیان کو دیکھ کی عاشی تپ گئی

" یہ کیا ہے آیان تم نہیں جاو گے"

کیوں" آیان نے آبرو اُچکائی"

"بس تم جاو گے تو میں نہیں جاوں گی"

کیا مسئلہ ہے یار جلدی کرو "دوگھنٹے ہے بس فاطمہ تنگ آتے ہوئے بولی باسط تو چپ "
چاپ عاشی کو دیکھ رہا تھا

باسط تم کہو اسے" عاشی نے باسط کی طرف التجائی انداز میں دیکھا جو آیان اب کو دیکھ "
رہا تھا آیان نے بیچ میں ٹانگ آڑائی

یہ مجھے نہیں کہے گا اگر میں نہیں جاو گا تو یہ بھی نہیں جائے گا اور اگر یہ نہیں "
جائے گا تو کوئی بھی نہیں جائے گا"ایان نے کندھے اچکائے تو عاشی ایان کی باتوں
سے تنگ آتی ہوئی گاڑی کا دروازہ کھول کے بیٹھ گئی

چلیں اب" باسط ان دونوں کی حرکتوں پہ مسکرا رہا تھا کہ عاشی کی بات پہ جواباً کہا"
ہممممم چلو"گاڑی میں سوفٹ میوزک تھا وہ سب اپنے آپ میں مگن روانہ ہو گئے وہ "
لوگ مال میں عاشی کے لیے فراک ڈیسائیڈ کر رہے تھے عاشی نے شور مچا رکھا تھا دکاندار
تو عاشی کو دیکھا دیکھا کہ تنگ آ چکا تھا باسط اور آیان فوڈ پوائنٹ میں بیٹھے ان کا انتظار کر
رہے تھے۔

____

ارتضی دوبئی سے پاکستان آنے والی فلائیٹ سے پاکستان پہنچ چکا تھا وہ ایک مغرور
شخصیت کا مالک نوجوان تھا وہ ایئرپورٹ سے سیدھا گھر کی طرف روانہ ہو چکا تھا اس کی
روعب دار آواز کسی بھی شخص کو دبا سکتی تھی اس کی ایسی طبیت کی ذمہ دار اس کی

پرورش تھی جس نے شاید اسے مغرور بنا دیا تھا ہر چیز کی فروانی نے اسے اپنے پہ رشک کرنا سیکھا دیا تھا۔

____

عالی آفس سے جلدی آ گیا تھا کیونکہ اس کی سوچ بھٹک کہ ابان صاحب کی طرف جا رہی تھی آخر آج رات کا فیصلہ اس کی زندگی کو کس رخ پہ موڑنے والا تھا وہ بے چین سا اپنے کمرے میں چکر کاٹ رہا تھا۔

____

نحل سمیت سارے لوگ بھی شام میں شاہ ہاوس میں مدعو تھے وہ لوگ اس تیاری میں مشغول تھے فاطمہ اور عاشی بھی نانا جان کے گھر جانے کی تیاری کر رہے تھے عاشی نے سو دوسوں فراکس میں سے اپنے فنکشن کے لیے ایک فراک پسند کی اور ساتھ چند ایک دو اور چیزے لی تھی پھر گھر سے فون آنے کی وجہ سے وہ لوگ واپس آ گئے تھے باسط اور آیان عاشی دعا اور فاطمہ کو چھوڑ کے نانا جان کے پاس چلے گئے تھے نحل نے سب کو لے کر ناناجان کے گھر جانا تھا شام کے سائے ڈھل رہے تھے سب لوگ اپنی تیاری مکمل کیے ہوئے شاہ ہاوس کی طرف رواں داوں تھے۔ اس بات سے بے خبر کے کون زندگی کے کس رخ کی طرف جانے والا ہے۔

______

عالی رات کے ڈنر کے لیے تیار ہو رہا تھا۔دماغ الجھا ہوا عاشی اور فاطمہ سب اپنی باتوں میں مگن گاڑی میں بیٹھی ہوئی تھی جبکہ عالیہ اور صبین کو بھی بابا جان کے فیصلے کا انتظار تھا ۔ابان صاحب سب سے پرسکون پائے گئے تھے اور عالیہ بیگم خوشی خوشی ڈنر کا انتظام کر رہی تھی

روشنی حسن کو تیار کر رہی تھی۔ نحل ہر چیز سے بے خبر خوشگوار موڈ میں ڈرائیو کر رہی تھی چند سانحے بعد نحل کی گاڑی شاہ ہاوس کے پورچ میں پہنچ گئی سب اندر لاونج کی طرف جا رہے تھے عالی اپنے کمرے میں کُرتا شلوار میں تیار سا ٹہل رہا تھا دل گویا سینے میں اچھل رہا ہو سب کے آنے سے گھر میں شور کی آواز گونجی تو سارے کمروں سے نکل کر لاونج کی طرف ہو لیے عالی بھی کمرے سے نکل آیا تھا سب ایک دوسرے سے ملنے ملانے کے بعد لاونج میں ہی موجود تھے صارم باسط اور آیان موبائل میں مصروف تھے عاشی فاطمہ سوفٹ ڈرنکس ہاتھ میں لیے اپنی ہی کسی بات میں مگن تھی حسن عالی کے قریب بیٹھا لاڈ کر رہا تھا۔ نحل کچن میں روشنی کے پاس جا کر شیلف پہ بیٹھ گئی تھی

۔ممانی ماموں کہا ہے؟" نحل ہاتھ میں سوفٹ ڈرنک لیے روشنی سے پوچھ رہی تھی"

وہ کام سے گئے تھے آنے والے ہے نحل "روشنی نے جواب دیا جو مسلسل برتن " نکالنے میں مصروف تھی

اچھا چلیں لائے میں بھی آپ کی ہلپ کرتی ہوں " نحل اب شلف سے نیچے اتر گئی " تھی

ہاں آ جاو" باہر دادا جان اب بڑوں کو اپنے ڈرائینگ روم میں آنے کا کہہ رہے تھے نانا "
جان اور سب بڑے ڈرائنگ روم میں تھے جبکے نحل اور عاشی ٹیبل سیٹ کر رہی تھی اور
فاطمہ مسلسل باتیں بنانے میں مگن تھی سامنے سے آیان اندر آتا ہوا بولا

" فاطمہ تم بھی کوئی کام کر لیا کرو"

کیوں آپ کو کوئی خاص مسئلہ ہے تو میرے حصے کا کام تم کر لو" فاطمہ نے کھرا "
۔جواب دیا آیان نے محسوس کیا تھا کہ وہ آپ سے تم پہ آگئی تھی

نہیں ، مجھے کیا مسئلہ ہو گا"وہ اسے مزید زِچ کر کے اپنی رہی سہی عزت بھی کم "
نہیں کروانا چاہتا تھا نحل جو کچن سے آ رہی تھی آیان کو دیکھ کے گویا ہوئی

"ہاں جی کیا کر رہے ہیں آپ یہاں"

"کچھ نہیں میں پانی پینے آیا تھا"

اوہ، اچھا پی لو "آیان ڈائنینگ سے ہوتا ہوا کچن میں چلا گیا جہاں عاشی کھڑی پڈنگ "
سیٹ کر رہی تھی آیان اس وقت عاشی کو چھیڑنے کے موڈ میں بلکل نہیں تھا اس
۔لیے چپ چاپ پانی کا گلاس لیے کچن سے نکل گیا

____

عالیشان گھر کے سامنے گاڑی رُکی تھی کالے رنگ کی گاڑی سے چھ فٹ کا نوجوان نکلا
اور گھر کے اندرونی دروازے سے داخل ہوتا بڑے سے لان کو عبور کرتا گھر کے مرکزی
لاونج میں پہنچ گیا تھا فضہ صاحبہ گھر میں بے چین سی اپنے اکلوتے بیٹے کا انتظار کر

رہی تھی ارتضی نے اونچی آواز میں سلام کیا تو وہ حیرت کے مارے سیڑھیوں سے تیزی

سے اترتی ہوئی نیچے آئی ان کو اپنی آنکھوں پہ گویا یقین ہی نہیں آ رہا تھا

میرا بچہ " بے ساختہ فضہ صاحبہ کے منہ سے کلمات نکلے اور وہ اب اپنے لاڈلے بیٹے "

۔کو سینے سے لگائے کھڑی تھی

امی کیسی ہے آپ"وہی مختصر سا سوال"

میں اب بلکل ٹھیک ہوں ،میرا پیارا بیٹا جو مجھ سے ملنے آ گیا ہے اب میں تجھے کہیں "

"نہیں جانے دوں گی

جی "ارتضی نے جواب دیا"

"جاو تم فریش ہو جاو میں کھانا لگواتی ہوں"

امی بابا کہاں ہے" ارتضی کی نظر پورے گھر میں گھوم رہی تھی"

وہ آفس میں ہیں" فضہ بیگم نے جواب دیا"

اس وقت تک؟ "سوال ارتضی نے کیا تھا"

ہاں" فضہ صاحبہ نے جواب دیا"

۔وہ کبھی نہیں بدلیں گے "ارتضی بڑبڑاتا ہوا کھڑا ہو گیا"

تم فریش ہو جاو میں کھانا لگواتی ہوں"ہاں میں سر ہلاتا وہ اپنے کمرے کی طرف مڑ گیا "

حیرت سے کمرے کو دس منٹ تک مسلسل دیکھنے کے بعد ارتضی کہیں کھو گیا وہ

بچپن تھا،جہاں سب کی آوازیں گونج رہی تھی دادا جان کی آواز ارتضی کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔

کیا کر رہے ہو ارتضی میری بچی کو تنگ نہ کرو" اور کوئی نہیں دادا جان تھے ان کی " یادیں تھی اور وہ بچی وہ جو اس سے چھ سال چھوٹی تھی سایہ لہرایا تھا اس کی آنکھوں کے سامنے وہ اپنا کوٹ صوفے پہ رکھتے ہوئے فریش ہونے کے لیے باتھ روم کی جانب بڑھ گیا وہ بچپن سے دادا کے ساتھ رہتا تھا۔ اس لیے دادا جان کے بعد بھی وہ کمرہ ارتضی کا تھا جہاں صرف یادیں تھی۔

____

نانا جان اپنا فیصلہ سب بڑوں کو بتا چکے تھے باسط کے لیے عاشی کا رشتہ مانگا تھا نانا جان نے صبین بیگم سے دوسری طرف عالی کے لیے نحل کا رشتہ ابان صاحب نے صبین بیگم سے مانگا تھا سب صبین بیگم کے جواب کے منتظر تھے مگر ان کو تو سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی کہ اپنے خدا کا شکر کیسے ادا کریں وہ گم سم سی بیٹھی اپنے ہاتھوں کو گھور رہیں تھیں اس وقت انہیں رضا صاحب کی کمی شدت سے محسوس ہوئی تھی اسلم صاحب کی آواز سے وہ حال میں لوٹی۔

۔صبین تم جو کہوں گی وہی ہو گا" اسلم صاحب اپنی بیٹی سے کہہ رہے تھے"

" مجھے تو کوئی اعتراض نہیں لیکن مجھے ایک بار میری بیٹیوں سے پوچھنے دیں ابا جان"

ہاں کیوں نہیں تم ان سے ضرور پوچھو " ابان صاحب صبین بیگم سے مخاطب تھے"

جی بھائی "صبین بیگم کی آواز بھیگ گئی تھی فائیقہ بیگم تو صبین بیگم سے لپٹ گئی "
تھی۔ سب خوشی سے مسکرا رہے تھے۔

______

عالی کی جان سولی پہ اٹکی ہوئی تھی اس کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا تھا کہ اندر کیا ہو رہا ہے اس کے چہرے کے اتار چڑھاو دیکھتے ہی باسط ، عالی سے پوچھنے لگا

" بھائی کیا ہوا ہے آپ پریشان لگ رہے ہیں"

میں،نہیں تو"عالی نے بظاہر لاتعلقی سے جواب دیا۔ آیان بھی انکی جانب متوجہ ہو گیا "
اس لیے بولنا اپنا فرض سمجھا

" لیکن آپ کی شکل سے تو صاف ظاہر ہو رہا ہے"

کچھ نہیں ہوا یار "ابھی عالی اتنا ہی بولا تھا کہ روشنی اور عاشی سب کو کھانے کے لیے "
بلانے لگیں۔

جی چچی ہم آ رہے ہیں" آیان نے جواب دیا باسط ایان اور عالی سب کھڑے ہو گئے "

عالی نے اپنی جان چھڑائی اور ڈائنینگ کی طرف ہو لیا سب کھانا کھا رہے تھے عالی تو گویا کسی اور ہی دنیا میں تھا ہنستے مسکراتے کھانا ختم کر کے سب لوگ لاونج میں چائے پی رہے تھے۔

_____

رات کے نو بجے نحل سمیت باقی پوری ٹیم دعا کے کمرے میں قیام پذیر تھے۔عالی اپنے کمرے میں آفس کے کام کو بکھیرے بیٹھا ابان صاحب کا انتظار کر رہا تھا لیکن کچھ دیر بعد عالیہ بیگم کمرے میں تشریف لے آئیں۔

" جی امی آ جائیں"

کیا کر رہے ہو عالی" عالیہ بیگم بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگی"

کچھ نہیں "دماغ ابھی بھی وہی الجھا ہوا تھا عالی بھی مصروف سا بولا"

اچھا یہ کام چھوڑوں میری بات دیھان سے سنو" وہ عالی کے لیپ ٹاپ کی سکرین نیچے " کرتی ہوئی بولی

جی "عالی نے جواب دیا عالی کو بتا دیا گیا تھا وہ خوش تھا اس کی خواہش پوری ہونے " جا رہی تھی وہ اپنا رب کا جتنا شکر کرتا کم تھا وہ بس نحل کے جواب کا منتظر تھا اسکے دل میں ڈر بھی تھا ٹھکرائے جانے کا ڈر۔

صبین بیگم نے اپنی دونوں بیٹیوں سے بات کر لی تھی عاشی ہاں کر چکی تھی اسے بلکل کوئی مسئلہ نہیں تھا اور نحل نے ابھی وقت مانگا تھا۔پر وہ اپنی ماں کو انکار نہیں کر سکتی تھی دو دن دیے تھے صبین بیگم نے نحل کو وہ بس فیصلہ کرنے سے ڈر رہی تھی دل میں خوف تھا خود کو کسی کو سونپنے کا وہ بس خاموشی سے صورتحال کا جائزہ لے رہی تھی۔

اسلام علیکم خالہ، ارتضی کہاں ہے ؟ "ایک خوبصورت نوجوان تیکھے نقوش کی خوبصورت "
لڑکی خوشی سے بھاگتی ہوئی فضہ صاحبہ کے پاس پہنچی تھی وہ اور کوئی نہیں فضہ صاحبہ
کی اکلوتی بھانجی دو بھائیوں کی بہن "مشال زہرا "تھی جو ایک ہنستی مسکراتی شوخ مزاج
لڑکی تھی مشال کو ارتضی شروع سے ہی دل ہی دل میں بہت پسند تھا۔

ارے ،مشال خالہ کی جان اکیلی آئی ہو امی کہاں ہے؟" فضہ صاحبہ نے دوبدو "
سوال کیا تو مشال نے نہ میں سر ہلایا اور کہنے لگی

"وہ نہیں آئی ابھی کے لیے میں ہی آئی ہوں ارتضی سے ملنے"

اچھا" فضہ صاحبہ نے اثبات میں سر ہلایا"

"جی"

وہ اپنے کمرے میں ہے "ارتضی جو اپنے کمرے میں پڑا سو رہا تھا مشال کی آواز اور "
شور پہ سہما سا مشال کو آدھ کھولی آنکھوں سے دیکھنے لگا۔

افففففف ارتضی آپ آ گئے اور مجھے بتایا بھی نہیں "مشال نے مصنوعی نراضگی کا "
اظہار کیا جب کہ وہ جانتی تھی کہ اس سے ارتضی کو بلکل فرق نہیں پڑتا۔

کیوں تمہیں کیوں بتاتا میں اور تم کیا کر رہی ہو میرے کمرے میں جاو یہاں سے " "
لہجہ سخت اور اکھڑا ہوا تھا

آپ جلدی نیچے آ جائے خالہ ناشتے کے لیے بلا رہی ہے" اس نے مشال کی ساری "

خوشی غارت کر دی تھی وہ واپس فضہ صاحبہ کے پاس کچن میں پہنچ گئی اب وہ اپنی

خالہ کا ہاتھ بٹا رہی تھی۔ ارتضی کی آنکھیں گواہی دے رہی تھی کہ وہ ساری رات نہیں

سویا وہ اسی لیے پاکستان آنا نہیں چاہتا تھا دور رہنا چاہتا تھا سب سے اس گھر سے اس

کی یادوں سے اس کی آنکھوں کے سامنے آج بھی وہ سولہ سال کی معصوم لڑکی کا روتا ہوا

چہرہ آتا تھا اس کی بے بسی یاد آتی بے یقینی ہی بے یقینی تھی اس کی آنکھوں میں

جب وہ اس لمحے کو یاد کرتا تو وہ اپنے بابا سے مزید نفرت کرتا چلا جاتا وہ جیسا بھی تھا پر وہ

رضاچچا کی موت کو ہمیشہ اپنے باپ کے سر گردانتا تھا۔وہ بابا سے نظریں نہیں ملانا چاہتا

تھا اس لیے کمرے سے باہر جانا بھی اسے ایک مشکل کام لگ رہا تھا مگر خود کو کمپوز

کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا کھانے کی میز پہ عدنان صاحب فضہ اور مشال بیٹھے تھے ارتضی نے

سب کو سلام کیا عدنان صاحب جانتے تھے کہ ارتضی ان سے دور ہو گیا ہے اور اولاد

۔سے دوری ماں باپ کو وقت سے پہلے بوڑھا کر دیتی ہے

____

نحل نے فیصلہ لے لیا تھا۔وہ مزید نہیں سوچنا چاہتی تھی اسنے زندگی میں صرف ایک مرد

پہ یقین کیا تھا وہ بھی اسے بیچ راستے میں اکیلا چھوڑ گئے تھے اور وہ اور کوئی نہیں نحل

کے بابا تھے پر اب کی بار اس نے معاملہ اللہ پہ چھوڑ دیا تھا وہ اپنے بیڈ سے اٹھ کے

صبین بیگم کے کمرے میں چل دی عاشی پہلے ہی صبین بیگم کے کمرے میں بیٹھی

۔باتیں کر رہی تھی دروازہ کھلنے کی وجہ پہ دونوں کی گردن کا رخ اس کی جانب تھا

ماما " نحل نے صبین بیگم کو مخاطب کیا"

"ماما جانی مجھے آپ سے بات کرنی ہے"

۔ہاں کہو کیا بات ہے میرا بچہ "صبین بیگم نے متوجہ ہو کر نحل کی بات سنی"

ماما آپ ماموں جان کو رشتے کے لیے ہاں کر دیں" ایک پل کے لیے نحل کا دل سہم " گیا تھا عاشی گھوم کے نحل کے گلے لگ گئی اس کی خوشی کا تو کوئی ٹھکانا نہیں تھا صبین بیگم اپنی بیٹیوں کو دیکھ کے خوش ہو رہی تھیں نحل بھی مسکرا رہی تھی صبین بیگم نے صبح اسلم صاحب کے ہاں جانے کا فیصلہ کیا تھا فائیقہ بیگم تو عاشی کے جواب کے بعد اسلام آباد چلی گئی تھی اور نحل کے جواب کے بعد سب نے منگنی کی رسم کا ۔فیصلہ کیا تھا

*

*------

باسط کو نانا جان کے فیصلے پہ حیرت ہو رہی تھی وہ حیران تھا کہ آخر عاشی اتنی جلدی کیسے مان گئی لیکن یہ تو صرف عاشی جانتی تھی کہ اسنے باسط کے لیے ہاں کیوں کی تھی عاشی مادام کے مطابق اگر باسط سے شادی نہ ہوئی تو آخری چوائس آیان ہے اور آیان سے تو عاشی مر کر بھی شادی نہ کرے۔ آیان دوسری طرف شکر کے سجدے ادا کر رہا تھا کہ عاشی نام کی چڑیل اس کے پلے نہیں پڑی آیان تو باسط کو بھی وارن کر چکا تھا کہ اب اسے اپنی خیریت منانی ہو گی عاشی سے محبت کہیں اسے بھاری نہ پڑ جائے۔

*

*------

ارتضی اپنے بزنس کے کام سمبھالنے میں مصروف تھا اس کا آفس گلز کالج کے سامنے ہی واقعہ تھا وہ رات کو لیٹ نائیٹ آفس سے گھر جاتا اور صبح جلدی گھر سے نکل جاتا گھر رات کو واپسی بھی دیر سے ہونے کی وجہ سے سب سو جاتے تھے فضہ صاحبہ ارتضی کے رویے سے بہت پریشان تھی رات بارہ بجے کے قریب ارتضی گھر پہنچا تو گھر میں سناٹا تھا۔ ارتضی سیدھا اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا کہ سامنے سے آتی مشال ارتضی کو دیکھتے ہی رک گئی۔

"اسلام علیکم ارتضی"

وعلیکم سلام ، تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" "مجھے خالہ نے روکا ہے وہ اکیلی تھی انکل "
۔بھی گھر نہیں ہے"اس نے آنکھوں میں آنکھیں ڈالے جواب دیا

کیوں بابا کہاں ہیں؟"ارتضی نے سوال کیا"

وہ بھی آپ جیسے ہے گھر کی کوئی پرواہ نہیں ہے"مشال نے جواب دیا ارتضی دوقدم "
۔بڑھا کے مشال کے قریب ہوا اور اسکے منہ کو اپنے ہاتھ کے شکنجے میں جکڑے کہنے لگا
تم میرے گھر کے معاملات سے دور رہو تو تمھارے لیے اچھا ہو گا"ایک جھٹکے سے "
ارتضی نے اس کا منہ چھوڑا اور بڑے بڑے ڈگ بھرتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔مشال
بت بنی کھڑی تھی ارتضی اسے سر سے پاوں تک لرزتا چھوڑ گیا ایک آنسو ٹوٹ کے رخسار
پہ بہہ نکلا۔مشال خالہ کے کمرے میں ہانپتی ہوئی پہنچی تھی اور خود کو نارمل کر کے
فضہ بیگم کے ساتھ بستر پہ لیٹ گئی سوچتے سوچتے نا جانے کب اس کی آنکھ لگی اسے
۔پتہ ہی نہیں چلا

*

*---

صبح کے چار بجے نحل اپنے کمرے میں نماز کی غرض سے جاگ رہی تھی۔ عاشی نحل
۔کے کمرے کا دروازہ کھولتی ہوئی اندر آ بیٹھی

آپی میں بھی آپ کے کمرے میں ہی نماز پڑھ لیتی ہوں ویسے بھی آج آپ نے کالج "

"نہیں جانا

ہاں چھٹیاں چل رہی ہیں۔" نحل نے عاشی کو جواب دیا۔ نحل نماز پڑھ کر باہر لان "

میں جا بیٹھی۔ نحل عجیب سی کیفیت کا شکار تھی کچھ دن سے اسے ایسا محسوس ہو رہا

تھا جیسے کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے وہ ابھی یہ بات کسی سے بھی نہیں کرنا چاہتی تھی

وہ خود تصدیق کرنا چاہتی تھی کہ آخر ایسا کچھ ہے بھی یا محض یہ اسکا وہم ہے۔عاشی دو

۔کپ چائے بنائے لان میں داخل ہوئی

عاشی نحل کے قریب بیٹھتے ہوئے بولی

نحل آپی آپ مجھے پریشان لگ رہی ہیں کیا بات ہے، کہیں آپ عالی بھائی کو لے کر "

۔"تو پریشان نہیں آپ پریشان نہ ہو وہ ایک شریف اور نیک انسان ہے

۔تم بہت جانتی ہو اپنے عالی بھائی کو؟ "۔ نحل کو عاشی کی بات پہ ہنسی آ گئی"

۔جی اتنے معصوم سے ہیں وہ بیچارے"۔ عاشی نے بیچاری سی شکل بنا کے جواب دیا"

۔"ہاہاہاہاہاہاہا،کوئی حال نہیں عاشی تمہارا"

۔اچھا پھر بتائے کیا ہوا ہے آپ کو؟" عاشی سنجیدگی سے پوچھنے لگی"

نہیں کچھ بھی نہیں" اسنے ابھی کچھ بھی بتانے سے گریز کیا کیونکہ یہ اس کا وہم " بھی ہو سکتا ہے شاید ایسا کچھ ہو ہی نہ جیسا وہ سوچ رہی ہے۔دونوں چائے پینے میں مگن ہو گئی۔اتنے میں دروازہ کھٹکنے لگا۔

افففف اب صبح صبح کون آ گیا "عاشی بڑبڑاتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھی اور دروازہ " کھولنے کے لیے پورچ کی طرف چل دی نحل کپ لے کے اندر چلی گئی عاشی نے دروازہ کھولا تو سامنے کھڑے شخص کو دیکھے منہ بگاڑا جو شاید اسی کا منتظر تھا وہ جانتا تھا عاشی ہی دروازہ کھولے گی۔

"افففففف آیان تم کیوں ٹپک پڑے ہو؟"

اووووہو ہٹوں تم چڑیلوں کی ملکہ!" آیان بازو سے عاشی کو پیچھے کرتا اندر داخل ہو گیا"۔

کیا بدتمیزی ہے یہ جاہل آدمی"۔ عاشی بگڑ کے بولی"۔

پھوپھو کہاں ہیں مجھے انہوں نے بلایا ہے" ۔آیان نے اپنے آنے کی وجہ بتائی"۔

مجھے نہیں پتہ"۔ عاشی آیان سے پہلے مڑی اور لاونج کی جانب چل پڑی اس کے پیچھے " آیان بھی ہو لیا۔صبین بیگم نے اسلم صاحب کے گھر جانے کے لیے آیان کو بلوایا تھا۔

کون تھا عاشی"۔ نحل نے سوال کیا"۔

کون ہو سکتا ہے خاندان میں ایک ہی آدمی فالتو ہے جسے کوئی دنیا کا کام نہیں " سوائے یہاں وہاں چکر کاٹنے کے"۔ عاشی بیزاری سے بولی

افہوں عاشی ،بھائی ہے شرم کرو" نحل نے عاشی کو سمجھانا چاہا"۔

چھوڑے آپی اسے، میں اس بلا کا بھائی نہیں بنتا اللہ بچائے اس سے "-آیان تنک "
کے بولا

-اففف!،بس کرو تم دونوں"- نحل اکتاتے ہوئے بولی"

-آ گیا میرا بچہ- "آیان کے عقب سے آواز سنائی دی"

اسلام علیکم ،پھوپھو کیا حال ہے میری پیاری پھوپھو کا؟"-آیان لاڈ سے صبین بیگم "
-کے کندھے پہ سر رکھتا ہوا بولا

-میں تو ٹھیک ہوں میری جان تم کیسے ہو؟"انھوں نے آیان سے پوچھا"

- جی پھوپھو الحمداللہ، آپ تیار ہیں کہتی ہیں تو چلتے ہیں"-آیان سیدھا ہوتا ہوا بولا"

ہاں تم بیٹھو نحل تمہارے لیے چائے بنا رہی ہے پی کے چلتے ہے، میں اندر سے شال "
-لے آوں"- صبین بیگم اپنے کمرے کی طرف چلی گئی

اوکے پھوپھو"آیان صوفے پہ بیٹھتے ہوئے بولا-چند لمحوں بعد نحل چائے کا کپ اور "
- باقی لوازمات لیے لاونج میں داخل ہوئی

لو آیان کھاو آرام سے "- نحل ٹرے رکھتے ہوئے وہی اس کے برابر میں رکھے صوفے پہ "
- بیٹھ گئی

آپی پھوپھو سے کہیں ذرا جلدی کریں مجھے ایک کام سے اپنے دوست کے گھر بھی جانا "
"ہے

" اوکے تم کھاو میں امی سے کہتی ہوں"

؟"-آپی ایک بات بتائیں گی مجھے"

-ہاں ، لیکن کیا؟"- نحل آیان کے سوال پہ گڑبڑا گئی"

میں جانتا ہوں پھوپھو گھر کیوں جا رہی ہے لیکن مجھ سے اتنا انتظار نہیں ہوتا آپ بتا " دے کیا آپ نے ہاں کر دی؟" نحل کا تو آیان کا سوال سن کر ہی رنگ اڑ گیا- یہ -کیسا سوال تھا

آپی بتا دیں نہ میرا بھائی بیچارا آپ کے جواب کے انتظار میں آدھا ہو گیا ہے اور اگر آپ " "نے نہ کر دی تو پورا کا پورا ہی جائے گا کام سے

کچھ بھی ہاں، جو بھی فیصلہ ہو گا تمہیں پتا چل جائے گا- میں امی کو بلا لاتی ہوں تاکہ " تم اپنے ضروریبی کام پہ جلدی پہنچ جاو"- نحل نے اسے اسکا کام یاد دلایا -آیان خجل سا چائے کے گھونٹ بھرنے لگا- نحل لاونج سے سیدھا صبین کے کمرے کی طرف گئی اور -اب وہ صبین صاحبہ سے مخاطب تھی

-امی آپ نانا جان کے گھر جواب دینے جا رہی ہیں"- نحل خدشوں کی زد میں تھی"

جی میری جان "صبین بیگم اطمینان سے جواب دیا وہ اس کی پریشانی بھانپ گئی تھی " - ،وہ ماں تھی

-امی" نحل کی آواز بھر آئی ہوئی تھی وہ ڈر رہی تھی"

میری پیاری بیٹی جو ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے اور تم تو میری حوصلے والی بیٹی ہو "

پھر یہ ڈر کیسا، تمہارا ڈر بے مقصد ہے"صبین بیگم نے نحل کو سینے سے لگا لیا جیسے

۔یقین دلا رہیہوں کہ اس کا فیصلہ بلکل درست ہے۔ نحل کو اچانک یاد آیا

۔" امی آپ کو آیان بلا رہا تھا جلدی کرے اسے کہیں جانا ہے"

۔اچھا چلو چلیں۔"صبین بیگم نے نحل کو خود سے الگ کیا"

جی" نحل اور صبین بیگم دونوں اس وقت لاونج کی طرف روانہ ہو گئی۔آیان اور صبین "

بیگم جلد ہی شاہ ہاوس میں تھے اور اسلم صاحب کو وہ نحل کی ہاں کا بتا چکی تھی۔گھر

۔میں خواتین کے علاوہ کوئی نہیں تھا

ارتضی کے بے حد کوششوں کے باوجود کسی طرح بھی اسے نحل کی صورت دیکھنا

نصیب نہیں ہوا وہ نحل کو دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ کیسی ہو گئی ہے اتنے سالوں بعد، اس

کی معلومات کے مطابق تو وہ استانی بھی بن چکی تھی۔ بچپن کا ایک لمحہ اس کی آنکھوں

میں لہرایا جب وہ نحل کا شاگرد تھا ۔ نحل ہاتھ میں ایک پیمانہ لیے خالی کرسیوں پہ برسا

۔رہی تھی

۔ نحل، یہ کیا کر رہی ہو تم ؟"۔ کوئی اور نہیں چودہ سال کا ارتضی پوچھ رہا تھا"

"!میں کھیل رہی ہو ارتضی بھائی"

۔ یہ کیسی کھیل ہے نحل؟"۔ ارتضی نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے سوال کیا"

نحل نے جواب دیا"!Teacher teacher"

۔اچھا چلو ہم دونوں کھیلتے ہیں"ارتضی کی آفر نحل نے فوری طور پہ قبول کی"

"

جی مزہ آئے گا" نحل نے خوشی میں جھومتے ہوئے کہا اور پھر وہ استانی بنی ارتضی کو پڑھانے لگی۔مگر وہ کیا جانے کے نحل تو اس گھر کے کسی فرد کو دیکھنا بھی نہیں چاہتی اب اس کی خوشی اور غمی کا مرکز وہ لوگ نہیں۔ارتضی کا صبین بیگم سے اپنی طرح کا پیار تھا وہ اسے اپنے بیٹوں کی طرح پیار کیا کرتی تھی وہ جب پاکستان میں تھا تو لاکھ باپ کے منع کرنے کے باوجود وہ کبھی کبھار اپنی چچی سے ملنے چلا جاتا ۔اور وہ کبھی اسے منع نہیں کرتی تھی کیونکہ جو کچھ کیا تھا عدنان صاحب نے کیا تھا ارتضی کا کوئی قصور نہیں تھا۔ وہ اس سبب اسے پہلے جیسا پیار کرتی تھی۔بیٹھے بیٹھے ارتضی کو صبین بیگم کا خیال آیا تو اس نے فیصلہ کیا کہ وہ ان سے ملنے جائے گا اور اس بہانے عاشی اور نحل سے بھی ملاقات ہو جائے گی۔یہ پلان صرف نحل کی خاطر بنایا تھا۔اس نے کسی کو کال ملائی اور تعقید کی۔

"کل سے تم کسی کا پیچھا نہیں کرو گے سمجھ میں آئی"

جی اوکے بوس"جواب فوری طور پہ آیا تھا۔دوسری طرف سے کال ڈسکنیکٹ کر دی " گئی۔جتنا وہ جاننا چاہتا تھا وہ جان چکا تھا اور اب وہ مزید اس معاملے میں کسی کو داخل نہیں کرنا چاہتا تھا۔

____

نحل کو بیٹھے بیٹھے اس کالی گاڑی کا خیال آیا جو کچھ روز سے اس کا پیچھا کر رہی تھی۔ کون تھا آخر جو اس کا پیچھا کر رہا تھا وہ اس خیال کو سر سے جھٹکتی اپنے کمرے سے باہر لاونج میں آئی تو عاشی ویڈیو کال پہ فاطمہ سے بات کر رہی تھی اور یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ فاطمہ کو ابھی تک یہ نہ بتا چکی ہوتی کے آپی نے ہاں کر دی ہے۔فاطمہ تو گویا خوشی سے لوٹ پوٹ ہو رہی تھی ۔وہ نحل کو دیکھتے ہی بے ساختہ بولی۔

آیئے آیئے دلہنیہ آپ کا ہی انتظار ہو رہا تھا " نحل فاطمہ کی بات پہ مسکرائی۔نحل " نے اپنا سر نفی میں جھٹکا جیسے اسکی بات کوئی مذاق ہو اور منہ دوسری جانب پھیر لیا۔

افففففف آپی آپ شرما رہی ہے کیا ؟"فاطمہ اس کو تنگ کرنے کے پورے موڈ میں " تھی۔نحل کا قہقہ لگا۔فاطمہ کی بات پہ اب وہ دونوں ہنس دی۔

فاطمہ تم لوگوں نے کتنی تیاری کر لی پھر؟" ۔نحل نے فاطمہ سے پوچھا اب عاشی کی " باری تھی اب نحل اسے تنگ کرنے کے لیے فاطمہ سے سوال پوچھ رہی تھی۔

عاشی کا سوٹ لے لیا؟"۔دو بدو اگلا سوال آیا تھا"۔

" نہیں آپی ،عاشی کا تو ہم اسکی پسند کا لیں گے، کیوں عاشی ؟"

NOVEL BANK

۔اچھھھھاااا" نحل نے گردن موڑ کے عاشی کو دیکھا جو خوشی سے سرخ ہو رہی تھی"

۔جی آپی" ۔فاطمہ نے جواب دیا"

"؟ وہ طوطا (نحل باسط کو طوطا کہتی تھی۔)کہاں ہے

"آپی وہ باہر گیا ہے کسی کام سے "

۔اچھا تم لوگ کرو باتیں میں آتی ہوں"اسنے اٹھتے ہوئے عاشی سے سوال کیا"

۔"تم کھاو گی کباب میں چائے کے ساتھ کباب فرائی کرنے لگی تھی "

۔جی آپی بنا دے"۔وہ اب فاطمہ سے پھر گوسپس میں مگن ہو گئی"

____

سب کو خبر مل گئی تھی کھانے کی میز پہ عالی کو حسبِ ضرورت خوشی ہو رہی تھی یا شاید اس سے بھی زیادہ دل سینے میں جیسے اچھل رہا تھا۔صبین بیگم کھانا کھانے کے بعد ۔آیان کے ساتھ سب سے مل کر گھر کے لیے رخصت ہو گئی

____

نئی صبح سب کے لیے یکساں نہیں ہوتی عالی کی خوشی اور تھی اور ارتضی کی بے چینی اور تھی سب کچھ اپنے معمول پہ تھا سوائے ارتضی کی بے چینی کے لیے۔وقت اور حالات رُخ موڑ رہے تھے کیا ہونا ہے یہ تو کوئی بھی نہیں جانتا ۔ارتضی ناشتے کے بعد کچھ تیاری ۔کے لیے اپنے کمرے میں جا رہا تھا کے اس کو فضہ صاحبہ نے آواز دے کے روکا

ارتضی بیٹا آج تمہاری خالہ آ رہی ہے میں نے انہیں تمہارے گھر ہونے کا بتایا تھا تو "
۔"آج کہیں جانے کی ضرورت نہیں

جی"وہ کب انکار کرنے والوں میں سے تھا ۔ وہ سڑھیوں سے کمرے کی طرف بڑھ "
گیا وہ ٹریک سوٹ میں بھی کسی سے کم نہیں لگ رہا تھا اگر مشال اسے ایسے بھی دیکھ لیتی تو ساید دیکھتی ہی رہ جاتی۔اور ایک وہ تھا جسے مشال کبھی نظر ہی نہیں آئی تھی۔وہ تیار ہو کر تقریبا بارہ بجے کے قریب گھر سے نکلا ۔وہ جانتا تھا کے اس گھر کے سب لوگ جلدی اٹھنے کی عادی ہیں ۔اس لیے اس نے اس وقت کا چناو کیا تھا۔ گھر وہ جلدی واپسی کا بتا کر آیا تھا۔دستک، وہ دستک دے رہا تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے زندگی کا کوئی مشکل ترین کام کر رہا ہو۔دروازہ حسب معمول عاشی نے کھولا تھا۔آج عاشی کو جھٹکا لگا تھا جس لنگور کا وہ گمان لیے آئی تھی اس کے بر عکس دروازے میں کھڑی شخصیت کو دیکھ کے گویا اس کا ایک رنگ آ اور ایک جا رہا تھا عاشی کا منہ حیرت کے مارے کھلا ہوا تھا۔

"۔ عشاء میں ارتضی شاہ ہوں"

۔بھائی آپ، یہاں اتنے سالوں بعد "دھچکا لگا تھا عاشی کو "

۔ "اچھا اب سارے سوال دروازے پہ ہی کرو گی کیا اندر آنے کا نہیں کہوں گی"

۔نہیں آ جائیں بھائی " وہ شرمندہ سی ہوئی ۔دونوں اندر لاونج کی طرف ہو لیے"

ہاں عاشی کون تھا"سوال صبین بیگم نے پوچھا تھا۔ وہ صوفے پہ بیٹھی چائے کا کپ "
۔ ہاتھ میں لیے ٹی وی کی طرف رخ کیے بیٹھی تھی

۔امی وہ"وہ حیرت کے سمندر میں ڈوبی کچھ بول نہیں پائی"

۔ افففھو کیا وہ وہ لگائی ہے"۔ صبین بیگم اکتاتے ہوئے بولی"

اسلام علیکم"ارتضی نے اپنی مردانہ آواز میں سلام کیا۔ انھوں نے ایک جھٹکے سے "
۔گردن موڑی تھی

۔میں ارتضی پچھی"ارتضی نے مزید بتایا"

۔ حیرت تھی صبین کی آنکھوں میں وہ حیرت کے سمندر میں ڈوب کے نکلی

بیٹا آپ ،وعلیکم سلام "صبین بیگم اپنی جگہ سے اٹھ کے ارتضی کے قریب آ گئی اس "
۔نے جھک کے اپنا سر صبین بیگم کے قریب کیا تو وہ پیار دینے لگی

۔جی میں کچھ دن پہلے ہی پاکستان آیا ہوں"ارتضی نے کھڑے کھڑے بتایا"

۔اچھا آو بیٹھو "صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا"

اور امی کیسی ہے"۔ صبین بیگم اور ارتضی میں گفتگو شروع ہو گئی اور اسی اثناء میں "
عاشی چائے اور لوازمات وغیرہ لے آئی اور وہاں ہی جم کے بیٹھ گئی ۔ نحل اپنے کمرے میں لیکچر تیار کر رہی تھی۔اچانک پیاس لگنے پہ وہ اٹھ کے کمرے سے باہر لاونج میں نکلی اسنے جگ ہاتھ میں پکڑا رکھا تھا وہ کچن کی طرف جا رہی تھی اچانک اس کی نظر مردانہ آواز کی وجہ سے سٹنگ ایریا کی طرف ہوئی اور نا سمجھی کے عالم میں وہاں سے کچن کی

طرف ہو لی ۔وہ سمجھنے سے قاصر تھی آخر وہ شخص کون تھا ۔ وہ واقعی نہیں پہچانی۔دل دھڑکا تھا ارتضی کا، وہ دروازہ کھلنے کی آواز پر نظروں کا رخ پھیر کر سامنے سے آتی نحل کو دیکھ چکا تھا۔دیکھ تو عاشی نے بھی لیا تھا نحل کو اور اسکی حیرانی کے سبب وہ اٹھ کے کچن کی طرف گئی ۔

آپی" نحل کچن میں کھڑی سوچ رہی تھی کہ باہر کون ہے"۔

"؟ یار عاشی، باہر کون آیا ہے"

افففففف آپی آپ نے بھی نہیں پہچانا ناں میں بھی نہیں پہچانی تھی آپکو پتا ہے وہ "

" ارتضی بھائی ہے

کیا،وہ کیا لینے آئے ہیں یہاں ؟۔" نحل کی کیفیت بھی ان سب سے کچھ کم نہیں " تھی ۔

"۔ یار آپی وہ ہم سب سے ملنے آئے ہیں وہ کچھ دن پہلے واپس آئے ہیں دوبئی سے"

اتنے سالوں بعد انہیں کہاں سے خیال آیا ہم سے ملنے کا؟" نحل نے دو ٹوک لہجے میں " کہا۔

وہ تو باہر تھے پھر آپ ایسا کیوں کہہ رہی ہے اچھا اور ان لوگوں کے بارے میں کیا" خیال ہے جو یہاں ہوتے ہیں ؟ " نحل کے لہجے کی سرد مہری عاشی نے محسوس کی تھی

۔

آپی چھوڑے آئے ان سے ملے وہ آپ کا بھی پوچھ رہے تھے ؟۔"عاشی نے نحل کے "
۔ جواب کو نظرانداز کرتے ہوئے نئی آفر کی

نہیں" نحل نے سختی سے جواب دیا اور جگ لیے کچن سے نکل گئی۔عاشی بھی اس "
کے پیچھے کچن سے نکلی مگر نحل سیدھا اپنے کمرے کی طرف ہو لی۔ نحل کا رخ اپنے
کمرے کی طرف تھا کے پیچھے سے صبین بیگم کی آواز سنائی دی۔ نحل بغیر مڑے کمرے
میں گھس گئی۔ پانی کا جگ کمرے میں رکھتے ہی اس نے صبین بیگم کی دوسری آواز
۔ سنی

اف کیا مصیبت ہے میں ان لوگوں سے نہیں ملنا چاہتی"۔پر کون بتاتا اسے کے خون "
کے رشتے تو دھونے سے بھی نہیں دھولتے نفرتوں کو پس پشت ڈال کے رشتوں کو نبھانا
پڑتا ہے ۔وہ خود کو کمپوز کرتے باہر نکلی اور سٹنگ ایریا کے قریب پہنچ کر سامنے بیٹھے
۔ شخص کو مکمل نظرانداز کرتے ہوئے صبین بیگم کو جواب دیا

جی امی "صبین بیگم نے سامنے بیٹھے نوجوان کی طرف اشارہ کیا اور نام پکارہ"
۔ ارتضی، ارتضی بھائی سے ملو نحل "۔ارتضی کو بھائی لفظ کھٹکا تھا اور نحل کو ارتضی"
اسلام علیکم بھائی ،کیا حال ہے اور اتنے سالوں بعد اس زحمت کی کیا ضرورت تھی "
آپکو جہاں باقی سب سے ملے بغیر ہم زندہ ہے آپ کے بغیر بھی کوئی فرق نہیں پڑے
گا"۔ارتضی چاہتا تو ضرور جواب دیتا مگر وہ اسے جواب دینا نہیں چاہتا تھا اس لیے سلام
۔کا جواب دینا مناسب سمجھا

۔وعلیکم سلام ، تم تو کافی بڑی ہو گئی ہو ۔" نحل کو اس شخص سے کوفت ہوئی"

امی اب میں جاو"۔ نحل نے صبین بیگم سے اجازت مانگی صبین بیگم اس کے رویے "

پے حیران تھی وہ کبھی بھی کسی سے اس طرح کا رویہ اختیار نہیں کرتی تھی پھر ارتضی

سے کیوں۔ انہوں نے جواب دینا مناسب نہ سمجھا۔اتنے میں ارتضی نے بات میں مزید

۔اضافہ کیا

میرا خیال ہے چچی نحل کو میرا آنا اچھا نہیں لگا تو اب آپ مجھے اجازت دے "۔ارتضی "

۔ اپنی بات مکمل کرتے اٹھ کھڑا ہوا

وہ مجھے امی نے جلدی آنے کا کہا تھا خالہ نے بھی گھر آنا ہے بس اسی لیے" ۔اس "

۔نے وضاحت پیش کی

۔جی " نحل نے بے ساختہ جواب دیا"

اچھا بیٹا دوبارہ ضرور آنا اور امی کو میرا سلام دینا۔"الوداعی القابات کے بعد وہ لاونج سے "

لابی اور پھر لان سے ہوتا ہوا جلدی نحل کی نظر سے غائب ہو گیا تھا۔ نحل ابھی کھڑی

۔ اس جانب دیکھ رہی تھی کے صبیں بیگم کی بات پہ ہوش میں آئی

کیا بدتمیزی ہے نحل یہ، کیا کیا ہے تم نے کیوں کی اتنی بدتمیزی گھر آئے مہمان کے "

"۔ ساتھ

"۔ امی وہ لوگ ہمارے کچھ نہیں ہے ان کی ہماری زندگی میں کوئی جگہ نہیں ہے"

نحل یہ خون کے رشتے ہیں یہ دھونے سے بھی نہیں دھلتے ۔ جو بھی تھا وہ ماضی کا" حصہ ہے اور ایک مسلمان کے ناطے ہمیں ہمارے گھر آئے مہمان سے حسنِ سلوک "سے پیش آنا فرض ہے ہمارا جاو اب یہاں سے

نحل تیزی سے اپنے کمرے کی جانب گئ اور دروازہ لاک کر لیا۔سب فلیش بیک کی طرح اس کی آنکھوں کے آگے سے گزرا تھا بابا کی موت اور تایا کی خود غرضی۔دل بوجھل ہو گیا تھا اور آنسو آنکھوں سے بہنے لگے۔وہ اسی طرح جا کے بیڈ پہ بیٹھ گئ اور نا جانے کتنے گھنٹے اپنے بابا کو اور اس گھر کو یاد کر کے روتی رہی کیوں تجی اسے اپنے باپ اور اس گھر سے اتنی محبت وہ اپنی سوچ پہ کلس کر رہ گئ۔

نحل کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت دیکھ کے صرف اس شخص سے مزید نفرت ہوئی تھی جس سے وہ شاید پہلے ہی نفرت کرتا تھا۔وہ اور کوئی نہیں عدنان شاہ تھا۔ وہ ہمیشہ خود کو کوسا کرتا تھا کہ وہ کیوں اس جیسے شخص کی اولاد ہے ۔وہ سارے رستے نحل کی باتوں کو سوچتا رہا تھا ۔

وہ دل کے ہاتھوں مجبور نہ ہوتا تو ایسا جواب دیتا کہ سامنا والا ہمیشہ کے لیے بولنا بھول جاتا وہ ارتضی شاہ تھا۔کسی کی بھی بولتی بند کروا سکتا تھا۔مگر نحل وہ تو اس کی محبت تھی۔کتنے عجیب ہوتے ہیں یہ دل کے رشتے جو ایک عزت دار شخص کو بھی بے وقعت

کر دیتے ہیں۔ یہی ہوا تھا ارتضی کے ساتھ، لوگ اس سے بات کرتے ہوئے بھی دس بار سوچتے تھے اور آج ایک لڑکی کی باتیں وہ چپ چاپ سن آیا تھا۔

____

عالی اور نحل کی منگنی کر دی گئی تھی ایک چھوٹی سی رسم ادا کی گئی تھی ان کا نکاح طے ہوا تھا دن گزر رہے تھے عاشی اور نحل کی نکاح کی تیاریاں شروع کر دی گئی تھی تاریخ بھی طے ہو چکی تھی اس سارے دورانیے میں ارتضی نے دوبارہ نحل کے گھر کا چکر نہیں لگایا تھا اگر وہ چکر لگا لیتا تو یقینا وہ اس خبر سے انجان نہ ہوتا۔وہ بس اس دن کی باتوں کو سوچ سوچ کے بے چین تھا اسے جو چیز ستا رہی تھی وہ تھی نحل کی ان سے اتنی نفرت کیوں وہ اس سے اتنی بدزن تھی اس نے ایک عظم کے ساتھ ایک نیا منسوبہ بنایا کہ وہ نحل کو منا لے گا وہ ایک بار پھر اپنے اس چھوٹے سے خاندان کو جوڑ لے گا پر وہ اس بات سے بے خبر تھا کے وہ کسی اور کی قسمت میں لکھ دی گئی ہے۔

______

دن بدن سب نارمل ہو گیا نحل بھی مصروفیات میں ارتضی سے ہوئی ملاقات کو بھول گئی تھی۔ اس دن کے بعد وہ بہت دن بابا کو اور تایا کی ناانصافیوں کو لے کر آپ سیٹ رہی تھی۔آج عالی، عاشی ،صارم آیان اور دعا سب شاپنگ پہ جا رہے تھے۔عالی نے بھی آفس سے چھٹی لی تھی اور سب کے ساتھ جانے کے لیے بہت مشکل سے مانا

تھا یہی حال نحل کا بھی تھا دونوں ایک جیسے تھے۔عالی اور باقی ساری قوم کار میں بیٹھی مال جا رہی تھی کہ عاشی نے اس خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا

شکر ہے یہ دونوں قابو آئے اب ہم لوگ رات کا ڈنر کیے بغیر واپس نہیں آئے گے" "

عاشی خوشی سے جھوم کے بولی

ہاں اور جس نے جلدی ڈالی واپسی کی وہ مار کھائے گا مجھ سے، آپ بھی سن لے " بھائی ہم ڈنر کیے بغیر نہیں ہلیں گے وہاں سے" آیان نے عاشی کی ہاں میں ہاں ملائی

اوکے اپنی آپی سے پوچھ لو کہیں انھیں تو کوئی مصروفیت نہیں؟"عالی گردن سیدھی " رکھے ہوئے کہا نحل نے ایک جھٹکے سے گردن موڑ کے عالی کو دیکھا جو پچھلی سیٹ پہ بیٹھی تھی اور عالی اس کے عکس کو بیک ویو مرر سے دیکھ رہا تھا۔

جی آپی آپ کو کوئی مصروفیت نہیں ہے نہ، ہاں، اگر ہو گی بھی تو اسے پینڈنگ پہ " ڈال دے"عاشی احمقانہ انداز میں کہتی ہوئی باہر دیکھنے لگی

ہاں کوئی مصروفیات نہیں ہے میری" نحل نے جواب تصدیق کی۔سب مال میں " شاپنگ میں مصروف تھے۔عاشی جان جان کے نحل کو تنگ کر رہی تھی انہوں نے کافی شاپنگ کرنے کے بعد ریسٹورینٹ میں کھانا کھایا اور واپسی پہ انہوں نے عاشی اور آیان کی ضد پہ وہ آئیسکریم پارلر سے اپنے اپنے پسندیدہ فلیور کی آئیس کریم لی۔

عالی بھائی آپ کو بھی چاکلیٹ پسند ہے؟ "۔عاشی نے چونکتے ہوئے سوال کیا"۔

ہاں کیوں تمہیں برا لگتا ہے چاکلیٹ فلیور"عالی نے حیرت سے پوچھا"۔

نہیں نہیں بھلا کسی لڑکی کو کیسے برا لگ سکتا ہے چاکلیٹ فلیور "۔وہ اب اتراتے "
ہرئے جواب دینے لگی

تو "اس نے ایک آبرو اچکا کے سوال کیا"

تو یہ کے آپکی ہونے والی منگیتررر کو بھی چاکلیٹ فلیور ہی پسند ہے"۔اس نے منگیتر "
۔کو لمبا کر کے بولا تو عالی نے مسکراتے ہوئے اس کا کان کھینچا

اففففو بھائی نہیں یقین تو ان کے ہاتھ میں دیکھ لے" ۔وہ اب دور سے آتی نحل کے "
ہاتھ کی طرف اشارہ کرنے لگی جس کے ہاتھ میں بھی چاکلیٹ فلیور ہی تھا۔عالی کے
چہرے پہ بے ساختہ مسکراہٹ در آئی تھی ۔دل خوشی سے جھوم رہا تھا اس کا دل شکر
۔کے ترانے گا رہا تھا۔ وہ چند روز میں اسکی ہونے والی تھی

اپکوپتہ ہے آپ دونوں ایک دوسرے سے بہت زیادہ ریلیٹ کرتے ہے "وہ اب اسے "
۔تنگ کرنے کے موڈ میں تھی

اچھھھا جی"اس نے بھنویں اچکائی"

جی بلکل ایک جیسے ہیں سڑے ہوئے"وہ کہتے ساتھ ہی اس سے دور ہوئی کہ کہیں "
۔آآئیس کریم ہی نہ منہ پہ دے مارے ۔یہ سنتے ہی عالی کا قہقہ ہوا میں بلند ہوا

۔عاشی تم بہت بگڑتی جا رہی ہو" وہ اسے تنبیہہ کر رہا تھا"

آیان، دعا اور نحل بھی آکر اب گاڑی کے پاس کھڑے ہو گئے سب مزے سے اپنی
آئیس کریم کھا رہے تھے ۔ اتنے میں عاشی کے فون پہ صبیں بیگم کی کال آئی ۔وہ

سب کو گھر جلدی آنے کا کہہ رہی تھی کیونکہ ان سب کو نکلے کافی دیر ہو چکی تھی اور اب رات ہونے کو آئی تھی۔عاشی نے یہ پیغام سب کو دیا اور خود اپنے موبائل میں لگ گئی۔سب آئیس کریم کھانے کے بعد گاڑی میں بیٹھے اور واپسی کی راہ لی سارے راستے عالی کی نظریں نحل کا طواف کرتی رہی اور نحل اس وجہ سے کنفیوز رہی۔عاشی کو باسط مسلسل فون کر رہا تھا وہ سمجھ رہی تھی کے شاید عادتا وہ اسے تنگ کر رہا ہے بلآخر تنگ آتے ہوئے عاشی نے فون اٹھایا اور اب وہ یقینا اس پہ برسنے والی تھی وہ کچھ بولتی کہ اتنے میں باسط کی بات سن کے عاشی کو اپنے پیروں سے زمین نکلتی محسوس ہوئی۔باسط کی آواز غیر متوقع طور پہ بھیگی ہوئی تھی۔وہ عاشی کو بتا رہا تھا کہ اکمل صاحب کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔عاشی نے بے یقینی میں نحل کی طرف دیکھا جو پہلے ہی عاشی کی طرف متوجہ تھی۔

کیا ہوا عاشی" نحل نے عاشی کو ہوش دلاتے ہوئے کہا"۔

آپی"عاشی مشکل سے کہہ پائی تھی"۔

کیا آپی، باسط کا فون تھا ناں کیا کہہ رہا ہے وہ "۔ نحل نے سنجیدگی سے سوال کیا"۔

آپی وہ انکل اکمل کو ہارٹ اٹیک ہو گیا ہے"۔عاشی حیرانی سے نحل کو بتا رہی تھی"۔

کیا؟" نحل نے دونوں آنکھیں بڑی کیے ہوئے پوچھا"۔

جی"۔ سب عاشی کی طرف متوجہ تھے"۔

"۔بھائی نانوں کی طرف چلے عاشی عالی سے کہہ رہی تھی"

۔تو پھوپھو "۔آیان کو فورا صبین بیگم کا خیال آیا"

۔ہاں! عاشی امی"۔ نحل بھی فورا بولی"

آپ لوگوں کو میں چھوڑ کر انہیں لے آتا ہوں پریشان مت ہوں"۔عالی نے اسے "

۔تاسلی دی

اوکے بھائی" عاشی فورا بولی سب گھر پہنچ گئے تو عالی صبین بیگم کو بھی اسلم صاحب "

کی طرف لے آیا تھا۔سب نے صبح کی بکنگ کرائی تھی صرف بڑے جا رہے تھے ۔

۔سارے بچے گھر میں ہی رہنے والے تھے ۔سب بڑے اور حسن اسلام آباد جا رہے تھے

نحل نے اسلم صاحب کی طرف سے کالج جانا تھا لیکن آج کا دن پہلا دن تھا جب وہ

بلکل بے دلی سے جا رہی تھی۔پریشانی سے اسکا منہ لٹکا ہوا تھا۔وہ تیار ہو کر کچن میں

گئی تو اس کی حالت کے مدِنظر عاشی اس سے کہنے لگی

۔"۔"نحل آپی اگر آپ کا جانے کا دل نہیں کر رہا تو نہ جائیں آج

نہیں نہیں میں ٹھیک ہوں،عاشی تمہیں پتہ مجھے کیا ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں فاطمہ "

بھی ہماری طرح اپنے بابا کو کھو نہ دیں"۔اتنا کہنے کی دیر تھی کہ آنکھوں سے آنسوں کا

ایک ریلا بہہ نکلا اس نے اپنا ڈر اس کے سامنا رکھا۔عالی جو کچن کی طرف ناشتے کی غرض

۔سے آ رہا تھا نحل کو بات کرتا سنتے وہی رک گیا

اللہ نہ کرے آپی پلیز ایسے نہ کہیں"عاشی نحل کو اپنے کندھے سے لگائے ہوئے" کہنے لگی۔آیان کچن کی طرف آتے عالی کو دیکھ کے ٹھٹکا

"بھائی یہاں کیوں کھڑے ہیں"

"کچھ نہیں چلو"

۔یعنی آپ میرا انتظار کر رہیں تھے"دونوں اندر کی طرف بڑھ گئے"

ہائے یہاں تو ایموشنل سین چل رہا ہے"۔آیان ان دونوں کو دیکھتے ہوئے بولا جو اسے" ۔چپ کروانے کی غرض سے وہاں کھڑی تھی

کیا ہوا عاشی؟"آیان نے اس سے سوال کیا جس پہ عاشی نے اسے صاف جواب دینا" ۔پسند کیا

افففف بندر کچھ بھی نہیں ہوا تم یونی جا رہے ہو؟"۔عاشی نے بات بدلنا چاہی نحل" ۔ڈائننگ سے کچن کی اندرونی طرف چلی گئی

ہاں اور یہ آپی کو کیا ہوا ہے وہ کیوں اتنی اداس ہیں"۔اس نے نحل کے اس طرح" ۔جانے پہ پوچھا تو عاشی نے بتایا

۔"کچھ نہیں وہ خالو کی وجہ سے پریشان ہیں"

عالی نے عاشی کو اونچی آواز میں بتایا کہ خالوں اب بلکل ٹھیک ہے مائنر اٹیک تھا غرض ۔نحل کو بتانا تھی۔وہ بتانا چاہتا تھا کیونکہ وہ اسکو روتا نہیں دیکھ سکتا

۔"اچھا بھائی کیا آپ کی بات ہوئی ہے"

جی گڑیا "عالی نے مسکرا کر جواب دیا نحل کی آنکھوں میں تیرتے آنسوں دیکھ کہ "
مسکرانا اسے سب سے مشکل کام لگا۔اب نحل بھی ہلکا محسوس کر رہی تھی وہ سن چکی
تھی۔آنسوں تھم گئے تو وہ ناشتے کے لیے ٹیبل پہ آ گئی سب نے ناشتہ کیا اور اپنے
اپنے کاموں پہ نکل گئے۔

______

دعا اور عاشی گھر پہ ہی تھی نصرین ان کے پاس تھی عاشی نے نصرین کے ساتھ مل
کے سارے کام سنبھالے اور فارغ ہو کر صبین بیگم کو فون کیا تو انہوں نے اسے بتایا
کہ اکمل صاحب کو بزنس کی وجہ سے پریشانی تھی اور اسی وجہ سے مائنر ہارٹ اٹیک ہوا
تھا مگر اب وہ بلکل ٹھیک ہیں اور کچھ گھنٹوں تک ڈسچارج بھی کر دیا جائے گا ابھی وہ
سب ہسپتال میں ہی تھے۔

امی خالہ ،فاطمہ اور باسط کیسے ہے؟" عاشی کو سب کی فکر ہو رہی تھی اس کی جان "
بستی تھی اپنی خالہ اور فاطمہ میں ۔

"ہاں ٹھیک ہے فاطمہ نے تو رو رو کے اپنا حال برا کیا ہوا تھا"۔

"امی میری بات کروا دیں"۔عاشی نے گزارش کی ۔

"بیٹا وہ ابھی کیفیٹیریا میں ہے تم اسے کال کر لو"۔صبین بیگم نے اسے ہدایت کی۔

"جی امی اوکے"عاشی نے اس کے بعد الوداعی القابات ادا کیے اور فاطمہ کو فون کیا۔

"ہیلو،فاطمہ "عاشی نے سوال کیا۔

جی عاشی ،کیسی ہو "۔فاطمہ نے عاشی سے الٹا سوال کیا"

پاگل مجھے کیا ہونا تم ٹھیک ہو پریشان نہ ہونا انشااللہ خالو جلدی ٹھیک ہو جائے "

۔گے"۔وہ اسے حوصلہ دینے لگی

ہاں ،انشاللہ"فاطمہ کی آواز اسے باسط کی آواز سے بہتر لگی تھی وہ یقینا اب بہتر حالت "

۔میں تھی۔کچھ دیر بات کرنے کے بعد فون بند ہو گیا

______

۔نحل جلدی فارغ ہو کر کالج کے باہر اپنی گاڑی میں بیٹھ رہی تھی

اسلام علیکم نحل "۔اپنا نام مردانہ آواز میں سنتے ہی نحل نے حیرت سے پلٹتے ہوئے "

دیکھا سامنے کھڑا شخص کوئی اجنبی نہیں تھا پر وہ اس وقت پر اس شخص سے ملنا بلکل

۔نہیں چاہتی تھی

وعلیکم السلام آپ کیا کر رہے ہیں یہاں ؟"نحل نے تنگ آتے ہوئے ارتضی سے "

۔سوال کیا

میں نے ابھی جوائین کیا ہے کالج، بزنس ڈیپارٹمنٹ کو پڑھاوں گا،تم کیسی ہو"وہ "

۔نہایت محبت بھرے انداز میں اس سے پوچھ رہا تھا

ہمممم، تو اب آپ دادا جان کا بزنس چھوڑ کر اس چھوٹے سے کالج میں پڑھائے گے "

۔ہاو سٹرینج ؟"۔اس نے حیرت سے سوال کیا

۔بائے دا وے میں جا رہی ہوں اوکے"۔ نحل مڑتے ہوئے بولی"

کیا مطلب ہے ،میں بزنس اور یہ جوب دونوں کروں گا"۔ارتضی نے اسے تنک کے "
جواب دیا

لگتا ہے بزنس کا پیسہ آپ لوگوں کے لیے کم پڑ گیا ہے پر ایز یور وش" نحل بغیر "
۔مڑے جواب دیتے ہی گاڑی میں بیٹھ گئ

حد ہے یہ لڑکی کچھ زیادہ ہی بدتمیز ہو گئی ہے"۔ارتضی اپنی جگہ پہ کھڑا کڑھتا رہ گیا اور "
وہ گاڑی زن سے بھگا لے گئی پر اسے اس بات کی خوشی تھی کہ اسے گھر اور دادا
۔سب یاد تھے

_____

ارتضی اپنی کمپنی میں آج میٹینگ کے لیے عالی کا انتظار کر رہا تھا۔وہ عالی کو جانتا تھا مگر عالی ابھی اس سے بے خبر تھا۔عالی اب اپنے آفس سے روانہ ہو چکا تھا۔وہ ڈرایونگ کر رہا تھا۔اس کے مطابق یہ ایک بڑی کمپنی کے ساتھ میٹنگ تھی۔پہنچتے ہی وہ میٹینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔اس کی اسسٹینٹ بھی اس کے پیچھے پیچھے میٹینگ روم کی طرف چل دی۔ملنے کے بعد بزنس کی ڈیلنگ ہوئی لنچ کیا لنچ کے دوران عالی نے اپنے بزنس اور فیملی متارف کروائی اور ارتضی نے بھی اپنے دادا اور باپ کے نام سے کمپنی متارف کروائی لیکن عالی پھر بھی اسے پہچاننے سے قاصر رہا کچھ دیر بعد وہ الوداعی القابات ادا کر کے اپنے رستے پہ روانہ ہو گیا اسسٹینٹ کو آفس چھڑوا کر آفس کا تھوڑا کام ختم کر
۔کے وہ اٹھ گیا۔اسے آج کوئی اور کام نہیں تھا

گھر پہنچا تو عاشی اور دعا بیٹھی چائے پی رہی تھی دوپہر کا کھانا وہ کھا چکی تھی اور کوئی ٹالک شو دیکھ رہی تھی۔ نحل کو نہ پا کر عالی بھی وہی بیٹھ گیا۔عالی صوفے پہ ڈھے گیا ۔اسکے سر میں درد ہو رہی تھی تو اسنے عاشی کو چائے کا کہا

۔جی بھائی "عاشی ٹی وی میں گھسی ہوئی تھی"

آپی چائے بنا دے عالی بھائی کے لیے"عاشی نے لاونج سے ہی بانگ لگائی۔اب عالی " ۔اپنی فرمائش پہ پچھتایا

۔افففف عاشی میں تم سے کہہ رہا تھا "۔عالی نے افسوس سے کہا"

نہیں آپ پریشان نہ ہو وہ بنا دیں گی انہیں کوئی مسلہ نہیں ہوگا "۔وہ ٹی وی میں " مگن بولی۔عالی اپنی جگہ سے اٹھتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا اور نحل کچن سے آتی اب ۔عالی کی کمر دیکھ رہی تھی

عاشی یار یہ چائے عالی کو دے آو"۔نصرین بھی جا چکی تھی۔ نحل نے عاشی سے التجا " ۔کی عالی اپنے کمرے کے باہر کھڑا سن رہا تھا

آپی پلیز آپ دے دیں میں ٹی وی دیکھ رہی ہوں "۔وہ مسلسل ٹی وی میں گھسی " ۔ہوئی تھی

کیا مسئلہ ہے بھئی میں نہیں جا رہی" نحل تنگ آتے ہوئے بولی۔عالی اب مسکراتا ہوا " کمرے کی اندر چلا گیا اور کمرے میں صوفے پہ جا بیٹا وہ واقع ہی تھکا ہوا تھا آج کی

میٹینگ نے اسے تھکا دیا تھا۔چائے لیے کمرے کی طرف بڑھتے قدموں کی آواز سنتے ہی عالی نے سر اٹھا کے دیکھا تو حسب توقع نحل چائے کا کپ لیے کھڑی سوچ میں گم تھی کہ اندر جائے یا نہیں۔عالی نحل کے گھبراہٹ محسوس کرتے ہوئے اٹھ کر باتھ روم میں چلا گیا نحل نے شکر کا کلمہ پڑھا چائے کا کپ لیے وہ اندر داخل ہوئی اور سائیڈ ٹیبل پہ رکھ کر جیسے ہی مڑی اس نے اپنے پیچھے عالی کو پایا جو کھڑا مسکرا رہا تھا نحل کو اپنا سانس اٹکتا ہوا محسوس ہوا وہ بلکل اس کے سر پہ کھڑا تھا ۔ نحل گردن اٹھائے بغیر ایک سائیڈ سے ہوتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی عالی اب اس کو جاتا دیکھ رہا تھا دھیمی مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو کے گزری کیا وہ اس سے اتنا ڈر گئی تھی۔وہ اسے روکنا چاہتا تھا وہ اس کا حق نہیں رکھتا تھا وہ روکتا بھی تو نحل کبھی نہیں رکتی وہ جانتا تھا۔

نحل لاونج کی بجائے اب دعا کے کمرے میں جا بیٹھی۔یہ سوچ کے بھی اسے اب شرمندگی ہو رہی تھی کہ وہ عالی کے کمرے میں کیوں گئی اور عالی اچانک کیوں اس کے سر پہ آ کھڑا ہوا۔اتنے میں نحل کا فون بجنے لگا اس نے اپنی سوچ کو جھٹک کر فون کو دیکھا فون پہ کوئی اجنبی نمبر جگمگا رہا تھا۔کچھ سوچ کے نحل نے فون اٹھایا ۔سامنے سے مردانہ آواز سنائی دی تو وہ چونک گئی یہ کیا اس نے تو کسی ٹیچر کی کال سمجھ کے اٹھائی تھی۔

"کیا حال ہے ڈئیر ؟"۔ارتضی نے تحمل سے پوچھا۔جبکہ وہ جانتا تھا کہ نحل اس پہ برس پڑے گی۔

"جی کون ؟"۔ نحل نے حیرت سے پوچھا وہ اسے واقعی ہی نہیں پہچانی پہلی بار میں مگر کچھ جانی پہچانی آواز تھی

"میں آپ کا کزن ہوں شاید"۔ارتضی نے ڈھیٹائی سے کہا۔

"افففففف ارتضی بھائی کس سے لیا ہے آپ نے نمبر"۔وہ پہچان چکی تھی وہ ارتضی تھا جس کے ساتھ اس نے اپنا بچپن گزارا تھا ۔ وہ اس کی آواز پہچان سکتی تھی۔

"کیا؟ کیاکہا؟ ایکسیوزمی میں کزن ہوں بھائی نہیں اور تمہارا نمبر کونسا کوئی اٹھواں عجوبہ ہے جسے ڈھونڈنا ناممکن ہو۔" ارتضی کو بھائی لفظ کھٹکا اور اب وہ اسے مزید غصہ دلا رہی تھی۔

"جو بھی ہیں ،کس سے لیا ہے نمبر آپ نے ؟؟؟مجھے تنگ کرنے کی ضرورت نہیں؟"۔وہ تنگ آتے ہوئے بولی

"نحل کیا اتنی حیثیت بھی نہیں ہے میری کہ میں تمہیں کال کر لوں؟ اور میرا دل کر رہا تھا تم سے بات کرنے کا"ارتضی اس کی بیزاری سے تنگ آتے ہوئے بولا۔

"ارتضی بھائی سوری میری زندگی میں آپ کے لیے نہ کبھی جگہ تھی اور نہ کبھی ہو گی سو ڈونٹ کول ہیر اگین اور یہ دل کہیں اور جا کے لگائے۔" اس نے فون کھٹاک سے بند کیا اور بستر پہ لیٹ گئی۔اس کے موبائل پہ میسج تھا جس کی آواز وہ سن چکی تھی مگر اس

نے اٹھانے کی بجائے موبائل کو اٹھا کر بیڈ کی دوسری جانب پھینک دیا اور سونے کے لیے کروٹ بدل لی۔اسکے دل میں کسی کے لیے بھی کوئی احساس نہیں تھا وہ بس چل پڑی تھی اس راہ پہ جس پہ اسے اس کی تقدیر لے چلی تھی۔

ارتضی کو اپنے آپ پہ غصہ آرہا تھا وہ نحل کی طبیعت سمجھنے سے قاصر تھا آخر وہ کس جنم کا بدلہ لے رہی تھی اس سے۔

____

عالی اپنے کمرے میں بیٹھا نحل کی تصویر دیکھ رہا تھا ایک لمحے کو نحل کا سہما ہوا چہرہ عالی کی آنکھوں کے سامنے لہرایا تو وہ ہنس دیا۔اسی اثناء میں عالی کے کمرے کا دروازہ کھلا تو سامنے سے آتا ایان عالی کو ہنستا دیکھ کے ٹھٹکا۔

"خیریت ہے عالی بھائی بہت مسکرا رہے ہو۔کیا دیکھ رہے ہیں مجھے بھی دکھائیں"۔آیان نے عالی کے موبائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں تم کیا لینے آئے ہو یہاں"۔عالی نے فون بند کرکے سائیڈ ٹیبل پہ رکھا جہاں وہ چائے کا کپ رکھا تھا جو نحل کچھ دیر پہلے عالی کے لیے لائی تھی۔ عالی کی نظر کپ پہ پڑی۔

"کہا کھوئے ہیں بھائی مجھے نیند نہیں آرہی اسی لیے یہاں آگیا ہوں پر مجھے آپکا دماغی توازن ٹھیک نہیں لگ رہا"۔آیان اس کو کپ کی طرف دیکھتا پا کر بولا۔

اوہ یار کچھ نہیں ہوا مجھے اور تم جاو اپنے کمرے میں مجھے نیند آ رہی ہے۔"عالی ٹیک "

چھوڑتا ہوا بولا۔

اچھا بھائی ہے بھئی دو منٹ بیٹھنے بھی نہیں دے رہا میں ایک دن اپنے سارے "

بدلے لوں گا آپ سے عالی بھائی"۔آیان مصنوعی نارا ضگی سے بولا۔

ہاں ہاں لے لینا ابھی جاو یہاں سے "عالی اب تکیے پہ سر کے نیچے دونوں بازوں رکھے "

بول رہا تھا۔آیان کمرے سے باہر چلا گیا کیونکہ اب رکنے کا کوئی فائدہ بھی نہیں تھا۔

______

ایک نئی صبح اسلم صاحب کے گھر کا رخ کیے کھڑی تھی آج سب لوگوں کی واپسی

تھی۔ نحل نے اپنا فون پاور آف کیا تھا کالج میں اپنی کلاسسز لے رہی تھی۔وہ اپنا پیریڈ

لے کر نکلی اور سٹاف روم میں پہنچی تو وہاں موجود شخص تو جیسے اسی کے انتظار میں بیٹھا

تھا۔

اسلام علیکم مس نحل، کیسی ہیں؟"ارتضی نحل کی طرف بڑھا"۔

وعلیکم سلام میں ٹھیک ہوں"۔جواب دو ٹوک تھا"۔

میں آپ سے بعد میں ملتا ہوں میرا لیکچر ہے ابھی"۔ارتضی یہ کہتے ہی مڑ گیا بغیر نحل "

کا جواب سنے کیونکہ وہ جواب جانتا تھا جبکہ نحل ارتضی کا جواب سن کے حیران تھی اس

نے کب اس سے وجہ پوچھی تھی۔پاس بیٹھی ربیعہ نے نحل کو عجیب نظروں سے دیکھا۔

"یہ تو بہت موڈی سر ہے پر حیرت ہے تم سے کیسے فرینک ہو رہے ہیں"۔وہ اس سے پوچھنے لگی تو نحل کو ربیعہ کی بات سے کوفت ہوئی۔

"ہممممم"۔ نحل کوئی جواب دیئے بغیر اپنے فون میں لگ گئی۔ربیعہ جو پوچھنا چاہ رہی تھی وہ ابھی پوچھ نہیں سکتی تھی کیونکہ اب اس کے پیریڈ کا ٹائیم ہو گیا تھا وہ وہاں سے اٹھی اور کلاس کے لیے چلی گئی جو کہ نحل کے لیے بہت سکون دہ ثابت ہوا تھا۔وہ بریک میں بیٹھی موبائل چلا رہی تھی کہ سامنے سے ارتضی آ کر نحل کے پاس بیٹھ گیا۔

"نحل آخر کیا وجہ ہے اس رویے کی میں تمہاری اس طبیت سے حیران ہوں تم کالج میں تو ایسی نہیں تھی"۔ارتضی اپنی کرسی سیدھی کر کے نحل کے پاس بیٹھا۔ اور اپنا در پیش مسئلہ بیان کیا تو نحل اس کی بات سن کے کڑھتی ہوئی بولی۔

"میں ایسی ہی ہوں ،آپ یہاں کیوں آئے ہیں، کیوں آپ مجھے سکھ کا سانس نہیں لینے دیتے ایک جگہ تھی سکون کی وہاں بھی ٹپک پڑے ہیں"۔ نحل اب اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بول رہی تھی۔

"ظاہر ہے تمہارے لیے آیا ہوں میں"۔ارتضی تنک کے بولا۔ نحل اس کی بات کو کسی خاطر میں نہ لاتے ہوئے بولی۔وہ اس سے اس پاگل پن کی امید کر سکتی تھی وہ جانتی تھی کہ ارتضی ایک بگڑا ہوا نواب زادہ ہے۔

"

کیوں میں نے آپ سے کہا تھا کے آپ آئیں یا مجھے آپ کی ضرورت ہے"۔وہ اٹھ کے جانے لگی تھی کہ ارتضی نے اس کی کلائی پکڑ لی وہ جو اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی تھی ارتضی کے ہاتھ پکڑنے پہ دھنگ رہ گئی وہ واپس بیٹھ تو گئی تھی مگر اس کا ہاتھ ابھی بھی ارتضی کے ہاتھ میں تھا۔

نحل آرام سے بیٹھ کے بات سنو"۔ارتضی اب سختی سے اسے کہہ رہا تھا۔اس کو نحل " کی حرکتوں پہ بہت غصہ آ رہا تھا۔

کیا بد تمیزی ہے یہ چھوڑے مجھے یہاں سکینڈل بنانے کی ضرورت نہیں ہے یہ میری " ورکنگ پلیس ہے یہاں مجھے کوئی مسئلہ نہیں چاہیے ۔ میں مزید آپ سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی ہو سکے تو کل یہاں مت آئیے گا پلیز"۔ نحل نے اپنی کلائی چھڑوائی اور بیگ اٹھائے سٹاف روم سے باہر نکل گئی۔ارتضی اس کے پیچھے بھاگا لیکن وہ غصے سے لال ہوتی ہوئی وہاں سے چلی گئی اور ارتضی وہی کھڑا کتنی دیر اس کی کمر تکتا رہا۔وہ بے بس سا نحل کو دیکھ رہا تھا کہ بریک کی بیل اسے ہوش میں لائی۔

نحل کالج کی آخری کلاس میں ارتضی کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ آخر وہ کیوں اس کے پیچھے پیچھے کالج تک آ گیا۔اس نے کلاس لے کر باہر نکلی تھی کہ سامنے کھڑے

عالی کو دیکھ کے اسے یاد آیا کہ نحل نے آج واپس عالی کے ساتھ جانا ہے نحل اپنی گاڑی آیان کو کالج پہنچنے پہ دی تھی تاکہ وہ صبین بیگم کو ائیر پورٹ سے پک کر لے۔

عالی گاڑی کو ٹیک لگائے کھڑا تھا کہ نحل کی آواز پہ چونکا

چلیں؟"۔ نحل نے عالی سے نظریں ملائے بغیر مخاطب ہوتے ہوئے کہا"

ہممممم"۔وہ اب گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی کا دوسرا دروازہ کھول کے نحل بیٹھ گئی"۔

عالی نے چپ چاپ ڈرائیونگ سٹارٹ کی مگر پیچھے کوئی تھا جس کو اس وقت عالی زہر سے بھی زیادہ برا لگا تھا وہ غصے سے جا کر گاڑی میں بیٹھا اور ریش ڈرائیونگ کرتا ہوا ایک ہوٹل کے سامنے رکا ارتضی کو یہ ہوٹل بہت پسند تھا وہ اکثر یہاں آیا کرتا تھا ۔وہ کتنی دیر یہ سوچتا رہا کہ آخر وہ عالی کہ ساتھ گھر کیوں گئی جبکہ اس کے پاس اپنی گاڑی ہے۔کچھ دیر گزرنے کے بعد اس سے ایک بیرے نے آ کر سوال کیا۔

سر،آپ کیا لیں گے"۔ارتضی گہری سوچ سے بھٹکا اور اس کی طرف متوجہ ہو گیا"۔

ایک اورنج جوس لا دے"۔ وہ بیرے سے کہہ کے پھر اپنی سوچوں میں گم ہو " گیا۔"نحل میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا تم بس میری ہو۔"وہ محبت نہیں تھی ضد تھی۔ نحل کو پا لینے کی ضد جو چاہ کے بھی پوری نہیں ہو سکتی تھی۔اگر ہو بھی جاتی تو اس ضد میں کسی کو بھی فائدہ نہیں ہونے والا تھا۔کچھ لمحوں میں ارتضی کے پاس جوس کا گلاس موجود تھا۔

نحل گاڑی سے باہر دیکھ رہی تھی اور عالی رستے کو مگر دونوں کے درمیان معنی خیز خاموشی تھی۔اتنے میں نحل کے فون پہ رنگ ہوئی۔ نحل نے کال اٹھائی تو عاشی نے اسے بتایا کے وہ اور صبین بیگم اب اپنے گھر ہے اور اس کو بھی رضوی ہاوس ہی جانا ہے۔

"عالی بھائی سے بات کروا دے میری آپی میں ان کو بتا دیتی ہوں"

نہیں تم خود کال کر لو "نحل چڑتی ہوئی بولی"

یار نحل آپی سپیکر آن کرے" نحل کو اب عاشی پہ بھی غصہ آ رہا تھا مگر اس نے " سپیکر آن کر کہ فون کان سے ہٹا لیا۔

"اسلام علیکم عالی بھائی آپی کو ہماری طرف چھوڑ جائے پلیز"۔

ہاں اوکے ،عاشی بیٹا "۔عالی نے گردن موڑے بغیر جواب دیا۔وہ نحل کا سرخ ہوتا " چہرہ بھانپ گیا تھا مگر اسے حیرت تھی کے وہ کس بات پہ غصہ ہے اس نے تو کوئی بات نہیں کی تھی بلکہ غصہ تو اسے ہونا چاہیے تھا جسے اس نے آ کے سلام بھی نہیں کیا اور بڑے تحکم امیز لہجے سے چلنے کا کہا۔ اپنی سوچ سے تنگ آ کر عالی نے اپنی نرمی سے نحل سے پوچھا۔

"آر یو اوکے نحل؟"۔وہ جو باہر دیکھ رہی تھی اس کے سوال پہ چونکی"۔

آپ کیوں پوچھ رہے ہیں ؟"۔ وہ اب اسے دیکھ رہی تھی جو خود بھی غصے میں ہی لگ " رہا تھا۔

مجھے تم غصے میں لگ رہی ہو"۔وہ اپنے دل کی بات کہہ رہا تھا اس کا اتنا حق تھا کہ "
۔وہ اس سے پوچھ لے وہ اس کا منگیتر تھی

نہیں کچھ بھی نہیں ہوا مجھے"وہ دوبارہ باہر دیکھنے لگی وہ اسے کیا بتاتی کہ ارتضی کی "
وجہ سے اس کا موڈ خراب ہے اور ایک واحد جگہ جہاں وہ مزے سے اپنا کام کرتی تھی
۔ وہ بھی اب مزید سکون دہ نہیں رہی تھی

عالی نے کچھ دیر بعد ایک جھٹکے سے گاڑی روکی"۔اس کے اس انداز پہ وہ گم سم سی "
اس کی طرف مڑی ۔ نحل اس کے تنے ہوئے عصاب دیکھ سکتی تھی ۔دوسری طرف
دیکھنے پہ وہ ہوش کی دنیا میں لوٹی تھی وہ لوگ گھر پہنچ گئے تھے ۔وہ چپ چاپ گاڑی
سے اتر کر گھر کی طرف چل پڑی ۔اس کے اترتے ہی عالی زن سے گاڑی لے کر چلا
گیا ۔وہ حیران تھی کہ عالی کو آخر اچانک کیا ہو گیا تھا وہ چپ سی گھر میں داخل ہوئی
۔اور سیدھا اپنے کمرے میں آ گئی ۔وہ بڑبڑاتی ہوئی باتھ روم میں چلی گئی

یہ ارتضی کم تھا جو اب یہ عالی جناب بھی الگ ایٹیٹیوڈ دکھاتے پھر رہے ہیں اسی لیے "
میں شادی ہی نہیں کرنا چاہتی تھی مجھ سے نہیں اٹھائے جاتے بلا وجہ کے نخرے
۔"لوگوں کے

اف آپی بس کرے کیا کہہ دیا عالی بھائی نے آپ کو ۔"۔عاشی کمرے کا دروازہ بند "
۔کرتے ہوئے کہہ رہی تھی

۔کچھ نہیں"اب وہ ہاتھ میں تولیہ لیے اپنا منہ صاف کر رہی تھی"

"یار عاشی امی کہاں ہیں؟ تم سے تو میں بعد میں آ کے نمٹوں گی۔" نحل ٹاول صوفے پہ پھنکتی ہوئی بولی۔

"چلو میں نے کیا کیا ہے؟ آپی" عاشی مصنوعی معصومیت کی آخری حد پہ تھی۔ جبکہ وہ اس کے غصے کی اصل وجہ جانتی تھی وہ بھاگتی ہوئی اس کے پیچھے آئی وہ کمرے سے باہر جا رہی تھی اس کی بات پہ رک گئی۔

"کیا ضرورت تھی مجھے فون کر کے کہنے کی کے عالی سے بات کروائے اور اگر ان سے بات کرنی تھی تو مجھے فون کیوں کیا"۔ نحل کا پارہ ابھی بھی ہائی تھا وہ ارتضی کا غصہ دوسروں پہ اتار رہی تھی۔

"لیکن مجھے آپ دونوں سے بات کرنی تھی اور ویسے بھی اب آپ لوگ دو تھوڑی ہیں"۔اسنے آبرو اچکا کہ جتایا۔ نحل کو عاشی کی اس بات پہ چپ لگ گئی اس کی بات کسی حد تک ٹھیک بھی تھی۔

"عاشی ہٹو یار! میرے پاس ان فضولیات کے لیے وقت نہیں ہے"۔ نحل اسے سامنے سے ہٹاتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی اور عاشی نحل کی بگڑی طبیعت کو دیکھتی ہوئی بڑبڑائی۔

"انھیں کیا ہوتا جا رہا ہے اب، آپیییییی" وہ بھی نحل کے پیچھے دوڑی۔

"اسلام علیکم امی"۔ نحل نے صبین کے کمرے میں جاتے ہی سلام کیا۔

وعلیکم اسلام میری بیٹی کیسی ہے"۔صبین بیگم نے نحل کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے "

-پیار کیا

امی میں ٹھیک ہوں انکل اب کیسے ہے اور باقی سب کیسے تھے "۔ نحل نے الگ "

۔ ہوتے ہوئے سوال کیا

جی بیٹا سب ٹھیک ہے تمہارے انکل بھی اور خالہ بھی لیکن ابھی ویکنس بہت ہے "

۔انہیں ڈاکٹر نے بیڈ ریسٹ کا کہا ہے"۔انھوں نے تفصیل سے بیان کیا

جی اچھا امی اپ تھک گئی ہوں گی کہے تو میں چائے بناو آپ کے لیے آج میں بھی "

بہت تھک گئی ہوں"۔ نحل نے ماں کی تھکن محسوس کرتے ہوئے کہا تھک تو وہ بھی

۔بہت گئی تھی

۔ ہاں چلو بناو تم، میں نماز ادا کر کے لاونج میں آتی ہوں" ۔ صبین بیگم نے جواب دیا"

۔اوکے آپ جلدی آ جائے "۔ نحل یہ کہتی اٹھ کے کمرے سے باہر نکل گئی"

آپی،" عاشی نے نحل کے پاس کچن میں آ کر اسے بلایا"

۔جی! کہیے "۔ نحل نے مختصر جواب دیا"

آپ کی لڑائی ہوئی ہے کسی سے آپ اتنی چڑچڑی کیوں ہو رہی ہے آپ ایسی تو نہیں "

۔ہیں بتائیں مجھے "عاشی نے نحل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے پوچھا

نہیں کچھ بھی نہیں ہوا میری ماں ،بس تھکن ہو رہی ہے اسی لیے ایسا بیہو کر رہی "

۔"ہوں

آپی ،عالی بھائی نے کچھ کہا ہے"۔عاشی بضد تھی جاننے کے لیے مگر نحل کے پاس "
۔بتانے کے لیے کچھ نہیں تھا

ارے یار یہ تمہاری سوئی ہر وقت عالی پہ کیوں اٹکی رہتی ہے؟"۔وہ اس کی طرف "
۔پشت کرے کھڑی چائے چلہے پہ چڑھا رہی تھی

کیوں کے آپ صبح تو بلکل ٹھیک تھی جب میں نے آپ کو کال کی تھی اور اس کے "
بعد عالی بھائی کے ساتھ واپس آئی ہے تب سے آپکا موڈ آف ہے"عاشی نے تفصیل
پیش کی

ہاں تم اب مجھ سے زیادہ عالی کو چاہتی ہو اور تم نے مجھ سے بات کرنے کی بجائے "
۔ان کو فوقیت دی!" نحل نے مصنوعی ناراضگی کا اظہار کیا

نہیں آپی ایسی بات تو بلکل نہیں آپ کی جگہ کوئی بھی نہیں لے سکتا آپ تو میری "
۔جان ہے یار "۔وہ نحل کے کندھوں کو اپنے حصار میں لیے ہوئے تھی

سوری فور ڈیٹ آپی "عاشی نے معافی مانگی کیونکہ وہ جانتی تھی اس کی بہن اس سے "
۔زیادہ دیر ناراض نہیں رہ سکتی تھی

اٹس اوکے !میری پیاری بہن "۔ نحل نے بھی پیار سے اس کا گال سہلایا۔وہ دونوں "
مل کے چائے بنانے لگی نحل ارتضی کے بارے میں عاشی کو نہیں بتانا چاہتی تھی
کیونکہ وہ بھی پریشان ہو جاتی۔اور وہ اسے پریشان نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔عاشی تو نحل کو
۔ہنستی مسکراتی ہی اچھی لگتی تھی

ارتضی کو رہ رہ کر عالی اور نحل کی قرابت پہ غصہ آ رہا تھا۔وہ خود کو کوس رہا تھا۔ وحشت ہو رہی تھی اسے عالی سے وہ آج کلب بھی گیا تھا مگر اندر کا طوفان کسی صورت نہیں بیٹھ رہا تھا اسی لیے وہ جلدی آ گیا تھا اور اب اپنے کمرے میں بیٹھا بیٹھا نا جانے کتنے سگریٹ پھونک چکا تھا۔ اس نے نحل کو کئی میسج کیے مگر کسی ایک کا بھی جواب نہیں ملا ۔ وہ سمجھا کہ نحل ضرور عالی کہ ساتھ ہو گی ۔وہ ہر بات کا جواب خود ہی سے اخذ کر رہا تھا ۔

مشال ارتضی کو رات کے کھانے کے لیے بلانے آئی تو کمرے میں ہر طرف دھوئیں کی وجہ سے اس نے کھانسنا شروع کر دیا۔

ارتضی آپ کھو خالہ بھلا رہی ہے "۔وہ کسی طرح سانس بہال کر کے بولی۔اس سے " صحیح سے الفاظ ادا نہیں ہو پائے ۔

تم یہاں کیا لینے آئی ہو"ارتضی کرسی سے اٹھتا ہوا بولا آواز بھاری ہو رہی تھی اس کی" ۔

ممیں خالہ کے پاس آئی تھی، وہ اکیلی تھی انہوں نے کال کی تھی" اس نے " تفیصیل بتائی تو ارتضی نے جواب دیا۔

ہمممم جاو تم آ رہا ہوں میں"۔وہ جواب دیتے ہی مڑ گیا اور باتھ روم کی طرف چلا گیا" ۔

کتنا کھڑوس آدمی ہے یہ" مشال منہ میں کہتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی" ۔

عالی کو نحل کے رویے پہ غصہ آ رہا تھا اتنی اجنبیت تھی ان کے درمیان میں جیسے کوئی حائل ہو دونوں کے بیچ ایک رشتے میں ہونے کے باوجود وہ ایک دوسرے سے ناواقف تھے وہ ان فاصلوں کو چاہ کر بھی کم نہیں کر پا رہا تھا۔وہ سوچوں میں گم اپنے کمرے میں بیٹھا مسلسل نحل کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

فاطمہ اور باسط لاہور آئے تھے باسط اب عاشی سے ملنے کی غرض سے تیار لاونج میں بیٹھا آیان کا انتظار کر رہا تھا جو کمرے میں بننے سنورنے میں مصروف تھا جب کافی دیر گزری تو باسط تنگ آتا ہوا اٹھ کہ آیان کے کمرے میں آ پہنچا اس کی تیاری دیکھ کے باسط کو گویا تن بدن میں آگ لگتی محسوس ہوئی۔

"اوئے سالے میں نیچے تیرا گھنٹے سے انتظار کر رہا ہوں اور تو یہاں بناوسنگھار میں لگا ہے کوئی یہاں تیرا رشتہ لینے نہیں آیا جو تو اتنا تیار ہو رہا ہے ادھر عاشی بیچاری اب تک میرے انتظار میں آدھی ہو گئی ہو گی"باسط آیان کی تیاری سے چڑتا ہوا بولا۔

"واہ واہ کیا خواب ہے آپکی ، محبوبہ کا اتنا خیال کیسے تڑپ رہا ہے یار تو اس سے ملنے کے لیے اور عاشی ،عاشی بی بی ایسی کڑیوں میں سے نہیں ہے میرے بھائی، کوئی نہیں وہ تیرا انتظار ونتظار کر رہی ،۔میں اب تجھے چھوڑ دوں گا تو نے اپنی محبوبہ کی خاطر مجھ سے بے وفائی کی ہے" ۔آیان اس کو مزید چڑاتے ہوئے بولا

اوئے میری محبوبہ کو کچھ مت کہی ورنہ "۔باسط سیدھا ہوتا ہوا وہ آیان کے سامنے کی "
طرف آیا۔

ورنہ کیا؟" ۔آیان بھی اب اس کے سامنے اکڑ کے کھڑا ہو گیا"۔

کچھ بھی نہیں جلدی کر میرے بھائی۔"باسط ہار مانتے ہوئے اس کا کولر ٹھیک "
کرنے لگا اور باہر جاتے ہوئے اسے جلدی آنے کا کہہ گیا۔

ہنئنہھ بے چین روح نہ ہو تو بھول گیا ہے شاید عاشی کو جب ذلیل ہو گا نہ تو یاد آ "
جائے گی اوقات۔"وہ اب بڑبڑاتا ہوا اپنے بال سیٹ کرنے لگا۔ باسط گاڑی میں جا کے
بیٹھ گیا اور آیان بھی خود کو آخری بار شیشے میں دیکھ کے نکل گیا۔وہ دونوں صبین بیگم
کے گھر کے لیے روانہ ہوئے۔

ارتضی نے آج نحل کے فری پیریڈ میں اپنی کلاس بھی نہیں لی اور وہ اب بیٹھا مسلسل
نحل کو دیکھ رہا تھا ۔ نحل کا دل چاہا کہ وہ اس کا سر پھاڑ دے جبکہ ارتضی اس سے
کسی بھی قسم کی بات کی ابتدا چاہتا تھا وہ مسلسل دیکھے جانے کی وجہ سے زچ ہوتے
ہوئے بول اٹھی۔

کیا تکلیف ہے ارتضی آپکو" نحل ایک ایک لفظ چباچبا کے بولی"۔

کتنی بدتمیز ہو تم ایک بات یاد کر لو میں کسی کی بد تمیزی برداشت نہیں کرتا۔"وہ سختی "
سے کہہ رہا تھا جبکہ اس کو تنگ کر کے اسے دلی خوشی ہو رہی تھی۔

تو کیوں گھور رہے ہے پھر مجھے"۔ نحل کو اب مزید غصہ آنے لگا تھا۔وہ دھیمی آواز "
۔میں تیز لہجے سے بولی

میری مرضی میری آنکھیں ہے جس مرضی چیز کو دیکھوں اور اب یہ خود خوبصورت چیزوں "
کی طرف رہنا پسند کرتی ہے تو میں کیا کروں"۔ارتضی اب اسے تنگ کرنے کے پورے
۔موڈ میں تھا وہ شانے بے نیازی سے بولا

بڑی کوئی گھٹیا آنکھیں ہیں آپکی!۔آپ پلیز یہاں سے چلے جائیں، ارتضی پلیز چھوڑ دے "
کالج میں اپنی جاب سکون سے کرنا چاہتی ہوں آپ کا کوئی جواز نہیں ہے یہاں رکنے
کا۔"

ایسے ہی میں چھوڑ دوں کالج میں باقاعدہ انٹری ہوئی ہے میری کانٹریکٹ بیس پہ جب "
۔تک کوئی پرمانںٹ ٹیچر نہیں آئے گا میں کہیں نہیں جاوں گا"وہ وضاحت دینے لگا

افففف آپ کو اس جاب کی ضرورت نہیں ہے یہ جاب آپ جان بوجھ کے مجھے "
سٹالک کرنے کے لیے کر رہے ہیں بس ورنہ آپ کے لیے بابا دانی کا بزنس کافی
ہے"۔وہ بول گئی تھی نحل نے شاید محسوس بھی نہیں کیا تھا وہ عدنان شاہ کو دانی بابا
۔کہہ گئی تھی ارتضی نے محسوس کیا تھا۔وہ مسکرا دیا

۔کیا ہے آپ ہنس کیوں رہے ہیں؟"وہ اس سے غصے سے پوچھنے لگی"

کچھ نہیں میں تمہیں سٹالک نہیں کر رہا میں تو بس تمیں یاد دلانے آیا ہوں نحل کے " تم میری ہو ارتضی شاہ کی اور یہ بات تم ہر ایک کو بتا دو "۔وہ ایک لمحے میں واپس لوٹا ۔اور آج اس نے وہ بات اپنے منہ سے نکال دی جس کو وہ کہنا چاہتا تھا کئی دنوں سے

کیا بکواس ہے ارتضی بھائی یہ ہر وقت کی فضول باتیں نہ کیا کرے ہنننہھہ "وہ سر " جھٹکتی اٹھ گئی اسے ارتضی کی بات اس کے الفاظ کی گہرائی سمجھ نہیں آئی تھی اسی ۔لیے وہ اٹھ گئی تھی

۔کہاں جا رہی ہو" ارتضی اسے اٹھتا دیکھ کے کہنے لگا"

کلاس لینے آپ کی فضول باتوں کے لیے ٹائم نہیں ہے "۔وہ کہتی ہوئی سٹاف روم " ۔سے نکل گئی

باسط جیسے ہی گھر پہنچا تو اس نے صبین بیگم کو لاونج میں پایا اور عاشی مادام کمرے میں بیٹھی اسائنمنٹ بنا رہی تھی ۔دو چار آوازوں کے بعد آخر عاشی اٹھ ہی گئی وہ جو کھلے بال اور بری حالت بنائے گھر میں گھوم رہی تھی ایسے ہی سیڑھیوں سے نیچے آتی نظر آئی۔

باسط اس کو اپنی نظروں میں اتار رہا تھا وہ پنک شرٹ اور بلیک پینٹ میں کھلے الجھے بالوں ۔اور سلیپر میں بھی کسی گڑیا سے کم نہیں لگ رہی تھی۔ پر اگر وہ اپنا منہ بند رکھتی تو افففففف یہ لنگور کہاں سے آ گئے" اس کی نظر جیسے ہی آیان اور باسط پہ پڑی تو وہ " ۔بڑبڑائی

عاشی آیان اور باسط کے لیے چائے بنا کے لاو"۔ صبین بیگم نے اس کے نیچے آتے ہی "
۔اسے چائے کا کہا اور خود ان کے پاس بیٹھ گئی
ایک تو روز روز اٹھ کے آجاتا ہے یہ آیان کا بچہ اور اب اپنے ساتھ دوسرے لنگور کو "
بھی اٹھا لایا ہے "۔وہ چائے بناتے ہوئے اپنے آپ سے ہی بڑبڑائی۔پیچھے کھڑے باسط
نے گلہ صاف کرنے کی ناکام کوشش کی اسے خود کو لنگور کہتے سن کر اسے شدید
صدمہ پہنچا۔عاشی تو اپنی جگہ پہ ہی ساکت ہو گئی ۔پیچھے مڑنا تو گویا دشوار محسوس ہو رہا تھا
۔باسط سیریس ہوتے ہوئے بولا
وہ عاشی ایک گلاس پانی چاہیے تھا۔"اس نے بھرپور انداز میں پانی مانگا جیسے کچھ سنا "
۔ہی نہ ہو
اچھھا پانی تم لاونج میں بیٹھو میں لا رہی ہوں"۔وہ اسے واپس بھیج رہی تھی وہ تو "
۔بہانے سے کچن میں آیا تھا
۔نہیں میرا گلا خشک ہو رہا ہے ابھی یہی دے دو۔"اس نے اسرار کیا"
۔کیوں تم تھر کے صحرا سے آئے ہیں جو تمہیں اتنی پیاس لگی ہے"۔وہ بھی عاشی تھی"
۔کیا پانی ملے گا؟"باسط ڈھیٹائی سے بولا"
نہیں اس کے لیے تم کو لاونج میں ہی جانا پڑے گا"۔اگر وہ ڈھیٹ تھا تو وہ بھی "
ڈھیٹوں کی سردار تھی آخر کار باسط تنگ آتا کچن سے باہر نکل گیا۔عاشی بھی ایک لمحے
میں لاونج میں پہنچی وہ تقریبا منہ چڑھا کہ باسط کو پانی پیش کر رہی تھی۔آیان جو کہ صبین

بیگم سے باتوں میں لگا ہوا تھا ان دونوں کو بھی دیکھ رہا تھا۔چائے اور لوازمات کے بعد صبین بیگم آیان اور باسط لاونج میں تھے اور عاشی اپنے کمرے میں۔ نحل کالج سے آ کے سو گئی تھی کچھ دیر سونے کے بعد وہ بھی سب کے ساتھ لاونج میں آ کے بیٹھ گئی۔باسط کو ستانے کے لیے عاشی ایک پل کے لیے بھی کمرے سے باہر نہیں آئی۔وہ جانتی تھی کہ باسط جان بوجھ کے واپس نہیں گیا۔تنگ آ کر عاشی بھی ان سب کے ساتھ بیٹھ گئی۔ ارتضی رضوی ہاوس آنے کے لیے تیار تھا وہ آفس سے کام ختم کر کے رضوی ہاوس کے لیے نکل گیا۔جب ارتضی پہنچا تو سب لوگ لان میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ وہ پورچ سے سیدھا لان کی طرف ہی آ گیا۔

اسلام علیکم گائیز کیا چل رہا ہے؟"۔ارتضی نے سب کو مجموعی سلام کیا"۔

وعلیکم السلام کیا حال ہے بیٹا"۔ صبین بیگم نے شفقت سے اس کے سر پہ ہاتھ " پھیرا۔

لوجی ان صاحب کی کمی تھی" نحل منہ میں بڑبڑائی جو ارتضی محسوس کر چکا تھا۔اس " کے چہرے کے اتار چڑھاو سے اس کی نظر ملتے ہی ارتضی نے دونوں آبرو اچکا کے دیکھا گویا اس سے اس کا حال پوچھ رہا ہو۔وہ برا سا منہ بنا کہ رہ گئی

۔ یہ کون ہے عاشی" باسط نے ارتضی کا جائزہ لیتے ہوئے سوال کیا"

میرے تایا ابو کے بیٹے ہیں یہ ہمارے کزن" عاشی نے بتایا اور منہ ارتضی کی طرف " کر لیا۔

۔ میں نے انہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا"۔۔باسط نے حیرانی سے کہا"

" اچھا اب اس طرح نہ دیکھو نظر لگ جائے گی"

۔کیا مطلب ہے تمہارا عاشی" اس نے یک دم سے عاشی کی طرف دیکھا"

کچھ نہیں"وہ کہتے ہی ہنس پڑی باسط اسکی بات پہ منہ بسور کہ بیٹھ گیا۔ آیان بھی " ارتضی کے چہرے کی طرف بڑے غور سے دیکھ رہا تھا اس نے بچپن میں کبھی ارتضی کو اگر دیکھا بھی تھا تو وہ اب بلکل اس کے برعکس تھا ۔ ارتضی صبین بیگم سے باتوں میں مصروف تھا۔اسی دوران صبین بیگم نے اسے نحل اور عالی کے رشتے کے بارے میں بھی بتایا بات منگنی تک تو عالی سن گیا مگر نکاح کا سنتے ہی اسے جھٹکا لگا تھا وہ جو ہواوں میں اُڑ رہا تھا اب کسی بغیر پروں کے پرندہ کے ماند زمیں پہ پٹخا گیا تھا وہ کئی طوفانوں کی ضد میں تھا اسے اپنا آپ بوجھل محسوس ہو رہا تھا وہ مزید بات کو طول دیئے بغیر کام کا بہانا بنائے کھڑا ہو گیا وہ جو چاروں ان سے تھوڑا دور بیٹھے اپنی باتوں میں مگن تھے ان پہ سرسری اور نحل پہ گہری نظریں ڈالتا ہوا اٹھ گیا اس کے سرخ چہرے اور تنے عصاب سے کوئی بھی اس کی کیفیت کا اندازہ لگا سکتا تھا اور وہ نحل تھی جو اسے بچپن سے جانتی تھی وہ بھی اب اسے دیکھنے لگی وہ فورا گھر سے نکل گیا تھا چائے کا کپ وہی کا وہی پڑا رہ گیا اس کی بھاپ ابھی باقی تھی ابھی وہ ٹھنڈی نہیں ہوئی تھی مگر ارتضی تو ویسے ہی اندر تک سلگ کے رہ گیا تھا ۔اسنے جو سوچا نہیں تھا وہ ہو رہا تھا ۔وہ تو کچھ دن تک فضہ صاحبہ کو چچی کے گھر لانے والا تھا۔ اس نے پونے گھنٹے کے سفر کو بیس

منٹ میں طے کیا تھا۔ وہ ہر چیز کو فنا کر دیتا مگر وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ مقدر ہر چیز بدل کے رکھ دیتا ہے تقدیر والے سے مانگا جاتا ہے اس سے ضد نہیں لگائی جاتی جو مل جائے اس پہ سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے اور جو نہ ملے اس پہ صبر کرنا ہوتا ہے وہ تو بس پا لینا جانتا تھا کبھی کسی چیز سے انکار تو اس نے سنا ہی نہیں تھا وہ تو ہار کا شناسا ہی نہیں تھا۔وہ گھر پہنچا تو فضہ صاحبہ لاونج میں ٹی وی کے سامنے بیٹھی تھی وہ ان کو دیکھے بغیر بڑے بڑے ڈگ بھرتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ فضہ صاحبہ اس کے اس رویے پہ حیران ہوئی کیونکہ وہ جیسے بھی موڈ میں کیوں نہ ہو وہ ہمیشہ فضہ صاحبہ سے مل کر ہی اپنے کمرے میں جاتا تھا اور انہیں بتا دیا کرتا تھا کہ آیا وہ کھانا کھائے گا یا نہیں وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور ریموٹ صوفے پہ رکھ کے اس کے پیچھے کمرے میں گئی۔ابھی وہ بیڈ پہ بیٹھا اپنے ہاتھ باہم ملائے ہوئے چہرے کے قریب کیے بیٹھا تھا اور ایک ٹانگ کو مسلسل ہلا رہا تھا۔فضہ صاحبہ نے کمرے کا دروازہ کھولا تو سامنے ارتضی بیڈ پہ بیٹھا تھا اس کے بال نوچے ہوئے لگ رہے تھے اور آنکھیں ضبط کرنے کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھی اس کی ایسی حالت دیکھ کر فضہ صاحبہ اس کے قریب جا کر بیٹھ گئی اور اسے پکارنے کی کوشش کی مگر وہ تو شاید اپنی ہی دنیا میں مگن تھا وہ بار بار اسے بلا رہی تھی اس نے یک دم چیخ کر کہا۔

وہ صرف میری ہے امی نحل صرف میری ہے میں اسے اس عالی سے شادی نہیں " کرنے دوں گا امی "۔ وہ چیخ رہا تھا اس کی حالت سے اب فضہ صاحبہ خوف زدہ ہو گئی ۔ تھی اس نے اپنے پاس پڑے لیمپ اور چیزوں کو ایک ہاتھ سے نیچے دے مارا اذیت کیا ہوتی ہے وہ اسے آج جھیل رہا تھا یہی اذیت جو نحل نے چھ سال پہلے جھیلی تھی اور بڑی مشکل سے خود کو مظبوط بنایا تھا اس کے پاس کوئی سہارا نہیں تھا اس نے اور صبین بیگم نے ہر چیز کا مقابلہ کیا تھا۔وہ بے بسی اور اذیت جو عدنان صاحب کی وجہ سے انھوں نے جھیلی تھی آج وہ ان کا اپنا بیٹا بھی جھیل رہا تھا۔وہ ہار نہیں سکتا وہ تو جیتنے کا عادی ہے اس نے بس جیتنا سیکھا ہے مگر اسے کون بتاتا ہارنا ہی زندگی میں دوبارہ اٹھنا سیکھاتا ہے مسلسل کامیابی انسان کی لگن کو کم کر دیتی ہے وہ جنون نہیں ہوتا وہ اضطراب نہیں رہتا۔ہرانے والے بھی اگر اپنے نہ ہو تو انسان کبھی ہار نہیں مان سکتا انسان ہمیشہ اپنوں سے ہارتا ہے وہ دوسروں سے مات کھانے کا عادی ہی نہیں ۔ہے یہ فطرت ہے انسان کی۔ہار کر ٹوٹ کر ابھرنا زندگی ہے

زندگی کو نئے رخ سے دیکھنا ہی زندگی کا نام ہے ارتضی، تم نے صرف اپنی مرضی سے " زندگی گزارنا سیکھا ہے ضروی تو نہیں ہر چاہی جانے والی چیز ہی تمہیں مل جائے اور نحل کوئی چیز نہیں ہے جیتی جاگتی انسان ہے۔تم اس کو یوں چھین چھپٹ کے حاصل نہیں کر سکتے وہ جب تک رضا مند نہیں ہو گی تو بابا بھی کا بھتیجا بھی اسے نہیں لے جا ۔سکتا تو تم کس زمرے میں آتے ہو۔" وہ سانس لینے کو رکی

تو کیا وہ عالی کہ ساتھ رہنا چاہتی ہے جو اس نے اس سے شادی کے لیے ہاں کردی "
ایسا کیا ہے اس میں میں اس سے ہر طرح سے بہتر ہوں۔میں اس سے محبت کرتا ہوں
اس کا خیال کرتا ہوں میں مالدار ہوں کیا کافی نہیں ہوں میں اس کے لیے پھر وہ
۔"کیوں میری نہیں ہوئی اور اس عالی کو چن لیا اس نے
یہ جن چیزور کا حصار تم اپنے گرد کیے کھڑے ہو نہ ارتضی یہ اہمیت نہیں رکھتی ان "
سب سے محبت نہیں کی جاتی محبت دل سے کی جاتی ہے کردار سے کی جاتی ہے تم
ابھی کسی بھی عورت کے قابل نہیں ہو پہلے خود کو اس قابل بناو کے کوئی لڑکی دل
سے تمہیں چاہے اپنے رب سے تمہارا ساتھ مانگے۔میرا بچہ اللہ اگر آپ سے کچھ لیتا ہے نہ
تو وہ اس کہ بدلے بہت کچھ لوٹاتا بھی ہے اور امتحان یہی ہے کہ آپ سے آپ کی من
پسند چیز کو لے کے دیکھا جائے آیا آپ راستہ چھوڑ جانے والوں میں سے ہے یا امتحان
میں ثابت قدم رہنے والوں میں سے اللہ اپنے ہر بندے کو زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پہ
ضرور آزماتا ہے اور جو اس کی آزمائش پہ پورا اترتا ہے اسے وہ دنیا میں بھی بہترین سے
نوازتا ہے اور آخرت میں بھی"۔ارتضی گنگ بیٹھا فضہ صاحبہ کو دیکھنے لگا۔وہ حیران تھا
کے اس کی ماں کیسے لمحوں میں اس کا درد سمجھ گئی وہ جانتی تھی کہ وہ کیوں پریشان
۔ہے۔وہ آج تک اپنی ماں کو سمجھ نہیں پایا تو کسی اور کو کیا سمجھتا۔ وہ اٹھ بیٹھا تھا
ارتضی مجھ سے وعدہ کرو تم ایسا کچھ بھی نہیں کرو گے جس سے میری تربیت پہ حرف "
آئے"۔وہ اس کی آنکھوں کی تپش اور جنون کو بھانپ گئی تھی وہ ڈر رہی تھی انہیں

نحل کی عزت بھی اتنی پیاری تھی جتنی انہیں اپنی عزت پیاری تھی۔انہوں نے زندگی میں عدنان کا ہر ظلم زبردستی کو سہہ لیا تھا مگر وہ اب ارتضی کی طرف سے کوئی دکھ نہیں جھیل سکتی تھی ۔وہ سمجھانا چاہتی تھی۔مگر وہ جانتی تھی ارتضی اس طرح نہیں مانے گا اسی لیے وہ اس سے وعدہ لے رہی تھی۔

ارتضی وعدہ کرو مجھ سے "۔وہ دوبارہ پوچھ رہی تھی"

امی میں نحل سے سوال کرنا چاہتا ہوں آخر اس نے عالی کو کیوں چنا میں بچپن سے " اس کے پاس تھا ہمیشہ اس کے ساتھ"وہ رک گیا خاموش ہو گیا تھا۔

ہاں چپ کیوں ہو گئے ،بولو کیا کہہ رہے تھے تم ،تم اس وقت اسے چھوڑ گئے تھے " ارتضی جب تم اس کا ہاتھ تھام سکتے تھے اسے سنبھال سکتے تھے اور نہ صرف اسے، بلکہ اپنی اس بے بس ماں کو بھی چھوڑ گئے کیونکہ تم حقیقت کا سامنا نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اگر اس وقت تم نے اس کا ساتھ دیا ہوتا تو آج اس لڑکے کی جگہ تم ہوتے مگر وہ لوگ ہر برے وقت میں نحل اور صبین کے ساتھ رہے ، میں نے تمہیں کتنا روکا تھا مگر تم جان بوجھ کے گئے تھے یہ گھر جیسے تمہیں اذیت دیتا تھا ایسے ہی یہ میرے لیے بھی اذیت ناک تھا مگر ارتضی میں بھی تو یہاں رہی میں نے وقت اور حالات کا سامنا کیااور تم اپنی جگہ خالی کر گئے تھے ، اور یاد رکھنا خالی جگھوں کو پر ہونے میں وقت نہیں لگتا ۔ تم میری اولاد ہو میں چاہ کے بھی تم سے دور نہیں ہو سکتی۔ باقی اللہ کی مرضی اب تم صبر سے کام لو یہ جذباتی فیصلے بس انسان کو نقصان ہی پہنچا سکتے ہے۔ بے

شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔" وہ اپنی آنکھوں میں آنسوں کا طوفان لیے اٹھ کھڑی ہوئی وہ ارتضی کے سامنے رو نہیں سکتی تھی وہ تو اس کی ہمت بڑھا رہی تھی اگر وہ اس کے سامنے رو دیتی تو وہ بھی ہمت ہار جاتا ۔وہ کمرے سے باہر چلی گئی اور ارتضی وہاں ہی بیڈ پہ نیم دراز ہو کر لیٹ گیا ۔آنکھیں ہر احساس سے خالی ہو گئی تھی دل تھکن محسوس کر رہا تھا۔وہ ایک سراب کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔ احساس ندامت سے دل دبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا وہ جو ہر چیز کا ذمہ دار عدنان شاہ کو ٹھہراتا آ رہا تھا اب اسے اپنی غلطی کا احساس شدت سے ہوا۔وہ پچھتا رہا تھا مگر وہ پچھتانے والوں میں سے تو نہیں تھا وہ تو موقع خلق کرنے والوں میں سے تھا ۔اب وہ کیا کرنے والا تھا اس کی خبر تو اسے خود بھی نہیں تھی۔رات اپنے جوبن پہ تھی نیا دن نکلنے کے انتظار میں ۔تھا۔رات کٹ گئی مگر ارتضی کا دکھ کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا

____

عالی سارا دن کام کر کے تھک گیا تھا اب لان میں بیٹھا شام کی چائے پی رہا تھا کہ ۔اچانک اس کا فون بجا

بھائی آپ کہاں ہیں یار ہم لوگ عاشی کی اور میری شاپنگ کرنے جا رہے ہیں آپ "
۔فاطمہ اور دعا کو مال لے آئیں گے؟"اس نے گزارش کی

۔اففف باسط یار کیا مسئلہ ہے تم لوگوں کا میں نہیں آ رہا "۔اس نے سیدھا جواب دیا"

یار آپی نحل کی گاڑی کا انجن خراب ہے ورنہ میں آپ سے کبھی بھی نہ کہتا"اس "

۔نے وضاحت دی

۔اچھا ایک بات بتاو تمہاری آپی بھی جا رہی ہیں"؟ اس نے دلچسپی لیتے ہوئے سوال کیا"

جی بھائی"۔وہ مسکرایا بولا"

۔اچھا" وہ اب جانے کے بارے میں سوچنے لگا"

؟ "۔کیا اچھھا آپ لا رہے ہیں انہیں یا نہیں"

" ہمممم آ رہا ہوں"

تھینکیو بھائی اوکے "۔وہ فون بند کر گیا عالی اپنی جگہ سے اٹھا اور اندر لاونج میں پہنچا تو "

۔ وہ دونوں عالی کو بھیگی بلیوں کی طرح دیکھنے لگی

پلیززززز بھائی ہمیں لے جائیں عاشی کے پاس "۔عالی ان کے مسکینن شکلیں دیکھ "

۔کے وہ کھلکھلا کے ہنسا تھا

۔" ہاں میں آ رہا ہوں تم لوگ توڑا ویٹ کرو"

اوکےےےے" وہ دونوں اکٹھا بولی دونوں کی خوشی دیکھ کے عالی مسکراتا ہوا اوپر "

اپنے کمرے میں تیار ہونے چلا گیا۔وہ سب عاشی کے لیے ڈریس پسند کر رہے تھے

باسط سارا ٹائم اسے تنگ کرتا رہا اور عاشی اسے کبھی گھوری سے نوازتی تو کبھی اس کے

بازو پہ چپت لگاتی۔ نحل چپ چاپ ایک سائیڈ پہ بیٹھی اپنے موبائل میں کچھ دیکھ رہی

تھی وہ بھی اس کے قریب جا بیٹھا۔ وہ ایک پل کے لیے سہم گئی۔ پھر اس نے گردن

۔ اٹھا کے عالی کو دیکھا۔وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی

۔کیا ،کیا ہوا "۔ عالی اس کو نارمل کرنے کے لیے پوچھ رہا تھا"

کچھ نہیں" وہ اپنا منہ سیدھا کر کے بیٹھ گئی۔ وہ محو سا اس کے نین نقوش دیکھنے "

میں مگن تھا وہ اس سے تین چار انچ کے فاصلے پہ تھا۔اچانک اس کی نظر نحل کے

کپکپاتی انگلیوں پہ گئی تو وہ بے ساختہ مسکرایا۔اس کی انگلیوں میں منگنی کی انگھوٹی

چمک رہی تھی۔وہ اس کے نام کی نشانی اپنے ہاتھ میں سجائے بیٹھی تھی۔آج عالی پہلی

بار اسے اتنے قریب سے بیٹھا دیکھ رہا تھا۔وہ اپنی پتلی پتلی مخروطی انگلیوں کو آپس میں

مسل رہی تھی۔اس کی نظر اس کے حجاب پہ گئی وہ بڑی خوبصورتی سے حجاب سیٹ

کیے ہوئے تھی کچھ دیر اس کا تجزیہ کرنے کے بعد وہ اپنا رخ موڑ کے بیٹھ گیا۔ نحل

عاشی کو ڈریس دیکھانے لگی۔عالی کی اسسٹینٹ کی کال تھی اگر وہ عورت نہ ہوتی تو

یقینا وہ دوچار باتیں سنا ہی دیتا ۔ نحل نے اس کے جاتے ہی سکھ کا سانس لیا ۔ وہ مال

سے باہر نکل گیا۔ نحل بھی عاشی کے ساتھ لگ گئی ۔ان لوگوں نے نکاح کا ڈریس لیا

۔پھر آیان اور فاطمہ کی ضد پہ انہوں نے کھانا کھایا اور واپسی کی راہ لی

سب صبین بیگم کے گھر جمع تھے۔نکاح میں ابھی کچھ دن باقی تھے۔اسی لیے باسط اور

فاطمہ لاہور آ گئے تھے ۔بس اپنے ہی لوگوں میں نکاح کی تقریب کا فیصلہ کیا تھا۔عالی اور

باقی سارے لڑکے لاونج میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے ۔ نحل اور عاشی کچن میں سب کے لیے چائے اور کباب فرائی کر رہی تھی۔دعا اور فاطمہ صبین بیگم کو لاونج میں عاشی کا ڈریس دیکھا رہی تھی۔سب نے ہی اس کا ڈریس بہت پسند کیا تھا کریم کلر کا ڈریس تھا جس پہ ایمبرائی ڈری کا نفیس کام ہوا ہوا تھا اس نے بہت مشکل سے پسند کیا تھا ۔ اس کی پسند کی سب نے تعاریف کی ۔ فاطمہ نے بھی اپنے لیے ایک ڈریس لیا تھا اب وہ سب کو اپنا ڈریس دیکھانے لگی۔باسط نے لاونج میں نظر دوڑائی تو اسے عاشی نظر نہیں آئی ۔اس نے اسے میسج کیا وہ جو کچن میں کھڑی چائے کے کپ ڈش میں رکھ رہی تھی اس نے آخری کپ بیچ میں رکھتے ہی اپنے فون کو چیک کیا۔جو مسلسل چمک رہا تھا ۔

بس کچھ اور دن پھر آپ ہماری دسترس میں "باسط کا میسج پڑھ کے عاشی تو سٹ پٹا " ہی گئی۔اس نے واپس جواب دیا اور پھر چائے کی ڈش لیے کچن سے لاونج میں آ گئی۔ میسج کی آواز پہ باسط نے اپنا فون چیک کیا ۔

بکواس بند کرو" باسط میسج پڑھ کے منہ کھولے عاشی کو دیکھنے لگا جو بڑے اطمینان " سے سب کو چائے دے رہی تھی۔ جیسے ہی وہ اس کے پاس پہنچی تو باسط نے اسے گھوری سے نوازا۔عاشی اس کے سامنے ہنس دی۔جواب میں باسط نے اسے میسج کیا ۔

تمیز کرو میں تمہارا ہونے والا شوہر ہوں "وہ جلتے کٹتے اسے سے کہہ رہا تھا" ۔

ا چھھھا، ہونے والے ہو ابھی ہوئے تو نہیں ناں"۔اس نے فورا جواب ٹائپ کیا۔وہ "

۔نحل کے پاس کچن میں واپس چلی گئی تھی

۔عاشی یار بات سنو" وہ مسلسل فون میں مگن تھی"

۔عاشی" نحل کی ایک اور آواز پہ وہ چونکی"

" جی آپی"

کہاں گم ہو یار" ۔ نحل نے اسے ڈپٹا"

۔کہیں نہیں "۔وہ ہونکوں کی طرح منہ اٹھائے بولی"

چلو پھر یہ کباب والی ایک پلیٹ تم پکڑو "۔ نحل نے ایک پلیٹ اس کے ہاتھ میں "

تھما دی۔وہ دونوں لاونج میں آکر سب کو کباب دے کے بیٹھ گئیں نحل اب بیٹھی

فاطمہ کا ڈریس دیکھ رہی تھی مگر وہ آج سارا دن اس بات پہ حیران تھی کہ ارتضی کالج

۔کیوں نہیں آیا وہ ایک بار بات ماننے والوں میں سے تو نہیں تھا

آپی کیسا ہے میرا ڈریس؟۔"فاطمہ چہک کے بولی۔ نحل نے اپنی سوچ کو جھٹکا"

۔ہاں بہت پیارا ہے فاتی"۔اس نے اس کے ڈریس کی تعاریف دل سے کی"

۔"نحل آپی آپ کا نکاح کا ڈریس کہاں ہے وہ بھی تو دیکھائے مجھے"

ہاں ٹھہرو"۔وہ کہتی ہوئی اٹھ کے اپنے کمرے میں چلی گئی اس کا فون سائیڈ ٹیبل پہ "

پڑا چمک رہا تھا نحل الماری کے پاس گئی تو اس کی نظر موبائل پہ پڑی مگر اس کی توقع

کے بر عکس یہ میسج کالج کی کسی ٹیچر کا تھا وہ تو سمجھ رہی تھی کہ ارتضی کا میسج ہو

گا۔وہ موبائل سائیڈ پہ رکھ کے اپنا ڈریس لے کے کمرے سے باہر آئی ۔فاطمہ سمیت سب نے بھی اس کے ڈریس کی بہت تعاریف کی اس کا ڈریس ریڈ کلر کا تھا۔اس کی نظر عالی پہ پڑی جو ڈریس کو ستائشی نظروں سے دیکھ رہا تھا اس کو مسکراتا دیکھ کے نحل نے ایک نظر اپنے ڈریس پہ ڈالی اور خود بھی مسکرا دی ہوئی۔اسی طرح ہنستے مسکراتے دن کا اختتام ہو گیا مگر نحل کو ارتضی کی فکر ہو رہی تھی وہ کل غصے میں گیا تھا اور آج وہ نہ کالج آیا تھا نہ ہی اس نے کوئی میسج کیا تھا وہ خود بھی حیران تھی کہ وہ ارتضی کے بارے میں سوچ رہی تھی مگر اسے اس سے لڑنے اور اس کے بے وقت میسجز کی عادت ہو گئی تھی وہ ہر صبح شام بلا ناغہ اسے میسج کرتا تھا۔کل شام کے بعد اس نے نہ رات کو میسج کیا تھا نہ صبح کو اسے ارتضی سے خوف محسوس ہو رہا تھا ۔ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ عاشی اس کے کمرے میں داخل ہوئی۔

"ہاں کیا ہوا عاشی چلے گئے سب ۔"۔وہ آرام کی غرض سے کمرے میں پہلے آ گئی تھی۔اس نے بھی رات کا کھانا نہیں کھایا تھا اسکا دل نہیں لگ رہا تھا کسی چیز میں۔

"جی ،سب چلے گئے اب مجھے بوریت ہو رہی ہے"۔عاشی منہ لٹکائے بولی۔

"کوئی بات نہیں عاشی ادھر آ جاو میرے پاس"۔وہ دونوں بہنیں بیڈ پہ لیٹ گئی اور باتیں کرتے کرتے انہیں پتہ ہی نہیں چلا وہ کب سو گئیں۔

______

ارتضی نے اپنے آپ کو کمرے میں بند کر رکھا تھا وہ پورا دن کمرے سے باہر نہیں نکلا تھا۔اس کا کسی سے بھی بات کرنے کا دل نہیں کر رہا تھا اس نے کھانا بھی نہیں کھایا تھا رات کے بارہ بج رہے تھے جب وہ بیٹھا نحل کی تصویر دیکھ رہا تھا۔ فضہ بیگم اس کے کمرے میں کھانے کی ڈش لائیں، وہ صبح بھی کھانا لائی تھی مگر اس نے کھانے سے انکار کر دیا تھا۔یہ اس کی زندگی کا ایسا سچ تھا جسے تسلیم کرنا سب سے مشکل تھا اس کے لیے جس عورت کو وہ ہمیشہ اپنا مانتا آیا تھا اس کو وہ کسی کی عورت تسلیم نہیں کر سکتا وہ اتنا مظبوط مرد تھا کہ وہ ہر صدمہ برداشت کر سکتا تھا مگر ضبط کی انتہا یہ تھی کہ اب وہ بیٹھا آنسوں بہا رہا تھا۔وہ ارتضی شاہ تھا اگر کوئی بھی اسے اس حال میں دیکھتا تو بلکل یقین نہ کرتا غم کی شدت ہی اتنی تھی کہ وہ اسے سہہ نہیں پایا تھا۔مگر اس سچائی کو تسلیم کرنا کسی پہاڑ کی مانند تھا۔فضہ صاحبہ اس کی حالت کے مدِنظر اس کے قریب کھانا رکھ کے بیٹھ گئی۔

ارتضی کچھ کھالو"۔وہ چپ چاپ بیٹھا تھا آنکھوں خشک تھی"۔

" ارتضی مجھ سے تمھارا یہ حال نہیں دیکھا جا رہا پلیز اب بس کرو ۔ چھوڑو یہ رونا دھونا اب تمہیں اس سچائی کو تسلیم کر کے دنیا کا سامنا کرنا ہو گا ۔چلو اٹھو اور منہ ہاتھ دھو یہ کھانا کھاو اور پھر میں تمھارے لیے دودھ بھیجتی ہوں"۔ وہ اسے سرسری سا سمجھا کے اس کے پاس سے اٹھ گئی۔ اس کے لیے یہ حوصلے ابھی بیکار تھے وہ ٹوٹ چکا تھا وہ تو کسی کو نحل کا نام نہ لینے دیتا مگر اب وہ کسی اور کی تھی ۔ کتنی جلدی اس کے تخلیقات

کی دنیا نے اسے سچائی کی سر زمیں پہ لا پٹخا تھا۔ مگر پھر کچھ سوچ کے اٹھا اور ٹیرس کے چکر کاٹنے لگا نجانے اب اس کا دماغ کونسے منصوبے بنا رہا تھا کوئی نہیں جانتا تھا۔ وہ ہارا نہیں تھا اور نہ ہی اس چیز کو اس نے اپنی ہار تسلیم کیا تھا وہ اب خود کو تیار کر رہا تھا۔ نئی صبح نئے مقصد کے لیے وہ کیسے اتنی جلدی ہار مان سکتا تھا۔ ٹہلتے ٹہلتے رات کے ڈھائی ہو گئے اسے اس چیز کا احساس تب ہوا جب تہجد کی آذان کی آواز اس کے کان ٹکرائی۔ وہ کمرے میں آیا تو عجیب سی کیفیت نے اسے گھیرا۔ وہ بوجھل دل اور قدموں سے نیچے لاونج سے گزر کر کچن میں گیا اور ایک کپ کافی بنا کے واپس اپنے کمرے میں آ گیا۔ کچھ دیر کافی کے کپ کے گرد اپنے ہاتھ لپیٹنے کے بعد اس نے کافی کا گھونٹ بھرا اور اسے سائیڈ پہ رکھتے ہوئے اپنے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل سے فون اٹھا کہ کال ملائی اور کسی کو تعقید کی پھر فون سائیڈ پہ رکھ کے واپس آ بیٹھا۔ وہ کیا کرنے جا رہا تھا اس بات سے بے خبر سب اپنی اپنی نیند کی وادی میں کھوئے تھے ۔

____

نحل صبح ناشتا کرنے کے بعد تیار ہو کر اپنے کالج کے لیے نکل گئی سب اپنے اپنے کاموں میں مگن تھے عاشی اپنی بس سے یونی گئی تھی۔ نحل نے سارا دن مصروفیت میں گزارا مگر آج ارتضی کو دوسرا دن تھا کے وہ کالج نہیں آیا تھا پھر اس کا خیال سر سے جھٹکتے ہوئے وہ ساڑھے ایک کے قریب کالج سے نکلی وہ اپنی گاڑی کے قریب پہنچی جو کچھ فاصلے پہ پارکنگ میں کھڑی تھی اچانک کسی آفتاد پہ مڑنے والی تھی کہ سامنے والے

شخص نے کلوفارم سے بھرے رومال کو اس کے منہ پہ رکھتے ہی اس کو بازوں سے پکڑا اور کھینچتے ہوئے لے جا کر اپنی گاڑی کی پچھلی سیٹ پہ لا پھنکا۔

____

ارتضی اپنے بیگ کی پیکنگ کرنے میں مصروف تھا آج وہ آفس کے کام سے گھر سے جا رہا تھا۔اس کے کمرے کا دروازہ کھلا تو وہ گردن اٹھا کہ اسی طرف دیکھنے لگا۔وہ فضہ صاحبہ تھی۔

"ارتضی تم کہا جا رہے ہو یہ کدھر کی تیاری ہے تم نے مجھ سے پہلے تو ذکر نہیں کیا"۔وہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔جیسے جانچ رہی ہو کہ وہ کیا کرنے والا ہے مگر وہ بھی ارتضی تھا ایک دن لگا تھا اسے خود کو سمنبھالنے میں وہ بلکل بھی کل والا ارتضی نہیں لگ رہا تھا۔

"جی ارجنٹ کام ہے اور مجھے دیر بھی ہو جائے گی آتے آتے "اس نے لا پرواِئی سے جواب دیا۔

"ہاں مگر تم نے یہ نہیں بتایا تم کہاں جا رہے ہو "۔انھوں نے پریشانی سے پوچھا۔

"جلدی پتا چل جائے گا امی آپ کو "۔وہ کسی ارادے کے تحت بولا مگر فضہ بیگم مزید الجھ گئی وہ بیزار سی اس کے کمرے سے نکل آئی۔

____

اس شخص نے نحل کو ایک ہوٹل کے قریب اتارا اور ایک کمرے کی طرف بڑھ گیا جو پہلے ہی سے بُکڈ تھا کافی دیر بعد جب وہ کلورو فارم کے اثر سے ہوش میں آئی تو وہ ایک خوبصورت کمرے میں صوفے پہ بیٹھی ہوئی تھی کمرے کی چیزوں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ یہ کسی ہوٹل کا کمرہ ہے۔وہ پریشان ہوئی کی وہ اچانک یہاں کیسے اور کیوں آئی ۔ابھی وہ اسی کشمکش میں تھی کہ اس کمرے کا دروازہ کھلا اور سامنے سے آتے شخص کو دیکھ وہ مطمئین ہونے کے ساتھ ساتھ حیران بھی تھی سامنے اور کوئی نہیں ارتضی تھا۔اس نے فورا اپنی جگہ چھوڑی اور اس کی طرف بڑھی۔

ارتضی آپ یہاں اور مجھے یہاں کون"۔ابھی وہ مزید کچھ بولتی اس کو اب اپنی بات اور " یہ سارا واقع سمجھ میں آیا کیا ارتضی وہ شخص تھا جس نے اسے یہاں تک پہنچایا تھا وہ تو اس سے مدد مانگنے جا رہی تھی۔

ارتضی یہ سب آپ نے کیا "وہ اپنی بات منہ میں ہی ادھوری چھوڑ کے اسے بے " یقینی کے عالم میں اسے دیکھ رہی تھی۔

ہاں ڈئیر میں نے ہی کیا ہے سب کچھ اور اب تم تیار ہو جاو ہم لوگ نکاح کے بعد " فارم ہاوس جا رہے ہیں"۔ اس نے کس قدر سکون سے یہ بات کہہ دی مگر نحل ابھی بھی اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

کیا بکواس ہے یہ "وہ اسے سائیڈ پہ کرتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھی"۔

یہ بکواس نہیں ہے جلدی کرو تم اور میں ابھی نکاح کریں گے قاضی جلد ہی آ جائے " گا"۔ وہ تیکھی مسکراہٹ کے ساتھ اپنی بات کہہ کے کمرے سے باہر نکل گیا نحل کو حیرت ہو رہی تھی کہ وہ اس قدر بھی گِر سکتا ہے۔ارتضی نیچے ریسپشن سے ہوتا ہوا باہر گاڑی میں جا بیٹھا وہ قاضی کو لینے جا رہا تھا۔ نحل نے کمرے کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی تو وہ لوکڈ تھا اس نے اپنی حالت کا جائزہ لیا اس کا عبایا تو تھا مگر بیگ، بیگ نہیں تھا اس نے جلدی میں صوفے کا پہ نظر دوڑائی جہاں اس کا بیگ پڑا تھا اس نے اس میں سے اپنا فون نکالا اور عالی کو کال کی کچھ دیر مسلسل کالز کرنے کے بعد اس نے آخر کال اٹھالی تھی وہ جو اپنی اسٹینٹ سے اپنا کل کا شڈیول بنوا رہا تھا نحل کی کال پہ اسے کیبن سے باہر بھیج دیا اور کال اٹھائی۔

عالی مجھے ارتضی کسی ہوٹل میں لائے ہیں اور اب مجھے زبردستی نکاح پہ مجبور کر رہے " ہیں،پلیز میری ہیلپ کریں "۔ اسے جلدی میں جو سمجھ آئی وہ کہہ گئی اس کی آواز کی کپکپاہٹ اور لرزے کی وجہ سے وہ بس اتنا ہی کہہ پائی تھی اور کہتے ہی رو پڑی وہ ڈر گئی تھی دل لرز رہا تھا مگر وہ ارتضی کا یہ روپ نہیں دیکھنا چاہتی تھی وہ اسے برا سمجھتی تھی مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اس حد تک گِر جائے گا ۔ ارتضی نے ایک بار پھر اسے خود سے نفرت کرنے پہ مجبور کر دیا تھا۔کیا یہ محبت تھی نہیں یہ جبر تھا جو وہ اس پہ زبردستی مسلط کر رہا تھا۔

نحل آپ ہیں کہاں مجھے بتائے"۔وہ نحل سے پوچھنے لگا ایک پل میں وہ اپنی جگہ چھوڑ" کہ ایگزٹ پہ پہنچا وہ اپنے گارڈ کو تقریبا چیختے ہوئے کہہ رہا تھا کہ گاڑی نکالو۔اس نے ۔گاڑی میں بیٹھتے ہوئے اس سے کہا

مجھے نہیں پتا یہ کونسی جگہ ہے عالی پلیز میری ہلپ کریں"۔آخر میں وہ پھوٹ پھوٹ" ۔ کے رونے لگی

نحل میں آرہا ہوں فکر مت کرو"۔اس کا جواب سننے سے پہلے ہی نحل کا موبائل بند" ہو گیا تھا ۔عالی ڈر رہا تھا۔ عالی نے سامنے سے کوئی جواب نہ پا کر کال کاٹ دی اور اپنے ایک دوست کو کال کی جو ایس پی تھا اس سے کال ٹریس کروانے پہ پتہ چلا کہ نحل کی کال کس ہوٹل سے آئی ہے یہ شہر کہ ایک غیر آباد علاقے میں موجود ہوٹل ۔تھا۔ وہ اور اس کا دوست اب ہوٹل کی طرف روانہ تھے

______

ارتضی کمرے میں واپس لوٹا تو زمین پہ بیٹھی نحل نے اپنا سر گھٹنوں میں ٹکائے رو رہی تھی ۔وہ بھی اس کے قریب آ بیٹھا تو وہ ایک دم اس سے دور ہوئی اس نے اپنی بات کا ۔اغاز کیا

نحل دیکھو میں کتنی دیر سے کوشش کر رہا تھا کہ تم سمجھ جاو مجھے تم سے محبت ہے" میں تمہیں ایسے تو بلکل بتانا نہیں چاہتا تھا مگر تم نے مجھے چھوڑ کر اس عالی کا انتخاب کیا اب دیکھو تم میرے پاس ہو اور وہ کہیں بھی نہیں ہے اسے میں بچپن سے باور

کرواتا آیا ہوں کہ نحل میری ہے مگر یہ بات اس ڈھکن کی سمجھ میں ہی نہیں آتی تمہیں ۔مجھ سے چھیننے لگا تھا "۔وہ سر اٹھائے اسے بے یقینی سے دیکھنے لگی

ارتضی"اس نے بے یقینی کے عالم میں اس کا نام پکارہ آواز دور کسی کھائی سے آتی "سنائی دی تھی اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے وہ مزید اس کے قریب ہوا ۔اس کی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کو اپنی انگلیوں کہ پوروں پہ لیتے ہوئے اچھال دیا

نحل تم مظبوط ہو اور مجھے صرف اسی وجہ سے تم سے محبت ہے۔میں بہت محبت کرتا "ہوں تم سے میں تمہیں روتا نہیں دیکھ سکتا پلیز چپ ہو جاو میں تمہیں کوئی نقصان نہیں ۔پہنچاوں گا "وہ اب اپنی محبت کا اقرار کر رہا تھا

۔چچ چپ کر جاو " وہ اب اپنی پوری قوت سے چیخی "

ارتضی یہ کیسی محبت ہے جس میں فقت اذیت دی جائے یہ صرف محبت کا دعوی "ہے جن سے محبت ہوتی ہے انہیں اذیت نہیں دی جاتی اور دیکھوں تم نے مجھے کس حال میں لا کھڑا کیا ہے میں تمہیں اس کے لیے کبھی معاف نہیں کروں گی میں تم سے نفرت کرتی ہوں اور ہمیشہ نفرت کرتی رہوں گی میں ہی پاگل تھی جو یہ گمان کر بیٹھی تھی کہ تم دانی تایا سے مختلف ہو گے مگر ایسا کیسے ہو سکتا ہے تم بھی ان جیسے ہی ہو ۔سفاق اور خود غرض۔میں تم سے نفرت کرتی ہوں نفرت "وہ چیختے چیختے پھر سے بیہوش ہو گئی ۔ارتضی اس کے قریب بیٹھا اس کے چہرے کو تھپ تھپا رہا تھا وہ ہوش میں نہیں آئی تو اس نے بیڈ کے قریب پڑے پانی کے گلاس میں سے ایک گلاس پانی

انڈیلا اور اس کے منہ پہ چھڑکنا شروع کر دیا۔وہ ہوش میں آئی اور ایک جھٹکے سے اس سے دور ہٹی۔

"تم مجھ سے جتنی بھی نفرت کیوں نہ کرو میں تمہیں اب نہیں چھوڑ سکتا، نحل میں ایک بار پہلے بھی تمہیں چھوڑ گیا تھا مگر اب کی بار میں ہمیشہ کے لیے تمہارا ہاتھ تھام لوں گا"۔ اس کی باتوں سے نحل کو کوفت ہونے لگی وہ کس ساتھ کی بات کر رہا تھا کیا ایسے ساتھ نبھاتے ہیں۔وہ اسے خود سے مزید نفرت کرنے پہ مجبور کر رہا تھا۔

"عالی تمہیں مجھ سے چھیننے چلا تھا مگر اسے کیا پتہ میں اپنی چیز کسی کو نہیں دیا کرتا تم میری ہو اور اگر میری چیز کوئی لے بھی لے تو میں اس سے چھین لیتا ہوں"

وہ کتنے آرام سے جیتی جاگتی انسان کو چیز کہہ گیا تھا۔

"میں کوئی چیز نہیں ہوں ارتضی میں جیتی جاگتی انسان ہوں اور میں یہ فیصلہ خود کروں گی کہ مجھے کس کا ساتھ چاہیے تم اس کا فیصلہ کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتے "ابھی وہ اس کو جواب دے رہی تھی کہ دروازہ کھٹکھٹایا۔اس نے نحل کو چہرہ چھپانے کا کہا جو کہ اس رونے دھونے کہ چکر میں بے نقاب ہو چکا تھا اور خود دروازہ اس غرض سے کھولنے چلا گیا کے شاید قاضی اور اس کا بندہ آ گئے ہیں مگر سامنے لال ہوتی آنکھوں والے عالی کو کھڑا دیکھ کے ارتضی ٹھٹکا۔وہ کیسے آیا تھا یہاں کیا نحل نے اسے خود بلایا تھا اس نے مڑ کر نحل کو دیکھا جو اب زمین سے کھڑی ہو گئی۔

عالی "۔بے اختیار ہی اس کے منہ سے عالی کا نام نکلا۔جبکہ عالی اپنے بزنس پاٹنر کو "
اپنے سامنے کھڑا دیکھ کے حیرت کے سمندر میں اترا وہ ارتضی کو پہچان نہیں پایا یوں دبئی
کے اتنے بڑے بزنس مین کا اچانک پرپوزل اسے اب سمجھ آیا۔اس نے اسے ایک ہاتھ
۔سے اسے ہٹایا اور نحل تک پہنچا۔وہ نحل کو پریشان نظروں سے دیکھ رہا تھا
۔نحل آپ یہاں کیسے پہنچی۔"وہ نحل سے سوال کر رہا تھا وہ حق رکھتا تھا اس سوال کا"
وہ تمہیں جواب دینے کی اہل نہیں ہے "ارتضی نے اس کے قریب آتے ہوئے "
۔جواب دیا۔عالی نے اسے سِرے سے اگنور کیا
نحل میں آپ سے پوچھ رہا ہوں کے آپ یہاں کیسے آئیں" اس نے دھیمی آواز میں "
۔دھاڑتے ہوئے پوچھا تو نحل کو اپنا وجود کانپتا ہوا محسوس ہوا
مجھے کڈنیپ کیا ہے انہوں نے۔عالی میں کالج سے آ رہی تھی"۔اس نے نظریں اٹھا "
کر عالی کی آنکھوں میں دیکھا وہی سیاہ چمکدار آنکھیں یہ ہی آنکھیں تھی جنہیں اسنے اپنا
۔مددگار پایا تھا جو اب غصے سے سرخ ہو رہی تھی
تم اس سے یہ سوالات کرنے کا حق نہیں رکھتے اور نحل تمہارے ساتھ نہیں جائے "
۔گی" ارتضی اس کے سامنے آتا ہوا بولا
چلو ٹھیک ہے پھر ان سے ہی پوچھ لیتے ہیں۔کیوں کیا خیال ہے"۔ عالی ایک آبرو "
۔اچکا کہ اس سے پوچھنے لگا وہ نحل کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا

جی تو مس نحل کیا آپ اس شخص کے ساتھ یہاں رہیں گی یا گھر جانا پسند کریں گی "
"۔عالی کے اس طرح سوال کرنے پہ نحل نے اسے بے یقینی سے دیکھا وہ شخص کتنا بدل گیا تھا اسے ایک لمحہ لگا تھا بدلنے میں وہ عالی سے اس لہجے کی امید نہیں رکھتی تھی اس کے اس رویے کا ذمے دار ارتضی تھا جس نے اس کی عزت کو گھٹا دیا۔پتہ نہیں عالی ارتضی کے بارے میں کیا سوچ رہا ہو گا۔ اسے اس کی سوچ نے نظریں جھکانے پہ مجبور کر دیا ۔

مجھے گھر جانا ہے آپ مجھے گھر لے جائیں پلیز "۔وہ رونے کے بیچ اتنا ہی کہہ پائی۔عالی " نے اس کے سامنے ہاتھ پیش کیا جسے وہ ایک لمحے سے پہلے تھام چکی تھی اور ارتضی وہاں بت بنا کھڑا دیکھتا رہ گیا۔ وہ نحل کو لیے کمرے سے باہر جا رہا تھا ارتضی نحل کی پشت دیکھتا رہ گیا اب اس کے پاس کوئی وجہ نہیں رہی اسے روکنے کی وہ خود اسے چھوڑ گئی تھی اس نے ایک لمحے میں اس شخص کا انتخاب کیا تھا۔وہ اپنے آپ کو کتنا بے بس محسوس کر رہا تھا یہ صرف اس کی ذات جانتی تھی ۔

____

عالی نے جھٹکے سے اس کا ہاتھ چھوڑا۔کیسا تھا وہ شخص کبھی دھوپ میں شجر جیسا اور کبھی کھلے صحرا میں تنہا کرنے والا۔وہ اس کے پیچھے چلتی ہوئی گاڑی تک گئی اس کے پیچھے پیچھے چلتے گاڑی میں بیٹھ گئی ۔عالی کا دوست جو اسے اریسٹ کی غرض سے اسے کال کر رہا تھا اس نے اس کی کال اٹھائی تو عالی نے ارتضی کو اریسٹ کرنے سے

منع کر دیا باقی کا رستہ نحل اور عالی کے درمیان خاموشی سے کٹا۔ نحل کی آنکھیں رونے کی وجہ سے سرخ ہو چکی تھی اور سوجن بھی واضح تھی۔ وہ مسلسل گاڑی سے باہر دیکھے روئے جا رہی تھی کتنے عجیب امتحان میں اللہ نے اسے ڈالا تھا اور اس کا رہبر بھی کسے بنایا۔عالی نے ایک دم سے گاڑی کی بریک لگائی تو نحل جھٹکا کھا کے سیٹ کی پشت سے جا لگی۔اس نے عالی کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا ۔

تم اس حال میں گھر جاو گی ۔" اشارہ اس کی آنکھوں کی طرف تھا۔وہ رو رہی تھی وہ " نے نا سمجھی سے عالی کو دیکھنے لگی ۔

اگر آج کے حصے کا رو چکی ہو تو چلیں گھر "۔ نحل نے گردن اثبات میں ہلائی تو عالی " نے گاڑی صبین بیگم کے گھر کی طرف موڑ دی جو ابھی آدھے گھنٹے کی مسافت پہ تھا ۔

______

گھر میں صبین بیگم اور عاشی بے چینی سے نحل کا انتظار کر رہی تھی وہ ان سے رابطہ نہیں کر پائی تھی اور اب شام ہونے کو تھی ۔عاشی نے آیان کو کال کر کے نحل کے کالج پِک کرنے کو کہا تھا مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا ۔ عاشی پریشانی کے عالم میں پورچ میں ٹہل رہی تھی اچانک گاڑی رکنے کی آواز آئی تو وہ بھاگ کے دروازے کے پاس پہنچی نحل گاڑی سے نکل کر گیٹ تک آئی تو اس نے عاشی کو دیکھا جو اسی کی طرف بڑھ رہی تھی۔

یار آپی کہاں تھی آپ اور اتنی دیر کیوں لگا دی آپ نے؟کہاں تھی آپ ؟میں اور امی " اتنے پریشان ہو رہے تھے نہ آپ کسی کی کال اٹھا رہی تھی ۔" وہ ایک سانس میں کتنا کچھ بول گئی تھی اسے پتہ ہی نہیں چلا ۔ مگر نحل کہ پاس اس کی کسی بات کا جواب نہیں تھا وہ کیا بتاتی اسے اب وہ سوچ رہی تھی کے صبین بیگم کو کیا جواب دے گی وہ۔

اس نے اپنے پیچھے جب عالی کی آواز سنی تو وہ ایک لمحے کے لیے مڑی انکھیں ملی تھیں مگر اس شخص کی آنکھیں بے تاثر تھی وہ چلتی ہوئی لاونج کی طرف آ گئی اسے پیچھے عاشی اور عالی کی آوازیں سنائی دے رہی تھی ۔اس سے اسے امید نہیں تھی کہ وہ شخص اس کے پیچھے آئے گا مگر وہ آیا تھا کیا وہ احسان جتانے آیا تھا۔وہ دونوں اندر لاونج میں کھڑے تھے۔

۔ اسلام علیکم ماما "۔اس نے ماں کے کچھ قریب آتے سلام کیا"

وعلیکم سلام نحل میری بچی کہاں تھی تم "۔وہ بھاگتی ہوئیں اس کی جانب آئیں۔وہ " ڈر رہی تھی کہ کہیں کچھ برا نہ ہو گیا ہو اس کے ساتھ ناجانے کیسے کیسے وسوسے ان ۔کو گھیرے ہوئے تھے اس کی آواز سنتے ہی وہ بے قرار ہوتی اس کی جانب لپکی

۔وہ ماما میں"۔اس سے پہلے وہ کچھ کہتی عالی نے اس کی بات کاٹی"

اسلام علیکم پھوپھو ،کیا حال ہے آپ کا وہ میں انہیں اپنے ساتھ شاپنگ پہ لے گیا " تھا میری کچھ شاپنگ رہ گئی تھی تو میں نے ان کو کالج سے پک کیا اور مال لے

گیا"۔اس نے کتنی مہارت سے معملا سنبھال لیا تھا وہ اس کو کھڑی حیرت سے دیکھ رہی تھی۔وہ اس سے عشق کرتا تھا وہ اس کے لیے کسی بھی طرح کا خطرہ مول لے سکتا تھا۔

اچھا تو میری جان آپ لوگوں کو مجھے بتانا چاہیے تھا ناں"صبین بیگم نے نحل سے شکوہ " کیا۔

جی ماما سوری، مجھے معاف کر دیں ،میں بہت تھک گئی ہوں میں کمرے میں جا رہی " ہوں"۔وہ کھڑی التجا کر رہی تھی رو رو کے وہ ویسے ہی نڈھال ہو چکی تھی اور اب ضبط کرنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔

ہاں اچھا ٹھیک ہے جاو آرام کرو"۔وہ جانے کیلیے پلٹ گئی تو عالی اس کی پشت کو " تکنے لگا۔کچھ دیر بعد عالی بھی کام کا کہہ کے گھر کے لیے نکل گیا۔عالی نے ایان کو فون کر کے بتا دیا کہ نحل گھر پہنچ گئی ہے تاکہ وہ پریشان نہ ہو۔

نحل اپنے کمرے میں آتے ہی پھوٹ پھوٹ کے رونے لگی وہ زمین پہ بیٹھی رو رہی تھی وہ کس قدر بے بس محسوس کر رہی تھی آج اگر اس کے بابا ہوتے تو وہ ضرور ان سے ارتضی کی اس حرکت کی شکایت کرتی مگر وہ صبین بیگم کو نہیں بتا سکتی تھی اگر اُنہیں بتاتی تو انہیں ایک اور پریشانی لاحق ہو جاتی وہ اپنے آپ کو مجرم گردان رہی تھی کیونکہ وہ اپنی ماں سے سچ نہیں بول پائی اگر آج عالی وقت پہ نہ پہنچتا تو ناجانے وہ اس وقت کہاں ہوتی۔ اس کے وہم اسے مزید پریشان کرنے لگے۔اس نے عبایا اتارا اور صوفے پہ

اچھال دیا خود اٹھ کے بیڈ پہ لیٹ گئی ۔روتے روتے نہ جانے اسے کب نیند نے اپنی آغوش میں لے لیا۔

دو دن گزر گئے تھے اس بات کو مگر نحل کالج نہیں گئی تھی۔تین دن بعد نکاح تھا سب نکاح کی تیاریوں میں مصروف تھے فائیقہ بیگم فاطمہ اور دعا صبین بیگم کے گھر تھے جبکہ باسط اور اکمل صاحب اسلم صاحب کے گھر میں رکے تھے ان لوگوں نے اپنی ساری تیاریاں اسی دوران مکمل کرنی تھی سب لوگ اپنی اپنی تیاریاں مکمل کرنے میں مصروف تھے گھروں میں گہما گہمی چھائی ہوئی تھی سب لوگ اپنی اپنی تیاریوں میں مگن تھے ابان صاحب نے ہال کی بکنگ کروا لی تھی اور نکاح کہ ایک دن بعد ولیمے کا فنکشن ڈیسائیڈ کیا تھا ابان صاحب اور اکمل صاحب نے سارے کام نمٹا لیے تھے۔

ارتضی اس دن کے بعد فارم ہاوس چلا گیا تھا اور ابھی تک گھر واپس نہیں آیا تھا۔فضہ صاحبہ اس کے لیے پریشان تھی کتنے فون کیے مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا ۔مشال ان کے پاس تھی۔وہ نا چاہتے ہوئے بھی اس شخص سے مسلسل رابطہ کرنے کی کوشش کر رہی تھی اس کی ایک یونی کی دوست کا نکاح تھا اور وہ فضہ صاحبہ کو اس حال میں چھوڑ کر نہیں جانا چاہتی تھی عدنان صاحب کام کے سلسلے میں ملک سے باہر تھے۔

نحل نے کالج سے چھٹیاں لیں تھی وہ اپنے کمرے میں بیٹھی اپنی کھڑکی سے لان کو تک رہی تھی ۔ نحل اس دن کے بعد ضرورت سے زیادہ خاموش ہو گئی وہ ارتضی کی وجہ سے خود کو عالی کی نظر میں کمتر محسوس کر رہی تھی۔

____

ارتضی کی کیفیت کسی بکھرے ہوئے دیوانے سے کم نہیں تھی وہ جو محبت کا دعوے دار تھا وہ اس کی محبت کو نفرت کے الزام سے داغ گئی ۔ وہ بیٹھا کسی مرائی نقطے کو تک رہا تھا اس کے بال بکھرے ہوئے تھے سرخ آنکھیں اس کے اجڑے ہوئے دل کا پتہ دے رہی تھی۔

ا

یک ضعیف شخص جو ان کی غیر موجودگی میں اس فارم ہاوس کی حفاظت کرتا تھا گھر میں داخل ہوا وہ لاونج میں صوفے پہ بیٹھا ان کی موجودگی کو پا کر ان کی طرف متوجہ ہوا۔

ارتضی بیٹا آپ کیا کھائیں گے میں آپ کے لیے کچھ کھانے کا سامان لایا ہوں"۔وہ " نہایت شفقت سے گویا ہوئے۔

نہیں میرا دل نہیں چاہ رہا کچھ کھانے کا مصطفی انکل"اس نے صاف انکار کی"۔

اچھا ایک بات بتائیں آپ جب سے آئے ہیں بہت پریشان ہیں خیریت ہے" انہوں نے اس کی غیر ہوتی حالت دیکھتے ہوئے کہا

نہیں انکل میرے اندر ایک جنگ چھڑی ہوئی ہے محبت کی جنگ ۔ آپ جانتے ہیں " محبت میں ہار جانے کی تکلیف کیا ہوتی ہے دھتکارے جانے کی اذیت جھیل رہا ہوں ۔ میں"اس کی آواز کسی کھائی سے آتی سنائی دی

ارتضی اس جنگ میں جیت صرف اپنے نفس پہ قابو پا کر اورسکون صرف اس ذات کی " طرف لوٹ جانے میں ہے جس نے ہمیں اپنے لیے خلق کیا ہے" وہ اپنی بات کا اختتام کر چکے تو ارتضی نے انہیں حیرت سے دیکھا

مگر میں اس کے بغیر جی نہیں سکتا انکل"وہ اب آنکھوں میں آنسوں لیے کسی معصوم " بچے کی طرح وضاحت پیش کر رہا تھا

ارتضی انسان صرف اپنے اصل کے بغیر نہیں جی سکتا اور ہمارا اصل وہ ہے۔اس کی " طرف لوٹ آو گے تو اس جہانِ فانی میں کسی دوسرے سے دل ہی نہیں لگے گا"۔انھوں نے شہادت کی انگلی اٹھا کے آسمان کی طرف اشارہ کیا تھا

وہ ہمارا خالق ہے اور بے شک وہی دلوں کو قرار دینے والا ہے اس سے دل لگاو۔ وہ " ٹوٹے دلوں کو جوڑنا جانتا ہے اس کو ڈھونڈو اس کی تلاش ہماری آخرت کا وسیلہ ہے "وہ اسے پیار سے سمجھا رہے تھے اس نے اپنا بچپن ان کے ہاتھوں میں گزارا تھا گرمیوں کی ہر چھٹیوں میں وہ یہاں آیا کرتا تھا وہ انہیں ہمیشہ اپنے باپ جیسی عزت دیتا تھا اور وہ ۔اسے اپنے بیٹے کی طرح پیار کرتے تھے

میں کیسے ڈھونڈو اسے (اللہ کو) ؟ میں نے کبھی اسے یاد نہیں کیا،کیا وہ مجھے معاف کر دے گا انکل" وہ اب خدا کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔

"ہاں وہ اپنے ہر بندے سے محبت کرتا ہے ارتضی ایک وہ ہی تو ہے جو انسان کو معاف کر دیتا ہے یہ دنیا معاف نہیں کرتی ۔ تم ایک بار اس سے سکونِ قلب مانگ کر تو دیکھو عشق مجازی سے عشقِ حقیقی کا سفر طے کرنا جتنا مشکل ہے اتنا ہی پُر سکون بھی اس میں پہلے پہلے پاوں میں لغزش ضرور آتی ہے مگر جب انسان دل سے ٹھان لیتا ہے تو اس میں سرور ملتا ہے عشقِ حقیقی انسان کو اس کے اصل سے ملواتا ہے ارتضی وہ دلوں کو پلٹنے والا ہے۔جس کے قبضہ قدرت میں ہر زی نفس کی جان ہے "۔وہ تحمل سے اسے سمجھا رہے تھے۔

ان کی باتیں ارتضی کے دل پہ اثر کر رہی تھی وہ اب خدا کو ڈھونڈنے کا سوچ رہا تھا معافی کی طلب ہو رہی تھی وہ صرف اب دلی سکون کا خواہشمند تھا اور شاید یہی وہ جگہ تھی جہاں اسے سکون نصیب ہو سکتا تھا۔

____

عالی آفس میں کام کر رہا تھا مگر دماغ کہیں اور ہی اٹکا ہوا تھا وہ الفاظ اس کے کانوں میں بازگشت کر رہے تھے ارتضی کس طرح اس سے اپنی محبت کی بھیک مانگ رہا تھا کیا وہ واقعی ہی اس سے اتنی محبت کرتا تھا اس نے ان کی باتیں سنی تھی اور اب وہ خود کو ان میں الجھا کہ رہ گیا تھا مگر نحل نحل کا دل تو ہر قسم کے احساس سے خالی تھا اگر وہ

ارتضی سے نفرت کرتی تھی تو اس نے عالی سے بھی محبت کا دعوی نہیں کیا تھا۔اس کہ دل میں کوئی بھی نہیں تھا وہ کیسی عجیب سی کہانی تھی جسے وہ جتنا جاننے کی کوشش کرتا تھا اتنا ہی الجھ کر رہ جاتا تھا۔فقت دو دن، دو دن بعد وہ اسکی زندگی میں شامل ہونے والی تھی ایک سکون اترتا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے اس سے بے غرض محبت کی تھی بغیر اس خواہش کے کہ اس کے بدلے اسے بھی چاہا جائے عشق میں سودا نہیں ہوتا محبوب ہی سب کچھ ہوتا ہے وہ جیسا چاہے جو چاہے وہی کرنا پڑتا ہے۔وہ ۔اپنی سوچوں کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے آفس کے کام کو مکمل کرنے لگا

نحل اپنے کمرے میں تھی اور باقی سب شاپنگ کے لیے مال گئے ہوئے تھے گھر میں صرف نحل اور سکینہ تھیں سکینہ گھر میں کام کاج کر رہی تھی اور وہ اپنے کمرے میں بیٹھی اپنی سوچوں سے لڑ رہی تھی۔دل برا ہوا تو کمرے سے نکل کے لاونج میں آ گئی جہاں سکینہ ڈسٹنگ کر رہی تھی

اسلام و علیکم بی بی جی آپ کھانا کھائے گی "وہ نحل کو دیکھتے ہی اس سے پوچھنے لگی"

نہیں، یہ سب لوگ کہاں گئے ہیں ؟"۔وہ صوفے پہ بیٹھتے ہوئے اس سے پوچھنے لگی"

بی بی جی سب لوگ شاپنگ پہ گئے ہیں "اس نے جواب دیا"

اچھا آپ ایسا کرے مجھے ایک کپ چائے بنا دے " اس نے چائے کا کہا اور خود " میگزین کھول کے بیٹھ گئی سکینہ ڈسٹنگ چھوڑ کہ کچن میں چائے بنانے چلی گئی تو

نحل نے میگزین ایک طرف رکھی اور ٹی وی کا ریموٹ پکڑ کے ٹی وی آن کیا اور چینل سفرنگ کرنے لگی پھر ایک ٹالک شو لگا کے بیٹھ گئی اس کا دل آج اپنے گھر میں بھی نہیں لگ رہا تھا عجیب سی بے چینی لاحق تھی ۔جتنے میں سکینہ چائے بنا کہ لائی وہ ٹی وی بھی بند کر چکی تھی ۔سکینہ نے چائے لا کر اس کے سامنے رکھی اور خود دوبارہ ڈسٹنگ کرنے لگی ۔ نحل چائے کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لے رہی تھی اور وہ مسلسل نحل سے باتیں کر رہی تھی مگر نحل کو اس کی باتوں میں کوئی دلچسپی نہیں تھی ۔اس لیے وہ چپ چاپ اسے کچن سمیٹنے کا کہہ کے دوبارہ کمرے کی طرف چلی گئی

سب لوگ مہندی کی تیاری کرنے میں مصروف تھے آیان،فاطمہ اور باقی بچوں کی ضد پہ مہندی کا فنکشن گھر پہ کرنے کی اجازت ملی تھی شاہ ہاوس کا لان بتیوں سے سجا ہوا دنیا کا الگ ہی کونہ معلوم ہو رہا تھا ایان باسط صارم اور فاطمہ نے مل کے اس کی ڈیکوریشن والوں کے ساتھ مل ڈیکوریشن کی تھی۔سب لوگ یہاں سے وہاں گھوم رہے تھے شاہ ہاوس خوشیاں سمیٹے مسکرا رہا تھا ۔ نحل اور عاشی کو بیوٹیشن گھر میں تیار کرنے آئی تھیں۔وہ دونوں کمرے میں تیار ہو رہی تھی کہ فاطمہ کمرے کا دروازہ واہ کرتی ہوئی آ کر بیڈ پہ ڈھے گئی

"افففف یار عاشی جتنا کام میں نے تمہاری مہندی پہ کیا ہے نہ اگر تمہیں کرنا پڑتا تو تم اب تک ختم کر دیتی مجھے"

۔ کیوں کیا ہو گیا "عاشی شیشے کے سامنے پڑے گجرے اٹھا کے پہننے لگی"

اس آیان کے بچے نے مجھے اتنا تنگ کیا ہے یار گدھا نہ ہو تو "۔وہ اب آیان کی اس " حرکت پہ کڑھتی ہوئی بولی اس نے ہاتھ میں پکڑی پیلے پھولوں کی لڑی کو اپنے ہاتھ سے مکمل طور پہ اونچا کیا ہوا تھا اور فاطمہ بیچاری اس کے ہاتھ سے لینے کے چکر میں بے حال ہو گئی ۔ اس نے اسے ٹڈی ٹڈی کہہ کے اتنا ستایا کہ وہ سارا کام چھوڑ چھاڑ کے اوپر آ گئی ۔

اچھا یار آہستہ اگر آپی نے سن لیا تو شامت آ جائے گی ہماری ان کا پسندیدہ بھائی ہے " وہ لنگور "۔ عاشی نے سرگوشی کی وہ بیڈ کے پاس آ کھڑی ہوئی تھی جبکہ بیوٹیشن کمرے میں کھڑی نحل کا انتظار کر رہی تھی جو ڈریس پہننے کے لیے باتھ روم میں گئی ہوئی تھی۔فاطمہ ایک دم اٹھ کے سیدھی ہوئی عاشی کو دیکھنے لگی وہ تھکن میں اس کی تیاری دیکھنا تو بھول ہی گئی تھی جو تیار کھڑی اس کے پاس موجود بیڈ پہ بیٹھنے کی کوشش میں تھی یوں فاطمہ کو اٹھتا دیکھ کے عاشی اس کو حیرت سے دیکھنے لگی جو اسے آنکھیں پھاڑپھاڑ کے دیکھ رہی تھی ۔

کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہی ہو "۔کیا مطلب یار میری اتنی پیاری بہن بلکل گڑیا جیسی " لگ رہی ہے اور میں دیکھوں بھی نہ "

اوہ مائی گاڈ عاشی تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو" اس نے ہلکی چیخ مارتے ہوئے کہا تو " عاشی جی جان سے ہنسی۔فاطمہ خوشی میں اس کے گلے لگ گئی ۔

۔ یار عاشی اتنا ہیوی لہنگا ہے تم کمفرٹیبل تو ہو نہ "۔اس نے پریشانی سے پوچھا"

ہاں میں تو بلکل کمفرٹیبل ہوں" ۔عاشی نے آرام سے جواب دیا تو فاطمہ بھی پرسکون "
۔ ہوئی

اچھا یار عاشی ایک بار گھوم کے دیکھا دو پلیز میں وڈیو بناو گی" فاطمہ نے خواہشانہ انداز "
میں کہا تو عاشی اسے نہ نہیں کہہ پائی جبکہ لہنگا واقعی بہت ہیوی معلوم ہوا تھا۔عاشی
بلکل مست ملنگ ہو کر ایک لمحے کے لیے دونوں ہاتھوں میں لہنگا لیے گھومی تو فاطمہ
نے اس لمحے کو اپنے موبائل میں قید کر لیا ۔وہ اب سلومو بنا رہی تھی اور عاشی خود کو
ہواوں میں اُڑتا محسوس کر رہی تھی ۔بیوٹیشن اور ورکرز اسے ستائیشی نظروں سے دیکھ رہی
تھی کہ کمرے میں سے آتی نحل کو دیکھ کہ عاشی اس کی طرف بڑھ گئی اور اس کا
۔ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے اس کی ایک انگلی اپنے ہاتھ میں تھامے اسے بھی گھمانے لگی
فاطمہ نے بنا کہے اس لمحے کو اپنے کیمرے میں قید کر لیا ۔وہ وڈیوں بناتے ہی نحل کی
طرف بڑھ گئی اور پرجوش انداز میں اس کے دونوں بازوں ہاتھوں میں لیے اس کی
۔ تعاریف کرنے لگی

ماشااللہ میری تو دونوں بہنیں جنت کی حوریں لگ رہی ہے۔ "اس نے کہتے ہوئے نحل "
کے گال کا بوسہ لیا اور دوڑتی ہوئی دروازے کی جانب گئی

یار میں اب تیار ہو جاو ورنہ بہت لیٹ ہو جاوں گی "وہ کہتے ہی کمرے سے نکل گئی "

کیونکہ اس کے پاس وقت کم تھا اور تیاری زیادہ وہ دوڑتے ہوئے دعا کے کمرے میں

چلی گئی ۔

آیان اور باسط لان کو فائینل ٹچ دیتے ہی تیار ہونے کے لیے کمروں میں چلے گئے۔ابان صاحب اور اسلم صاحب کے چند ایک دوست کو انھوں نے انوائیٹ کیا تھا۔ عاشی کی یونی کی ایک دوست بھی آنے والی تھی وہ لیٹ نہ ہو جائے اس غرض سے اس نے اسے فون کیا تو پتہ چلا کہ وہ تیار ہو رہی ہے اور تقریبا آدھے گھنٹے میں آ جائے گی۔

مہندی کی رسم شروع ہونے میں دو گھنٹے تھے گھر سب لوگ موجود تھے سوائے اس کے جس کی اپنی شادی تھی۔

ناجانے کتنی کالز کے بعد عالی نے عالیہ بیگم کی کال اٹھائی اور اب وہ اس پہ مکمل طور پہ برہم تھی۔

"عالی یہ کیا بدتمیزی ہے میں کب سے تمہیں کالز کر رہی ہوں سب لوگ تمہارا انتظار کر رہے ہیں اور تم آج بھی آفس میں ہو آدھے گھنٹے میں گھر پہنچو" وہ اسے تنبیہہ کرتی ہوئی بولی۔

امی"ابھی اس کے الفاظ منہ میں ہی تھے"

مجھے کوئی بہانہ نہیں چاہیے "عالیہ بیگم غصے سے گویا ہوئی"۔

جی " وہ فون بند کرتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اسے مہندی کا پتہ تھا مگر وہ ایک دن میں سارا کام وائینڈ آپ نہیں کر سکتا تھا اس لیے وہ آج بھی آفس آیا تھا۔اس نے آفس سے گاڑی نکالی تو اسے ایک دن پہلے گزرا ہوا لمحہ یاد آیا جہاں صبین بیگم نحل کے تایا کو شادی کا کارڈ دینے کا کہہ رہی تھی ۔وہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ کیا ارتضی بھی آئے گا اور اگر وہ اسے نظر آئے گا تو وہ یقینا اپنا اختیار کھو بیٹھے گا۔ بس اسی سوچ میں وہ گھر پہنچ گیا۔ وہ جیسے ہی گھر میں داخل ہوا تو پورا شاہ ہاوس روشنی میں ڈوبا ہوا تھا وہ اس تیاری کو دیکھے مسکرائے بنا نہ رہ سکا۔ لان کسی چاند کی مانند چمک رہا تھا ۔اس کے بیچ میں دو عدد دو سیٹر جھولے پڑے تھے سارے لان کو پیلے اور لال پھولوں سے سجایا ہوا تھا۔وہ محویت سے لان کو تک رہا تھا کہ صارم کی آواز پہ چونکا ۔

یار عالیبی بھائی آپ آ گئے تھینک گاڈ ورنہ تائی اماں اور تایا ابو آپ کو چھوڑنے والے نہیں تھے اور اب پلیز دھیان سے کمرے میں جائیے گا "وہ کانوں سے تو صارم کی بات سن رہا تھا مگر نظریں ابھی بھی لان پہ مرکوز تھی صارم نے اسے لان کی طرف متوجہ دیکھ کے اس سے سوال کیا ۔

"اچھا لگ رہا ہے نہ بھائی؟"

ہاں بہت خوبصورت "عالی کہتے ہوئے مسکرایا۔ اس کو مسکراتا پا کر صارم نے اسے کہنی ماری تاکہ وہ اب اس کی طرف متوجہ ہو جائے۔

"اچھا تو نظر مت لگائیے گا اب جائیں اور جا کے تیار ہو جائیں"

ہمممم "عالی جواب دیتے ہی پلٹ کر گھر کے اندرونی حصے کی طرف بڑھ گیا۔صارم " کسی کام سے باہر چلا گیا تھا ۔سب تیار ہو گئے تو باسط اور عالی کو ڈوپٹے کے نیچے لاتے ہوئے آیان اور صارم ناچ رہے تھے اور حسن بھی سب سے آگے بھنگڑا ڈالتا ہوا شیروانی میں بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔عالی آف وائیٹ شیروانی میں کسی سلطنت کا بادشاہ لگ رہا تھا جبکہ باسط بھی مہندی رنگ کی شیروانی میں بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ان کے اس انداز پہ سب ہنس رہے تھے ہر طرف خوشی کا سما پھیلا ہوا تھا مسکراہٹوں نے شاہ ہاوس کے گرد ڈیرے ڈالے تھے اسلم صاحب اور ابان صاحب نے بڑھ کر ان کو پیار دیا اور ہمیشہ خوش رہنے کی دعا دی۔اسی طرح ناچتے ناچتے وہ لوگ جھولوں تک پہنچے اور ان کو بیٹھانے کے بعد جا کر ان کے پاس کھڑے ہو گئے۔

____

اب باری لڑکیوں کی تھی۔ لان کا راستہ خالی ہوا تو لڑکیوں کی آمد آمد تھی نحل اور عاشی کو ڈولی نما پہیے دار گاڑی میں بیٹھایا ہوا تھا اور فاطمہ اور عاشی اس کو سامنے سے پکڑے ہوئی تھی جبکہ مشال ربعیہ اور روشنی نے اس کو پیچھے سے پکڑ رکھا تھا۔سب مسکراتے ہوئے لان کو عبور کرتے ہوئے جھولوں سے کچھ فاصلے پہ رک گئی نحل کو روشنی اور ربیعہ نے اور عاشی کو فاطمہ مشال اور دعا نے پکڑا رکھا تھا وہ اب ان کے پاس لا کر بیٹھا دی گئی۔ ان کی انٹری پہ ہر طرف شور تھا سب لوگ خوشی سے چلا رہے تھے۔ سب

بڑے رسم کرنے میں مصروف ہو گئے ۔ فضہ صاحبہ اکیلی مہندی پہ تشریف لائی تھی ۔ناجانے کتنی کالز کے باوجود ارتضی نے ان کی کوئی کال بھی اٹینڈ نہیں کی جب سب رسم کر چکے تو آیان باسط اور صارم سمیت سب نے بھنگڑا ڈالا۔ انہوں نے بھرپور انجوائے کیا سب لڑکیاں اور روشنی بیگم بھی اب دھمال ڈال رہی تھی ۔سب لوگ اس پرمسرت لمحے میں کھو گئے۔عالی اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے قاصر تھا کہ نحل اس کہ پہلو میں بیٹھی تھی۔اس کی نظریں نحل کے چہرے کا طواف کر رہی تھی وہ مہندی رنگ کے لہنگے میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی عالی تو دنیا سے بے خبر سا اس میں محو تھا ۔جبکہ باسط عاشی کو مسلسل تنگ کر رہا تھا اور وہ اسے گھوریوں سے نواز رہی تھی۔کھانا کھانے کے بعد رات کے آثار زیادہ گہرے ہوئے تو فنکشن ختم کرنے کا کہہ کر اسلم صاحب اپنے کمرے میں چلے گئے اور باقی سب بھی اب اسی تیاری میں تھے جبکے باسط عاشی کو اس کے ساتھ رکنے کا کہہ رہا تھا ۔عاشی اسے ہٹاتی سائیڈ سے نکل گئی اور اٹھ کھڑی ہوئی جبکہ نحل جس سے اٹھنا مشکل ہو رہا تھا وہ اپنے ہیلز والے پاوں لہنگے سے باہر کرتی ہوئی اب لہنگے کو پکڑے اٹھ رہی تھی کہ عالی نے اپنا ہاتھ بڑھا کہ اس کے سامنے کیا تو نحل نے نظر اس پہ ڈالی اور اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ پہ پھر خود ہی کھڑی ہو گئی جیسے ظاہر کروا رہی ہو کہ اسے اس کی ضرورت نہیں عالی بھی کھسیانا ہو کر پرے ہٹ گیا۔ فاطمہ ایک کونے میں کھڑی مسکرا رہی تھی آیان جو دھمال ڈال ڈال کہ تھک گیا تو سانس لینے کو کھڑا ہوا اسکو مسکراتا دیکھ کہ اس کے سر پہ آ پہنچا ۔

اس نے ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے فون کھینچا اور ہاتھ میں لیے کھڑا ہو گیا تو فاطمہ چیختی ہوئی اس سے اپنا فون چھیننے لگی وہ فاطمہ کا فون ہاتھ میں لہراتے اسے تنگ کرنے لگا۔فاطمہ فون تک نہ پہنچ پانے کی وجہ سے منہ پھلائے کھڑی تھی ۔ اس کی اس حالت کو دیکھتے ہوئے آیان ایک پل کے لیے کھو گیا۔وہ واقعی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔اس نے ڈارک گرین فراک پہن رکھی تھی اوراب وہ اس پہ برس رہی تھی مگر وہ تو اس کی باتوں کو سن ہی نہیں رہا تھا وہ تو اس کی آنکھوں میں کہیں کھویا ہوا تھا۔ہاتھ اس کا ابھی ہوا میں محلول ہی تھا کہ اس کی زوردار ہیل آیان کے پاوں پہ ماری تو ہوش کی دنیا میں لوٹا

۔آہہہہہ"اسکے منہ سے بے ساختہ چیخ نکلی اب وہ اپنا پاؤں پکڑے کھڑا تھا"

۔اب آیا مزہ جاہل انسان نہ ہو تو گدھا"۔وہ ابھی بھی اسے القابات سے نواز رہی تھی"

۔کتنی بری ہو تم فاطمہ" وہ اب رو دینے کو تھا"

ہاں بلکل دو میرا فون "وہ اپنا فون چھینتی ہوئی اندر کی طرف بڑھ گئی ۔ سب اپنے "

۔ اپنے کمروں میں چلے گئے

کچھ دیر والا شور اب گم ہو گیا اب ہر طرف خاموشی کا راج تھا۔ارتضی کو فضہ بیگم نے بہت کہا مگر وہ پھر بھی مہندی پہ نہیں آیا تو وہ واپسی پہ مشال کہ ساتھ گھر آ گئی مشال عاشی کی یونی کی بیسٹ فرینڈ تھی ۔اس لیے وہ اس کے بہت کہنے پہ آگئی تھی مگر یہاں آنے پہ اسے علم ہوا کہ وہ فضہ صاحبہ کے بھتیجیاں ہیں اور ان کا اس سے

اس قدر گہرا رشتہ ہے وہ صرف ارتضی کے اس رویے پہ افسوس ہی کر پائی تھی ۔وہ اس کے علاوہ کر بھی کیا سکتی تھی مگر وہ اس بات سے بے خبر تھی کے اس کا محبوب جس کے عشق میں مبتلا ہے وہ اور کوئی نہیں نحل تھی جسے وہ اپنی بڑی بہن کہا کرتی تھی ۔ ارتضی فارم ہاوس سے تو واپس آ گیا تھا پر شاید وہ حال میں موجود نہیں تھا ماضی کے لمحوں میں ہی کہیں کھویا ہوا تھا۔وہ سارا سارا دن آفس میں گزار دیتا اور رات کے پہر گھر آ کر ناجانے کس وقت صبح نکل جاتا کسی کو بھی خبر نہیں ہوتی تھی۔ آج وہ گھر جلدی آ گیا تو ٹیرس پہ کھڑا لمبے لمبے سگریٹ کے کش بھرنے لگا کے دروازہ کُھلنے کی آواز پہ نظروں کا رخ پھیر کر پورچ میں موجود گاڑی کو دیکھنے لگا جہاں فضہ بیگم مشال کے ساتھ کھڑی تھی مشال نے اپنے پہ کسی کی نظریں محسوس کرتے ہوئے اس جانب دیکھا تو وہ شخص شانے بے نیازی سے نظریں پھیر گیا۔مشال بھی اسے اِگنور کرتی گاڑی میں بیٹھ کے وہاں سے نکل گئی۔ارتضی سگریٹ پھینک کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

_____

نحل نے کپڑے چینج کیے اور بستر پہ لیٹ گئی۔ عاشی بھی کپڑے چینج کر چکی تھی ۔وہ دونوں بستر پہ لیٹی ایک دوسرے سے باتیں کرتی کرتی سو گئ۔

*_*_______

نحل ہال کے کمرے میں شیشے کے سامنے سجی سنوری بیٹھی تھی کچھ لمحے سِرکنے کے بعد دعا اور فاطمہ اسے لینے کے لیے آئی تو اس نے پلٹ کر ان کی طرف دیکھا جو اسے دیکھتے ہی خوشی سے اچھلنے لگی ۔فاطمہ کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

"ماشااللہ آپی آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں" وہ کہتی ہوئی اس کی طرف بڑھ رہی تھی مگر نحل ابھی اپنی نتھلی سے الجھ رہی تھی

"یار فاتی اسے نکال دو مجھے اس سے الجھن ہو رہی ہے "

نہیں آپی یہ نہیں اترے گی اسے انہوں نے بہت مشکل سے سیٹ کیا ہے" وہ "اسے سمجھاتے ہوئے بولی۔

آپی آپ بہت خوبصورت لگ رہی ہیں "دعا اپنی چمکتی آنکھیں اس کے سامنے کیے بولی " تو نحل اس کی سچی تعاریف پہ اس کو پیار کیے بنا نہ رہ سکی نحل نے اس کا گال تھپ تھپایا اور شکریہ کہا۔ ابھی وہ اس میں مصروف تھی کہ پیچھے سے صبین بیگم بولتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی ۔جہاں وہ بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔ "چلو بیٹا جلدی کرو آپ دونوں عاشی کو لے کے آو وہ بھی آ گئی ہے پالر سے" ۔

جی خالہ میں جا رہی ہوں" فاطمہ دعا کے ہمراہ اسے لینے چل دی۔فاطمہ جلدی جلدی " میں سامنے سے آتے شخص میں جا لگی ۔ اس نے خود کو سنمبھالتے ہی سر اٹھا کہ دیکھا تو سامنے پینٹ کوٹ میں کھڑے آیان کو دیکھ کے ایک لمحے کو اسے چپ لگ گئی وہ واقعی ہینڈسم لگ رہا تھا مگر پھر نظر انداز کر کے جانے لگی تو آیان نے اسے روکا

ہیلو میڈم یہ معافی کون مانگے گا" اس کی بات پہ فاطمہ اسے ہونکوں کی طرح منہ اٹھائے دیکھنے لگی۔

" کیا مطلب ہے آیان اس فضول گوئی کا میں جان بوجھ کے تھوڑی تمہارے میں لگی ہوں وہ تو مجھے جلدی "اس نے اس کی بات بیچ میں کاٹی

" بس بس جانتا ہوں میں جہاں کوئی ہینڈسم لڑکا دیکھا وہی ٹکراؤ شروع" اس کی بات پہ فاطمہ کو غصہ تو بہت آیا مگر پھر سر جھٹکتی ہوئی وہاں سے نکل گئی۔ اسے ابھی جلدی تھی ورنہ وہ آیان کو ضرور حقیقت سے روشناس کراتی وہ اس کی پشت کو تکتا ہوا مسکرایا۔ دور سے آتے صارم نے آ کر اس کے کندھے پہ مکا جھڑا

" کیا کر رہا ہے تو یہاں تایا ابو گھنٹے سے تجھے بلا رہے ہیں عالی بھائی اور باسط تیرا پوچھ رہے ہیں نکاح ہو گیا ہے اور تو ادھر گھوم رہا ہے۔"

" اوہ ہو یار چل چل جلدی کر چلیں وہ لوگ میرا کباڑا کر دیں گے "آیان جلدی سے واپس ہو لیا۔

مشال جلدی جلدی میں گاڑی کی چابی اپنے پرس میں ڈالتی ہال کی طرف بڑھ رہی تھی کہ سامنے آتے شخص میں جا لگی تو اس نے سر اٹھائے بغیر ہی سوری کہا سامنے کھڑے شخص نے حیرت سے اس سے سوال کیا۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو "اس نے آواز سنتے ہی سامنے دیکھا وہ اور کوئی نہیں واقعی ہی " ارتضی تھا۔وہ فضہ صاحبہ کو چھوڑنے آیا تھا ان کی بے حد اسرار پہ مگر پھر جب اس سے برداشت کرنا مشکل ہو گیا تو وہ اٹھ کے چل دیا۔

"آپ ؟میں اپنی دوست کی شادی میں آئی ہوں"

ہمم "وہ جواب دیتا آگے بڑھنے لگا تو اپنی بے وقوفی میں مثال اس سے وہ سوال کر " گئی جو اس کی روح تک سلگا گیا

آپ نہیں جائیں گے "اس کے الفاظ پہ ارتضی کچھ کہے بغیر ہی بڑھ گیا۔مثال کھڑی " اسے جاتا دیکھ رہی تھی۔

آخر کیوں ہے یہ شخص اتنا سڑا ہوا " وہ سوچ رہی تھی کہ پیچھے سے فاطمہ اور دعا آ " پہنچی۔

مشی آپ آ گئی "۔عاشی اسے مشی کہا کرتی تھی اسی لیے سب اسے مشی کہہ کے " پکار رہے تھے۔

ہہ ہاں میں آ گئی عاشی کہاں ہے "اس نے حال میں واپس لوٹتے ہی الٹا اس سے " سوال کیا ۔

ہم اسے ہی لینے آئے، لو وہ آ گئی اس کی گاڑی۔ آ جائے آپ بھی "ابھی اس کی " منہ میں ہی بات تھی کہ عاشی کی گاڑی بھی پہنچ گئی وہ سب اسے لینے چلی گئی عاشی

نے بھی ارتضی کو جاتے دیکھ لیا تھا۔اسے دکھ ہوا تھا کہ آخر ایسی بھی کیا خود غرضی کہ
۔وہ کچھ دیر رکے بغیر ہی چلیں گئے

______

نحل اور عاشی دونوں ہال پہنچ گئی تو نکاح کی رسم کے لیے اسلم صاحب ابان صاحب اور اکمل صاحب کے ساتھ قاضی کمرے میں آئے جہاں صبین بیگم اور فاطمہ بیگم پہلے سے موجود تھی ۔نکاح شروع ہوتے ہی نحل کو اپنا دل پسلیوں میں سے باہر آتا محسوس ہو رہا تھا اور عاشی کی حالت بھی کچھ اس سے مختلف نہیں تھی۔ فرق اتنا تھا عاشی خوش تھی اور نحل سہمی ہوئی ۔دستخط کرتے ہی نحل عاشی سے لپٹ گئی جس نے اس کا ہاتھ ۔ تھام رکھا اچانک ہی عاشی نے نحل کو ٹھوکا مارا اور کہنے لگی

افففف آپی یار آج سینٹی ہونے کی ضرورت نہیں خوشی جائیں گے ہم"۔ پاس " ۔کھڑی صبین بیگم اس کی بات سنتے ہی روتی ہوئی ہنس پڑی

ہاں بلکل "عاشی کے قریب کھڑی فائیقہ بیگم بھی نم آنکھوں سے مسکرائی تو ماحول کا " سکتہ ٹوٹا۔ اسلم اور ابان سمیت سب مرد باہر جا چکے تھے ۔روشنی فاطمہ اور دعا سب ان ۔ دونوں کو لینے کی غرض سے اندر داخل ہوئی

جلدی کرو عاشی دلہے میاں آ پہنچے تمہارے " وہ یہ کہتی عاشی کی طرف بڑھی ۔دوسری " جانب روشنی بیگم اور فائیقہ نحل کو اٹھنے میں مدد کر رہی تھی ۔ دونوں کو ہال میں لایا جا ۔ رہا تھا سارے ہال کی لائیٹس آف تھی سپورٹ لائیٹ ان دونوں پہ مرکوز تھی

ماہ رو ماہ رو

مہجبین مہجبین

آفرین آفرین

آفرین آفرین

حسن جاناں کی تعاریف

ممکن نہیں ۔

وہ جو کچھ دیر پہلے ارتضی کو دیکھ کر ضبط کی انتہا پہ تھا نحل کو دیکھتے ہی ایک لمحے کے لیے عالی دنیا سے بیگانہ ہو گیا اسے نظر آ رہی تھی تو محض نحل وہ سرخ جوڑے میں ملبوس کسی پری سے کم نہیں لگ رہی تھی۔وہ تھی ہی پری عالی شاہ کے دل پہ راج کرنے والی اکلوتی پری۔

____

باسط کے تو دانت ہی اندر نہیں جا رہے تھے عاشی کا اٹھتا ہر قدم اسے اپنے دل پہ رکھتا محسوس ہو رہا تھا ۔اس کو مسلسل دانت نکالتا دیکھ آیان نے اسے ٹھوکا مارا تو وہ ہوش میں آیا۔

"یار دانت تو اندر کر لے مانا میری بہنیں بہت خوبصورت ہیں" ۔

ہاں اس میں تو کوئی شک نہیں"۔ باسط نے اس کی تعید کی تو آیان ہنسے بغیر نہ رہ سکا"

۔

۔ یار تو تو واقعی عاشی کے پیار میں گوڈے گوڈے ڈوب گیا ہے "اس نے اسے طنز کیا" اڑا لے مذاق سالے تیری باری آ لینے دے پھر دیکھی "۔باسط نہ اس کے پیٹ میں "کہنی مارتے ہوئے کہا۔

ہمممم پہلے تو خود تو بھگت لے اسے پھر میری بھی شامت لانے کا سوچ لینا "آیان نے "عاشی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔

یار اسے بھگتنے کو تو میں عمر بھر کے لیے تیار ہوں" ۔وہ اب اس کی آنکھوں میں " آنکھیں ڈالے بول رہا تھا جو محض کچھ فاصلے پہ تھی ۔ مزید کچھ پل کے توقف کے بعد نحل کو عالی نے ہاتھ بڑھا کے سٹیج پہ چڑھنے میں مدد دی اور باسط بھی ہاتھ پیش کیے کھڑا تھا جسے مسکراتے ہوئے عاشی نے تھام لیا وہ لوگ بیٹھ چکے تو سارے ہال کی لائٹس آن ہو گئی نہ چاہتے ہوئے بھی عالی اس کے چہرے سے بمشکل نظریں ہٹائے اب سامنے نظریں جمائے بیٹھا تھا۔ دودھ پلائی کی رسم فاطمہ دعا اور مشی نے کی تو عالی نے شرافت سے ان کی من چاہی رقم ان کے ہاتھ میں تھما دی مگر باسط اور آیان نے فاطمہ کو خوب ستایا تھا ۔آیان فاطمہ کو چِڑانے کے لیے مسلسل باسط کو کہہ رہا تھا۔

یار باسط ایسے دودھ سے تو تُو پیاسا ہی اچھا ہے"وہ فاطمہ کو چڑانے میں کامیاب ہو گیا" تھا جو اس کی بات پہ اسے گھور رہی تھی۔

۔ ہاں سہی کہہ رہا ہے تو یار "باسط نے اسکا ساتھ دیا تو فاطمہ مزید چڑ گئی"

تم اپنے کام سے کام رکھو آپ بس پندرہ ہزار دے اور پھر ارام سے جا سکتے ہیں باسط "

"بھائی پھر لے جائیے گا میری بہن کو

یار تم کتنی تیز ہو پارٹی بدل لی تم نے تو "اس نے حیرت سے کہا"

جی بس ایسا ہی سمجھیں"وہ تنک کے بولی"

جلدی کرو بچوں کافی دیر ہو گئی ہے"ابان صاحب اب انہیں وقت کا احساس دلا "

رہے تھے ۔باسط نے آخری حل پیش کرتے ہوئے دس ہزار کا کہا تو فاطمہ بھی مان

گئی۔

ساری رسموں کے بعد جیسے ہی رُخستی کا وقت ہوا تو آنسووں کا ریلہ صبین بیگم کی آنکھوں

سے بہہ نکلا وہ دونوں ان کی زندگی کا خاصا تھی۔ نحل بوجھل دل کے ساتھ گاڑی میں

بیٹھی ہوئی اپنے ہاتھوں کو تک رہی تھی جبکہ عاشی دعا اور فاطمہ ایک ساتھ گاڑی میں

۔گھر گئی تھی سب لوگ اسلم صاحب کے گھر موجود تھے

____

نحل کو عالی کے کمرے میں لا کے بیٹھایا گیا کمرے گلاب کی پتیوں اور بکے سے سجایا

گیا تھا کمرے کی نفاست سے عالی کی شخصیت کا اندازہ کرنا مشکل نہیں تھا سب لوگ

اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔ عالی جو ضبط کے آخری مراحل طے کر رہا تھا ارتضی

اس کو بے چین کر گیا مگر وہ خود کونسا سکون کی بستی میں قیام پذیر تھا دونوں کا کرب

ایک سا ہی تھا مگر فرق اتنا تھا کسی کو ساتھ بخشا گیا تھا اور کسی سے روح گردانی کی گئی تھی وہ خود سے جنگ لڑتے لڑتے ہار گیا تو اٹھتا ہوا کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

ارتضی جس وقت سے وہاں سے لوٹا تھا صرف در در کی خاک چھان رہا تھا۔ وہ بے مقصد سڑکوں پہ گھومتا رہا تھک ہار کے گھر کا رخ کیا اور گاڑی پورچ میں کھڑی کیے وہ اندر لاونج میں بڑھ گیا۔ اس کی تکلیف کا اندازہ اس کے حال سے کیا جاسکتا تھا کوئی شخص بھی اس کی حالت دیکھ کے بتا سکتا تھا کہ اس کے دل کی دنیا اُجڑی ہے اور اب وہ بے ٹھکانا سا در بدر بھٹکتا پھر رہا ہے اور یہ اندازہ تو مشال بھی کر چکی تھی ۔وہ دھیمی چال چلتے ہوئے آ کر صوفے پہ بیٹھ گیا آج اس کو دیکھ کے کوئی بھی اس کی ہار تسلیم کر سکتا تھا تو پھر مشی کو کیسے پتہ نہ چلتا۔

" ارتضی"

ارتضی آپ ٹھیک ہے نا" اس نے اسے پکارا تو وہ اپنی ہی رو میں بولتا چلا گیا"

حیرت ہے مجھے تمہارے سوال پہ کیسے پوچھ رہی ہو کیا تمہیں ایک ہارا ہوا شخص نظر " نہیں آ رہا بتاو۔ جس سے محبت ہو اسے کسی اور شخص کے ساتھ رخصت ہوتا دیکھ کے کیا تم خوشی سے شادیانے بجاو گی نہیں نہ پر تمہیں کیا پتہ تم نے تو کبھی کسی سے محبت ہی نہیں کی تم اس کرب کا اندازہ کیسے کر سکتی ہو جانتی ہو جب برسوں آنکھوں

میں پالے ہوئے خواب ٹوٹتے ہیں ناں تو ان کی کرچیاں آنکھوں کے ساتھ ساتھ دل کو بھی زخمی کر جاتی ہیں"

"آپ سے کس نے کہا کہ میں نے کبھی کسی سے محبت نہیں کی اور میں آپ کی تکلیف سے نہ آشنا ہوں ارتضی، کیا ہر کسی کو اپنے جیسا سفاق اور خودغرض سمجھ رکھا ہے"۔اس کے الفاظ پہ اسے نحل کا عکس نظر آیا وہ بھی تو یہی کہتی تھی۔ مشال کہتی ہوئی صوفے سے اٹھ کے جانے لگی تو ارتضی نے ایک جھٹکے سے اس کی کلائی پکڑ کے اسے صوفے پہ دے مارا۔وہ اس کی طرف جھکتا ہوا دھاڑا۔

"

تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ تم مجھے اس طرح کے الفاظ سے مخاطب کرو اور دوبارہ کبھی میں تمھارے منہ سے اپنے بارے میں ایسے الفاظ نہ سنوں انڈر سٹینڈ"وہ اسے تنبیہ کرتا ہوا پیچھے ہٹ گیا تو اس نے ہمت جتاتے ہوئے کہا ۔

"آپ ایک ظالم شخص ہے آپ محبت کے قابل ہی نہیں ہے کوئی پاگل ہی ہو گی جو آپ سے محبت کر بیٹھے گی"۔وہ کہتے ہی بے لگام آنسوؤں کو روک نہ پائی تو لاونج سے بھاگتی ہوئی کمرے کی طرف چل دی جبکہ ارتضی اس کی چھوڑی ہوئی جگہ کو تکنے لگا وہ اپنے جیسی تکلیف کو مشی کی آنکھوں میں بھانپ چکا تھا اور اس کی گہری بھوری

آنسوؤں سے بھری آنکھیں کچھ دیر کے لیے اسے خود میں محو کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ وہ انجانے میں دوسروں کو نہ جانے کتنی دیر سے اس اذیت سے گزار رہا تھا جس سے وہ کچھ دیر پہلے خود آشنا ہوا تھا۔وہ خوابوں میں جینے والا شخص حقیقت سے گزارا جا رہا تھا ۔

عالی نے کمرے کا دروازہ واہ کیا تو نحل اس کے انتظار میں سر بیڈ کی پشت سے ٹِکائے کب سو گئی اسے خبر ہی نہیں ہوئی ۔عالی چند قدم بڑھا کے اس کے قریب آ کر رک گیا ۔کتنی مشکل سے کاٹا تھا اس نے یہ سفر ۔ مگر وہ اس کی تھی اس کے پاس موجود تھی اس کا ساتھ اسے خدا نے نوازا تھا اسے کوئی اس سے چھین کے کیسے لے جا سکتا تھا نحل نے اسے خود چنا تھا وہ اپنی اس فتح پہ خوش تھا۔ کافی دیر اس کے چہرے پہ نظریں جمائے یوں کھڑے رہنے کے بعد وہ جا کے کپڑے تبدیل کر آیا اور آ کر بستر کی دوسری جانب لیٹ گیا۔کچھ پل کے توقف کے بعد ہی اس کی بھی آنکھ لگ گئی ۔

ایک نئی صبح اپنی باہیں کھولے شاہ ہاوس پہ مہربان ہو گئی ۔سب لوگ اٹھ گئے تھے ہر طرف چہل پہل تھی اگر خامشی تھی تو بس عالی کے کمرے میں بلکل ایسی خامشی جیسی طوفان کے ختم ہونے کے بعد ہوتی ہے ۔عالی اٹھ کے کمرے سے باہر چلا گیا تھا جبکہ نحل ابھی تک سوئی ہوئی تھی وہ نماز پڑھنے کے بعد دوبارہ سو گئی تھی کتنے

عرصے بعد وہ پر سکون نیند سوئی تھی۔مگر اتنے شور میں کتنا سو سکتی تھی ۔چند اونچی آوازوں پہ اس کی آنکھ کھل ہی گئی ۔وہ بستر میں لیٹی جگہ کا تجزیہ کرنے لگی اسے سب کچھ یاد آنے میں ایک لمحہ لگا اور وہ فورا بستر چھوڑ کے اٹھی پھر تیار ہونے کے لیے باتھ میں گھس گئی اور تقریبا کچھ دیر بعد لاونج میں پہنچی جہاں سارا گھر ناشتے کی تیاریوں میں تھا اسنے جاتے ہی سب سے پہلے سب بڑوں کو سلام کیا اور پھر کچن کی جانب بڑھ گئی۔ عالی کو ڈھونڈنے کی ذہمت اس نے نہیں کی تھی مگر پھر روشنی بیگم جو میز پہ کھانا لگا رہی تھی ان کے سوال پہ وہ لا جواب ہو گئی۔

نحل عالی کہاں ہے اس سے بھی کہو آ جائے ناشتا کر لے آ کے "۔ نحل نے حیرت سے آنکھیں بڑی کر کے روشنی کو دیکھا تو وہ مسکراتی ہوئی ڈائینگ کی طرف بڑھ گئی۔جبکہ نحل کھڑی اس سوچ میں مصروف تھی کہ وہ کیا جانے عالی کہاں ہے جبھی سامنے سے آتی عاشی نظر آئی تو وہ جلدی سے اس کی طرف بڑھ گئی۔

یار عاشی " اس نے اسے بلایا جو اپنا چائے کا کپ ہاتھ میں لیے واپس لوٹ رہی تھی"۔

جی آپی کیا ہوا" اس نے جواب دیا۔ اس کی تیاری سے پتا چل رہا تھا کہ وہ کافی دیر " پہلے سے جاگ رہی ہے اسے ضرور پتہ ہو گا کے عالی کہاں ہے۔

تم نے عالی کو کہیں دیکھا ہے "آخر اس نے سوال کر ہی ڈالا"۔

کیا مطلب آپ کو نہیں پتہ وہ کہاں ہے "وہ مسکراہٹ دبائے بولی کیونکہ وہ باہر لان " میں عالی کو دیکھ چکی تھی۔

یار پلیز اگر پتہ ہے تو بتاو جلدی ،میں سو رہی تھی اور جب اٹھی تو وہ کمرے میں نہیں تھے"اس نے وضاحت دی ،عاشی کو نحل کی بات پہ بے ساختہ ہنسی آ گئی جبکہ نحل اسے ہونکوں کی طرح ہنستے دیکھ رہی تھی ۔

"جاو یہاں سے تم فضول لڑکی "وہ کہتی ہوئی باہر لان کی طرف بڑھی تو عاشی نے بھی اسے نہیں روکا۔لان میں آتے ہی سامنے وہ شخص بیٹھا موبائل پہ کسی سے بات کر رہا تھا نحل کو غصہ تو عاشی اور روشنی پہ تھا مگر ہمیشہ کی طرح وہ برسنے کسی اور پہ والی تھی۔وہ جلدی میں اس کی طرف آ رہی تھی کہ عالی نے نظروں کا رخ پھیر کہ لائیٹ پینک کُرتے کیپری میں ملبوس نحل کی جانب کیا جو واقعی غصے سے سرخ ہوتا چہرہ لیے اس کی جانب آ رہی تھی وہ بعد میں بات کرنے کی غرض سے کال ڈسکنکٹ کرتا اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔وہ اس کے پاس کھڑی اسے مخاطب کر ہی بیٹھی جو مسلسل اسی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں اس سے آنے کی وجہ دریافت کرنا چاہ رہا تھا۔

"آآپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں "کتنا عجیب سوال تھا اس بات کا اندازہ نحل کو سوال کرنے کے بعد ہوا ۔

"کیوں میں یہاں نہیں بیٹھ سکتا میرا گھر ہے میرا خیال ہے اس کے لیے مجھے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے"وہ اسے کیا بتاتا وہ تو اس کو ڈسٹرب نہ کرنے کے چکر میں کمرے سے نکل آیا تھا کیونکہ اس کی اسسٹینٹ اسے باربار کالز کر کہ تنگ کر رہی تھی۔

نہیں، مگر آپ سب کو بتا دیا کرے آپ کہاں جا رہے ہیں تاکہ گھر میں سب مجھ سے " نہ پوچھے "اگر یہ بات صبین بیگم یا عاشی سن لیتی تو یقینا وہ اپنا سر اب تک کسی دیوار میں مار چکی ہوتی ۔عالی مسکراتے ہوئے کھڑا ہو گیا وہ سمجھ گیا تھا کہ کسی نے نحل سے عالی کے متعلق پوچھا ہے جبھی یہ کرم نوازی اس پہ کی گئی ہے ورنہ نحل اس کے پیچھے کبھی یہاں نہ آتی وہ چلتا ہوا اس کے سر آ کھڑا ہوا ۔

آج کے بعد میں سب کو بتا دیا کروں گا "اس نے" سب "پہ زور دیتے ہوئے کہا تو " نحل اس کی شکل دیکھنے لگی۔ اب اسے کون سمجھائے کہ سب کو نہیں اسے بتانا ہے کہ وہ کہاں اور کیوں ہے ۔وہ کہتا ہوا اندر کی جانب بڑھ گیا تو نحل بھی اس کے پیچھے پیچھے لاونج کی طرف چلی گئی۔ اسے عالی کی بات سمجھ نہیں آئی پر ہاں مزید غصہ ضرور آ گیا تھا۔ سب لوگ ناشتے کی ٹیبل پہ بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے کہ عالیہ بیگم گویا ہوئی ۔

نحل بیٹا آپ اور عاشی بارہ بجے تیار ہو کر پالر کے لیے نکل جائیے گا میں نے آپ " لوگوں کی بکنگ کروا لی ہے۔"

جی ممانی "۔وہ انڈہ پلیٹ میں رکھتے ہوئے بولی"

آپ لوگ تیاری جلدی مکمل کر لیجیے گا کیونکہ سب لوگوں کو وقت پہ ہال پہنچنا ہے " ۔"ابان صاحب نیپکن سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے اٹھ گئے ۔وہ اپنا ناشتا مکمل کر چکے تھے۔عالیہ بیگم نے ان کی بات تائید کی ۔

جی''وہ کہتی ہوئی کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی ۔عاشی جو مزے سے بیٹھ کے کھانا کھا رہی تھی اس کو یوں اکیلا دیکھ کے اسلم صاحب نے اس سے پوچھا ۔

عاشی بیٹا باسط کہاں ہے ''۔وہ جو مگن ہو کے نوالے پہ نوالا منہ میں ڈال رہی تھی اپنا ہاتھ ہوا میں ہی روکے اسلم صاحب کو دیکھنے لگی ۔

جی نانا جان''وہ ایسے جواب دے رہی تھی جیسے اس سے دنیا کا مشکل ترین سوال پوچھا گیا ہو ۔

بیٹا جان باسط کہاں ہے'' اسلم صاحب نے سوال دہرایا تو وہ نوالا واپس پلیٹ میں رکھے ہوئے گویا ہوئی ۔

نانا جان صبح سے تیں بار اٹھا چکی ہوں مگر پتہ نہیں کیوں اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہا'' اس نے کندھے اچکائے تو اس کے انداز پہ نانا جان سمیت سب بڑے بھی مسکرا دیئے ۔

اچھا بیٹا آپ ایک آخری بار جا کر اسے اٹھائیے گا اور کہہ دیجئے گا نانا جان نے کہا ہے ''وہ اسے کہتے ہوئے ٹیبل سے اٹھ گئے۔ جبکہ عاشی پھر سے ناشتے کرنے میں مصروف ہو گئی جیسے اس سے زیادہ کوئی کام بھی اہم نہ ہو ۔

عاشی کمرے میں آئی تو اس کی توقع کے مطابق باسط بستر پہ آڑے ترچھے طریقے سے لیٹا تھا اس نے دوسری جانب بیٹھتے ہوئے اپنی طرف کا تکیہ اٹھا کہ اس کے سر پہ دے مارا وہ جو مزے سے پڑا سو رہا تھا بوکھلا کے اٹھا۔

کلکلیا ہوا "وہ بلکل ہواس باختہ عاشی سے پوچھ رہا تھا"۔

کیا مطلب ہے کیا ہوا "۔اس نے گردن کو حرکت دیتے ہوئے اپنی بات کو جاری رکھا" دن کے بارہ بج رہے ہیں اور تم ابھی تک پڑے سو رہے ہو ناناجان کہہ رہے ہیں کے " اگر ابھی نہ اٹھے تو وہ خود آئے گے تمہیں جگانے "اس نے ایک آبرو اچکا کے اسے اطلاع دی ۔وہ جھٹکا کھا کے بستر سے نیچے اترا اور اپنے سلیپر پیروں میں ڈالتا ہوئے کھڑا ہوا ۔

تو کیا تم نے میری شکایت لگائی ہے نانا جان کو "اس نے بیچاری سی شکل بنا کے " پوچھا۔

نہیں تو وہ بس مجھ سے پوچھ رہے تھے کے باسط کہاں ہے تو میں نے بتا دیا سویا پڑا " ہے "

یار عاشی تم تم کتنی بری ہو " وہ جانتا تھا کہ ناناجان کو دیر تک سونے کی عادت بلکل " پسند نہیں۔ وہ کہتا ہوا باتھروم میں فریش ہونے کے لیے گھس گیا اور عاشی نے بیڈ سے تکیہ اٹھا کہ واپس اپنی جگہ پہ رکھا تو نصرین کمرے کا کھلا دروازہ دیکھ کے اندر آ گئی۔ اس کے ہاتھ سے کمبل لیتے ہوئے بولی

"۔چھوڑے عشاء بیٹا آپ میں کر لیتی ہوں"

وہ بھی کمبل اس کے ہاتھ میں دیتی فاطمہ اور دعا کے کمرے میں چلی گئی۔ نحل وہاں پہلے سے ہی موجود تھی جیسے ہی عاشی آئی تو فاطمہ نے بلند آواز میں اس کا استقبال کیا۔

آیئے آیئے دلہن صاحبہ اور یہ آپ کے دلہا صاحب اٹھے یا ابھی تک پڑے سو رہے "ہیں "

۔ہاں اٹھ ہی گیا ہے لنگور "اس کا کہنا تھا کہ نحل نے گردن اٹھائے اسے دیکھا"

"کیا!، کیا ہوا ،ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں"

" میں نے تمہیں کتنی بار منع کیا ہے عاشی"

"آپی یار لنگور کو لنگور نہ کہوں تو اور کیا کہوں"

بہت بدتمیز ہو تم ویسے "اس نے تاسف سے گردن ہلائی"

۔ جی" اس نے گردن اثبات میں ہلائی"

اچھا اچھا چھوڑے یہ بتائے آپ لوگ پارلر کے لیے کب نکلے گی بارہ تو بج گئے "ہیں"۔اس نے گویا بم پھوڑا ہو وہ دونوں اس بارے میں مکمل طور پہ بھول گئی تھی

یار میں تو بھول ہی گئی "۔عاشی نے چیختے ہوئے کہا"

ہاں "نحل بھی اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولی اور جلدی میں دعا کے کمرے سے نکل "گئی۔

نحل اپنے کمرے میں آئی تو عالی بیڈ پہ لمبی ٹانگیں کیے ان پہ لیپ ٹاپ رکھیں تیز تیز انگلیاں چلا رہا تھا وہ جلدی جلدی میں الماری کی طرف بڑھ گئی اور اس کا ایک پٹ کھولے وہ اپنا ولیمے کا جوڑا نکال رہی تھی ۔اس کی جلدی دیکھ کے عالی سمجھ گیا تھا کہ وہ پارلر کے لیے جا رہی ہے ایک نظر اس پہ ڈالے وہ دوبارہ کام کرنے لگا ۔وہ آج بھی اپنے کام میں مصروف تھا۔ وہ اپنا سارا سامان سمیٹ چکی تو عبایا پہن کہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑی حجاب کر رہی تھی ۔اس نے سب سے پہلے اپنا ڈوپٹا سائیڈ پہ رکھا تو اس کے لمبے کھلے بال کمر پہ جھولنے لگے پھر ان کو سمٹتے ہوئے اس نے انہیں کیچر میں قید کیا اور حجاب کرنے میں مگن ہو گئی عالی اس کی یہ ساری کاروائی دیکھتا رہا حجاب کرنے کے بعد وہ مڑی تو عالی خود کو دیکھتا پا کر نظریں چرائے جلدی سے اپنے بیگ اور ڈریس کو اٹھانے لگی۔

ماشااللہ "۔عالی نے بے ساختہ ہی یہ الفاظ کہے تو نحل کن آکھیوں سے اسے دیکھنے لگی " ۔پھر سیدھی ہوتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوئی۔اس کو یوں اپنی طرف دیکھتا پا کر ۔ عالی بول اٹھا

"کیا ہوا جانے کا ارادہ نہیں ہے یا میں آج زیادہ خوبصورت لگ رہا ہوں"

ہنھہ پتہ نہیں دماغ کونسے آسمان پہ پہنچا ہوا ہے "وہ بڑبڑاتی ہوئی کمرے سے نکل " ۔گئی جبکہ عالی اپنی تعاریف سن کے مسکرانے لگا

باسط اور عالی مینز سیلون گئے تھے آیان سب کو ڈراپ کر چکا تو واپس گھر آ کر بیٹھ گیا کیونکہ نحل اور عاشی کو لینے بھی اس نے ہی جانا تھا وہ صوفے پہ گرا ہوا تھا کہ فاطمہ سیڑھیوں سے نیچے آتے ہوئے فائیقہ بیگم کو بلا رہی تھی۔

"ماما جی ماما"

یار تم آہستہ نہیں بول سکتی" وہ اپنا سر اٹھا کہ اس کی طرف مڑا وہ واقعی ہی بہت " تھک چکا تھا اور اب اس کا سر درد کر رہا تھا۔ مگر سیڑھیوں پہ کھڑی فاطمہ کو دیکھ کے اسے دھچکا لگا وہ فاطمہ کم اور گڑیا زیادہ لگ رہی تھی اس نے لانگ ٹیل میکسی پہنی ہوئی تھی وہ بالوں کو دونوں شانوں پہ پھلائے کھڑی وہی سے بولی۔

تمہیں اتنا ہی مسلہ ہو رہا تو اپنے کمرے میں جا کے آرام فرماو"آیان نے اسے دیکھتے " ہوئے بھرپور اداکاری کا مضاہرہ کیا۔

یہ کیا حلیہ بنایا ہوا ہے تم نے بلکل چڑیل لگ رہی ہو"۔ وہ جو پہلے ہی تپی ہوئی تھی " اس کی بات پہ مزید تپ گئی پہلے ہی کوئی اس کے بال بنانے والا نہیں تھا عاشی بھی نہیں تھی اور نہ ہی دعا کو کوئی ہیرسٹائیل آتا تھا

"تم سے مطلب اپنا منہ بند رکھا کرو جب دیکھو بھوتوں کی طرح بھٹکتے رہتے ہو"

اوہوں فاطمہ تم تو برا ہی " وہ وہی سے پلٹ گئی ابھی آیان اپنی بات بھی پوری نہیں " کر پایا۔ اس کو یوں غصے سے جاتا دیکھ کے اس کو اپنی بات پہ پچھتاوا ہوا وہ واقعی ناراض ہوگئی تھی مگر پھر سوچ کو جھٹکتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

______

فاطمہ کمرے میں جاتے ہی بیڈ پہ دونوں پاوں سمیٹے بیٹھ گئی دعا جو اب اپنا پھیلا ہوا کمرا سمیٹ رہی تھی اسے یوں غصے میں دیکھ کے اس کے پاس آ کے بیٹھ گئی۔

"کیا ہوا فاطمہ آپی اتنے غصے میں کیوں ہیں"۔

کچھ نہیں تم ممانی روشی سے کہو نہ میرا ہیر سٹائیل بنا دے "اسے بس اپنے " ہیرسٹائیل کی فکر تھی آیان کی بک بک کی تو اسے بھی عادت ہو گئی تھی۔

اچھا ،میں ماما کو کہتی ہوں پر پہلے آپ اپنا موڈ صحیح کریں، اوکے "وہ کہتی ہوئی جلدی " میں کمرے سے باہر گئی اور روشنی سے فاطمہ کے بال بنانے کا کہنے لگی۔

ہاں اسے کہو یہاں ہی آجائے" وہ میک آپ کرتی مصروف انداز میں بولی" ۔

جی ٹھیک ہے "وہ خوشی میں فورا اپنے کمرے میں گئی"۔

"آپی آپ کو ماما بلا رہی ہے چلے"

اچھا چلو چلو جلدی کرو "وہ جلدی جلدی بیڈ سے اتری اور روشنی کے کمرے کی طرف " چلی گئی روشنی نے اپنا میک آپ چھوڑ کے پہلے اس کے بالوں کی فرینچ چوٹیا بنائی وہ خوشی میں ان کا شکریہ ادا کرتی ہوئی واپس دعا کے کمرے میں چلی گئی۔

سب لوگ تیار ہو چکے تھے سب سے کم وقت آیان کو ملا تھا تیار ہونے کے لیے اور اس کے مطابق سب سے بڑا ظلم تھا یہ کیونکہ اسے عاشی اور نحل کو بھی ہال لے کے جانا تھا۔ باسط اور عالی بھی اسی کے ساتھ واپس آئے تھے۔ سب لوگ ہال پہنچ گئے تو ولیمے کا فنکشن شروع ہوا سارے مہمان اپنی اپنی کرسیوں پہ بیٹھے دلہا دلہن کا انتظار کر رہے تھے کہ سارے ہال کی لائیٹس آف کر دی گئی ان پہ سپورٹس لائیٹ مرکوز کیے ان کو سٹیج تک لایا گیا۔ نحل کا ہاتھ عالی کے بازو میں جبکہ عاشی نے بھی اسی طرح اپنا ہاتھ باسط کے بازو میں ڈال رکھا تھا اور ان کے اس خوبصورت انٹری پہ وہ مسلسل مسکرا رہی تھی۔ سب لوگ انہیں ستائشی نظروں سے دیکھ رہے تھے ان کے فوٹو شوٹ کے بعد کھانا کھایا گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ دن بھی رات کے آنچل میں سِمٹ گیا۔ سب لوگ واپس گھروں کو روانہ ہوئے تو صبین بیگم بھی سارے بچوں کو لیے اپنے گھر کی طرف چل دی وہ اپنی بچیوں کی خوشی پہ اپنے رب کی شکر گزار تھی اللہ نے ان کے امتحانوں کا صلہ انہیں اچھی اولاد کی صورت میں دیا تھا وہ اپنے رب کا جتنا بھی شکر کرتی وہ کم تھا اللہ نے انہیں یہ دن دیکھنا نصیب کیا تھا بے شک وہ اپنے بندوں کو اچھے برے حالات میں کبھی تنہا نہیں چھوڑتا۔ اللہ نے انہیں سب کچھ عطا کیا تھا صرف ایک کمی تھی اور وہ تھی رضا صاحب کی جسے کوئی بھی پورا نہیں کر سکتا تھا۔ مگر ان کی روح ضرور پرسکون ہو گی۔ سب کچھ خیرو عافیت سے نمٹا لینے کے بعد وہ لوگ گھر کی طرف بڑھے۔

نحل اور عاشی کا کمرہ پھولوں سے سجا ہوا تھا نحل کا وائیٹ اور عاشی کا ریڈ یہ نیک کام بھی یقینا آیان نے ہی کروایا تھا ۔ عاشی تو دل سے خوش ہوئی اور آج پہلی بار اپنا کمرہ کباڑ کی بجائے کمرہ لگ رہا تھا۔ جبکے نحل حیرت سے اپنے کمرے کو دیکھ رہی تھی۔ اس کا کمرہ سفید پھولوں سے سجا ہوا بلکل اس کے خوابوں میں آنے والے مناظر جیسا تھا جو وہ اکثر دیکھا کرتی تھی ۔ وہ دونوں واپس لاونج میں آئی تو بنا کہے ہی آیان کھڑا ہو گیا ۔اور اپنا سر جھکاتے ہوئے کہنے لگا۔

"مائی یور ہائینس کیا آپ لوگوں کو اپنا اپنا کمرہ پسند آیا"

ہاں بہت" وہ دونوں یک زبان بولی تو سب تھے دل مسکرا دیئے۔کمرے تو شاہ ہاوس " میں بھی سجائے گئے تھے مگر جن کمرو میں اپنا بچپن گزار چکی تھی ان کو یوں سجا دیکھ کر جو خوشی ان کے چہروں سے چھلک رہی تھی وہ الگ تھی اور آیان ان کو صدا مسکراتے رہنے کی دعا دیئے بغیر نہ رہ سکا ۔

شکریہ یور ہائینس میری پیاری بہنیں ہمیشہ یوں ہی مسکراتی رہیں" اس نے ایک بار پھر " جھکتے ہوئے کہا تو وہ دونوں کھلکھلا کے ہنس دی سب کی ہنسی کی آوازیں رضا ہاوس میں گونج رہیں تھی۔

ڈرامے باز تم نہیں سدھر سکتے "عاشی نے گردن ہلاتے ہوا کہا" ۔

ہاں جب پتہ ہے تو ایسی کوئی امید بھی مت رکھنا "۔آیان واپس جانے کی غرض سے "
کھڑا ہو گیا تو سب نے اسے الوداعی القابات سے نوازا ۔ سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں
۔چلے گئے یوں ہی ایک اور حسین دن کا اختتام ہوا

____

ارتضی نے اپنا رجھان خدا کی طرف کر لیا وہ اپنے آپ کو جب جب تکلیف سے دور نہ کر
پاتا تو وہ خدا کے حضور پیش ہو جاتا وہ کلب میں راتیں گزارنے والا شخص اب راتوں کو
خدا کے سے باتیں کیا کرتا تھا۔ اسے انکل مصطفیٰ کی ایک ایک بات یاد تھی ان کے
الفاظ اس کے کانوں میں بازگشت کرتے تھے وہ اب اپنی لو خدا سے لگانے کی راہ پہ
چل نکلا تھا۔اسے ساری رات جاگنے کی عادت ہوگئی تھی۔ وہ پانچ وقت کی نہیں ایک
وقت کی نماز پڑھتا تھا۔ یہ تو اسے بھی نہیں یاد کے وہ دنیا کی آسائیشوں میں کب اتنا کھو
گیا کے وہ اپنے رب کو بھول گیا۔ وہ اپنے کمرے میں نماز بچھا چکا تو مصطفیٰ انکل کے
۔الفاظ کی باز گشت اس کے کانوں میں ہوئی

ارتضی انسان صرف اپنے اصل کے بغیر نہیں جی سکتا اور ہمارا اصل وہ (اللہ) "
ہے۔اس کی طرف لوٹ آو گے تو اس جہانِ فانی میں کسی دوسرے سے دل ہی نہیں
"۔لگے گا

اس نے فرض ادا کیے جیسے ہی دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔
جب سے وہ فارم ہاوس سے آیا تھا تب سے نماز ضرور پڑھ رہا تھا مگر دعا کرنے کی ہمت

نہیں جتا پایا وہ شرمندہ تھا اپنے خدا سے کے اس نے اپنی آدھی زندگی کس بھنور میں گزاری تھی۔وہ ہاتھ اٹھائے سوچ رہا تھا کہ وہ اپنے رب سے گزری ہوئی زندگی کی معافی مانگیں یا باقی زندگی کہ لیے سکونِ قلب۔ وہ جب دل اور دماغ کی جنگ ہار گیا تو آنکھوں سے آنسوں بہنے لگے وہ زارو قطار آنسووں سے رونے لگا اس نے صرف ایک ہی دعا مانگی۔ اے میرے پرودگا تو میری حالت سے واقف ہے ۔میری زندگی کو مجھ پہ آسان کر دے " کہ میں اب وحشت زدہ سا اس سے تھک گیا ہوں "وہ اس سے زیادہ دعا نہیں مانگ پایا اور ایک بار پھر آنکھوں سے آنسووں کی چند بوندیں اس کی ہتھیلیوں پہ جا گری۔وہ اپنی گزری ہوئی زندگی کی ندامت کی وجہ سے اپنے رب سے دعا میں تکرار بھی نہیں کر سکا۔ وہ تکرار کرتا بھی تو کس کی، وہ جو شاید کسی اور کی دعاوں کا ثمر تھی۔ وہ اکثر سوچا کرتا تھا کہ کیا نحل عالی کو اسکی دعاؤں کے عوض ملی ہے۔وہ اپنی سوچ جھٹک کر جائے نماز سے اٹھ گیا۔اس نے نماز اٹھائی اور بالکنی میں چلا گیا۔ کچھ دیر بلا مقصد آسمان کو تکنے کے بعد وہ تکلیف دہ مسکراہٹ سے مسکرایا وہ قدرت کے رنگ دیکھ کے مسکرا رہا تھا یہ ایسی خوبصورتی ہے کے اسے کوئی بھی فراموش نہیں کر سکتا۔ وہ شور سے چڑنے والا چڑیوں کی چہچہاہٹ پہ مسکرا رہا تھا اگر اس وقت فضہ یا مشال میں سے کوئی اسے دیکھ لیتا تو ضرور صدمے سے دوچار ہو جاتا۔ وہ جو کسی چیز کی آہٹ پہ بھی چڑ جاتا شور کو سن کے مسکرا رہا تھا۔ اس نے جاتے جاتے نیچے لان میں نظر دوڑائی تو مشال ہاتھ میں چائے کا کپ لیے آ رہی تھی چائے کا کپ میز پہ رکھ کر وہ آ کر کرسی پہ دونوں ٹانگیں

سینے تک سمیٹ کر بیٹھ گئی وہ چائے کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لے رہی تھی۔اس کو کچھ دیر یوں دیکھ کے وہ کمرے میں واپس لوٹ آیا وہ آفس کے لیے تیار ہونے کی غرض سے ڈریسنگ ایریا میں کھڑا تھا۔

_____

باسط سویا ہوا تھا عاشی بڑے آرام سے اس کے پاس بیڈ پہ بیٹھی اس کے نقوش کو تکنے لگی وہ بلا کا خوبصورت تھا وہ جو اسے ہمیشہ لنگور کہتی آئی تھی اس کی بڑی بڑی آنکھوں ، تیکھی ناک اور خوبصورت چہرے کو اپنی گردن کو دائیں بائیں موڑے دیکھ رہی تھی اچانک اس کی نظر باسط کے بالوں پہ گئی وہ ان کی شائین اور سِلکینیس دیکھ کے دل ہی دل میں یہ بڑبڑائی "اتنے سلکی بال تو میرے بھی نہیں" اس نے ہاتھ بڑھا کہ واپس روک لیا۔وہ اٹھ کے جانے لگی کہ باسط نے اس کا ہاتھ تھام لیا وہ جو اپنی دھن میں جانے لگی تھی جھٹکے سے گرتے گرتے سنبھلی تو بے ساختہ ہی باسط کو گھورنے لگی۔

"

یار میں تمہیں اب تو لنگور جیسا نہیں لگتا ناں میں ہینڈسم ہوں ناں"وہ اس سے نہایت معصومنہ انداز میں پوچھ رہا تھا۔

نہیں تو، تم ناں مجھے ایک دم 'موقاقا مولاٹا' لگتے ہو" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا"۔

اچھھا وہ کیا؟کوئی ہیرو ہے ہولی وڈ کا "وہ نام سے یہی اندازہ کر پایا تھا ۔وہ جو بزنس کا "سٹوڈنٹ تھا اس کی بات کو سرے سے ہی نہیں سمجھ پایا۔ اس نے حیرانی سے سوال ۔کیا۔تو وہ اپنا ہاتھ چھڑا کر دروازے تک گئی اور پھر وہاں ہی کھڑی ہو کر بانک لگائی وہ نہ لنگور کا سائینٹفک نیم موقاقا مولاٹا ہے"۔ کہتے ہی وہ بے ساختہ ہنستے " کمرے سے باہر نکل گئی جبکہ بچارہ باسط اپنا سا منہ بنا کے رہ گیا اس نے تکیوں کے بیچ میں پڑا کشن اٹھا کے اس جگہ کی طرف پھنکا جہاں وہ کچھ دیر پہلے کھڑی اس کو بے ۔وقوف بنا گئی تھی

____

عاشی نیچے لاونج میں پہنچی جہاں نحل اور صبین بیگم بیٹھی چائے پینے اور باتوں میں مگن تھی ۔جبکہ عالی لان میں فون پہ سارے ورکرز کو ان کا کام بتا رہا تھا اور سب لوگوں کے پچھلے کام کے متعلق بات کر رہا تھا۔اسنے ایک ٹانگ صوفے پہ رکھی اور ایک نیچے ،صوفے پہ بیٹھتے ہوئے سب کو سلام کیا۔ نحل اپنی جاب سے متعلق کچھ بات کر رہی ۔تھی کہ عاشی نے بیچ میں ٹانگ اڑائی

" ۔آپی اب آپ جاب چھوڑ دیں "

۔عاشی میں اپنی جاب نہیں چھوڑوں گی " نحل نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا "

کیوں ؟ اب آپ کو کیا ضرورت ہے اس جاب کی کیونکہ امی کہ لیے تو بابا کی پینشن " کافی ہے اور عالی بھائی ان کے ہوتے ہوئے "نحل نے اس کی بات بیچ میں کاٹی

میں کسی پہ ڈیپنڈ نہیں کرنا چاہتی میں اپنی جاب کسی کی بیھاف پہ تو بلکل نہیں " چھوڑوں گی"وہ کہتی ہوئی صوفے سے اٹھ کے کمرے کی طرف بڑھی تو لابی میں کھڑے عالی کو دیکھ کے اس نے ایک لمبا سانس اندر کھینچا اور کمرے میں جا بیٹھی۔ وہ جو سارے آرڈرز دے کر اندر آ رہا تھا آتے ہوئے نحل کی بات سن چکا تھا۔ عاشی رونے والا منہ بنائے صبین بیگم کو دیکھ رہی تھی جو اسے تاسف سے دیکھ رہی تھی وہ چلتا ہوا ان کے پاس صوفے پہ آ بیٹھا۔

کیا ہوا ہے نحل کو؟" اس نے عاشی سے سوال کیا تو صبین بیگم اپنی اور نحل کی " پڑی چائے جو وہ غصے میں وہی کی وہی چھوڑ گئی تھی اٹھا کے کچن کی طرف چل دی وہ بھی نحل کے رویہ سے پریشان تھی۔

کچھ نہیں، میں تو بس انہیں یہ کہہ رہی تھی کہ اب آپ جاب نہ کرے عالی بھائی " کی جاب ہے مگر وہ تو ناراض ہی ہو گئی"۔

نحل بیڈ پہ سر ٹیک سے ٹیکائے آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی کہ عالی کمرے میں آیا اور آ کر اس بیڈ کی دوسری جانب سائیڈ ٹیبل سے اپنی گھڑی اٹھا کے پہننے لگا۔ جب کوئی حرکت محسوس نہ ہوئی تو اس نے خود ہی بات کا آغاز کر دیا ویسے بھی وہ نہ بولتا تو نحل کہا کچھ کہنے والوں میں سے تھی۔

" تم اگر اپنی جاب کرنا چاہتی ہے تو ضرور کرو تمہیں کوئی نہیں روکے گا"

مجھے آپ کی اجازت کی ضرورت بھی نہیں ہے اور میں کسی کی خاطر تو بلکل جاب "

۔نہیں چھوڑوں گی "کسی کا لفظ عالی کو خنجر کی طرح لگا تھا

" تمہیں ایسا کیوں لگا کے میں تمہیں اجازت دے رہا ہوں"

اور امید بھی مت رکھیے گا کہ میں آپ سے اجازت مانگوں گی " اس نے اس کی "

۔آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہا عالی اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی جانب آ کھڑا ہوا

تم سے امیدیں لگاتا تو تم کبھی یہاں میرے پاس نہ ہوتی"وہ اب کی بار سخت لہجے "

۔میں بولتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا

ہنںنہہ آئے بڑے "وہ غصے سے پہلو بدل کے رہ گئی اسے عالی پہ غصہ تو بہت آیا تھا "

مگر اس نے اس وقت چپ رہنا ہی مناسب سمجھا اسنے اس کی آنکھوں کی نرمی ایک دم

بدلتے دیکھا تھا اس کی سیاہ گہری آنکھیں ایک پل میں غصے سے بھر گئی تھی اسے ان

خوبصورت آنکھوں سے خوف آیا تھا۔ اس کے جانے کے بعد وہ کتنی دیر یوں ہی کمرے

۔میں بیٹھی رہی

سب بڑے اور کزنز کے گھر آنے پہ نحل کمرے سے نکلی تھی شاہ ہاوس سے سب

لوگ آئے تھے سب لوگ وہاں موجود تھے سوائے عالی کے وہ آفس وزٹ کرنے جانے

والا تھا اس بات کا علم ابان صاحب کو تو تھا مگر جب دیر زیادہ ہوئی تو انھوں نے اسے

کال کی مگر موبائل مسلسل بند جا رہا تھا۔ انھوں نے نحل سے کال کرنے کو کہا وہ انہیں تو ہاں کہہ آئی تھی مگر جب باہر لان میں آئی تو اس کو سمجھ ہی نہیں آیا کہ وہ کیسے کال کرے کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ اس کی وجہ سے گھر نہیں آیا۔ ہمت جٹا کر اس نے عالی کو کال کی مگر ابھی بھی اس کا نمبر بند جا رہا تھا۔ وہ بار بار اسے کال کرنے لگی ۔عالی نے جو میٹنگ کچھ دن بعد کرنی تھی وہ اس نے آج ہی رکھ لی تھی اس کا دل گھر جانے کا نہیں کر رہا تھا نحل کی جانب سے برتی جانے والی بے عتنائی سے وہ بے زار ہو رہا تھا اس نے اپنے کلائینٹ سے میٹینگ مکمل کرنے کے بعد اپنے کیبن میں جاتے ہی موبائل آن کیا جس پہ ناجانے کتنی کالز ابان صاحب اور نحل کی چار مسڈ کالزآئی تھی۔ وہ ان کی اتنی کالز دیکھ کے تشویش میں گھیر گیا اس نے ابان صاحب کا کال بیک کی جس پہ وہ اسے واپس آنے کا کہہ رہے تھے کیونکہ کھانا کھا کر ان کو گھر واپس جانا تھا۔ وہ کام کو وائینڈ آپ کر کے گھر کے لیے نکل پڑا وہ نے گھر آتے ہی نحل کے سامنے والے صوفے پہ آ بیٹھا نحل اب اس کے تاثرات دیکھ رہی تھی جو اس وقت کی نسبت کافی بہتر تھے وہ سب کے ساتھ مسکرا رہا تھا۔جب عالی نے نحل کو مسلسل اپنی طرف دیکھتے پایا تو اٹھ کے اس کے برابر آ بیٹھا۔ سب لوگ باتوں میں مصروف تھے ان دونوں کی طرف کوئی متوجہ نہیں تھا وہ عالی سے دور ہٹنے کے چکر میں صوفے سے آہستہ آہستہ دور ہونے لگی عالی نے اس کی اس حرکت پر اس کا بازو

NOVEL BANK

پکڑے اسے کھینچ کے اپنی جانب کیا تو وہ اپنی بڑی بڑی آنکھیں کھولے اسے حیرت اور غصے سے دیکھنے لگی۔

چپ چاپ یہاں بیٹھی رہو۔" وہ اس کے کان میں سرگوشی کر کے سیدھا ہوا سب " لوگ عاشی اور نحل کو پاکستان کے نادرن ایریاز میں سیر پہ بھیجنے کی باتوں میں مگن تھے۔کہ اچانک آیان نے عالی کو آواز دی

بھائی یار آپ ہی سمجھائے انہیں کہ کہیں اور جاتے ہیں میں نہیں جا رہا سو دفع جا " " چکے ہیں وہاں

تم گئے ہو میں تو نہیں گیا سو دفع ایک دو بار گیا ہوں بس اور ویسے بھی نحل بھی " نہیں گئی، ہیں ناں نحل "عالی نے اس سے جان بوجھ کے سب کے سامنے سوال کیا ۔سب اسی کی جانب متوجہ ہو گئے ۔کیوں کہ وہ ان سب کے سامنے مجبور ہو جاتی تھی

۔ہاں نحل آپی پلیز یار نادرن ایریاز ہی چلتے ہیں نہ "عاشی نے التجا کی"

۔جی آپی پلیز" یہ باسط تھا۔وہ ایک دو بار گیا تھا مگر وہ عاشی کے ساتھ جانا چاہتا تھا"

۔ہم بھی جائیں گے آپ سب کے ساتھ پلیز "فاطمہ اور دعا رونے کو تھی"

ہاں دیکھی تو میں نے بھی نہیں ہے وہ ساری جگہیں اب سب کہہ رہیں تو آیان ٹھیک " ۔"ہے وہی چلیں جائیں گے

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com

آیان کو غصہ آیا مگر باقی سب خوشی سے چیخنے لگے ۔ تو اسلم صاحب نے آخر کار فیصلہ سنا دیا کہ سب کزنز اب نادرن ایریاز ہی جائیں گے۔ لڑکیوں کی خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا وہ لوگ کپڑے ڈیسائیڈ کرنے لگ گئی تھی

صبین خالہ آپ بھی ہمارے ساتھ ہی چلیں نہ گھر" باسط صبین بیگم کے پاس بیٹھا" کہہ رہا تھا وہ سب یوں ہی اپنی اپنی باتوں میں مگن تھے نحل اب عالی کے مسلسل دیکھنے پہ چڑ گئی وہ جانے کے لیے اٹھی تو عالی نے اسے پھر سے بازو پکڑ کے بیٹھا دیا۔ وہ اسے تنگ کر رہا تھا۔ اسے اس پہ غصہ آنے لگا ۔سکینہ نے صبین بیگم کو کھانا لگنے کی اطلاع دی تو سب لوگ کھانے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ نحل کی جان میں جان آئی۔ سارے ۔ جا چکے تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی

عالی آپ کا مسئلہ کیا ہے ۔کیوں کر رہے ہیں ایسے ؟"وہ اس سے سیدھی ہوتی ہوئی " ۔بولی

۔کیسے ؟" اس نے دونوں بھنویں اچکاتے ہوئے سوال کیا"

۔"میں کہیں نہیں جاوں گی، آپ کے ساتھ تو ہرگز نہیں"

مرضی ہے ،اس کے لیے تو تمہیں دادا جان سے بات کرنی ہو گی اور ہاں میں تو کہہ " دونگا کہ مجھے کوئی پرابلم نہیں یہ آپ کی پیاری نواسی ہی نہیں جانا چاہتی میرے ساتھ"۔اس نے اس کے چہرے پہ آتی لٹ کو کان کے پیچھے اڑیسا تو وہ بجلی کھا کہ ۔پیچھے ہٹی

ڈرامے باز ہنہنہ "وہ اسے کہتی ہوئی کمرے کی جانب جانے لگی تو عالی نے اسے پھر " روکا۔

کہاں" ابھی وہ اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ عالیہ بیگم واپس لاونج میں آئی ان دونوں کو دیکھتے " ہی کہنے لگی

" بچوں سب لوگ ٹیبل پہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ جلدی آ جاو "

جی ممانی" وہ کہتی ہوئی ان کے پیچھے ہو لی عالی بھی مسکراتا ہوا اس کے پیچھے چل " دیا۔ سب لوگ کھانا کھا چکے تو صبین بیگم اور باقی سب شاہ ہاوس آ گئے۔ سب کے بے حد اسرار پہ وہ سب کزنز باہر آئیں کریم کھانے جا رہے تھے مگر جب وہ لوگ عالی کے کمرے میں آئے تو وہ لیپ ٹوپ پہ کام کر رہا تھا اور نحل واشروم میں منہ دھو رہی تھی ۔ آیان تو اس کے سامنے بیڈ پہ آ گِرا اور صارم صوفے پہ بیٹھ گیا

جی کیا تکلیف درپیش ہوئی ہے آپ لوگوں کو" عالی نے ان کے یوں کمرے میں دھرنا " دینے پہ پوچھا تو پیچھے سے لڑکیوں کا پورا ٹولا سمیت باسط بھی ٹپک پڑا۔

یار عالی بھائی ہم نے تایا ابو سے پوچھ لیا ہے وہ کہہ رہے چلے جاو آئیں کریم کھانے " ،اس لیے شرافت سے اٹھ جائے پلیز "صارم نے اپنا مسئلہ پیش کیا۔

ہمممم وہ جو تمہاری بھابھی ہے نہ اس سے پوچھو"عالی نے جان کے بھابی پہ زور دیتے " ہوئے کہا۔

کیا مطلب وہ آپ جیسی تھوڑی ہے وہ ،وہ تو اتنی سویٹ ہیں آپ تو بس ہر ٹائم اس " میں ہی لگے رہتے ہیں" صارم نے اس کے لیپ ٹوپ کی طرف اشارہ کیا۔ نحل واشروم ۔سے باہر آئی تو سب کو اپنے کمرے میں دیکھ کے اسے جھٹکا لگا

کیا ہوا ہے"۔ اس نے سب کو حیرت سے دیکھتے ہوئے سوال کیا"

۔کچھ بھی نہیں بس ہم لوگ آئیں کریم کھانے کا کہہ رہے تھے"آیان نے جواب دیا"

یہ عالی بھائی کہہ رہے ہیں کہ تم لوگوں کی بھابھی بہت بورنگ ہیں وہ کہیں نہیں " جاتی اس لیے میں نہیں جا رہا اگر یہ جاتی ہے تو میں تو تیار ہوں "آیان کی بات پہ نحل ۔نے فورا عالی کو دیکھا جو جان بوجھ کے نظریں لیپ ٹوپ پہ جمائے بیٹھا تھا

۔اور یہ بدتمیز ،کھڑوس ،اکھڑ، عجیب "یہ سب وہ بس دل میں ہی کہہ پائی"

نہیں ،میں تو جاو گی بلکہ ان کو کام کرنے دو ہم لوگ چلتے ہیں ،اوکے ویٹ کرو میں " "۔ بس عبایا پہن لو

۔یاہوووو" وہ سب خوشی سے کھڑے ہو گئے تو عالی بیچارہ آیان کا منہ دیکھتا رہ گیا"

آیان کہ بچے یہ جو حرکت تو نے کی ہے نہ، تو بس رک"۔ وہ لیپ ٹاپ سائیڈ پہ رکھتا " ہوا اٹھنے لگا تو آیان نے کمرے سے باہر دوڑ لگائی کیونکہ اسے اپنی جان بہت عزیز تھی وہ ٹی شرٹ اور ٹراوزر میں بھی کسی سے کم نہیں لگ رہا تھا اس نے جوتا پہنا اور ۔ڈریسنگ کے سامنے جا کر بالوں میں کنگا کیا اور سب کو منع کر دیا

" نحل کو کوئی نہ بتائے کہ میں بھی جا رہا ہوں کہنا وہ دادو کے کمرے میں ہے اوکے"

جی"وہ سب اس کی تعقید کرتے ہوئے اکھٹے بولے۔وہ واش روم سے ہی حجاب کر "
کے باہر آئی تو سب کہ ساتھ چل دی عالی کی جگہ دیکھ کے اس نے پوچھا تو سب نے
بتایا کہ وہ دادو کے پاس ہیں سب لوگ چلتے ہوئے نیچے لاونج میں پہنچے جہاں سارے
بڑے بیٹھے باتیں کر رہے تھے ۔ سب کو خدا حافظ کہہ کر وہ لوگ آیان کو بھی لیے چل
دیے جب سب گاڑیوں میں بیٹھ گئے تو عالی بھی آیان کی ساتھ والی سیٹ پہ نمودار ہوا
۔ نحل جو باسط اور عاشی کو دیکھ رہی تھی اندر دیکھتے ہی چونک گئی
۔بھائی چلیں "وہ آیان تھا ساری کہانی سمجھنے میں اسے ایک لمحہ لگا تھا"
"۔ ہاں چلو بھئی واپس بھی آنا ہے"
ہنہہ واپس بھی آنا ہے" نحل نے اس کی نقل اتاری تو دعا اور آیان ہنسنے لگے ۔وہ جو "
غصے سے لال ہو رہی تھی ان کے ہنسنے پہ مزید چڑ گئی۔ سارا وقت وہ باہر دیکھتی
رہی۔سب لوگ باہر ہی رہے تھے صرف عالی آیان اور باسط ائیسکریم لینے گئے تھے عاشی
،فاطمہ اور دعا نحل سے باتیں کر رہی تھی ان لوگوں کو ایک دن بعد نادرن ایریاز کے لیے
نکلنا بھی تھا۔ سب لوگ بہت ایکسائیٹڈ تھے۔ عالی واپس آ رہا تھا اس کے بال ہوا کی وجہ
۔سے ماتھے پہ آ گئے تھے وہ آئیسکریم لیے اس کہ پاس آکھڑا ہوا
۔یہ لے میم آپکا فیورٹ فلیور "وہ اپنے ہاتھ میں چاکلیٹ فلیور لیے کھڑا تھا"
عالی اوور ایکٹینگ بند کریں" اس نے اس کے ہاتھ سے کھینچتے آئیس کریم لی تو عالی "
۔بغیر کچھ کہے اپنی آئیس کریم کپ ہاتھ میں لیے کھانے لگا

"اچھا یہ بتاو تم اتنی غصے میں کیوں رہتی ہو ہمیشہ یا بس مجھ پہ ہی آتا ہے غصہ تمہیں"

-

جی بس آپ پہ آتا ہے "وہ کھڑی آئیس کریم کھا رہی تھی ۔اس نے عالی کی بات کا "

۔جواب دینے کے بعد کچھ نہیں کہا تو عالی دوبارہ سے بولنے لگا

نحل میں ٹرپ سے واپسی پہ کچھ دن بعد اسلام بعد چلا جاؤں گا"۔وہ سنجیدگی سے اسے "

۔بتا رہا تھا

تو مجھے کیوں بتا رہے ہیں جہاں مرضی جائیں"وہ لاپرواہی سے بولتی ہوئی فاطمہ وغیرہ "

کے پاس جانے لگی کہ عالی نے اسکا ہاتھ پکڑ کے روک لیا

۔یہی رہو میرے پاس"۔ نحل وہی ساکت ہو گئی"

۔تمہیں میں یاد نہیں آوں گا؟"اس نے دل میں آس لیے پوچھا"

۔نہیں بلکل بھی نہیں " وہ سامنے دیکھتے ہوئے بولی"

حد ہے خود غرضی کی بہت خود غرض ہو نحل"۔عالی نے اسے جواب دیا تو نحل کہنے "

۔لگی

ہاں میں تو ایسی ہی ہوں اگر اتنا مسئلہ ہے تو نہ کرتے مجھ سے شادی"اس نے منہ "

۔کو بسورتے ہوئے کہا تو عالی مسکرایا

نہیں نہیں اب ایسا بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے "وہ تو ہتھے سے ہی اکھڑ گئی تھی۔سب "

لوگ گاڑی سے تھوڑا دور کھڑے باتیں کر رہے تھے عاشی کھا کم اور بول زیادہ رہی تھی

جبکہ باسط اپنی آئیس کریم ختم کر کے اب اسے تنگ کر رہا تھا وہ اس کے ہاتھ پہ چپت لگاتی پھر فاطمہ سے بات کرنے لگتی اور وہ بیچ میں سے کھا جاتا۔عاشی نے آئیس کریم کی طرف دیکھا جو بلکل ختم ہو چکی تھی ۔ وہ پلٹ کے باسط کو دیکھنے لگی عاشی نے بچی ہوئی آئیس کریم باسط کے منہ پہ مل دی وہ بہت فنی لگ رہا تھا عاشی کی اس حرکت پہ سب ہنس ہنس کے بے حال ہو گئے اور عاشی غصے سےلال پیلی مگر باسط کی شکل دیکھ کے اس کی اپنی بھی ہنسی نکل گئی سب نے اس کی پک بنائی اور پھر ایک گروپ فوٹو بھی لی۔جس میں سب مسکرا رہے تھے۔ نحل چپ چاپ عالی کے پاس کھڑی ادھر ادھر دیکھ رہی تھی اور وہ اپنی اسسٹینٹ سے بات کر رہا تھا کام کے کسی سلسلے میں۔ نحل نے چڑتے ہوئے اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑوایا جو وہ بات کرنے کے دوران بھی پکڑے ہوئے تھا۔عالی کی ان حرکتوں پہ نحل کو حیرت ہو رہی تھی جیسے وہ زبردستی کر رہا تھا۔وہ حق جتانا چاہ رہاتھا۔ نحل اسے زبردستی کا نام دے رہی تھی۔

ہیلو! نحل آپی چلیں گھر یا ابھی کچھ اور بھی باقی ہے"آیان جو اس کی طرف ہی آ رہا تھا اس سے پوچھنے لگا۔

پتہ نہیں ان سے پوچھوں"۔ اس نے عالی کی طرف اشارہ کیا جو کال کاٹ کے واپس " ان کی طرف آ رہا تھا۔ نحل نے عالی کی طرف سرسری سی نگاہ ڈالی اور فاطمہ اور عاشی کہ ہمراہ جا کھڑی ہوئی۔

بھائی نحل آپی کو کیا ہوا لگتا ہے وہ اچھا خاصا ناراض ہو گئی ہے اس بات سے "۔اس " کا اشارہ اس بات کی طرف تھا جو اس نے خود سے بنائی تھی۔وہ جتنا بھی لاپرواہ کیوں نہ ہو پر وہ اپنوں کے معاملے میں ایسا نہیں تھا وہ نحل کو اگر بہن کہتا تھا تو دل سے اس بات کو مانتا بھی تھا ۔

نہیں یار کچھ نہیں ہوا "عالی نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اس کی پریشانی " دور کرنا چاہی۔وہ اس کے چہرے پہ پریشانی کو بھانپ گیا تھا۔ نحل نے عبائے کے اوپر ایک شال اوڑھ رکھی تھی جو وہ ٹھنڈی ہواؤں کو دیکھتے ہوئے اوڑھ آئی تھی موسم پہلے کی نسبت بہت تبدیل ہو چکا تھا فضا میں خنکی آ گئی تھی۔ خزاں کا موسم تھا جو نحل کو بہت پراسرار لگتا تھا۔ وہ اپنی ذات میں مگن رہنے والی لڑکی تھی جو عالی کی بہت کوششوں کے باوجود اپنے خول سے باہر نہیں نکل سکی۔ عالی کی شخصیت کسی کھلی کتاب کی طرح تھی کوئی بھی اسے آسانی سے سمجھ سکتا تھا وہ اس سے عشق کرتا تھا مگر وہ اسے مجبور نہیں کرنا چاہتا تھا اس لیے وہ اسے وقت دے رہا تھا اسکی زندگی میں اپنی جگہ بننے کے لیے یہ وہ جان بوجھ کے نہیں کرتی تھی بس اس سے ہو جاتا تھا ۔اسے یقین تھا وہ ایک نہ ایک دن اس کے دل میں بھی جگہ بنا لے گا۔وہ تو ساری عمر بھی اس کے لیے صبر کر سکتا تھا۔ سب لوگ گھر واپس آ گئے ۔

____

عاشی پورا کمرہ بکھیر کے بیٹھی تھی اس نے جگہ جگہ کپڑوں کے ہنگرز رکھے ہوئے تھے باسط جو موبائل پہ کام کے سلسلے میں بات کر رہا تھا۔ عاشی مسلسل اسے اپنے اور اس کے کپڑے دیکھا دیکھا کہ بیگ میں رکھ رہی تھی کہ وہ تنگ آتے اکمل صاحب کو خدا حافظ کہہ کر اسے ڈانٹنے لگا ۔

" یار عاشی تمہیں نظر نہیں آ رہا میں پاپا سے امپورٹنٹ بات کر رہا ہوں تم مسلسل مجھے بلائے جا رہی ہو ۔"

"ہاں تو تم نے نہیں جانا کیا جو ایسے بی ہیو کر رہے ہو"

"جانا ہے مگر یار تم تو کام بھی نہیں کرنے دے رہی" ۔

" اچھھا تم اپنا کام کرو میں ہی فضول ہوں یہاں"۔وہ سوٹ کیس کا ڈھکن زور سے مارتی ہوئی کمرے سے نکل گئی جبکہ باسط اسے آوازے دیتا رہ گیا مگر وہ تو غصے سے کمرے سے جا چکی تھی باسط اپنا سر ہاتھوں پہ گرائے بیٹھا تھا ۔

وہ جا کر فاطمہ اور دعا کہ کمرے میں بیٹھ گئی ۔جبکہ باسط اب رو دینے کو تھا وہ اسے ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا مگر نا چاہتے ہوئے بھی وہ ناراض ہو گئی تھی۔ اس کو اکمل صاحب کا فون آیا جو اسلام آباد واپس چلے گئے تھے۔ تو وہ دوبارہ کام میں لگ گیا ۔

عالی اور نحل دونوں بستر پہ لیٹے اپنے اپنے خیالوں میں کھوئے ہوئے تھے نحل جو صبح کی تیاری کرنے کا سوچ رہی تھی وہ انکار نہیں کر سکتی تھی نانا جان کو تو وہ کبھی بھی انکار نہیں کر سکتی تھی اچانک عالی بول اٹھا۔

نحل تم جاوگی یا نہیں" اس کے سوال پہ وہ چونک کے نظروں کا رخ پھیر کر اسے " دیکھنے لگی جو بلکل سیدھا لیٹا چھت کو گھور رہا تھا۔

مجھے نہیں پتہ "اس نے بلکل سچا جواب دیا اسے ابھی تک سمجھ نہیں آئی کہ وہ کیا" کرے۔

آپ جائیں گے" اس نے عالی سے پوچھا تو اس نے اس کی جانب گردن موڑی وہ " اس کے تاثرات سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر نحل کا چہرہ کسی بھی تاثر سے خالی تھا۔

ہممممم "اس نے مختصر جواب دیا" ۔

اور تم "اس نے اس کی جانب بغیر مڑے کہا" ۔

مجھے نیند آ رہی ہے "وہ کروٹ بدل کے لیٹ گئی مگر نیند اسکی آنکھوں سے کئی دور " تھی اس کے پاس عالی کی بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔

مشال فضہ صاحبہ کے لیے کچن میں ناشتا بنوا رہی تھی جبکہ اس کا اپنا دل اس وقت چائے پینے کو کر رہا تھا خانسامہ ناشتا بنا رہا تھا اور وہ سب کے لیے چائے بنا رہی تھی۔

ارتضی جو جوگنگ کر کے گھر لوٹا تھا وہ عادتا کچن میں جوس لینے کی غرض سے داخل ہوا

جہاں مشال کھڑی چائے کپوں میں انڈیل رہی تھی وہ چلتا ہوا کچن کی سلیپ کے پاس کھڑا ہو گیا جہاں سے کچھ فاصلے پہ مشال کھڑی تھی اور اس کی ارتضی کی جانب کمر تھی۔ وہ ہمیشہ اس وقت اُٹھی ہوتی تھی مگر وہ اپنے کمرے میں ہی رہا کرتی تھی۔ مشال چائے کا کپ پکڑے پلٹی تو ارتضی کو وہاں کھڑا پا کر گڑبڑا گئی اسی اثناء میں چائے چھلک کر اس کے ہاتھ پہ گِر گئی ارتضی جو جوس پینے کی غرض سے یہاں آیا تھا اس کے اس گھبراہٹ کو دیکھتے ہوئے اپنی جگہ چھوڑ گیا جبکہ کچن میں کھڑی ملازمہ بھاگ کر اس کی طرف لپکی اور اس کے ہاتھ پہ دوا لگانے لگی وہ جو جوس پینے آیا تھا ایسے ہی پلٹ گیا۔ ارتضی اس کی نظروں سے ہمیشہ کنفیوز ہو جاتا تھا۔ جس طرح مشال اسے دیکھتی تھی اس طرح کبھی بھی کسی لڑکی نے اسے نہیں دیکھا تھا وہ بعض دفعہ اس کی نظروں سے بے زار ہو جاتا تھا۔

مشال کھڑی اس جگہ کو دیکھ رہی تھی جہاں کچھ دیر پہلے ارتضی کھڑا تھا وہ اس کی بے رخی پہ ہمیشہ دکھی ہو جاتی تھی نہ چاہتے ہوئے بھی آنکھوں سے آنسوں بہہ نکلے وہ ارتضی کو سنگدل کہا کرتی تھی ۔ مشال اپنا ہاتھ چھڑا کر کمرے کی طرف چلی گئی۔ وہ ارتضی کو سمجھنے سے قاثر تھی۔ آج اسے گھر واپس جانا تھا۔ وہ کمرے میں اپنی چیزیں سمیٹنے لگی ۔

ارتضی تیار ہو کر ٹیبل پہ کھانا کھانے آیا تھا مگر وہاں عدنان صاحب کو دیکھ کے وہ چونک گیا اسے اس بات کی خبر ہی نہیں ہوئی تھی۔ وہ پرسکون سے وہاں بیٹھے ناشتا کر رہے تھے جبکہ وہ ان کو سرے سے نظر انداز کرتا وہاں جانے لگا تھا کہ عدنان صاحب نے

اسے آواز دی وہ جو باہر لابی کی طرف جا رہا تھا۔ ایک پل کے لیے رکا۔ دوسری آواز پہ وہ پلٹنے پہ مجبور ہو گیا تھا۔

ارتضی میرے بیٹے یہاں آو میرے پاس "وہ اپنی جگہ چھوڑ کر کھڑے ہو گئے تھے"۔

اس نے ان کی کھلے بازوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے وہی سے جواب دیا۔

"بابا اگر کوئی کام ہے تو بتا دے مجھے ورنہ میں لیٹ ہو رہا ہوں"۔

تم مجھ سے اس قدر خفا کیوں ہو ارتضی کیا تمہارا باپ تمہیں اپنے گلے بھی نہیں لگا سکتا"

"

" نہیں میں آپ کو اس چیز کی اجازت نہیں دے سکتا"

" تم میری اولاد ہو تم چاہ کر بھی مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے"

یہی تو خطا ہے میری کہ میں آپ کی اولاد ہوں میں چاہ کر بھی اس حقیقت کو بدل " نہیں سکتا"وہ ضبط کے انتہا پہ تھا۔

ارتضی چپ ہو جاو آگے ایک اور لفظ مت کہنا" فضہ صاحبہ اسے روکنے کیلیے اپنی جگہ " چھوڑ کر کھڑی ہو گئی۔

نہیں نہیں کہنے دو اسے "عدنان نے فضہ صاحبہ کو روکا"۔

رہنے دے بابا آپ حقیقت نہیں سن پائے گے "وہ کہتے ہی مڑ گیا۔ وہ گھر سے جلدی " میں باہر نکل گیا اور آفس آتے ہی اس نے گاڑی کی چابی اور فون لا کر میز پہ پٹخ دیا

اب وہ اپنے سر کو ہاتھوں میں گرائے اپنی ریولونگ چیر پہ بیٹھا تھا۔ نحل کی باتیں اس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔

مشال لاونج سے آنے والی آوازوں پہ دوڑتی ہوئی لاونج میں پہنچی تھی مگر وہاں کا منظر دیکھ کے وہ حیران رہ گئی تھی وہ فضہ صاحبہ کی طرف لپکی۔ جو اپنے بال عدنان صاحب کی گرفت سے چھڑوا رہی تھی۔اس نے ان تک پہنچتے ہی چیختے ہوئے کہا

" خالوں چھوڑے انہیں آپ کیا کر رہے ہیں"

یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے فضہ تم نے میرے سامنے میرے بیٹے کو لا کھڑا کیا " ہے" بعض دفعہ ہمیں ایسے گناہوں کا مرتکب ٹہرا دیا جاتا ہے جو ہم نے کیے ہی نہیں ہوتے اور ہم چاہ کر بھی ان گناہوں داغوں کو اپنے دامن سے دھونے میں ناکام ہو جاتے ہیں۔

نہیں عدنان میں نے ایسا کچھ نہیں کیا"وہ مسلسل ان کے ہاتھ کو روکنے کی " کوشش کر رہی تھی۔

خالوں آپ کو خدا کا واسطہ ہے خالہ کو چھوڑ دے آپ کیا کر رہے ہیں" عدنان " صاحب نے مشال کے چیخنے پہ نفرت سے فضہ صاحبہ کو دور پھینکا اور خود وہاں سے نکل گئے جبکہ زمین پہ گرنے کی وجہ سے پاس پڑے میز سے ان کے سر پہ چوٹ لگ گئی

تھی اس میں سے خون بہہ رہا تھا۔ مشال کے چیخنے کی وجہ سے سارے ملازم لاونج میں
۔چپ کھڑے تھے گویا مردہ ہو، آواز سنائی دے رہی تھی تو صرف مشال کی
"بوا میرا موبائیل لائے جلدی" وہ چیختے ہوئے کہہ رہی تھی ان کا سر اس کی گود میں
تھا اس کے ہاتھ خون میں لت پت ہو چکے تھے۔ اس نے فورا ایمبولینس کو بلایا اور
ہسپتال پہنچتے ہی ارتضی کو فون کیا کئی بار فون کرنے کے بعد آخر اس نے مشال کی
۔کال اٹھالی

"ارتضی خالہ کو چوٹ لگ گئی ہے۔ ان کا سر زخمی ہو ہے ابھی ہم لوگ ہوسپیٹل میں
ہیں آپ پلیز جلدی آ جائے۔ اس نے بغیر کوئی تمہید باندھے ارتضی کو بتا دیا وہ جو کام کر
رہا تھا اپنا کام چھوڑ کر فورا اپنی جگہ سے اٹھا اور گاڑی کی چابی لیے گاڑی میں جا بیٹھا۔
تقریبا دس منٹ میں وہ ہسپتال پہنچ گیا تھا یہ ہسپتال اس کے آفس کے قریب ہی موجود
۔تھا

اس نے ریسیپشن سے فضہ صاحبہ کا پوچھا تو سیکنڈ فلور کا پتہ دیا گیا۔وہ سیڑھیوں سے
دوڑتا ہوا سیکنڈ فلور پہ پہنچ گیا وہ دادا جان ،رضا صاحب اور نحل کو کھو چکا تھا اب وہ اپنی
ماں کو نہیں کھونا چاہتا تھا۔ وہ اپنی پروا کیے بغیر جلدی جلدی چلتا ہوا سیکنڈ فلور پہ اس
۔کمرے کے قریب پہنچا تھا جہاں مشال دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی تھی
"۔کہاں ہے ماما کیا ہوا ہے انہیں "۔وہ مشال کے پاس پہنچتے ہی ٹوٹ پڑا تھا

وہ اندر ہے سر سے زیادہ خون بہنے کی وجہ سے وہ بیہوش ہو گئی ہے ارتضی "وہ جو ابھی "

۔تک صبر سے کھڑی تھی اسکو بتاتے ہی رو پڑی

۔انھیں کیسے لگی چوٹ؟"اس نے تشویشی نظروں سے پوچھا"

وہ نہ ،خالوں ان سے لڑ رہے تھے انہوں نے ان کو خود سے دور پھنکا تھا تو ان کا سر "

۔پاس پڑے ٹیبل سے ٹکرا گیا "مشال نے ارتضی کو وضاحت دی

سب میری وجہ سے ہوا ہے "وہ گم سم سا کھڑا کہہ رہا تھا کہ کمرے سے ڈاکٹر نکلا جو "

۔اب مشال کی طرف بڑھ رہا تھا

۔آپ فضہ صاحبہ کے ساتھ ہے"ڈاکٹر نے مشال کو مخاطب کیا"

۔جی "۔مشال نے جواب دیا"

انکا زخم گہرا ہونے کی وجہ سے خون زیادہ بہہ گیا اور وہ بیہوش ہو گئی ہے آپ ان کے "

۔"لیے دعا کریں اگر وہ کچھ دیر ہوش میں نہ آئی تو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے

جی "وہ اب ارتضی کو دیکھ رہی تھی جو اپنا سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا تھا اس نے "

ڈاکٹر کی بات سن لی تھی مگر اب وہ خود کو کوس رہا تھا۔ ضروری نہیں کے ذاتی تکلیف

ہی جان لیوا ہو بعض دفعہ اپنوں کے دکھ بھی جان لے لیتے ہیں۔ مشال اس کی اس

۔حالت کو دیکھ کے دل ہی دل میں سب کچھ ٹھیک ہونے کی دعا کر رہی تھی

ارتضی انشااللہ وہ ٹھیک ہو جائے گی آپ پریشان نہ ہو" وہ اس کے کندھے پہ ہاتھ " رکھے کہہ رہی تھی۔اتنے میں فضہ صاحبہ کی بہن اور مثال کا بڑا بھائی عمر بھی ہسپتال پہنچ گئے تھے۔ وہ جلدی جلدی چلتے ہوئے ان کی طرف آئے۔

مثال ،باجی کیسی ہے ،کیا ہوا ہے انہیں "وہ پریشانی سے مثال سے پوچھ رہی تھی"۔

"کچھ نہیں ہوا ماما آپ پریشان نہ ہو وہ ضرور ٹھیک ہو جائے گی"۔

مگر انہیں اتنی گہری چوٹ کیسے لگی "مثال نے ساری بات اپنی ماما کو بتا دی تو ان " کی آنکھوں سے آنسوؤں تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے وہ ہمیشہ سے عدنان صاحب کو ناپسند کرتی تھی۔وہ عدنان صاحب کو اپنے والدین کا غلط فیصلہ گردانتی تھی۔وہ سب فضہ صاحبہ کی صحت کی دعا کر رہے تھے عمر ارتضی کے پاس بیٹھا اسے حوصلہ دے رہا تھا کہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا عدنان صاحب غصے میں گھر سے باہر چلے گئے تھے۔وہ جو طوفان گھر میں کھڑا کر آئے تھے انہیں تو اس کی خبر بھی نہیں تھی۔

شاہ ہاوس میں سب لوگ ٹرپ پہ جانے کی تیاریوں میں مصروف تھے ۔سب لوگ اپنی اپنی پیکنگ کر رہے تھے عالی آج آفس گیا تھا۔ جبکہ باسط اپنے کمرے میں بیٹھا لیپ ٹوپ پے کام کر رہا تھا۔ ایان اور صارم دونوں یونیورسٹی گئے تھے۔عاشی رات سے کمرے میں نہیں آئی تھی وہ اس سے خفا تھی باسط اسے منانے کے لیے گیا تھا مگر اس

نے آنے سے انکار کر دیا تھا۔ وہ واپس کمرے میں آگیا تھا عاشی نے اسے ناشتے کی
ٹیبل پہ بھی نہیں بلایا تھا۔

نحل نے اپنی ساری پیکنگ کر لی مگر اسے عالی کی پیکنگ کی کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی
۔اس نے پیکنگ وہی چھوڑ دی اور اپنے لیے کچن میں چائے بنانے چلی گئی۔ وہ کچن
میں گئی تو روشنی اور نصرین بیگم دوپہر کے کھانے کی تیاری کر رہی تھی۔ اس نے اپنے
لیے ایک کپ چائے بنائی اور کمرے میں واپس آ گئی وہ کمرے میں بیٹھی چائے پی
رہی تھی کہ اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اس نے دروازے کی جانب دیکھا جہاں عالی
کھڑا تھا دروازہ بند کرتے ہی اس نے اپنا کوٹ بیڈ پہ اچھال دیا اور واشروم کی طرف چل
دیا۔واشروم سے فریش ہو کر واپس آیا تب بھی نحل وہاں بیٹھی کھڑکی سے باہر کی طرف
دیکھ رہی تھی۔وہ بھی اس کے سامنے پڑے صوفے پہ ڈھ سا گیا۔ کچھ دیر بعد اس نے
سر اٹھا کے نحل کو دیکھا جو ابھی بھی چائے پینے میں مگن تھی۔ اس کو یوں دیکھ کے
بے ساختہ ہی وہ پوچھ بیٹھا ۔
نحل تم ٹھیک ہو" نحل نے اس کے سوال پہ گردن گھما کے اسکی طرف دیکھا۔وہ "
قدرے سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔
جی "اس نے مختصر جواب دیا"۔
اچھا ایک کپ چائے مل سکتی ہے کیا" اس نے مزید کہا"۔

جی" وہ کہتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی عالی پھر سے سر صوفے کی پشت پہ گرا کہ بیٹھ " گیا۔ نحل ایک کپ چائے بنا کے کمرے کی طرف جا رہی تھی کے عالیہ بیگم نے اسے لنچ کا کہا تو وہ اثبات میں سر ہلا کے کمرے کی طرف چل دی۔ وہ کمرے میں آئی تو اب بھی عالی اسی صورتحال میں بیٹھا تھا۔ اس نے عالی کو آواز دی تو وہ جلدی سے سیدھا ہو کے بیٹھ گیا ہو جیسے پتہ نہیں کتنی بڑی خواہش پوری ہو گئی ہو وہ دھیمی مسکراہٹ لیے نحل کو دیکھ رہا تھا۔ نحل چائے اس کے پاس رکھتے ہی دوبارہ بیڈ کے پاس جا کھڑی ہوئی۔

عالی"۔ نحل کے منہ سے اپنا نام سنتے ہی اس نے نحل کو دیکھا نحل نے اسے پہلی " بار اس کے نام سے پکارا تھا آج کا دن نئی تاریخ رقم کر رہا تھا۔

ہمم "۔۔"

آپ کونسے کپڑے لے کے جائے گے مجھے بتا دیں مجھے سمجھ نہیں آ رہی "وہ روانی " سے اپنا مسلہ بتا رہی تھی مگر عالی اسکے اس انداز پہ جی جان سے ہنس دیا۔

" تو تم تب سے یہ سوچ رہی تھی۔ تم جو بھی رکھو گی میں خوشی سے پہن لوں گا"

" نہیں تو آپ سے کس نے کہا کہ میں یہ سوچ رہی تھی"

پھر کیا سوچ رہی تھی"۔"

کچھ بھی نہیں"۔"

اچھا ویسے تم جا رہی ہو پھر ہم سب کے ساتھ اس نے" پرجوش انداز میں پوچھا"۔

۔جی" اس نے منہ لٹکاتے ہوئے کہا"

۔"تو یہ تو خوشی کی بات ہوئی نہ"

پتہ نہیں"۔ وہ اسکے کپڑے وہی چھوڑ کہ چل دی"

"کدھر جارہی ہو"

ممانی نے لنچ کے لیے نیچے بلایا ہے آپ بھی آ جائے"۔وہ کہتی کمرے سے نکل گئی "

جبکہ عالی کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ وہ بھی بنا کپڑے تبدیل کیے اس کے پیچھے پیچھے کمرے سے نکل گیا۔سب لوگ کھانے کی میز پہ موجود تھے صارم اور ایان بھی یونی سے آ گئے تھے۔ اسلم صاحب کے پوچھنے پہ سب متوجہ ہوئے۔

۔ "بچوں تم لوگوں نے کہا جانے کا پلین بنایا ہے"

۔دادا جان ہم لوگ ناران کاغان جانے کا سوچ رہے ہیں "عالی نے جواب دیا"

۔"جی نانا جان باسط نے بھی ہامی بھری"

یار ہزار بار دیکھ چکا ہوں میں ۔میں نہیں جا رہا اگر وہاں جانا ہے تو "ایان نے چڑ کر " کہا۔

تم سے کون پوچھ رہا ہے تم چپ رہو "فاطمہ نے اسے ٹوکا"

۔"کیا مطلب ہے تمہارا ایان اسے گھورنے لگا"

ہاں ایان جب تمہاری شادی ہو گی نہ تو کہیں اور چلے جانا، ابھی ہمیں جانے دو" باسط " نے اسے ٹوکا۔

۔ہاں صیح کہا"۔ صارم نے ٹانگ اڑائی"

کیا مطلب ہے تو چپ کر میرے بھائی کی تو شادی ہوئی ہے نہ!"۔ایان نے صارم کو "
چپ کروایا

تو اس کا یہ مطلب ہے کہ جہاں تم چاہو ہم وہاں جائے۔"عالی نے اس کی بات ٹوکی"

۔ ہاں نہ!"۔ اس نے معصوم سی شکل بنا کے جواب دیا"

۔چلو!"عالی کہتے ہی ہنس دیا اس کی بات پہ سب بے ساختہ ہی ہنس دیے"

نحل بیٹا آپ بتاو کہاں جانا ہے آپ نے پھر"۔ ہے ابان صاحب نحل سے پوچھ رہے "
۔تھے

جی ناران کاغان ہی ٹھیک ہے۔"نحل کو ناران کاغان دیکھنے کا شروع ہی سے شوق "
۔ تھا

۔عاشی تم بتاو" اسلم صاحب نے عاشی سے پوچھا"

جی میں تو سیف الموک دیکھوں گی افففف مجھے منضور ہے نانا جان "عاشی تو خوشی کے "
۔مارے اچھل رہی تھی

تو ٹھیک ہے بس وہا ہی جائے گے سب فیصلہ ہو گیا" اسلم صاحب نے حتمی فیصلہ "
سنایا۔ سب لوگ اب تیاریوں کا کہہ رہے تھے سب کھانا مکمل کر کے اپنی اپنی پیکنگ
کرنے لگے ۔ وہ سب ہی بہت ایکسائیٹڈ تھے۔ صبین بیگم اور عالیہ نحل کو سمجھا رہی تھی
کہ کیا کیا رکھنا ہے وہاں عام دنوں میں بہت سردی ہوتی ہے اور اب تو موسم بھی بدل

رہا ہے اس لیے ضرورت کی ہر چیز ساتھ لے جانا۔عاشی سیر کی خوشی میں اپنے کمرے میں واپس آ گئی تھی اور اب کی بار باسط نے اس کی ہر بات کا جواب دیا تھا وہ چاہ کر بھی اسے ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ اسے ہنستی مسکراتی بہت اچھی لگتی تھی اس کے چہرے پہ اداسی اسے بھی اداس کر دیتی تھی وہ اکثر اس کے قہقوں میں کھو جاتا تھا۔ وہ شوخ اور لاوبالی سی تھی۔ اور اسے اسی وجہ سے محبت تھی۔وہ جلدی مان جاتی تھی۔

____

فاطمہ اپنی اور دعا کی پیکنگ کروا رہی تھی جبکہ آیان اور صارم ان کے کمرے میں بیٹھے انہیں تنگ کر رہے تھے۔ وہ کبھی ان کی تہہ ہوئی شرٹ اٹھا کہ بیگ سے باہر پھینکتے اور کبھی سکارف فاطمہ نے چڑتے ہوئے چیخنا شروع کر دیا اس کے چیخنے پہ اور کوئی نہیں عالی ہی اپنے کمرے سے باہر آیا تھا کیونکہ دعا اور صارم کے کمرے کے ساتھ عالی کا کمرہ تھا وہ اب دروازے میں کھڑا آیان کو گھور رہا تھا۔

"آیان کیوں تنگ کر رہے ہو بہنوں کو"۔

"توبہ کرے بھائی میں تو نہیں اس بھوتنی کا بھائی"

جاوجاو مجھے بھی تم جیسے بندر کو بھائی بنانے کا کوئی شوق نہیں" فاطمہ اس کے " بھوتنی کہنے پہ چڑ گئی۔

ہنننہ جاہل آدمی" وہ کہتے ہی کمرے سے باہر نکل گئی جبکہ عالی اور صارم اس کی "
۔اس عزت افزائی پہ ہنس دیے

______

نحل جب سب کی نصیحتیں سن چکی تو کمرے میں لوٹ آئی اس نے اپنی ضرورت کی ہر
چیز رکھ لی تھی اور عالی کے لیے بھی جیکٹس شال اور ضرورت کی ہر چیز رکھ چکی تو اسے
عالی کے موزے نہیں ملے تھے سب نے اسے سردی سے اتنا ڈرا دیا تھا کہ وہ اب ہر
چیز کو گن گن کے رکھنے لگی عالی اسے دیکھ رہا تھا جو مسلسل کسی چیز کی تلاش میں
تھی۔ اسکی مشکل حل کرنے کے لیے وہ پوچھ ہی بیٹھا کے آخر اسے کس چیز کی
۔ضرورت ہے

"کیا ڈھونڈ رہی ہو نحل"

آپکی سوکس نہیں مل رہی" وہ الماری میں میں سر گھسائے ہوئے بولی ۔وہ مسکرا دیا "
۔اس کی پریشانی اس کے مصروفیت سے واضح تھی

"ادھر ڈریسنگ کے نیچے والے دراز میں ہیں"

اس نے اسے مسکراتے ہوئے بتایا تو نحل نے الماری سے گردن نکال کے اسے دیکھا۔
وہ جو مسکرا رہا تھا اس کے یوں دیکھنے پہ گڑ بڑا گیا۔وہ دراز کھولے عالی کے سارے
۔موزے لیے بیگ میں رکھ رہی تھی

۔"نحل تم اتنا کچھ کیوں رکھ رہی ہو ہم لوگ جلدی آ جائے گے وہاں سے"

"نہیں وہاں سردی بہت زیادہ ہے اس لیے ماما اور ممانی نے کہا ہے کہ ساری ضرورت کی چیزیں رکھ لوں"

"ہمممم "۔وہ اپنی ہنسی کو دبانے کی کوشش کرہا تھا مگر پھر بھی اس کی ہنسی نکل گئی۔ اس کے ہنسنے پہ نحل نے مڑ کر عالی کو حیرت اور غصے سے دیکھا

"کیا ہوا آپکو" نحل اسے گھورنے لگی۔

"کچھ نہیں" عالی اس کی حالت دیکھ کے مسکرا رہا تھا۔ اس کے گال جلدی جلدی کام کرنے کی وجہ سے سرخ ہو رہے تھے کیونکہ رات کو دس بجے ان لوگوں کو لاہور سے نکلنا تھا۔

______

آیان اور صارم نے بھی ایک چھوٹا سا بیگ تیار کیا تھا جس میں ضرورت کی چند ایک چیزیں تھی۔ صارم نے اپنی ساری تیاری دعا سے کرائی تھی مگر آیان کو اپنی چیزیں خود ہی پیک کرنی تھی۔ وہ اپنی چیزیں سمٹتے ہوئے صارم سے کہہ رہا تھا

"صارم یار میرا دل کر رہا ہے میں بھی اپنی شادی کروا لو کوئی تو ہو گا میرے بھی کام کرنے والا مجھ سے نہیں ہوتے یہ کام" اس نے آخر میں آہہ بھری جس پہ صارم کا قہقہ ہوا میں گونجا۔

"کیا مسئلہ ہے تو کیوں ہنس رہا ہے"

ابھی تیری یہ آہیں کوئی نہیں سننے والا اس لیے چپ چاپ اپنا بیگ سمیٹ اور نیچے "

" ۔چل میں نے جوگرز لینے جانا ہے

" ہمممم چل ٹھیک ہے ایسا کر باسط سے بھی کہہ ناں ساتھ وہ چلے"

اچھا پوچھتا ہوں" تو جلدی کر صارم اٹھتا ہوا نیچے باسط کے کمرے کی طرف چل دیا۔ "

صارم نے آتے ہی صوفے پہ پڑا کشن باسط کے منہ پہ دے مارا وہ جو موبائل میں مگن تھا

کشن لگنے پر ہوش میں آیا

ککیا ہوا یار ؟"وہ بوکھلا کر بولا تو صارم ہنسنے لگا"

"کچھ نہیں ہوا یہ آپ فون میں اتنا مگن کیا کر رہے تھے جناب"

" میں نے کیا کرنا گیم کھیل رہا تھا یار"

" اووہ اچھا ایسا کر ہمارے ساتھ چل ہم لوگ مارکٹ جا رہے ہیں"

"کیوں"

"۔میں نے جوگرز لینے ہے یار"

اوکے وہ کہتا ہی بیڈ سے نیچے اترا اور اپنی جیکٹ پہنتے ہی صارم کے ساتھ ہو لیا" "

۔آیان اپنی پیکنگ مکمل کر چکا تھا وہ منہ دھونے واشروم میں گیا تھا تو وہ اسے نیچے پورچ

میں آنے کا کہہ کر گاڑی میں بیٹھ گئے صارم نے روشنی بیگم کو مارکٹ جانے کا بتا دیا

تھا۔ جلد ہی آیان بھی نیچے پورچ میں پہنچ گیا ۔وہ تینوں مارکٹ سے جوگرز لینے گئے تھے

باسط نے بھی اپنے لیے شوز لیے تھے پھر آیان اور باسط کی ضد پہ انہوں نے وہاں صارم

کے پیسوں کے برگر کھائے۔ صارم پیمنٹ پوائینٹ پہ پے کرہا تھا کہ ایک نوجوان لڑکے نے اسے مخاطب کیا۔ اپنا نام سنتے ہی صارم نے اس طرف دیکھا وہاں اور کوئی نہیں اس کی خالہ کا بیٹا تھا۔

ابراہیم یار تو، کیسا ہے ،کیا کر رہا ہے یہاں"۔ اس نے ایک ساتھ ہی کئی سوال کر " ڈالے۔

" میں تو ٹھیک ہوں تو بتا"

"میں بھی ٹھیک ہو"

" اکیلے آئے ہو"

نہیں نور بھی آئی ہے ہم لوگوں کا دل کر رہا تھا کچھ کھانے کا تو اسی لیے یہاں آ گئے " ۔" اس نے نور کو دیکھا جو حجاب میں کچھ فاصلے پہ بیٹھی تھی۔مگر وہ ان کی طرف متوجہ نہیں تھی۔

۔" اچھا چل پھر ملتے ہیں بعد میں ابھی میرے کزن انتظار کر رہے ہیں"

ہاں "وہ دونوں بغلگیر ہوئے اور صارم ایان وغیرہ کی طرف بڑھ گیا جبکہ ابراہیم اپنی " بہن کی طرف ۔

"نور صارم ملا مجھے ابھی"

" اچھا کہاں"

"وہ پیمنٹ پوائینٹ پہ"

----"ہممم"

اچھا چلو گھر چلے ورنہ پاپا ناراض ہو گے"ابراہیم اسے کہتے ہی گاڑی کی چابی اور فون پکڑ" کے کھڑا ہو گیا۔

جی" وہ کہتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی" ۔

فضہ صاحبہ کو چھ گھنٹے گزر چکے تھے مگر انہیں ابھی تک ہوش نہیں آئی تھی ارتضی کو رہ رہ کر عدنان صاحب پہ غصہ آرہا تھا وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اپنا ضبط کھو رہا تھا۔ عمر اسے سمجھا بجھا کے بیٹھا دیتا ۔ اس وقت وہ صرف فضہ صاحبہ کی زندگی کی دعا کر سکتا تھا وہ اٹھ کے مسجد چلا گیا تھا اور جاتے ہی اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ اسے دعا کی حیثیت آج معلوم ہوئی تھی وہ گڑگڑا کر خدا سے اپنی ماں کی زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا اس کو دعا کی تڑپ اور قبولیت کا اندازہ اس وقت ہوا تھا جب عمر نے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھا اور اسے بتایا کے فضہ صاحبہ کو ہوش آگیا ہے عمر بتانے کے دوران ہی رو دیا اور ارتضی کے آنسوں کسی قیمت پہ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔وہ بے یقینی کے عالم میں اسے دیکھ رہا تھا۔

ہاں ارتضی وہ ہوش میں آگئی ہیں" اس نے اس کو یوں دیکھتے پایا تو اسے یقین " دلانے کے لیے اپنی بات کو دہرایا۔وہ حیران تھا کہ اس کے رب نے واقعی اس کی دعا سن لی تھی وہ سچی لگن رکھنے والوں کو ضرور عطا کرتا ہے تو اس کی دعا کو کیسے رد کر

سکتا تھا اس بات کا یقین اسے آج ہوا تھا۔وہ جلدی سے اپنی جائے نماز سمیٹے اٹھ کھڑا ہوا اور عمر کے ساتھ ہسپتال پہنچ گیا جہاں فضہ بیگم بیڈ پہ لیٹی مشال کا ہاتھ تھامے ہوئے تھی اور وہ مسلسل رو رہی تھی وہ سہم گئی تھی۔ اس نے کبھی کسی مرد کو عورت سے یہ سلوک کرتے نہیں دیکھا وہ تو ہمیشہ مرد کو عورت کی عزت کرتا دیکھتے پلی بڑھی تھی اس کے بابا نے کبھی اس کی ماما سے اونچی آواز میں بات نہیں کی ہاتھ اٹھانا تو بہت دور کی بات۔ارتضی دوڑتے ہوئے ان کے بیڈ کی طرف بڑھا۔

ماما آپ ٹھیک ہے" وہ ان کے پاس کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا نقاہت کی وجہ سے ان کا" چہرہ زرد پڑا تھا مشال اس کے آتے ہی سائیڈ پہ ہو گئی۔

جی میرا بچہ" ان سے زیادہ بات نہیں ہو پا رہی تھی"۔

"ماما آپ نے مجھے ڈرا دیا تھا میں سمجھا تھا کہ شائید میں آپ کو بھی کھو دو گا"۔

ربینہ بیگم ایک کونے میں کھڑی اپنی بہن کے حال دیکھے آنسوں بہا رہی تھی عمر ان کے پاس کھڑا انہیں حوصلہ دے رہا تھا۔

تم تو میرے شیر بیٹے ہو ڈرنے کی کیا ضرورت ہے "وہ اسے اس حال میں بھی حوصلہ " دے رہی تھی۔

نہیں ماما میں ایک ہارا ہوا شخص ہوں "۔ وہ کہتے ہی کمرے سے باہر چلا گیا۔عمر اور " مشال اس کے پیچھے دوڑے تھے مشال ربینہ بیگم کو خالہ کا خیال رکھنے کا کہہ آئی تھی۔

____

سب لوگ رات کا کھانا کھا چکے تھے اور اب عالیہ بیگم نحل کو بتا رہی تھی کہ عالی کو اس طرح کے موسم میں اکثر سردی لگ جاتی ہے تو وہ اسے واپسی پہ قہواہ بنا کے پلا دیا کرے موسم کی مناسبت سے کپڑے اور شال کا استعمال کرے کھانا وقت پہ کھائے اور اپنا بھی خیال رکھے اسی طرح کی کئی نصیحتیں سب لوگ عاشی ،باسط دعا اورفاطمہ کو بھی کر رہے تھے۔ صبین بیگم سے وہ دونوں پہلی باریوں دور جا رہی تھیں تو نصیحتوں کی ایک پلڑی انھوں نے ان کے پلوں سے باندھ دی تھی وہ لوگ اپنا اپنا سامان گاڑیوں کی ڈگی میں رکھ چکے تھے سب نے انہیں دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔وہ لوگ اسلم صاحب سے اجازت لیتے رخصت ہو گئے تھے۔

ارتضی تیزی سے پارکنگ ایریا سے اپنی گاڑی کی طرف جا رہا تھا مشال اور عمر کو پیچھے آتا دیکھ کے ایک پل کے لیے رُکا۔

"تم لوگ میرے پیچھے کیوں آ رہے ہو" ارتضی نے غصے سے بھری نگاہوں سے عمر کو مخاطب کیا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا تم نے اپنی حالت دیکھی ہے اور یہ اتنی جلدی میں کہاں جا رہے ہو"عمر تنک کے بولا۔اُسے اس کی فکر تھی۔

"اس شخص کے پاس" ارتضی نے نفرت سے بتایا۔

"نہیں تم ابھی بہت غصے میں ہو اور خالہ کی طبیت بھی ٹھیک نہیں تم کہیں نہیں جاو گے "عمر اس کے قریب بڑھتا ہوا اسے سمجھانے لگا۔

"تم جانتے ہو ناں کے میں تمہارے کہنے پہ نہیں رکنے والا"ارتضی نے اسے خود سے دور کرنا چاہا۔

"ہاں ،میں جانتا ہو مگر خالہ کی حالت کا کچھ خیال کرو وہ تم دونوں کی درمیان پِس کے رہ گئی ہے تم دونوں ہی ایک جیسے ہو جاو گے تو وہ خود کو کیسے سنبھال پائیں گی "۔

عمر اسے سمجھا رہا تھا وہ جانتا تھا کہ ارتضی سوائے اس کے کسی اور کی بات نہیں مانے گا۔

"غصہ تھوک دو چلو میرے ساتھ"مزید سمجھاتے ہوئے اس نے ارتضی کو اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔

"نہیں، میں جانتا ہو وہ اِس وقت اُس عورت کے پاس ہی ہوں گے تم مجھے جانے دو میں آج انہیں ہر گز معاف نہیں کروں گا۔" ارتضی بضد تھا ایک طوفان اس کے اندر مچا ہوا تھا۔

"کیا ،کیا مطلب ہے تمہارا تم اس حقیقت کو تبدیل نہیں کر سکتے ارتضی کہ وہ تمہارا باپ ہے"عمر نے بھی غصے سے جواب دیا۔

"ہاں،یہی بات مجھے ہمیشہ نہیں روک سکتی ،میں کیا کروں مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا عمر میں اس بار انہیں معاف نہیں کر سکتا، میں نے اپنا ہر پیارا ان کی لاپرواہی اور خود

غرضی کی وجہ سے کھو دیا ہے۔"وہ بات کرتے کرتے اپنا اختیار کھو چکا تھا آنکھوں سے آنسووں کی چند بوندے نکل گئی ۔ اس نے ایک زور دار ہاتھ گاڑی پہ دے مارا ۔

"ہاں مگر ابھی اس سب کا وقت نہیں ہے خالہ کسی قسم کا مزید سٹریس برداشت نہیں کر پائیں گی۔" عمر نے سمجھانے کی کوشش جاری رکھی۔ مشال کا حوصلہ ارتضی کی آنکھوں سے نکلتے آنسووں نے پل بھر میں پست کر دیا تھا جس شخص کو وہ ہمیشہ خود غرض سمجھتی آئی تھی اس کی ماں سے محبت دیکھ کے اسے حیرت ہوئی۔ عمر کے سمجھانے پہ ارتضی نے فلحال عدنان صاحب کے پاس جانے کا فیصلہ ترک کر دیا مگر وہ یہاں بھی نہیں رُکنا چاہتا تھا اسی لیے گاڑی میں بیٹھ کے زن سے گاڑی بھگا لے گیا ۔عمر اور مشال اسکی بے بسی کو دیکھتے ہوئے وہی کے وہی کھڑے رہ گئے مشال کو بھی ٹھیس لگی تھی اسکو تکلیف میں دیکھ کے دل میں ٹیس اٹھی جسے وہ چھپاتے ہوئے مڑ گئی اور واپس آئی سی یو کی طرف چلی گئی جبکہ ارتضی گاڑی چلاتا چلاتا ناجانے شہر سے کتنا دور نکل آیا تھا۔

______

سفر شروع ہو گیا تھا سب لوگ اپنی منزل کی طرف روانہ تھے کسی خاص جگہ کا انتخاب بھی نہیں ہوا تھا بس وقت جہاں جانے کی اجازت دے گا اتنا ہی گھومیں گے۔ منظر کچھ یوں تھا کہ عالی کی گاڑی میں عالی، آیان اور نحل کے علاوہ سامان سے بھری ہوئی تھی سب لوگ خوشی خوشی سفر کر رہے تھے۔ نحل نے اپنا سر گاڑی کی ونڈو سے ٹکایا

ہوا تھا ناجانے باہر دیکھتے دیکھتے اس کی کب آنکھ لگی اسے اندازہ ہی نہیں ہوا عالی نے باہر دیکھتے دیکھتے ایک نظر نحل پہ ڈالنے کے لیے گردن کا رخ موڑا تو نحل کا سر جھول رہا تھا جسے عالی نے بڑے احتیاط سے سیٹ کی بیک کے ساتھ لگایا اور اسے بڑے غور سے دیکھنے لگا گویا اس کے نقوش حفظ کر رہا ہو۔آیان جو عالی کو دیکھ رہا تھا اس کے یوں دیکھنے پہ مسکرا اٹھا اور کہنے لگا۔

"بھائی نظر نہ لگا دیجئے گا"اس نے شرارت سے کہا تو عالی نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا جو مسکراتا ہوا سامنے دیکھ رہا تھا۔

"نہیں محبت کرنے والوں کی نظر نہیں لگتی"۔وہ پھر سے نحل کی جانب دیکھنے لگا۔

"ارے عالی بھائی محبت کرنے والوں کی ہی تو نظر لگتی ہے"آیان نے اسے یقین دلانا چاہا۔

"اچھا تمہیں بڑا پتہ ہے"۔اب وہ اسکی جانب متوجہ ہو گیا تھا۔اپنی ازلی مسکراہٹ ہونٹوں پہ سجائے وہ بولا۔

"جی میں نے اسی فلسفے میں پی ایچ ڈی کی ہے"۔وہ کونسا کسی سے کم تھا۔

"ہاہاہاہا اچھاچپ رہو اگر یہ شیر کی نانی جاگ گئی تو میرے ساتھ ساتھ تمہاری بھی کلاس لگے گی۔"عالی نے اسے ڈرانا چاہا۔

"ہاہاہاہا صیح کہہ رہے ہیں بھائی آپ" عالی پھر سے باہر کی طرف متوجہ ہو گیا۔ہزارہ موٹروے سے انہیں تقریبا آٹھ سے نو گھنٹے لگے تھے رستے میں وہ ایک خوبصورت آب شار

کیوائی کے پاس رکے جہاں سب نے دل کھول کے تصاویر بنائی۔ صبح کے تقریبا نو بج رہے تھے سورج ہر طرف اپنی کِرنوں کا جال بچھا چکا تھا۔ صبح کا دلکش موسم ہر طرف پھیلی ہریالی سب کو تروتازگی بخش رہی تھی تاحدِ نظر ہر طرف سبزہ ہی سبزہ پھیلا ہوا تھا اور قدرت کو یہ کمال حاصل ہے کہ وہ اپنی کشش سے انسان کو اپنا اسیر بنا دیتی ہے سب نے رات بس یوں ہی گرتے پڑتے گزاری تھی ان وسیع پہاڑوں کے بیچ میں یہ آب شار الگ ہی خوبصورتی سے سجی بہہ رہی تھی۔ آب شار کے پاس ہی ناشتہ کرنے کی جگہ کا انتظام تھا جہاں سب لوگ چارپائیوں پہ بیٹھ کے ناشتہ کر رہے تھے نیچے ٹھنڈے پانی کی آبشار بہہ رہی تھی عاشی اس ٹھنڈے پانی میں مسلسل ہاتھ چلا رہی تھی۔ جس میں سے پانی کی چند بوندے عاشی نے سامنے بیٹھے باسط کی طرف اچھالی جو آدھ کھلی آنکھوں کو ابھی تک مسل رہا تھا ایک جھٹکے سے ہوش میں آیا۔

" یار عاشی یہ کیا بد تمیزی ہے ایک تو صبح صبح اٹھا دیا اففف" ۔ وہ ابھی تک نیند میں تھا۔

"پارٹنر کیا ہو گیا تم یہاں سونے تھوڑی آئے ہو۔ قدرت کے مناظر دیکھوں آنکھیں کھولوں یہ دیکھوں تمہارے سامنے اللہ کے شاہکاروں میں سے ایک خوبصورت شاہکار بیٹھا ہے" یہ بات اس نے اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا جس پہ سب لوگ جی کھول کے ہنسے۔

"واہ بھئی واہ اپنے منہ میاں مٹھوں"باسط نے ہنستے ہوئے کہا۔وہ اب مکمل طور پر جاگ چکا تھا۔

"نہیں میں واقعی تعاریف کی حقدار ہوں"دور سے آتے آیان نے جو ناشتے کا آرڈر دینے گیا تھا ان کی طرف آتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں ویسے تم کافی غلط فہمی کا شکار ہو عاشی" ۔اس نے اسے سچ بتانا چاہا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا لنگور"۔وہ اسکی بات پہ واقعی چڑ گئی۔

"وہی جو تمہیں سمجھ میں نہیں آیا" اس نے آنکھ دباتے ہوئے عاشی کو جواب دیا۔

"اچھا بس اب تم دونوں یہاں شروع مت ہو جانا" نحل ان دونوں کو چپ کروانے کے لیے گویا ہوئی۔

"ہنننہہ گدھا"عاشی نے اسکے مخصوص خطاب سے نوازا۔

"عاشیی" نحل کے کہنے پہ عاشی منہ بسور کے بیٹھ گئیجبکہ فاطمہ اور دعا مسلسل تصویریں بنانے میں مگن تھی۔

ان سب نے اس خوشگوار موسم میں ناشتہ کیا اب وہ لوگ کیوائی سے آگے پنتالیس منٹ کے سفر کے بعد شوگران کے ایک خوبصورت ہوٹل سیڈر ووڈ کے سامنے رکے تھے اور اپنا سارا سامان کمروں میں منتقل کرنے کے بعد کچھ آرام کی غرض سے کمروں کی

طرف ہو لیے آیان اور صارم ایک کمرے میں رکے تھے اسی طرح فاطمہ اور دعا بھی ایک کمرے میں ۔چار کمرے آمنے سامنے تھے جن میں وہ سب ٹھہرے تھے۔ نحل نے کمرے میں آتے ہی عابایا اور حجاب اتار کے کپڑے چینج کیے جبکہ عالی آتے ہی بستر پہ ڈھے گیا نحل بال بنانے کی غرض سے شیشے کے سامنے کھڑی بالوں سے ربن اتار رہی تھی اسکے بال کسی آبشار کی طرح اسکی کمر پہ پھیل گئے تھے اور وہ ان میں برش چلا رہی تھی۔ عالی نہ اپنی گردن کے نیچے تکیہ رکھتے ہوئے سوال کیا۔

"نحل تم جانتی ہو سیف الملوک میں پریاں اترتی ہے"۔وہ مسلسل شیشے میں اسکے عکس سے گویا تھا۔

"جی! سنا ہے میں نے بابا نے مجھے کہانی سنائی تھی اس جگہ کی "۔اس نے اسکی جانب متوجہ ہو کر جواب دیا۔

"تم نے کبھی پری دیکھی ہے" وہ بات کرتے پھر سے نیم دراز ہو گیا"۔

"نہیں میں کیسے دیکھوں گی بھلا"۔اس نے حیرت سے جواب دیا تو عالی مسکرایا وہ جواب دینا چاہتا تھا کہ جو خود پری ہو اسے کسی اور کو دیکھنے کی کیا ضرورت ہے مگر پھر بات بدل دی۔

"تمہیں پتہ ہے میں نے دیکھی ہے "۔ نحل نے عالی کے جواب پہ حیرت سے عالی کی طرف دیکھا۔ جیسے وہ مذاق کر رہا ہو۔مگر وہ سنجیدہ تھا۔

"وہ کیسے" نحل کے جواب پہ عالی کو انتہائی حیرت ہوئی۔

"کیا مطلب کیسے میں اس پری کو پہلے کبھی کبھی دیکھتا تھا اب تو وہ میری دسترس میں ہے "۔وہ بات مکمل کرتے سیدھا ہو کر لیٹ گیا مگر نحل اس کی بات کو سمجھ نہیں پائی اسی لیے حیران سی ہی سیدھی ہو گئی۔ اس نے مزید کچھ پوچھنے کی زحمت نہیں کی تھی اور نہ عالی نے بتانے کی ۔ وہ اب اپنے بالوں کی چوٹی بناتے ہوئے سوچ رہی تھی کہ ایسی کونسی پری ہے جو ان کی دسترس میں ہے بال بناتے ہی وہ کچھ دیر آرام کی غرض سے بستر پہ لیٹ گئی۔ جبکہ عالی اب مکمل طور پہ سو چکا تھا۔ نحل ابھی تک اس کی بات کو سمجھنے کی کشمکش میں تھی۔

____

ارتضی جب بلا مقصد ساری رات سڑکوں پہ گاڑی دوڑا دوڑا کے تھک گیا تو گاڑی سے نکل کے زمین پہ بیٹھ گیا جہاں اس کی آنکھوں کے سامنے دادا کا چہرہ لہرایا۔ کتنی خودغرضی سے عدنان صاحب نے انہیں اکیلا چھوڑ دیا تھا۔ وہ کس طرح اپنے بیٹے کی جدائی میں تڑپتے تھے مگر تین سال وہ گھر واپس نہیں آئے۔ رضا صاحب نے بلکل باپ بن کے پالا تھا۔

زندگی یادوں کا مجموعہ ہے جو اکثر تلخ اور کبھی خوبصورت ہوتی ہے اور انسان ان کے سہارے اسے گزار دیتا ہے۔ آج اسے صبین بیگم کی مجبوری کا احساس ہوا تھا جب رضا صاحب کے جانے کے بعد عدنان شاہ نے زور زبردستی ساری جائیداد پہ قبضہ کرنے کے

NOVEL BANK

لیے صبین بیگم کو مجبور کیا تھا۔ وہ اپنے خیالوں میں کھویا تھا اچانک اسے فون کی گھنٹی شور مچاتی محسوس ہوئی۔ وہ جو کافی دیر سے بج رہا تھا اس کو چپ کرانے کے لیے بے دلی سے اس نے فون کان سے لگایا۔

"ہیلو! ارتضی آپ کہاں ہیں؟" ۔مقابل میں مشال تھی جو بہت پریشان لگ رہی تھی۔

"خالہ آپ کا پوچھ رہی ہے وہ آپ کو بلا رہی ہے آپ جہاں بھی ہے آپ آ جائے"۔

اس نے تفصیل بیان کی۔

"ہمممم میں آ رہا ہوں تم پریشان نہ ہو"۔ارتضی نے اسے جواب دیتے ہی فون کاٹ دیا جبکہ فضہ صاحبہ دوائیوں کے زیر اثر دو بار ہوش میں آئی تھی اور ارتضی کو پکار رہی تھی۔

فون رکھتے ارتضی کو صبح کی آزان کی آواز سنائی دی تو وہ سامنے ایک چھوٹی سی خوبصورت مسجد کی طرف چل دیا۔ جو یقینا مسافروں کے لیے بنائی گئی تھی جہاں اس نے فجر کی نماز ادا کی اور اللہ سے اپنی ماں کی زندگی کی دعا کی کچھ دیر بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا اور واپس ہوسپٹل کی طرف چل دیا۔

*

*------

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com

سب لوگ آرام کرنے کے بعد دوپہر کا کھانا کھانے ایک ساتھ اکٹھے بیٹھے اپنی اپنی پسند کا کھانا آرڈر کر رہے تھے۔فاطمہ نے بریانی آرڈر کی تھی باقی سب نے چکن کڑاہی کا آرڈر دیا تھا۔ مگر دعا نے کھانے کے لیے کچھ بھی آرڈر نہیں کیا تھا وہ مسلسل موبائل سے لگی تھی اس نے صبح بھی صیح سے کچھ نہیں کھایا تھا نحل نے اسے مخاطب کرتے ہوئے اس کی طبیعت دریافت کی۔

"دعا آر یو فائین" نحل نے فکر مندانہ انداز میں پوچھا۔

"جی آپی میں ٹھیک ہوں آپ پریشان نہ ہو میرا ویسے ہی کچھ کھانے کا دل نہیں کر رہا۔"اس نے تفصیل پیش کی۔

"تم کچھ کھا نہیں رہی صیح سے مجھ سے ممانی پوچھے گی تو میں کیا کہوں گی"۔

"یہی کہ جتنی اس کے پیٹ میں جگہ تھی اس نے اتنا ہی کھایا"۔وہ بھی دعا تھی۔

"نہیں تم چپ چاپ کھانا کھاو سب کے ساتھ اوکے"

"جناب ہم سے بھی پوچھ لیجیے؟"عالی نحل کو دعا سے یوں کھانے کا پوچھتے ہوئے دیکھ کے اسے تنگ کرنے لگا۔

"کیا" نحل نے اس سے الٹا سوال کیا۔

"یہی کہ میں کیا کھاوں گا"اس نے اپنی مسکراہٹ دبا کے تفصیل دی۔

"آپ کھا لے جو آپ کا دل چاہے"وہ لاپرواہی سے بولی۔

"یہ کیا بات ہوئی بیوی ہونے کی حیثیت سے یہ تمہاری ذمہ داری ہے شاید" وہ بات کرتے کرتے نحل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے چکا تھا جس پہ اس نے جھٹکا کھا کہ اس کی جانب دیکھا۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ" نحل نے آنکھیں حیرت کے مارے پوری کھول لی۔ اس کی رونے والی شکل دیکھ کے عالی کا دل چاہ رہا تھا زور زور سے ہنسے۔

"کیا"وہ انجان بنا۔

"یہ" اس نے اپنے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا جو اس وقت عالی کی گرفت میں تھا۔

"اوہ اچھا یہ! یہ میری بیوی کا ہاتھ ہے"۔اس نے تنک جواب دیا۔

"اچھا، مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا" ۔ نحل نے جواب دیتے ہی اپنے ہاتھ کو کھنچنا چاہا مگر عالی نے اپنی گرفت ڈھیلی نہیں کی۔

"اور یہ کیا آپ نے بیوی بیوی لگائی ہوئی ہے۔"اس نے تنگ آتے ہوئے کہا۔

"اور کیا کہوں بیوی ہو تو بیوی ہی کہوں گا ناں"۔

"ہننہہ آئے بڑے" وہ منہ میں بڑبڑائی جسے عالی بڑے احتیاط سے سن چکا تھا۔

"بھائی جان آپ کیا کھائیں گے"۔آیان نے عالی کو مخاطب کیا۔

"وہی جو سب کھا رہے ہیں، نحل آپ کیا کھائیں گی "عالی نے دل جلانے والی مسکراہٹ لیے سوال کیا۔

"آیان میں بریانی کھاوں گی اور دعا بھی"۔ نحل نے عالی کی بات کو مکمل طر پہ نظر انداز کرتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا تو پھر میری بھی بریانی کر لو"۔اس نے بھی اپنی پسند ظاہر کی۔

"اوکے"۔آیان سب کے آرڈر لیتے ہی ویٹر کو بلانے لگا اس نے چار پلیٹس بریانی اور ایک چکن کڑاہی کا آرڈر دیا کھانا کھاتے ہی وہ لوگ پنتالیس منٹ کا سفر طے کرنے کے بعد سری پایا میدان دیکھنے گئے تھے اور اسی کے پاس موجود مکڑا پیک دیکھنے گئے جہاں فاطمہ کا ڈر سے برا حال ہو گیا تھا اس کا یہ حال دیکھ آیان نے اس بھرپور تنگ کیا وہ اسکی بلندی سے ڈر رہی تھی اور آیان مسلسل اسے دھمکا رہا تھا کہ وہ یہاں سے اسے نیچے پھنک دے گا جس پہ اس کا دل چاہ رہا تھا وہ آیان کا منہ توڑ دے۔اس کے بعد وہ لوگ واپس شوگران ہوٹل لوٹ آئے تھے جہاں قریب میں وہ شڑان فورسٹ میں رکے تھے یہ جگہ کمپنگ کے لیے مشہور تھی بہت سے لوگ یہاں کیمپنگ کے لیے آئے تھے ہر طرف رونق لگی ہوئی تھی ۔ سب اپنا اپنا ٹینٹ بنا رہے تھے مگر ایک کونے میں کھڑی فاطمہ اور دعا ٹینٹ سے محض الجھ رہی تھی ۔ آیان جو اپنا ٹینٹ سیٹ کر چکا تھا اب وہ فاطمہ کی اُتری ہوئی شکل دیکھتے ہوئے اس کے پاس آ گیا۔ وہ کب اسے اداس دیکھ سکتا تھا۔

''کیا ہوا فاتی ''اس کے یوں فاتی کہنے پہ فاطمہ کو شاک لگا۔وہ کبھی اسے اس نام سے نہیں بلاتا تھا مگر وہ اس کے بلانے پہ پیچھے نہیں مڑی۔

''لاؤ میں ہیلپ کروں''آیان نے اسے نئی پیشکش کی۔

''نہیں رہنے دو میں خود لگا لوں گی''اسے آیان پہ بہت غصہ تھا۔

''چلو ٹھیک ہے مرضی ہے تمہاری پھر نہ کہنا کے میں نے جان بوجھ کے تمہاری مدد نہیں کی''وہ واقعی اس کی مدد کرنا چاہ رہا تھا جس پہ فاطمہ کو اسکی نیت پہ شک ہوا۔

''ہین میں نے تمہیں ایسا کب کہا'' فاطمہ اس کی بات پہ حیران ہوئی۔وہ کہتے ہی جانے لگا تو دعا بیچاری سی شکل بنائے اس کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔

''کچھ نہیں لاو دو''اس نے فاطمہ سے ٹینٹ کا سامان مانگا۔

''ہاں لو تم ہی سیٹ کردو'' وہ کہتے ہی جانے لگی تو آیان گویا ہوا۔

''ہاں پر شرط یہ ہے کے تمہیں بھی یہاں ہی روکنا ہو گا''۔

''لیکن کیوں یہ کیسی شرط ہے بھئی''۔اسے آیان کی حرکتیں بہت عجیب لگ رہی تھی وہ اسے دل ہی دل میں پاگل لنگور بندر اور پتہ نہیں کیا کیا کہہ چکی تھی۔

''کیوں کے میں تمہارا کام کر رہا ہوں''آیان نے احسان جتایا جس پہ فاطمہ فورا بولی۔

''سیلف سنٹرڈ آدمی نہ ہو تو ''اس کی بات سن کے آیان نے بھی تیوری چڑھائی۔ اس کی مدد کی ہامی بھر کے اسے ہی پچھتانا پڑا۔وہ الٹا اسے ہی باتیں سنا رہی تھی۔

''اچھا لاو یہ دو مجھے'' اس نے اس کے ہاتھ میں موجود بیگ کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ لو" ۔وہ اس کے پاس وہی کھڑی ہو گئی تھی جبکہ آیان اسکا ٹینٹ سیٹ کرتا رہا۔

____

نحل عالی کی جیکٹ اور پانی کی بوتل پکڑے اس کے پاس کھڑی تھی اور عالی ٹینٹ سیٹ کر رہا تھا۔ عالی نے کالی شرٹ اور سکن پنٹ پہنی ہوئی تھی چہرے پہ سخت اثرات جمائے وہ شخص اسے کوئی مغرور شہزادہ لگ رہا تھا۔ناجانے اس دوران وہ کتنی ستائیشی نظروں کا مرکز تھا پر نحل اسے پہلی بار اتنے غور سے دیکھ رہی تھی۔اسی طرح سب اپنا اپنا ٹینٹ سیٹ کرنے کے بعد زمین پہ آرام کی غرض سے بیٹھ گئے۔ وہ لوگ باربی کیو کا سوچ رہے تھے۔ سب کی متفقہ رائے کے بعد ایان صارم اور باسط باربی کیوں کی چیزوں کا انتظام کرنے چلے گئے تھے اور عالی کوئی امپورٹنٹ کال اٹینڈ کرنے کے لیے ایک سائیڈ پہ چلا گیا تھا وہاں کافی رش اور شور کی وجہ سے کال پہ بات کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ نحل عاشی فاطمہ اور دعا زمین پہ بیٹھی باتوں میں مگن تھی۔ نحل نے جب زیادہ دیر عالی کو آس پاس نہیں پایا تو نظر دوڑا کہ ادھر ادھر دیکھا جہاں ایک کونا میں کھڑا عالی کسی بات پہ ہنس رہا تھا۔ عالی کو یوں اتنے بھرپور انداز میں ہنستے نحل نے آج پہلی بار دیکھا تھا۔ مسلسل اپنے پہ کسی کی نظروں کو مرکوز پاکر عالی نے اس جانب دیکھا تو نحل اپنی نظروں کا رخ پھیر گئی جسے عالی محسوس کر چکا تھا۔ وہ آفس کی کال کے بعد اپنے بہت قریبی دوست سے بات کر رہا تھا جو اس خوبصورت مسکراہٹ کا باعث تھا کچھ دیر

کی بات چیت کے بعد عالی اور آیان وغیرہ سب واپس لوٹ آئے تھے اور اب باربی کیو کی تیاری کر رہے تھے۔ نحل نے آیان کے ساتھ باربی کیو کا سارا سامان تیار کیا تھا نحل اسے بھون رہی تھی جس کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں بار بار پانی آ رہا تھا۔ لکڑیوں سے جلنے والے اسے چلھے پہ وہ پہلی بار کام کر رہی تھی۔ سب نے بننے کے بعد ایک ساتھ بیٹھ کے کھائے اور نحل اور آیان کی بہت تعاریف بھی کی۔ انہوں نے مل کر انتعکشری بھی کھیلی اور جب سردی کا زور بڑھنے لگا تو اٹھ کھڑے ہوئے۔ آج سب کا ارادہ ٹینٹس میں رہنے کا ہی تھا۔ سب کھانے کے بعد اپنے اپنے ٹینٹ میں چلے گئے۔ نحل کو بہت سردی لگ رہی تھی رات کو یہاں کا درجہ حرارت واقعی بہت گر چکا تھا۔ وہ دونوں ٹینٹ میں بیٹھے تھے جبکے نحل اپنی جگہ پہ سمٹتی جا رہی تھی جسکو دیکھتے ہوئے عالی اٹھ کر وہاں موجود چیر پہ بیٹھ گیا اور نحل سے کہنے لگا۔

"نحل تم بستر پہ لیٹ جاو یہ کمبل اوڑھ کر میں یہاں کمفرٹیبل ہوں"۔

"نہیں آپ آ جائیں یہاں میری وجہ سے آپ ساری رات اس چیر پہ بے آرام رہیں گے مجھے یہ اچھا نہیں لگے گا۔"

"میں ٹھیک ہوں تم میری فکر مت کرو ایزی ہو کے لیٹ جاو"

"جی "وہ بغیر مزید بحث کیے لیٹ گئی اور عالی بھی کرسی کی پشت پہ سر کو گرا گیا۔اس نے اپنے اوپر ایک کمبل اوڑھ رکھا تھا۔عالی نے بات کا آغاز کرتے ہوئے بتایا۔

"آج میرے دوست کا فون آیا تھا۔"عالی نے ہنوز گردن گرائے ہوئے نحل کو بتایا۔

"ہننہ کونسا دوست"وہ بھی اٹھتے ہوئے اس سے پوچھ رہی تھی۔

"عمر وہ میرا بہت پرانا دوست ہے ابھی کچھ دن پہلے باہر سے واپس آیا ہے اور یہاں بزنس سٹارٹ کیا ہے اس نے"

"ہمممم" نحل نے مختصر جواب دیا لیکن عالی نے مزید بات کو جاری رکھتے ہوئے اسے بتایا

"وہ میرا بہت اچھا اور قریبی دوست ہے اس کے علاوہ میرا کوئی دوست نہیں۔" ۔اس نے تفصیل پیش کی۔

"کیوں" نحل نے عالی سے سوال کیا تو عالی نے اپنی گردن اٹھاتے ہوئے اس کی جانب دیکھا جو ٹیک لگائے اسی کی جانب متوجہ تھی۔وہ اس سے وجہ پوچھ رہی تھی جس بات کی عالی کو خوشی ہوئی تھی۔

"بس ویسے ہی مجھے اچھا نہیں لگتا۔"اس کی بات کے جواب میں نحل نے بھی دوبدو جواب دیا

"مجھے بھی"اس کا جواب سن کے عالی کو حیرت ہوئی جبکہ اسے لگتا تھا کہ لڑکیوں کو دوست بنانے کا بہت شوق ہوتا ہے۔

"کیوں"

"کیونکہ لوگ جیسے دکھائی دیتے ہے ویسے ہوتے نہیں ۔ میرا تو بس بچپن میں ایک ہی دوست،" نحل کہتے کہتے ایک لمحے کے لیے ساکت ہو گئی۔وہ اب دوست کہلانے کے لائق بھی نہیں رہا تھا۔وہ کس کو دوست کہنے جا رہی تھی جس نے بہن جیسے رشتے کا تقدس بھی نہیں رکھا تھا۔

"میں جانتا ہوں ارتضی وہی تھا ناں تمہارا دوست بچپن سے ہی کیوں صیح کہہ رہا ہوں نا"۔ ایک پھیکی سی مسکراہٹ نے عالی کے چہرے کو چھوا۔

"جی " نحل کا چہرہ بے تاثر تھا جسے عالی پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"مگر بچپن میں تھا اس کے بعد میں نے کبھی کوئی دوست نہیں بنائے"وہ بد دلی سے کہہ گئی مگر عالی نے اس کی بات کو بہت محسوس کیا تھا۔کیا واقعی اسے اس کے بعد کوئی دوست نہیں ملا۔عالی نے اپنی سوچ کو جھٹکا۔

"ہممم"۔ اس نے پھر نحل سے مزید کوئی سوال نہیں کیا تھا وہ گردن پھر سے کرسی کی پشت پہ ٹِکا کے بیٹھ گیا۔ وہ بھی چپ چاپ لیٹ گئی تھی۔ رات اپنے جوبن پہ تھی اور سردی کا زور بھی بڑھ گیا تھا مگر عالی یوں ہی پوری رات کرسی پہ بیٹھے بیٹھے سو گیا تھا اور ایک نحل تھی جسے نا جانے کیوں اسکی بے آرامی کی فکر ہو رہی تھی۔

*

*--------

فضہ صاحبہ کو ہوسپٹل والوں نے ڈسچارج کر دیا تھا ارتضی اور مشال دونوں فضہ صاحبہ کے پاس رکے تھے عمر اور ربینہ بیگم گھر واپس چلے گئے تھے ۔ مشال فضہ صاحبہ کے پاس بیٹھی بیٹھی سو گئی تھی کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلنے پہ اس کی آنکھ کھلی وہ دروازے کی جانب دیکھ رہی تھی جہاں ارتضی کھڑا بے بسی سے فضہ بیگم کو دیکھ رہا تھا۔

وہ جیسے جیسے چلتا ہوا بیڈ کے قریب پہنچا مشال اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اب کیسی طبیعت ہے ماما کی"ارتضی فضہ صاحبہ کی طرف دیکھتے ہوئے مشال سے پوچھ رہا تھا۔

"جی اب بہتر ہیں"

"ایسا کرو تم اپنے کمرے میں جا کے سو جاو میں یہاں ہی رکوں گا ماما کے پاس جانے سے پہلے میں تمہیں اٹھا دوں گا۔"

"جی ٹھیک ہے" وہ پلٹنے لگی تھی کہ ارتضی نے اسے آواز دے کے روکا۔

"مشال"اس کی آواز پہ مشال کے قدم اپنی جگہ پہ ساکت ہوگئے۔

"جی"

"تمہارا بہت شکریہ "اس نے دل سے اس کا شکریہ ادا کیا۔

"کس لیے"مشال کو اس کا شکریہ ادا کرنا بلکل اچھا نہیں لگا تھا۔

"ماما کا اتنا خیال رکھنے کے لیے"

"وہ میری بھی کچھ لگتی ہے"

"ہمممم "وہ کہتے ہی فضہ صاحبہ کی جانب مڑ گیا اور مشال بھی کمرے سے باہر نکل گئی۔ارتضی ساری رات فضہ صاحبہ کے سرہانے بیٹھا ان کی صحت یابی کی دعائیں کرتا رہا تھا اس کا دعا پہ یقین اور بھی پختہ ہو گیا تھا۔ساری رات بس یوں بیٹھے بیٹھے بسر کر دی اور صبح فجر کی اذان سنتے ہی وہ اپنے کمرے میں چلا گیا فجر کی نماز کے لیے کپڑے تبدیل کرنے کے بعد اس نے مشال کے کمرے کا دروازہ کھٹکھایا تو مشال جو نماز پڑھ کے ابھی کھڑی ہوئی تھی دروازہ کھولتے ہی ارتضی کو یوں شلوار قمیض میں دیکھ کے حیران رہ گئی۔ وہ اسے پلکے جھپکے بغیر دیکھ رہی تھی ۔اس کے یوں دیکھنے پہ ارتضی نے اسے مخاطب کیا۔

"مشال "ارتضی کی آواز پہ وہ ہوش میں آتے ہی ہڑبڑا کے بولی

"جی"

"وہ ،میں مسجد جا رہا ہوں ، تم امی کے پاس چلی جاو۔"

"جی ٹھیک ہے،میں جا رہی ہوں"۔

"اوکے خدا حافظ"۔ وہ کہتے ساتھ ہی مڑ گیا، مشال بھی واپس کمرے میں جائے نماز اٹھانے چلی گئی۔وہ فضہ صاحبہ کے کمرے میں گئی تو وہ اٹھ چکی تھی وہ کل کی نسبت آج بہت بہتر لگ رہی تھی بیماری کے ضعف کی وجہ سے بدن نڈھال تھا اور چہرہ بھی مرجھایا ہوا تھا۔

"اسلام علیکم، خالہ کیسی طبیعت ہے اب آپ کی"

"ہاں میری بچی میں بلکل ٹھیک ہوں "تم کیسی ہو"

" میں ٹھیک ہوں"

"تم پھر میری وجہ سے نہیں جا سکی"انھوں نے تاسف سے کہا تو مشال انہیں تسلی دینے لگی۔

"نہیں خالہ جان ایسی کوئی بات نہیں ہے مجھے کوئی مسئلہ نہیں بس آپ جلدی سے ٹھیک ہو جائے۔"

"اچھا ایک بات بتاو اگر میں تم سے کچھ کہوں گی تو تم میری بات ٹالو گی تو نہیں ۔"

"نہیں خالہ جان میں آپ کی بات بھلا کیوں ٹالوں گی"۔

"مشال اگر تم ہمیشہ کے لیے یہاں آ جاو میرے پاس"۔

"لیکن خالہ، میں آپ کے پاس ہی تو ہوں" وہ لاجواب تھی اس کے پاس کہنے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا۔

"کیا لیکن، یہی آجاو شادی کر کے میرے پاس ہمیشہ کے لیے،ویسے بھی اب مجھے تمہارے بغیر یہ گھر اچھا نہیں لگتا۔"

"خالہ آپ بتائیں آپ ناشتے میں کیا کھائے گی۔"وہ ان کی بات سمجھ چکی تھی مگر نظرانداز کر کے بستر سے اٹھ کھڑی ہوئی اور پردوں کو کھڑکیوں سے ہٹانے لگی۔

"مجھے تمہارا جواب چاہیے مشال" فضہ صاحبہ اس کو سوالیہ نظروں سے دیکھتی رہیں۔

"خالہ جان آپ کی اس بات کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے،وہ کہتے ہی کمرے سے باہر نکل گئی"۔کچن میں آتے ہی دو آنسوں ٹوٹ کر رخسار پہ بہہ نکلے تھے۔وہ کیا بتاتی کہ وہ تو خود اس بے مروت شخص سے محبت کر بیٹھی ہے جسے اس کی ذرہ برابر پرواہ نہیں۔آنسوں صاف کرتے ہی اس نے انٹرکام سے سرونٹ ہاوس سے کال کر کے ملازمہ کو بلوایا اور خود چائے بنانے میں مصروف ہو گئی۔

*

*--------

عدنان صاحب آج تین دن گزرنے کے بعد بھی گھر نہیں لوٹے تھے ارتضی کا بس نہیں چل رہا تھا کے وہ دنیا کی ہر چیز فنا کر دے اسے اپنے باپ سے بے تحاشہ نفرت ہو رہی تھی نفرت کا مادہ اس کو اندر ہی اندر کھا کے ختم کرنے کی کوششوں میں مصروف تھا۔ عدنان صاحب ارتضی کے بچپن سے ہی ایک طوائف کے عشق میں مبتلہ تھے اور ناجانے اتنے سالوں میں کتنے روپے اور جائیداد اس پہ لوٹا چکے تھے۔ سب کے روکنے کے باوجود وہ اس عورت سے ملنا ملانا نہیں چھوڑ پائے۔ ارتضی کو اس بات کا علم سولہ سال کی عمر سے ہی ہو گیا تھا اور اس دن سے اسے اپنے باپ سے نفرت تھی وہ

اپنی ماں کے آنسو برداشت نہیں کر پاتا تھا۔دن رات ماں کی اذیت اور تکلیف دیکھ کے اس کو بھی اتنی ہی تکلیف ہوتی تھی وقت اور حالات آج بھی اپنے اسی دوراہے پہ کھڑے تھے وہ جو سمجھتا تھا کہ جب وہ اپنے پاوں پہ کھڑا ہو جائے گا اپنی ماں کے ایک ایک آنسو کا بدلہ لے گا وہ آج بھی اپنی ماں کو اس حال میں پہنچانے والے شخص کو کچھ نہیں کہہ پایا تھا۔ اسے اپنی بے بسی اور مجبوری سے نفرت تھی۔ اسے اپنا وجود بھی بے معنی لگ رہا تھا۔

وہ جوگنگ کرنے کے بعد گھر واپس آیا تو مشال لان میں فضہ صاحبہ کو لیے واک کروا رہی تھی۔ وہ لوگ ناشتہ کر چکے تھے۔ وہ سیدھا ان لوگوں کے پاس آ گیا۔

"اسلام علیکم ماما کیسی ہے آپ؟"اس کی آنکھوں میں فکرمندی صاف ظاہر تھی۔

"ہمم ٹھیک ہوں میں تم فکر مت کرو"اس کی فکرمندی کو بھانپتے ہوئے فضہ صاحبہ نے اسے یقین دہانی کرائی۔

"آپ کو اب ویکنس تو محسوس نہیں ہو رہی نہ ماما"

"نہیں"فضہ صاحبہ نے جواب دیا مشال کے ایک ہاتھ میں انکا ہاتھ تھا اور دوسرا ہاتھ ارتضی کے ہاتھ میں۔

"یہ تو اچھی بات ہے چلیں میں آفس کے لیے تیار ہونے جا رہا ہوں"وہ فضہ صاحبہ کے سر پہ بوسہ دیتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"ہاں جاو تم"۔

"آآپ ناشتہ کرلے ارتضی، میں نصرت سے کہہ کے کھانا لگوا دیتی ہوں"مشال ارتضی کو ناشتے کا کہہ رہی تھی۔

"ہاں میں ریڈی ہو کہ نیچے آ رہا ہوں تم لگوا دو ناشتہ"۔

"جی"مشال نے ارتضی کو جواب دینے کے بعد فضہ صاحبہ کو ان کے کہنے پہ لان میں بیٹھا دیا ارتضی اسے ناشتے کا کہتے ہی گھر کی اندرونی حصے کی جانب چل دیا۔ اور مشال کچن کی طرف چل دی۔ وہ تیار ہو کر نیچے آیا تو ٹیبل پہ نصرت ناشتہ لگا چکی تھی۔ مشال چائے لے کے آئی تو ارتضی وہاں بیٹھا موبائل پہ کسی کو اہم ایس ایم ایس کر رہا تھا کہ مشال جانے کے لیے مڑ گئی۔

"رکو"

"جی"

"تم یہ سب کچھ کس لیے کر رہی ہو"اس کا اشارہ کھانے کی طرف تھا۔

"کیا سب کچھ میں سمجھی نہیں "

"دیکھوں مشال ماما کے سامنے یہ اننسیسری ڈرامہ مت کیا کرو کہ جیسے تمہیں میری بہت فکر ہے ورنہ اپنے ہر نقصان کی ذمہ دار تم خود ہو گی۔"

"میں کچھ بھی نہیں کر رہی مجھے آپ سے کوئی غرض نہیں مجھے صرف خالہ کی فکر ہے اور میں جو کر رہی ہوں ان کی خاطر کر رہی ہوں"۔

"جلدی چلی جاوں گی "وہ وہاں مزید رکنے کی بجائے چلی گئی تھی وہ تو ویسے بھی یہاں سے جانا چاہتی تھی اس شخص کی بے عتنائی اس کی تکلیف میں مسلسل اضافہ کر رہی تھی۔ وہ شخص ہر احساس سے عاری تھا۔ اس کے اندر مروت بھی باقی نہیں رہی تھی۔

" اگر انہیں ان کی محبت نہیں ملی تو اس میں میرا کیا قصور ہے مجھے کس بات کی سزا دے رہے ہیں اور خالہ وہ پتہ نہیں کیا کیا سوچ کے بیٹھی ہیں۔" وہ کمرے میں صوفے سے ٹیک لگائے زمین پہ بیٹھی خود سے شکوہ کر رہی تھی۔وہ کہیں سے مشال نہیں لگ رہی تھی اگر عاشی اسے اس حال میں دیکھتی تو یقینا پہچاننے سے انکار کر دیتی وہ جس کے پیچھے کوئی بھی آسانی سے پاگل ہو جاتا وہ ایک ایسے شخص کے پیچھے اپنا حال گنوا بیٹھی تھی جسے اس کی پرواہ تک نہیں تھی۔ارتضی بغیر ناشتہ کیے گھر سے چلا گیا تھا اور مشال کچھ دیر بعد خود کو کمپوز کر کے خالہ کے پاس آ گئی مگر دل بوجھل تھا۔ اسے یہاں کی کوئی چیز اچھی نہیں لگ رہی تھی۔

*

*--------

صبح ہوتے ہی وہ سب لوگ واپس ہوٹل چلے گئے تھے جہاں ان سب نے ناشتہ کیا مگر رات سردی کی وجہ سے عالی کو فلو ہو گیا تھا اور وہ مسلسل چھنکوں پہ چھنکے مار رہا تھا نحل نے اس کے لیے سپشل قہواہ بنوایا تھا اور اب وہ اسے لیے اس کے سر پہ کھڑی تھی۔

"عالی یہ قہواہ پی لے ورنہ ممانی مجھ سے ناراض ہوں گی"

"اچھا بس ممانی کی فکر ہے اپنے شوہر کی کوئی فکر نہیں جو بیچارہ اااااچھو"

"عالی تھوڑا سا پی لے اپنی حالت دیکھے۔"

نہیں یار مجھے اس کا ٹیسٹ بہت برا لگتا ہے"

"دیکھے عالی اب آپ بچے تو ہیں نہیں جو اس طرح ضد کر رہے ہیں"۔اسے عالی کی اس حرکت پہ غصہ آ رہا تھا۔

"نہیں ہاں اگر تم مجھے زبردستی پلاو تو شاید میں پی بھی لوں۔"اس نے مشورہ دینا چاہا۔

"کیا مطلب" نحل نے حیرت سے پوچھا تو عالی کہنے لگا۔

"مطلب تو صاف ظاہر ہے بیگم صاحبہ"

"نہیں ہر گز نہیں آپ کو پینا ہے تو خود پی لیں میں نہیں پلا رہی آپکو۔" نحل کو اب اپنی بات پہ افسوس ہو رہا تھا۔

"ہاں تو بس ٹھیک ہے پھر مجھے رہنے دو ایسے اااااچھو ایسے ہی" ۔

" کیا مسئلہ ہے آپکا "اس نے چڑتے ہوئے جواب دیا۔

"کوئی نہیں" مسلسل چھنکوں کی آوازیں سن سن کے نحل کو چڑ سی محسوس ہونے لگی اور عالی بھی نڈھال ہو چکا تھا مگر نہ تو وہ قہواہ پی رہا تھا اور نہ ہی دوا کھا رہا تھا۔اور نحل سے اسکی یہ حالت دیکھی نہیں جا رہی تھی اسی لیے ہار مانتے ہوئے اس کی جانب بیڈ پہ آ کے بیٹھ گئی۔

"عالی یہ پی لے" اسکے یوں اپنے پاس بیٹھا دیکھتے ہی وہ اٹھ کے بیٹھ گیا تھا۔عالی نے قہوے کے دو گھونٹ لیتے ہی منہ پیچھے کھینچ لیا۔

"بس یار اس سے زیادہ تو میں نہیں پی سکتا"۔

"نہیں بس تھوڑا اور پی لے"وہ سانس روکے ایک اور گھونٹ میں سارا کپ پی گیا تھا۔

"گڈ تھینک یو فور دس فیور"

'ہاں بہت کڑوہ گھونٹ پیا ہے میں نے تمہاری خاطر"۔

"اچھھا "،وہ عالی کی بات پہ بے ساختہ ہی ہنس پڑی اور عالی یونہی بیٹھا اسکی کھنکتی ہنسی میں کھو گیا۔ اسکے یوں دیکھنے پہ اٹھ کر واشروم میں گھس گئی جبکہ عالی اپنے کام میں مصروف ہو گیا مگر چھنکیں ابھی بھی رکی نہیں تھی۔

کچھ دیر آرام کرنے کے بعد عالی کی طبیعت سنبھل گئی تھی وہ لوگ شوگران سے آگے جانے کے لیے نکل گئے تھے اور اگلی منزل کاغان تھی جہاں وہ لوگ ایک چھوٹے سے ہوٹل میں رکے تھے جو چھوٹا مگر نہایت خوبصورت ہوٹلوالنٹ کوٹیج تھا اس کے چاروں

طرف ہریالی اور پہاڑ ہی پہاڑ تھے یہ منظر ہر شخص کو اپنی طرف راغب کر رہا تھا اور نحل تو مکمل طور پہ اس خوبصورتی میں کھو گئی تھی وہ قدرت کے اس شاہکار کو بھرپور طریقے سے محسوس کر رہی تھی یہاں کا سکون اس کو اپنے اندر اترتا محسوس ہو رہا تھا وہ ایسی کسی جگہ پہ پہلی بار آئی تھی مگر یہاں کا پرسکون ماحول اسے اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ وہ لوگ ہوٹل میں آتے ہی فریش ہو کے کھانا کھانے جا رہے تھے کسی سے بھی اس جگہ کو دیکھنے کے لیے صبر نہیں ہو رہا تھا کھانا کھاتے ہی نحل اور عالی دونوں کمرے میں تیار ہونے کے لیے گئے تھے کے عالی کو اپنے آفس سے ضروری کال آ گئی جس سے اسے پتہ چلا کے ایک امپورٹنٹ میٹینگ ہے اور اس کو آنلائین جوائین کرنا بہت ضروری ہے نحل مسلسل اس کی کاروائی دیکھ رہی تھی اور خود تیار ہو رہی تھی۔ وہ سب کے ساتھ باہر جانے کے لیے بہت اکسائیٹڈ تھی مگر یوں عالی کو کام بکھیرتے دیکھ کے اس کا چہرہ لٹک گیا تھا۔ آخر کار وہ عالی سے سوال کر ہی بیٹھی۔

"آآپ ہمارے ساتھ نہیں جائیں گے" اس نے ہچکچاتے ہوئے سوال کیا۔

"ہمم میں نہیں جا پاوں گا ایک امپورٹنٹ میٹنگ ہے تم جاو انجوائے کرو سب کے ساتھ"۔ عالی نے لا پرواہی سے جواب دیا۔

"جی" وہ کہتے ہی دوبارہ تیاری میں لگ گئی اور ایک گرم شال اپنے بیڈ سے اٹھا کر اس نے اپنے شانوں پہ ڈال لی

"آپ میڈیسن لے لیجئے گا عالی"

"ہمممم"

"میں جاو"

"ہاں تم جاو میری فکر مت کرو"

"اوکے"۔وہ کہتے ہی کمرے سے باہر نکل گئی۔ جب وہ اکیلی نیچے آئی تو سب اس سے عالی کے بارے میں پوچھ رہے تھے اور اسے بہت برا لگ رہا تھا اس نے سب کو بتا دیا کے وہ کسی امپورٹینٹ میٹینگ کو اٹینڈ کر رہا ہے ۔ اس کے چہرے پہ یوں اداسی دیکھ کے آیان کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اپنے اس بے وقوف بھائی کا سر پھاڑ دے جبکہ باسط نے تو فورا عالی کو کال ہی کر دی ۔ وہ ایک سائیڈ پہ جا کہ غصے میں کہہ رہا تھا ۔

"یہ کیا طریقہ ہے عالی بھائی آپ نے آپی کو اکیلے ہی بھیج دیا "وہ صرف کزن نہیں تھا عالی کا دوست بھی تھا وہ اس سے ہر دل کی بات کر لیتا تھا

"کونسا طریقہ یار وہ اتنی اکسائیٹڈ تھی میں اسے اب اپنے ساتھ روک کے بیٹھا نہیں سکتا تھا"

"اوہ یار عالی بھائی آپ یہاں کام کرنے نہیں آئے میرا خیال ہے ہم چھٹیاں منانے آئے ہیں یہاں"۔

"ہاں تو اب اگر امپورٹینٹ میٹینگ نکل آئی ہے تو بتاو میں کیا کروں"

"آپ ابھی سب کچھ چھوڑ کر یہاں آئے"

"نہیں یار بہت امپورٹینٹ میٹینگ ہے میں نہیں آ سکتا"

"بس پھر مجھے نہ بلائیے گا"

"اوکے میٹنگ شروع ہو گئی ہے بعد میں بات کرتا ہوں" وہ واقعی اس کی اس حرکت سے کافی ناراض ہو گیا تھا۔ میٹینگ شروع ہو گئی تھی وہ کچھ دیر لیپٹوپ کے سامنے بیٹھا رہا مگر پھر اچانک ہی وہ سب کچھ سمیٹ کے اٹھ گیا اور جیکٹ پہنتے ہی جلدی میں کمرے سے نکل گیا۔ سب نے پیدل ہی کاغان کو ایکپلور کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے یہاں کے بازار کی راہ لی ابھی وہ لوگ چلتے چلتے کچھ ہی دور پہنچے تھے کہ عالی جیپ پہ ان کے پیچھے آ گیا فاطمہ اور دعا سب سے آگے تھی باقی سب ان سے پیچھے چل رہے تھے آیان انہیں ہر چیز کی تفصیل بتا رہا تھا جبکہ نحل سب سے آخر میں تھی وہ سب کچھ سن رہی تھی اور اسے یہ سب بہت اچھا لگ رہا تھا مگر اسے عالی کا ساتھ نہ آنا بلکل بھی اچھا نہیں لگا تھا۔ وہ چپ سی چل رہی تھی کے اچانک پیچھے کی جانب سے نحل کا ہاتھ عالی کے ہاتھ میں تھا اس نے نحل کے ہاتھ کو ایک بار پھر مایوسی کے عالم میں تھام لیا تھا وہ اس کے لیے بہترین شجر تھا۔ اسطرح اپنے ہاتھ کو کسی مظبوط گرفت میں دیکھتے ہی اس نے نظریں اٹھا کر مقابل کو دیکھا تو ایک خوبصورت مسکراہٹ نے اس کے لبوں کو چھوا جو عالی کے لیے جینے کی وجہ تھی جبکہ نحل اپنے ہاتھ کو دیکھنے لگی جو اس وقت عالی کی مظبوط گرفت میں قید تھا۔ ایک حفاظت کا احساس تھا جو اس وقت نحل کو زندگی میں بہت دیر بعد محسوس ہوا تھا۔ باقی سب لوگ اسکی آواز پہ چونکے تھے اور بہت خوش بھی ہوئے تھے سوائے باسط کے۔

"یہاں کے مشہور چپلی کباب کون کون کھانا چاہتا ہے"۔

"میں"، سب آوازوں میں سب سے بلند آواز دعا اور صارم کی تھی۔

"ہاں ہاں چلو سب اس فوڈ کورنر پہ" اس نے اشارہ کرتے ہوئے سب کو چلنے کی تلقین کی جبکہ خود نحل کی جانب متوجہ ہو گیا۔اس کو یوں اپنی طرف دیکھتا پا کر دونوں آئی برو اچکا کے سوالیہ انداز میں پوچھنے لگا۔

"کیا"

"اب آپ کیسے آ گئے "وہ اس سے پوچھنے مصنوعی خفگی لگی۔

"کیوں تمہیں میرا آنا اچھا نہیں لگا "اس نے نحل کو ٹٹولنے کی کوشش کی۔

"نہیں ایسی بات تو نہیں ہے آاپ کہہ رہے تھے آپ کی میٹینگ ہے" ۔اس نے صاف گوئی سے کام لیا اس کی بات سنتے ہی عالی تیکھی مسکراہٹ سے مسکرا دیا۔

"ہاں، مگر وہ تم سے زیادہ قیمتی نہیں اور ویسے بھی میرا دل یہاں تھا میں وہاں کیسے رہ سکتا تھا"۔اس کی بات سنتے ہی نحل نے سر کو جھٹکا ۔

"ہاہاہا آپ اور آپکے ڈرامے" نحل نے منہ چڑھا کے کہا تو عالی اس کے کہنے کے انداز پہ کھلکھلا کے ہنس دیا۔ وہ دونوں سب سے پیچھے باتیں کرتے ہوئے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے آ رہے تھے جبکہ باقی ساری ٹیم وہاں پہنچ چکی تھی انہوں نے یہاں کے مشور چپلی کباب آرڈر کیے اور خود وہاں موجود کرسیوں پہ بیٹھ گئے۔ سب نے بہت شوق سے یہ کباب کھائے اور عالی کو سراہا جو واقعی ان سب کو اچھی جگہ لایا تھا۔ واپسی پر وہ لوگ مزے

سے چلتے ہوئے آ رہے تھے مگر اس وقت رات زیادہ ہو گئی تھی اور ٹھنڈ بڑھ گئی عاشی کے تو سردی سے دانت بجنے لگے باسط مسلسل اس کی حالت پہ دانت نکال رہا تھا۔

اسے باسط پہ شدید غصہ آ رہا تھا اس نے وہی اسکے بازو پہ تھپڑوں کی بوچھاڑ کردی اور اب یقینا وہ اس سے ناراض ہونے والی تھی۔ اس کی اس حرکت پہ سب ہنسنے لگے تو وہ خجل سی ہو کر فاطمہ کے ساتھ تیز تیز چلنے لگی۔ فاطمہ مسلسل راستوں، پہاڑوں اورمناظر کی تصاویر اور ویڈیوز بنا رہی تھی۔ اب عاشی بھی اس کے ساتھ لگ گئی۔

*

------*

رات کے بارہ بج چکے تھے اور ارتضی ابھی تک گھر واپس نہیں آیا تھا مشال کو واقعی اس کی پریشانی لاحق ہو گئی تھی جبکہ فضہ صاحبہ ناجانے کتنی بار اس سے سوال کر چکی تھی ۔ وہ گھر کے لاونج میں ادھر سے ادھر گھوم رہی تھی چکر کاٹتے کاٹتے اسے تھکن محسوس ہوئی تو وہ جا کر صوفے پہ بیٹھ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی آنکھ لگ گئی۔

تقریبا رات کے ایک بجے کے قریب وہ گھر واپس لوٹا تھا وہ جیسے ہی لاونج میں داخل ہوا تو دروازہ کھلنے کی آواز پہ اس کو آنکھ کھل گئی۔ اس کو غنودگی کی حالت میں دیکھ کے ارتضی سمجھ گیا تھا کہ وہ اس کا انتظار کرتے کرتے یہی سو گئی تھی۔

"تم ابھی تک یہاں کیا کر رہی ہو"

"میں کچھ نہیں امم ٹی وی دیکھ رہی تھی"۔اس نے اس حقیقت بتانے سے گریز کیا۔

"اوہ اچھا" اس نے طنز کیا

"جی"

"چلو اگر دیکھ چکی ہو ٹی وی تو اب اپنے کمرے میں جا کر سو جاو"۔

" ہمممم جا رہی ہوں" ۔ وہ کہتے ہی اٹھ کر کمرے کی جانب چل دی جبکہ ارتضی سڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔کمرے میں آتے ہی اس نے بیگ اور کوٹ بیڈ پہ اچھال دیا اور خود صوفے پہ ڈھے گیا۔آنکھوں کو بند کیا تو نحل کا مسکراتا ہوا چہرہ اس کی نظروں کے سامنے جیسے ہی لہرایا اس نے فورا ان آنکھوں کو وا کر لیا اور اٹھ کر الماری سے کپڑے نکال کر تبدیل کرنے چل دیا وہ جیسے ہی کپڑے تبدیل کر کے باہر آیا تو اس کا فون بجنے لگ جس پہ عمر کالنگ جگمگا رہا تھا۔ ارتضی نے بغیر وقت ضائع کیے اسکی کال اٹھائی۔ وہ اسکا کزن ہی نہیں بلکے اچھا دوست بھی تھا وہ دونوں باہر ایک ساتھ پڑھنے گئے تھے۔ جہاں سے ارتضی جلدی واپس آ گیا تھا مگر عمر ابھی کچھ دن پہلے ہی لوٹا تھا۔

"اسلام علیکم"

"واعلیکم سلام"

"تو گھر پہنچ گیا"

"ہاں کیوں کیا ہوا"

"کچھ نہیں مجھے رفیق صاحب کا فون آیا تھا کہ تو ابھی تک آفس میں ہی ہے اسی لیے پوچھ رہا ہوں ،خالہ کیسی ہے"

"ہاں وہ ٹھیک ہے وہ اب سو چکی ہوں گی ابھی میری ان سے ملاقات نہیں ہوئی ابھی ان کے کمرے میں ہی جا رہا تھا میں کہ تیرا فون آ گیا"

"اچھا چل تو جا خالہ کے پاس میں بعد میں کال کروں گا اوکے "

"ہمم خدا حافظ"۔ وہ کال ڈسکنیکٹ ہوتے ہی کمرے سے باہر نکل کے فضہ صاحبہ کے کمرے کی طرف چل دیا۔ جب وہ فضہ صاحبہ کے کمرے میں آیا تو وہ دوائی کے زیر اثر سو چکی تھی۔ وہ وہی ان کے قریب بیٹھ گیا اور کافی دیر ان کو بے بسی سے تکتا رہا آنکھ سے دو آنسوں ٹوٹ کے گرے تو اس نے بے رحمی سے انہیں صاف کیا اور ان کے اوپر چادر برابر کر کے پھر باہر کی طرف چلا گیا۔

"وہ اپنے کمرے میں واپس آیا تو اسے دادا جان کی آواز سنائی دی جو کہہ رہے تھے"۔

"ارتضی نحل تمہاری بہن ہے تم اسکی ہمیشہ بڑے بھائی کی طرح حفاظت کرنا"۔آآآہھہ ایک زوردار چیخ کمرے میں گونجی اور ارتضی نے میز پہ پڑی ساری چیزوں کو زمین بوس کردیا۔ وہ اس کا محافظ بھی نہیں بن سکا تھا۔ تکلیف کی شدت کی وجہ سے ارتضی کی آنکھیں سرخ ہو گئی۔ ناجانے کیسے احساس نے اسے گھیرا تھا۔

"ارتضی چچا کے بعد تم نحل کے محافظ ہو تم نے ہر مقام پہ اسکی حفاظت کرنی ہے۔"مزید باتوں کے یاد آنے پہ ارتضی زمین پہ بیٹھتا چلا گیا۔ وہ زمین پہ بیٹھا آنسوں بہا رہا تھا۔

*

--------*

عالی اور نحل دونوں نے اس وقت چائے کا آرڈر دیا تھا اور اب اسکا انتظار کر ہے تھے۔ نحل نے ہاتھ میں بک پکڑی ہوئی تھی اور عالی لیپ ٹوپ پہ کام کر رہا تھا۔ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد عالی بول اٹھا۔

"نحل تم نے اپنی جاب کے بارے میں کیا سوچا"

"جی"

"میرا مطلب ہے کافی حرج ہو گیا تمہارے کالج کا۔"

"ہمم میں نے بات کی تھی میم سے اب یہاں سے جانے کے بعد جوائین کروں گی۔"

"ہاں اگر تم کہو تو ہم جلدی چلے جاتے ہیں"

"نہیں آپ میری وجہ سے سب کی ٹرپ خراب نہ کریں"

" جیسی تمہاری مرضی"۔اتنی دیر میں ان کے کمرے کا دروازہ ناک ہوا تو عالی لیپ ٹاپ سائیڈ پہ رکھ کہ اٹھ گیا اور چائے لے کے واپس کمرے میں آگیا۔ جسے لیے وہ نحل کے پاس پڑے صوفے پہ بیٹھ گیا اور ایک کپ نحل کو پیش کیا اسکے اس انداز پہ نحل اسے بڑے غور سے دیکھ رہی تھی۔

"یہ بک کس چیز کی ہے۔"

"یہ"

"ہمم" اس نے چائے کا کپ ایک سائیڈ پہ رکھتے ہوئے نحل سے سوال کیا تو اس نے بک اسکی جانب بڑھا دی ۔

"یہ تو سی ایس ایس کی بک ہے نحل"

"جی "

"تو کیا تم سی ایس ایس کی تیاری کر رہی ہو"

"جی بلکل"

"اچھا کیا تم نے اپلائے کیا ہے"

"ہاں شادی سے پہلے کیا تھا کچھ دن پہلے ہی ٹیسٹ کی ڈیٹ آئی ہے"اس کے جواب پہ عالی کو دھچکا لگا

"تو اب تم کیا کرو گی "اسکی بے فکری دیکھ کے عالی کو پریشانی ہوئی ۔

"کیا مطلب کیا کروں گی تیاری کر رہی ہوں میں ابھی ٹائیم ہے"

"ہممم ایسا کرتے ہیں جلدی واپس چلتے ہیں۔"

"نو وے" نحل کا جواب وہ پہلے ہی سن چکا تھا دونوں پھر سے چائے پینے لگے۔

*

*----------

صبین بیگم اپنے گھر آ چکی تھی اکیلے رہنا انہیں بہت مشکل لگ رہا تھا نحل نے تین دن میں کئی دفعہ فون کر کہ صبین بیگم کی طبعیت کا پوچھ چکی تھی سارے بچوں کے چلے جانے سے شاہ ہاوس میں بھی خاموشی کا راج تھا۔ صرف ہر طرف حسن کی آوازیں گونج رہی تھی فائیقہ بیگم بھی اسلام آباد واپس چلی گئی تھی۔ ابان صاحب پہ آفس کا بوجھ زیادہ ہو گیا تھا عالی کہ جانے سے آفس بھی تھوڑا آپ سیٹ ہوا تھا وہ مسلسل آفس سے رابطے میں تھا مگر ورکرز اس کے جانے سے تھوڑے ڈھیلے ہو گئے تھے۔

سب کچھ چل رہا تھا بس ایک شخص تھا جو بکھر چکا تھا مگر سمٹتے سمٹتے وہ سب اپنوں سے بھی دور ہوتا جا رہا تھا۔ارتضی شاہ کہیں سے بھی اسے اپنا پرانا بھائی نہیں لگ رہا تھا وہ اس کے کمرے میں صوفے پہ بیٹھا اس سے سگریٹ پینے کی وجہ پوچھ رہا تھا۔ جس نے پورا کمرہ دھویں سے بھرا ہوا تھا۔ وہ اس سے ملنے یہی آ گیا تھا اس کی حالت کو دیکھتے ہی

وہ بتا سکتا تھا کہ وجہ کوئی اور ہے ورنہ عدنان صاحب تو آج سے کئی برس پہلے بھی ایسے ہی تھے۔ ارتضی بیڈ پہ الٹا لیٹا تھا اس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور آنکھیں سوجھی ہوئی تھی چہرہ کہیں سے بھی پرانے ہشاش بشاش ارتضی کا نہیں لگ رہا تھا۔اس کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے عمر نے اس سے سوال کیا۔

"دیکھ بات سن کہیں تجھے کسی سے عشق وشق تو نہیں ہو گیا ناں بتا؟ "

"اوئے یار تو کیوں صبح صبح میرا دماغ کھانے آ گیا ہے جا یہاں سے سونے دے"

"نہیں پہلے تو مجھے ان سب حرکتوں کی وجہ بتائے گا ورنہ میں تیری جان لے لوں گا اور یہ تو نے کب سے مجھ سے باتیں چھپانا شروع کر دی"۔

"یار کیا مسئلہ ہے سونے دے میرے دماغ کی لسی نہ کر"

"دیکھ، مجھے سیدھی طرح جواب دے دے"

"اففففف "۔وہ تنگ آتا ہوا اٹھ بیٹھا اور کہنے لگا۔

"تیرا مسئلہ کیا ہے کیوں بتاوں میں تجھے کچھ بھی"اس کی بات پہ عمر کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی مگر وہ جانتا تھا اسے ،جب اس سے کسی بات کی وضاحت نہ دی جا رہی ہو تو وہ اسی طرح ہی بی ہیو کرتا ہے۔

"دیکھ میرے بھائی تو جانتا ہے نا کے میں اس وقت تک یہاں سے نہیں جانے والا جب تک تو انسان کے بچے کی طرح صاف صاف مجھے سب کچھ نہیں بتائے گا"

"ہاں، پتہ نہیں تو کس مٹی سے بنا ہے"۔ وہ بستر سے اٹھ کر سیدھا واش روم میں چل دیا۔

"ایسا کرتے ہیں آج باہر ناشتہ کرتے ہیں اور ناشتہ بھی تیری طرف سے ویسے بھی میں جب سے واپس آیا ہوں تو نے مجھے کوئی ویلکم پارٹی نہیں دی" عمر اس کے پیچھے واشروم تک گیا اور اس کے منہ پہ دروازہ بند کرنے پہ بھی اونچی آواز میں اس سے کہتا رہا۔

" ہمممم "ارتضی نے بھی واشروم سے اس کی بات کا جواب دیا کیوں کے وہ جانتا تھا کے وہ باز آنے والوں میں سے تو ہے ہی نہیں۔ عمر اس کا جواب سنتے ہی کمرے سے باہر نیچے لاونج میں آگیا جہاں مشال اور فضہ بیگم دونوں بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔

"اسلام علیکم خالہ کیسی ہے آپ "

"وعلیکم اسلام میرا بچہ کیسا ہے میں ٹھیک ہوں تم سے مل بھی نہیں سکی"۔

"میں بلکل ٹھیک ہوں میری پیاری خالہ بس آپ جلدی سے ٹھیک ہو جائے پھر میری بارات بھی تو لے کے جانی ہے آپ لوگوں نے"۔

"ہاں کیوں نہیں ضرور اور اپنے اس دوست کو بھی تو سمجھاو نا کے یہ بھی اب شادی کے لیے مان جائے

جب بھی میں شادی کے لیے کہتی ہوں تو فورا انکار کر دیتا ہے"

"ہاہاہاہا جی آج میرا سارا دن اسی موصوف کے ساتھ ہے میں اسے سمجھاو گا آپ پریشان نہ ہو"۔

"ہاں بس اب مجھ سے اکیلے نہیں رہا جاتا میں تنگ آ گئی ہوں ، اس گھر کی یہ بڑی بڑی دیواریں مجھے کاٹنے کو دوڑتی ہیں" کہتے ہی فضہ بیگم کی آنکھوں میں آنسوں کا ایک ریلہ امڈ آیا تھا۔

"نہیں خالہ آپ اس کے لیے پریشان نہ ہوا کریں میں ہوں نا" اس نے کہتے ہی فضہ صاحبہ کو اپنے سینے سے لگایا۔

"اچھا بس خالہ اتنی ایموشنل مت ہو مجھے آپ ہنستی ہوئی پیاری لگتی ہے بس"

"ہاہا اچھا میری جان"

"جی "اس نے معصومیت سے گردن ہلائی تو فضہ صاحبہ اور عمر دونوں ہنس دیے ۔

"بھائی آپ ناشتہ کرے گے "

"نہیں چندہ ہم لوگ باہر جا رہے ہیں ناشتہ بھی وہی کریں گے آپ لوگ انجوائے کرے"۔

"ہاں آج یہ میری جیب خالی کروانے آیا ہے" ارتضی سڑھیوں سے نیچے آتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"ہاں تو اچھا ہے نہ بیچارہ اتنی دیر بعد پاکستان آیا ہے اور تم نے اسے صحیح سے ویلکم بھی نہیں کیا"

"خالہ آپ پریشان نہ ہو اپنی سیوا کروانا جانتا ہوں"

"ہاہاہاہا ہاں صحیح ہے"

"کیا ماما آپ بھی اس کی طرف ہو گئی ہو اپنے بیٹے کی کوئی فکر ہی نہیں "ارتضی نے ماں سے شکوہ کیا تو فضہ صاحبہ سمیت عمر کا بھی قہقہ ہوا میں گونجا۔

"ہممم بلکل وہ بھی میرا بیٹا ہے تمہاری طرح"

"چلے ماں اوکے اب ہم لوگوں کو اجازت دے اسے تو میں باہر جا کر دیکھتا ہوں"وہ فضہ صاحبہ کے سر پہ جھک کے بوسہ دینے کے بعد اجازت مانگنے لگا

"ہاں خیریت سے جاو تم لوگ"فضہ صاحبہ سے الوداعی القابات ادا کرتے ہی دونوں لاونج سے باہر کی طرف چل دیئے۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی عمر شروع ہونے والا تھا کہ ارتضی نے بات شروع کر دی۔

ا"ور بتا تیری مسز کے لیے تیرے ماما پاپا مان گئے"

"ہاں یار وہ لوگ تو بڑی آسانی سے مان گئے میں تو ایسے ہی ڈر رہا تھا"

"چل صحیح ہے اب اپنی شادی کی تیاری شروع کر دے"

"کیا مطلب میری شادی کی ساری تیاری تو تم اور سعاد کرو گے نا ،میں آخر کو دلہا ہوں"۔

"اوہ ہیلو، ہیرو زیادہ خواب نہ دیکھ میں نہیں کر رہا کچھ بھی مجھے اپنے بہت سے کام ہیں"

"کیا مطلب ہے اس بکواس کا ہنہہ سالے بھائی ہے تو میرا اور ان کاموں شاموں کو سائیڈ پہ رکھ کے آئی ،آیا سمجھ ورنہ تو مجھے جانتا ہی ہے"۔

"ارے یار کیا ہو گیا ہے میں مذاق کر رہا تھا تُو تو سیریس ہی ہو گیا ہے "اس کا غصہ دیکھ کے ارتضی کو اس کھر دماغ آدمی کے ناپاک ارادوں کا اندازہ ہو گیا تھا۔

"اچھا چل اب بتا تجھے کیا ہوا ہے تو زیادہ دیر مجھے اس مدعے سے بھٹکا نہیں سکتا"۔

"نہیں یار کچھ بھی نہیں ہوا تجھے کوئی وہم ہو گیا ہے"

"اچھا سات سال تیرے ساتھ گزارے ہیں کھڑوس آدمی میرے سے زیادہ تو تیری محبوبہ بھی تجھے نہیں جانتی"۔

"ہاہاہاہاہاہا "عمر کی بات کے بعد اس کا بلند قہقہ گاڑی میں گونجا

"ارے بھائی کونسی محبوبہ کی بات کر رہا ہے میری کوئی محبوبہ نہیں ہے"

"اچھااچھا بس مجھے پاگل بنانے کی ظرورت نہیں وہی محبوبہ جس کی خاطر تو یہاں پاکستان آیا ہے میں اسی کی بات کر رہا ہوں"۔ اس کی بات کا ارتضی کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔وہ چپ چاپ گاڑی چلاتا رہا عمر کو اسکی خاموشی پہ مزید غصہ آیا۔

"میں تجھ سے کچھ پوچھ رہا ہوں شاید"

"تیری اس بات کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے"اس نے چند لمحوں بعد گاڑی کی بریک لگائی عمر اسے مسلسل گھور رہا تھا۔

"کیا ہو گیا بھائی بس کر میں جانتا ہوں میں بہت خوبصورت ہوں چل اتر ہوٹل آگیا ہے"یہ وہی ہوٹل تھا جہاں وہ اکثر آتا تھا۔وہ خود گاڑی سے اتر گیا تو عمر بھی اسکے پیچھے ہو لیا۔ وہ دونوں جیسے ہی ٹیبل پہ بیٹھے تو عمر اسے کہنے لگا۔

"دیکھ ارتضی میرا دماغ خراب کرنے کی ضرورت نہیں ہے سیدھی طرح بتا کیا ہوا ہے نحل نے تجھ سے شادی سے انکار کر دیا ہے دیکھ اگر ایسی کوئی بات ہے تو اسکی امی سے میں بات کروں گا"

"ویٹر "ارتضی نے وہی بیٹھے اسے آواز دی۔ وہ عمر کی بات کو سرے سے ہی نظر انداز کر گیا تھا جس پہ عمر کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس کا سر پھاڑ دے۔

"اوہ بھائی دیکھ میرے ساتھ ڈرامے نہ کر سیدھی طرح بتا کیا بات ہے"۔

"تو کیا کھائے گا بتا"

"میں ،تیرا بھیجا، فلحال "

"یار ناشتے کے بعد بات کرتے ہیں فلحال کچھ اور کھا لے میں یہاں تجھے ناشتے کے لیے لایا ہوں"۔

"ہمم کچھ بھی منگا لے" ارتضی نے اپنے لیے ایک کپ کوفی اور ایک سینڈوچ منگوایا تھا اور عمر کے لیے پراٹھے کے ساتھ پتہ نہیں کیا کیا وہ جانتا تھا کے ہلکی پھلکی چیزوں سے اسکا کچھ نہیں بنتا۔ آرڈر دینے کے بعد ویٹر کے جاتے ہی عمر ارتضی سے کہنے لگا

" دیکھ مجھے پہلے دن سے لے کے سب کچھ بتا کیا ہوا ہے ورنہ میں خالہ سے کہہ دوں گا کہ کوئی بھی کام والی پکڑ کے اس غریب آدمی کی شادی کردے بیچارہ مجنوں ہو گیا ہے اسکے عشق میں"۔

"ہاں مجنوں تو ہو گیا ہوں میں مگر اب کوئی فائدہ نہیں"

"اس بات کا کیا مطلب ہے اب"

"کچھ نہیں اچھا تو بتا اپنے اس دوست عالی سے ملنے نہیں گیا۔تُو تو کہہ رہا تھا پاکستان آتے سب سے پہلے اس سے ملنے جاوں گا"۔

"نہیں یار وہ ابھی لاہور میں نہیں ہے"

"کیا مطلب، کہاں گیا مر مرا تو نہیں گیا"

" پاگل آدمی تیرا دماغ خراب ہے تو کیوں اسکے پیچھے پڑا ہے"

نہیں وہ میرے پیچھے پڑا ہے"

وہ ناردرن ایریاز گیا ہوا ہے"۔اس نے ارتضی کی بات اگنور کی کیونکہ ارتضی ہمیشہ سے اس سے چڑتا تھا۔

"اچھا اس نے تجھے بتایا نہیں کہ اسکی شادی ہو گئی ہے"

"ہاں بتا رہا تھا کل بات ہوئی تھی ،اپنی بیوی کے ساتھ ہی گھومنے گیا ہے"

"اچھا"۔ اسکی بات سنتے ہی ارتضی کو اپنے پیروں سے زمین نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے سامنے پڑے خالی گلاس میں پانی انڈیلا اور اسے اپنے اندر اتارنے لگا۔اس نے دو سے تین گلاس پانی کے پیئے تو عمر اسکی اس حرکت پہ گویا ہوا۔

"کیا ہو گیا بھائی۔ یہ تجھے اس موسم میں پسنے کیوں آ رہے ہیں"۔ارتضی اپنا ضبط کھو رہا تھا۔

"تجھے پتہ ہے اسکی شادی کس سے ہوئی ہیں"

"ہاں اسکی کزن"ابھی بات عمر کے منہ میں تھی کے ارتضی نے اس کی بات کاٹی۔

"اسکی نہیں میری کزن نحل سے"۔اس نے دھاڑتے ہوئے زور سے ایک ہاتھ میز پہ مارا تو عمر اپنی جگہ پہ ساکت ہو کر رہ گیا۔

"کیا مطلب ہے تیرا، نہیں یار ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔"اسے اپنے کانوں پہ یقین نہیں آ رہا تھا۔

"ایسا ہو چکا ہے" وہ کرسی سے ٹیک لگائے بیٹھا خود کو نارمل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اسنے میری آنکھوں کے سامنے اس شخص کا انتخاب کیا تھا"۔

"کیا مطلب ہے تیرا تو نے کوئی الٹی سیدھی حرکت تو نہیں کی تھی نا"وہ تفتیشی نظروں سے اس سے پوچھ رہا تھا۔

"ہاں ہو گئی گئی تھی ایک غلطی مجھ سے"

"کیا مطلب کیسی غلطی"۔اسکے پوچھتے ہی ارتضی نے اسے ساری بات بتا دی تھی۔ وہ اس سے اپنے دل کا حال چھپا نہیں سکتا تھا وہ واقعی اسے جانتا تھا۔ اس کی ہر عادت سے واقف تھا۔ ساری بات سنتے ہی عمر کا دل چاہا کہ وہ ارتضی کا سر پھاڑ دے۔

"جو حرکت تو نے کی ہیں نہ تو یہی ڈیزرو کرتا تھا،پاگل آدمی نہ ہو تو"

"اچھا بس میں پہلے ہی اپنے ضمیر کے ہاتھوں بہت مجبور ہوں مجھے مزید شرمندہ مت کر میں اس سے محبت کرتا ہوں"

"اچھا چل چھوڑ اللہ کی اس میں ضرور کوئی مصلحت ہو گی اس میں"

"ہاں شاید"۔ارتضی نے جواب دیتے ہی اپنے چہرے کا رخ موڑ لیا وہ اپنے آنسوں عمر کو نہیں دیکھانا چاہتا تھا مگر اسکی تکلیف وہ اسکی آنکھوں اور لہجے سے بھانپ چکا تھا۔اسکا بھائی اسکا دوست کس تکلیف سے گزر رہا تھا اس بات کا اندازہ اسے اب ہوا تھا۔ارتضی نے اپنے دونوں ہاتھ بالوں میں ڈالے تھے اور وہ انہیں نوچ رہا تھا۔ جب برداشت کرنا مشکل ہو گیا تو وہ اٹھ کر واشروم کی طرف چل دیا۔جہاں جاتے ہی اس نے دروازہ لوک کیا اور دیوار میں ہاتھ کو مکے کی صورت میں زور زور سے مارنا شروع کر دیا۔ عمر اسکے پیچھے دوڑا تھا۔ ارتضی اپنی تکلیف کسی کو بھی بتانا نہیں چاہتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اپنے ہر نقصان کا ذمہ دار وہ خود ہے۔ عمر مسلسل دروازہ پیٹ رہا تھا۔

"ارتضی پلیز اوپن دا ڈور"

"یار پلیز کچھ ایسا مت کری جس سے تیرے اپنوں کا نقصان ہو دیکھ باہر آجا" چند لمحوں بعد ارتضی نے منہ پہ پانی کہ چند چھنٹے مارے اور دروازہ انلوک کر دیا جس سے عمر کی جان میں جان آئی۔

"آر یو اوکے"

"ہمممم"

"یہ کیا کیا تو نے" اسکے ہاتھ سے مسلسل خون بہہ رہا تھا۔

"کچھ نہیں ہوا چل چلیں"

"اس میں سے خون بہہ رہا ہے بینڈج کروا لے پھر چلتے ہے گھر"

"ہمممم"اس دوران نہ ارتضی سے کچھ کھایا گیا تھا نہ عمر سے۔بل پے کرتے ہی وہ دونوں ہوٹل سے نکل گئے۔ وہ دونوں بینڈج کرواتے ہی گھر کی طرف ہو لیے۔ عمر کو ارتضی کی حالت پہ ترس آ رہا تھا مگر ارتضی کو اسکی ترس کھاتی آنکھوں سے وحشت ہو رہی تھی۔

"مجھ سے ہمدردی جتانے کی کوئی ضرورت نہیں"

"مجھے تیری حالت پہ ترس آ رہا ہے تو نے کیا حال کر لیا ہے اپنا اس لڑکی کی خاطر"

"وہ کوئی عام لڑکی نہیں تھی عمر،وہ میری زندگی کا خاصا تھی"

"وہ تیرے لیے جو بھی تھی اسے بھول جا اب وہ کسی اور کی عزت ہے"

"یہ میں نہیں کر سکتا"

"دیکھ ارتضی اب کوئی ایسی حماقت نہ کری جس سے تو اپنوں کو بھی کھو دے اور خود کو نئی مصیبت میں ڈال لے، اسے بھولنا ہی تیرے لیے بہتر ہے"

"کیا مطلب ہے تیرا میں کچھ بھی نہیں کر رہا ایسا اور تو میری جان کی فکر نہ کر مجھے اس کی اب ویسے بھی کوئی پرواہ نہیں میں جو تھا اسکی ہونے کی وجہ سے تھا اس کھونے سے میں بھی ختم ہو چکا ہوں"

"اوہ بھائی کسی کے جانے سے بھی کوئی نہیں مرتا یہ بس وقتی باتیں ہوتی ہے"

"ہاں لوگ ظاہری طور پہ ضرور زندہ ہوتے ہیں مگر اندر سے مر جاتے ہے"۔ارتضی اسے طنزیہ کہتا ہوا گاڑی سے اتر گیا وہ لوگ گھر پہنچ گئے تھے۔ عمر بھی اس کے پیچھے گھر کی جانب بڑھ گیا۔ وہ جیسے ہی داخل ہوا لان میں مشال اور فضہ دونوں بیٹھی ہوئی تھی موسم بہت خوبصورت تھا ایسا لگ رہا تھا کچھ دیر بعد بارش ہو جائے گی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ ارتضی سلام کرتے ہی اندر کی جانب چل دیا مشال کی نظر اس کے ہاتھ پہ پڑی جس پہ پٹی بندھی تھی جبکہ وہ اسے فضہ صاحبہ سے بڑی مہارت سے چھپا گیا۔ عمر وہی بیٹھ گیا مشال اس سے کہہ رہی تھی کے اسے گھر جانا ہے وہ سب کو بہت یاد کرہی ہے۔

"ہاں تم تیاری کر لو"عمر نے اسے ساتھ لے جانے کی ہامی بھر لی وہ بھی بہن کو یاد کر رہا تھا۔

"مشال تمہیں مجھ سے ملنے آنا پڑے گا ورنہ میں اداس ہو جاوں گی بیٹا"فضہ صاحبہ اسکے جانے کا سن کر افسردہ ہو گئی تھی۔

"جی میں روز آوں گی خالہ آپ پریشان نہ ہو"۔اس نے ان کا اترا چہرہ دیکھتے ہی حوصلہ دیا۔

"ہمممم یہ ٹھیک ہے"

"تم پیکنگ کر لو میں جاتے ہوئے تمہیں لے جاو گا"۔وہ اٹھتے ہوئے کہہ رہا تھا کہتے ہی وہ بھی ارتضی کے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ اسے ارتضی کی فکر ہو رہی تھی کہ کہیں

پھر کچھ نہ کر لے اپنے ساتھ اس لیے وہ اسکے پیچھے کمرے میں آیا تھا جہاں وہ صوفے پہ گردن گرائے بیٹھا تھا۔دروازہ کھلتے ہی ارتضی بولا۔

"آ گیا تو"

"ہاں"

"جائے گا کب"

"کم سے کم تجھے اس حال میں چھوڑ کے کہیں نہیں جاو گا"

"میری فکر نہ کر میں ٹھیک ہوں"

"واقعی ،تجھے پتہ ہے تو کسے بے وقوف بنا رہا ہے"

" ہمممم، جانتا ہوں "

"دیکھ خالہ تیری وجہ سے بہت پریشان ہے"

"جانتا ہوں وہی پرانی باتیں کر رہی ہو گی تجھ سے بھی"

"ہاں وہ ماں ہے نہ اس لیے تیرا بھلا چاہتی ہے"

"پر میں نہیں چاہتا نہ"

"اس میں حرج کیا ہے"

"جب میں کسی اور کے ساتھ رہنا ہی نہیں چاہتا تو اس میں حرج ہی حرج ہے نہ"

"مگر حقیقت یہ ہے کے اب تجھے اسکا ساتھ کسی صورت نصیب نہیں ہو سکتا ارتضی"

"اللہ کچھ بھی کر سکتا ہے"

"تیرا دماغ خراب ہو چکا ہے"

"ہاں تو صیح کہہ رہا ہے"اس کی لاپرواہی دیکھ کے عمر کو اس پہ مزید غصہ آ رہا تھا۔

"میں جا رہا ہوں"

"ہاں اوکے بائے"

"توں نہ دفع ہو۔ہنہنہ پاگل آدمی"عمر غصے میں کمرے سے نکل گیا تو عمر کی آواز کی بازگشت اس کے کانوں میں گونجی

" وہ نادرن ایریاز گیا ہوا ہے۔ ہاں بتا رہا تھا اپنی بیوی کے ساتھ گھومنے گیا ہے"

" کیوں نحل کیوں" وہ پھر سے اپنا سر ہاتھوں میں گرائے سر کے بالوں کو نوچنے لگا تھا۔

"کیوں تم اپنے سارے خواب اس شخص کے ساتھ پورے کر رہی ہو کیوں" وہ چیختے ہوئے بول رہا تھا۔ پھر اچانک اس کے کانوں میں نحل کی آواز گونجی

" ارتضی بھائی ہم لوگ بھی بابا کے ساتھ پریوں سے ملنے جائے گے۔"

" ہاں جب میں بڑا ہو جاوں گا تو تمہیں وہاں گھومانے لے جاوں گا"

"پرومز"

" ہاں پکا پرومز" وہ دونوں ایک دوسرے سے وعدہ کر رہے تھے۔ ارتضی نے فوراآنکھیں وا کی اور سائیڈ ٹیبل سے سگریٹ کی ڈبی سے ایک سگریٹ نکال کے پھونکنے لگا۔ وہ جس کرب اور تکلیف سے گرز رہا تھا یہ صرف ارتضی جانتا تھا۔

مشال اور عمر اپنے گھر کے لیے نکل گئے تھے۔وہ دونوں پریشان تھے اور جس شخص کے لیے پریشان تھے وہ ایک ہی تھا۔

"بھائی"مشال نے عمر کو مخاطب کیا۔

"ہاں چندہ"

"ارتضی کے ہاتھ پہ کیا ہوا ،جب وہ صبح آپ کے ساتھ گئے تھے تب تو ٹھیک تھے"۔

"پاگل ہو گیا ہے وہ آدمی اور کوئی بات نہیں"

"کیا مطلب" عمر کے جواب پہ مشال کو حیرت ہوئی کہ آخر ایسا کیا ہوا ہے جو بھائی اسے پاگل کہہ رہے ہیں۔

"کچھ نہیں چھوڑو "

" ہمممم "مشال اس کے لیے فکر مند تھی وہ گاڑی سے باہر مسلسل راستے کو دیکھ رہی تھی۔ اسکی اداسی دیکھتے ہوئے عمر اس سے پوچھنے پہ مجبور ہو گیا۔

"مشی کیا ہوا اداس کیوں ہو رہی ہو"

"کچھ نہیں مجھے خالہ کی فکر ہو رہی ہے"

"تو تمہیں میں صبح روز آفس سے پہلے یہاں چھوڑ جاو گا نہ"

"جی مگر وہ اکیلی ہو جائے گی اور وہ اس بات کی بہت سٹریس لیتی ہے۔"

"یار یہ بات تو ٹھیک ہے تمہاری "

"ارتضی کو تو ان کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی"

"ہنہہ اسے اپنی کوئی پرواہ نہیں تو وہ کسی اور کی کیا کرے گا" وہ بڑبڑایا۔

"کیا بھائی"

"کچھ نہیں"

"ہممم" کچھ دیر سفر کے بعد وہ لوگ اپنے گھر پہنچ گئے۔ سب سے ملنے کے بعد وہ اپنے کمرے کی طرف چل دی۔ کچھ دیر بعد اس نے اپنا فون چیک کیا تو عاشی کی کئی مسڈکالز آئی تھی اس نے عاشی کو ٹیکسٹ کیا کی وہ خالہ کے گھر سے اپنے گھر آ گئی ہے اور اب وہ دوبارہ کل سے یونی بھی جائے گی۔

کاغان میں سپیٹ تھا سب لوگ جھیل سیف الملوک دیکھنے گئے تھے جہاں ان سب نے خوب مزہ کیا تھا عاشی باسط سے ناراض تھی اور وہ جھیل کے قریب چھوٹی پہاڑیوں پہ کھڑا چیخ چیخ کر اس سے اپنی محبت کا اظہار کر رہا تھا۔

"عشاء رضوی آئی لو یو" اس نے دھیمی آواز میں کہا تو عاشی نے اسے روکنا چاہا۔ جس پہ باسط قریب ہی ایک پہاڑی پہ تھوڑا بلندی پہ چڑھ کر زور زور سے دہائی دینے لگا۔

"عشاء رضوی آئی لو یو پلیز مجھے معاف کر دو "۔آواز دور تک گونجی تھی تو وہ مسکرا دی

"تم نے مجھے معاف کر دیا"باسط نیچے آتے ہوئے گویا ہوا۔

"ہمم کر دیا، مگر دیکھو باسط اپنی محبتوں کے یوں اشتہار نہیں لگائے جاتے یہ تو ایک پاکیزہ رشتہ ہے یہ مخفی ہی اچھا لگتا ہے" اسکی بات سن کے باسط اپنی بیوی کو حیرانی سے دیکھنے لگا اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ عاشی ہے ۔سب لوگ اسے ستائیشی نظروں سے دیکھ رہے تھے یہاں کے ایک بزرگ سے انہوں نے جھیل سیف الملوک کی پوری داستان بھی سنی تھی۔ سب لوگ سارا دن گھومتے گھومتے بہت تھک چکے تھے۔آج رات سب باہر بیٹھے گوسپس کر رہے تھے کیونکہ یہ انکی یہاں آخری رات تھی کل صبح صبح انہیں واپس جانا تھا۔

فاطمہ کے سر میں درد ہو رہا تھا وہ اٹھ کے کمرے میں آ گئی ، کمرے میں کوئی نہیں تھا اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا مگر کچھ دیر بعد کسی کی آواز سنائی دینے لگی اس نے ڈرتے ہوئے آواز دی۔

""کون ہے یہاں "ڈر کے مارے اس سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔ وہ اس آواز کی پیچھے چلتی ہوئی باہر بالکنی کی طرف آئی جہاں کوئی کمر کر کے کھڑا تھا جو اس وقت چپ تھا شاید مقابل کی بات سن رہا تھا۔اس نے ایک ہاتھ سے اس کے شانے کو ہلکا سا چھوتے ہوئے پوچھا۔

"کون ہو تم"ڈر کے مارے اس کی آواز حلق میں اٹک گئی تھی اور ٹانگیں بھی کانپنے لگی۔اس کا رنگ اڑ گیا تھا۔یوں کسی کو اپنے کمرے میں کھڑا دیکھ کہ وہ کمرے سے آتے ہوئے اپنے ساتھ میز پہ رکھا گلدان بھی لے آئی تھی۔

"میں کہہ رہا ہوں نا کہ میں یونی نہیں آ سکتا یار ابھی"

"پتا نہیں کون ہو ہے یہ شخص اور اندر کیسے آیا"وہ من ہی من میں بڑبڑائی

"آآاااااااااااااااا تم " اسکے مڑتے ہی فاطمہ کے منہ سے زور دار چیخ نکلی۔

"ہاں میری ماں چپ کرو" اس نے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھنا چاہا جسے فاطمہ نے خود سے دور جھٹکا ۔

"الو تم، تم نے مجھے ڈرا دیا کیا کر رہے ہو یہاں تم"اسے دیکھ کے فاطمہ کی جان میں جان آئی اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ آیان تھا ورنہ وہ اسکے سر میں گلدان مارنے والی تھی۔

"میں کال سننے آیا تھا اور یہ کیا ہے" وہ اسکے ہاتھ میں پکڑے گلدان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"کیا بدتمیزی ہے یہ ،تمہیں یہی روم ملا تھا کال سننے کے لیے " اس نے کمرے کی جانب آتے ہوئے اس سے پوچھا۔

"نہیں بس ویسے ہی"وہ اس کا حال دیکھ کے ہنس رہا تھا۔ اسکے یوں ہنسنے پہ فاطمہ کو اس پہ مزید غصہ آیا۔

"چلو نکلو پھر یہاں سے" وہ غصے میں اسے کمرے سے باہر جانے کا کہنے لگی۔

"نکل تو میں جاو گا مگر ایک بات بتاو یہ تم ہر اس جگہ کھینچی کیوں چلی آتی ہو جہاں میں ہوتا ہوں"وہ شرارت سے بولا تو فاطمہ گڑبڑا گئی۔

"کیا بکواس ہے آیان جاو یہاں سے "اسے اس کی بات بلکل سمجھ نہیں آئی تھی۔

"نہیں میرا خیال ہے قدرت کا کمال ہے ، وہی کھینچ کے تمہیں میرے پاس لے آتی ہے"۔ آیان کی بات پہ فاطمہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

" ہمممم اور کچھ"۔ وہ ابھی اس سے بحث کے موڈ میں نہیں تھی۔اس لیے بات کو ختم کرنا مناسب سمجھا۔

"اور یہ کے یہ بندہ ناچیز" ابھی بات آیان کے منہ میں تھی کہ باسط کی کال آ گئی۔وہ اسے جلدی نیچے آنے کے لیے کہہ رہا تھا۔وہ کال اٹھاتا وہاں سے باہر چلا گیا۔جبکہ فاطمہ وہی کھڑی اس کی ذو معنی باتوں کا مطلب سمجھنے کی کوشش کرنے لگی ، سر کا درد بڑھنے لگا تو بیڈ پہ لیٹ گئی۔

*

*--------

عاشی مشال کو بتانا چاہتی تھی کو وہ باسط کے ساتھ ناران کاغان آئی ہے اور اس نے اسی لیے اسے بہت کالز بھی کی مگر اس کے نہ اٹھانے پہ فون سائیلنٹ پہ لگا دیا۔

وہ لوگ کل واپس جانے والے تھے اسی لیے اس نے سوچا کہ وہ عاشی سے مل کے اسلام آباد جائے گی۔ مشی عاشی کی اکلوتی دوست تھی جو بلکل اس کے بہنوں کی طرح تھی۔ اسکا سارا گھر مشال کو جانتا تھا مگر اسے ابھی تک اس بات کا علم نہیں ہوا تھا کہ ارتضی اس کی خالہ کا بیٹا ہے وہ بس اتنا ضرور جانتی تھی کہ وہ اپنی کسی خالہ کے بیٹے کو پسند کرتی ہے مگر اسے اس بات کا علم تک نہیں تھا کہ اسکی خالہ کا بیٹا اسکی بہن کے عشق میں یوں مجنوں ہوا در در کی خاک چھان رہا ہے۔

*

------*

سب لوگ سیف لملوک کی باتوں میں مگن تھے جب نحل کی آنکھوں کے پردے پہ کسی کا سایہ لہرایا۔

" میں پرومز کرتا ہوں جب میں بڑا ہو جاوں گا تو تمہیں وہاں گھومانے لے جاوں گا۔ "

نفرت اور غصے کی ایک لہر اس کے وجود سے ہو کے کرنٹ کی طرح گزری تھی اسے

اچانک ان سب کی باتوں سے بے زاریت ہونے لگی۔ وہ اٹھ کے اپنے کمرے کی طرف چلی آئی۔کمرے میں داخل ہوئی تو عالی بیڈ پہ بیٹھا اپنا کام کر رہا تھا۔

"کیا ہوا تم اندر کیوں آ گئی"

"کیوں میں یہاں نہیں آ سکتی"

"نہیں میں نے ایسا تو نہیں کہا"

" ہمممم" وہ وہاں کھڑی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

"تم ٹھیک ہو"

"جی"

"مجھے نہیں لگ رہی"

"تو میں کیا کر سکتی ہو" ۔عالی یوں اس کے اچانک بدلتے رویے کی وجہ سمجھنے سے قاصر تھا وہ اس کے لیے پریشان تھا وہ چاہتا تھا کہ نحل خود اسے اپنے مسائل بتائے تاکہ وہ اسکی مدد کر سکے مگر نحل کو سمجھنا اس کے لیے بہت مشکل ہوتا جا رہا تھا۔ اس نے سیاہ کالے بال کھولے ہوئے تھے اور سکن کلر کی خوبصورت کڑھائی دار چادر شادر شانوں پہ پھلائے وہ کسی حور سے کم نہیں لگ رہی تھی اسکی اداسی دیکھ کے عالی کو مزید فکر ہوئی تو اپنا کام وہی چھوڑ کہ اس کے قریب آ کھڑا ہوا۔ نحل جو اپنے ہی خیالوں میں کہیں کھوئی تھی اسکی آواز پہ چونک کے اسکی جانب متوجہ ہوئی۔

"نحل"

"جی"

"تمہیں کیا ہوا ہے تم بہت اداس لگ رہی ہو"۔

"نہیں کچھ نہیں بس بابا کی یاد آ گئی تھی انہوں نے مجھے یہاں لانے کا وعدہ کیا تھا"۔وعدہ تو کسی اور نے بھی کیا تھا مگر وقت بڑی عجیب چیز ہے سب کچھ ایک پل میں بدل کے رکھ دیتا ہے۔

"تو اس میں اداس ہونے کی کیا بات ہے"۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں"۔وہ اسے کیا بتاتی اگر بتا بھی دیتی تو وہ اسکا مذاق ہی اڑاتا کہ بڑی عجیب بات ہے اعتبار تو جیت نہیں سکا وعدے اتنے بڑے بڑے۔ ارتضی نے اپنا اعتبار اپنے ہاتھوں برباد کیا تھا اور اعتبار کے بغیر ہر رشتہ کھوکھلا ہو جاتا ہے اس رشتے کا کوئی وجود نہیں رہتا پھر وہ دوستی ، محبت کوئی بھی رشتہ کیوں نہ ہو۔عالی اس کی بات سنتے ہی اسکی جانب سنجیدگی سے دیکھنے لگا مگر ہمیشہ کی طرح اسکا چہرہ بے تاثر تھا۔

"کیا ہوا میں نے کچھ غلط کہہ دیا"

"نہیں" وہ جواب دیتے ہی سامنے دیکھنے لگی ۔

"تم کچھ دیر آرام کر لو میں باہر جا رہا ہوں "وہ کہتے ہہ کمرے سے نکل گیا اور نحل بھی کھڑکی سے ہٹ گئی۔ عالی کمرے سے نکلتے ہی ہوٹل کی پچھلی جانب چل دیا۔ وہ اس وقت کسی سے ملنا نہیں چاہتا تھا۔ چلتا چلتا وہ ہوٹل سے کافی دور آ گیا تھا نحل اسکا انتظار کرتے کرتے جب تھک گئی تو اس نے عالی کو کال کی مگر وہ اسکی کال رسیو

نہیں کر رہا تھا۔ عالی بازار میں ایک چھوٹے سے ڈھابے پہ بیٹھا چائے پی رہا تھا اس نے اپنے فون کی سکرین چمکتی دیکھی تو کال اٹینڈ کی۔

"عالی آپ کہاں ہیں"۔

"کہیں نہیں یہی ہوں پاس میں"

"آپ پلیز جلدی آ جائیں"

"ہمممم تم ٹھیک ہو نا"

"جی"

"اوکے میں آ رہا ہوں"۔ وہ واپس جانے کے لیے چل دیا تو رستے میں اس نے ایک دکان پہ بہت خوبصورت جھمکے دیکھے جو اسے بہت پسند آئے اس نے وہاں سے جھمکے خریدے وہ بلکل مختلف قسم کے جھمکے تھے جو وہاں کے کلچر کے مطابق تھے۔ اس کے بعد جیسے ہی وہ کچھ آگے آیا تو وہاں کی مشہور چادریں اس نے اپنی امی اور صبین بیگم کے لیے خریدنے کے بعد وہ واپس ہوٹل لوٹ آیا۔ اس کے آنے پہ نحل نے فورا دروازہ کھولا۔اسکے چہرے کی رنگت اُڑی دیکھ کے عالی کو اسکی فکر ہوئی۔

"کیا ہوا تم ڈر رہی تھی"۔ اس نے فکرمندی سے سوال کیا۔

"نہیں بس میرے دل کو کچھ ہو رہا تھا"اسکی بات سن کے دبی مسکراہٹ نے عالی کے ہونٹوں کو گھیرا۔

"اچھا کیا ہو رہا تھا"۔اسکے پوچھنے کے انداز پہ نحل سمجھ گئی تھی کہ وہ یہ جاننے کے بعد اس کا مذاق اڑائے گا کے وہ ڈر رہی تھی اس لیے بلکل نارمل ہونے کی کوشش کرنے لگی۔

"کچھ بھی نہیں" اس نے رُخ موڑ کے جواب دیا۔

"ہاہاہاہا کچھ نہیں ہو سکتا تمہارا نحل "عالی سمجھ گیا تھا کہ وہ اکیلے ڈر رہی تھی۔اسکی حالت اس بات کی گواہی دے چکی تھی۔اس کے ہنسنے پہ نحل جل بھن کے رہ گئی۔وہ فورا بستر پہ لیٹ کے سر تک کمبل تان کے سونے کی بھرپور تیاری کرنے لگی۔ جبکہ عالی نے ہاتھ میں پکڑے بیگ کو لا کر سائیڈ ٹیبل پہ رکھ دیا اور خود بھی پر خفیف مسکراہٹ کے ساتھ بستر پہ لیٹ گیا انہیں صبح جلدی گھر کے لیے نکلنا تھا۔

صبح ہوتے ہی سب لوگ شوپنگ کے لیے نکل گئے تھے سب نے اپنے اور اپنوں کے لیے دل سے خوبصورت تحفے لیے تھے نحل نے سب کے لیے گفٹس لیے تھے سوائے ایک شخص کے جو اس کے ساتھ تھا۔ وہ اس کے لیے اتنا غیر اہم نہیں تھا جتنا وہ خود کو سمجھ بیٹھا تھا ہاں مگر سب سے آخر میں لی گئی واچ کی کوئی خاص وجہ اسے سمجھ میں نہیں آئی تھی اور نہ وہ سمجھنا چاہ رہا تھا کیونکہ وہ واقعی لڑکیوں کی چک چک اور شوپنگ کی ٹائمنگ دیکھتے دیکھتے تھک گیا تھا اور اسے بے زاریت ہو رہی تھی۔ اس نے تنگ آتے ہوئے سب سے تھوڑا جلدی کرنے کو کہا تو فاطمہ جھٹ سے بولی "کیا یار عالی

بھائی ہم نے یہاں روز روز تھوڑی نہ آنا ہے بس تھوڑا اور ویٹ کر لے پھر چلتے ہیں

"وہ التجائیہ انداز میں بولی۔

"جی عالی بھائی بس کچھ دیر اور"اب کی بار عاشی نے گزارش کی۔

"تم لوگوں نے پہلے پانچ گھنٹے لگا دیئے ہیں عاشی"

"جی پتہ ہے بس کچھ دیر اور" اسکے یوں کہنے پہ عالی شاپ سے باہر نکل گیا۔ نحل نے اپنی شاپنگ مکمل کر لی تھی۔ وہ لوگ تقریبا دوپہر کے تین بجے گھر جانے کے لیے نکلے تھے اور ابھی انہیں مزید کئی گھنٹے سفر کرنا تھا۔

____

وہ سب لوگ گھر پہنچ گئے تھے ہر طرف اندھیرے کا راج تھا گھر کے سب لوگ سو چکے تھے۔ گھر آتے ہی سب نے اپنا اپنا سامان اتارنے کے بعد کمروں کی راہ لی۔ سب کا تھکن سے برا حال تھا سفر کی تھکان نے عالی کو بھی تھکا دیا تھا جبکہ اسے صبح دوبارہ اسلام آباد کے لیے نکلنا تھا۔ کمرے میں آتے ہی نحل نے الماری سے رات کے کپڑے نکالے اور پہننے کے لیے واشروم میں چلی گئی جبکہ عالی اسی حالت میں بستر پہ گر گیا۔ وہ واپس کمرے میں آئی تو اسے یوں گرا دیکھ کے کہنے لگی۔

"آپ کافی تھک گئے ہیں"

"ہمممم بہت"وہ ہنوز اسی طرح لیٹا لیٹا بولا۔

"میں آپ کے لیے کافی بنا دیتی ہوں"اس نے پیشکش کی۔

"نہیں، کوئی ضرورت نہیں" جس پہ عالی نے صاف انکار کردیا۔

"کیوں" اسے اس کے یوں انکار کرنے پہ تعجب ہوا۔

"تم بھی تو سفر کی وجہ سے تھک چکی ہو گی"وہ فکر مندی سے بولا تھا۔جس پہ نحل نے تفصیل پیش کی۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں مجھے تھکن محسوس نہیں ہو رہی ویسے بھی میرا بھی چائے پینے کا دل کر رہا ہے"

"اوکے بنا لو" اس نے ہامی بھری۔وہ دیھمی مسکراہٹ لیے کمرے سے نکل گئی تو عالی بستر سے اٹھتا ہوا اپنی الماری کی طرف ہو لیا اس نے اپنے چند ایک کپڑے ایک چھوٹے بیگ میں ڈالے اور اسے وہی قریب پڑے صوفے پہ رکھ کے وہ اپنا لیپ ٹوپ کھول کے بیٹھ گیا۔ اس کی ساری کاروائی کے دوران نحل چائے لے کے کمرے میں واپس لوٹ آئی تھی۔

"تم کب سے جوائن کرو گی کالج کو"عالی اس سے مخاطب ہوا۔

"شائید پرسو سے"

"ہمم اچھا ہے کچھ دیر آرام کر لینا"

"جی"وہ اسکی بات کا جواب دیتے ہی چائے پینے لگی۔ عالی جو کافی پی رہا تھا ہاتھ میں کپ لیے اٹھا۔ نحل اس کی کاروائی دیکھ رہی تھی۔ اس نے اپنے بیگ سے ایک چھوٹی سی ڈبی نکالی اور چلتا ہوا اس کے قریب بیڈ پہ آ بیٹھا۔

"نحل یہ میں نے تمہارے لیے کاغان سے لیے تھے"۔اس نے ڈبی کھول کے نحل کے سامنے پیش کی تو وہ ہونکوں کی طرح اسے دیکھنے لگی عالی نے کب اس کے لیے یہ خریدے تھے اسے اس بات کا علم ہی نہیں ہوا مگر ان کو دیکھ کے اسکی چوائس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا وہ بہت خوبصورت اور نفیس طرز کے بنے ہوئے جھمکے تھے جو بلکل نحل کی پسند کے مطابق تھے۔

"مجھے تمہاری چوائس کا نہیں پتا لیکن مجھے یہ بہت پسند آئے تو میں نے سوچا کیوں نہ اپنی بیوی کے لیے لے لیے جائے"۔ عالی کو لگ رہا تھا کہ شائید اسے جھمکے پسند نہیں آئے جھمکوں کی ڈبی ابھی تک عالی کے ہاتھ میں تھی اس لیے اس نے وضاحت پیش کی نحل نے محض انہیں دیکھا تھا مگر ہاتھ بڑھانے کی ہمت نہیں ہوئی تھی

"نہیں یہ بہت خوبصورت ہے" اس نے ہمت باندھتے ہوئے ہاتھ بڑھا کے اسکے ہاتھ سے ڈبیا لی اور اب وہ انہیں باہر نکالے دیکھ رہی تھی اسے کسی سے بھی یوں تحفے لینا پسند نہیں تھا عاشی کے علاوہ پہلی بار اس نے کسی سے تحفہ لیا تھا۔

"مجھے پسند آئے ہیں یہ خوبصورت ہے"

"اچھا یہ تو اچھی بات ہے میں تو ڈر گیا تھا کہ کہیں تم میرے منہ پہ ہی نہ مار دو "اس نے صاف گوئی سے کام لیا جو شاید اسکی شامت لانے والی تھی۔

"ہاہاہا نہیں اب اتنی بدتمیز بھی نہیں ہوں میں "اسکی بات سنتے ہی نحل کو ہنسی آ گئی۔

"صیح کہہ رہی ہو لیکن کبھی کبھی بدتمیز ہو جاتی ہو"۔اسکی بات پہ نحل نے جھٹ سے اسکی جانب دیکھا جو چہرے پہ تیکھی مسکراہٹ لیے اسی کو دیکھ رہا تھا۔وہ نحل کو مسلسل دیکھے جا رہا تھا نحل کو اسکی نظروں سے الجھن ہوئی تو وہ کہنے لگی۔

"اچھا بس اب اپنا کام کرے"اس نے چڑتے ہوئے کہا۔

"وہی کر رہا ہوں"وہ آنکھوں میں شرارت لیے بولا۔

"اوہو میرا مطلب ہے اپنے آفس کا کام کرے" اس کے ڈر کے مارے ہاتھ پاوں کانپ رہے تھے۔ عجیب سا احساس نحل کے وجود میں دوڑ گیا وہ اسکی حالت دیکھ کے محض مسکرا ہی پایا تھا۔ وہ اٹھ کے اپنی سائیڈ پہ جا بیٹھا۔

"ویسے اتنی اچھی کافی کے لیے شکریہ"

وہ جو بیڈ سے اٹھ کے جا رہی تھی اسکی بات پہ ہلکا سا مسکرا دی۔ نحل نے اس ڈبیا کو ڈریسنگ ٹیبل کے ایک دراز میں رکھ کے چائے کے دونوں کپ اٹھائے اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آ کر سونے کی غرض سے بستر پہ لیٹ گئی۔ جبکہ عالی بیڈ پہ بیٹھا کام کرنے میں مصروف ہو گیا۔چندیک ای میلز کے بعد وہ بھی لیپ ٹوپ بند کیئے لیٹ گیا۔

ارتضی کے دل میں نحل کو دیکھنے کی ایک نئی چاہ نے شمع جلائی تو نحل کے الفاظ اس کے کانوں سے ٹکرائے۔

"میں تم سے نفرت کرتی ہوں اور ہمیشہ نفرت کرتی رہوں گی میں ہی پاگل تھی جو یہ گمان کر بیٹھی تھی کہ تم دانی تایا سے مختلف ہو گے مگر ایسا کیسے ہو سکتا ہے تم بھی ان جیسے ہی ہو ۔سفاق اور خود غرض۔میں تم سے نفرت کرتی ہوں نفرت " وہ جو بالکنی میں کھڑا تھا واپس کمرے میں آ گیا۔وہ خود کو آج بھی اسی جگہ محسوس کر رہا تھا جہاں نحل اسے چھوڑ کے گئ تھی۔ اس دن اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اسکے جسم سے کسی نے روح کو جدا کر دیا ہو اور چھین کے کہیں دور لے جائے۔ وہ صبح کی نماز ادا کر چکا تھا۔ مگر دل بوجھل تھا وہ جو آنکھوں کو موندے صوفے کی ٹیک پہ سر گرائے بیٹھا تھا دروازہ کھلنے کی آواز پہ چونکا اس وقت اس کے کمرے میں بہت کم کوئی آیا کرتا تھا اس نے نظروں کا رخ پھیر کے دیکھا تو سامنے شیطان کا ساتھی (عمر) اس کے مطابق اس کا منتظر کھڑا تھا۔ارتضی نے اسے دیکھتے ہی ایک لمبا سانس اندر کھینچا اور سر اٹھائے سیدھا ہو کے بیٹھ گیا۔

"جی" وہ اسے دیکھتے ہی گویا ہوا۔

"کیا جی اٹھ باہر چلیں"۔

"اس وقت کہاں ، تیرا دماغ درست ہے"۔

"کیا مطلب کہاں عشق کے روگ میں اپنی جوگنگ بھی بھول گیا، بھائی تو تو کہتا تھا میں ستر سال کا ہو کے بھی اپنی فٹنس کا خیال رکھوں گا۔"اس نے دنیا جہاں کی حیرت آنکھوں میں سموئے ہوئے کہا۔

"اوئے،یار تجھے پاکستان کا ویزا کس نے دیا ہے"

"وہ انٹرنیشنل ایجنسی، ایک منٹ، تو یہ کہنا چاہ رہا ہے کہ تو مجھ سے فقت چار دنوں میں تنگ آگیا ہے" وہ اپنی سو کالڈ ایکٹنگ پہ اتر آیا تھا۔

"اوئے چارلی چیپلین کی اولاد بس کر یہ مسخرا پن، بیٹھ میں آ رہا ہوں ٹریک سوٹ پہن کے"

"یہ ہوئی نہ بات جلدی کر میں نیچے تیرا انتظار کر رہا ہوں"

"ہمم تو جا میں آتا ہوں" وہ اس کا جواب سنتے ہی کمرے سے باہر نکل گیا اور سیدھا فضہ صاحبہ کے کمرے میں آ گیا وہ ابھی نماز پڑھ کے بیٹھی ہی تھی کہ عمر نے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا تو انھوں نے اندر آنے کی اجازت دی۔ اس نے دروازے کی اوٹ سے گردن اندر کی۔اس کو یوں دیکھ کے فضہ صاحبہ گویا ہوئی۔

"آو بیٹا آو کیا ہوا اتنی صبح صبح خیریت تو ہے"

"جی خالہ میں ارتضی کو لینے آیا تھا ہم لوگ پارک جا رہے ہیں واک کرنے"۔ اس نے اپنے آنے کی وجہ بیان کی، ان کی دوستی سے سب واقف تھے آخر انھوں نے سات سال ایک ساتھ گزارے تھے وہ کیسے اسے منع کر سکتی تھی۔

"ہاں صیح ہے چلیں جانا"۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے نہ اب" اس نے ان سے محبت بھرے لہجے میں دریافت کیا۔

"ہاں الحمداللہ" وہ شکرگزاری سے بولی۔

"خالہ مشال کہہ رہی تھی وہ یونی سے واپسی پہ آئے گی آپ سے ملنے" اس نے مشال کی بات یاد آتے ہی فضہ صاحبہ کے گوش گزار کی۔

"اچھا چلو ٹھیک ہے اس کے بغیر ویسے بھی اب میرا دل نہیں لگتا یہاں"وہ کہتے ساتھ ہی مسکرا دی

"جی وہ بھی یہی کہہ رہی تھی کہ اسے آپ کی عادت ہو گئی ہے"۔

"ہاہاہا بہت اچھی بچی ہے" انہوں نے صاف دل سے مشال کی تعریف کی تھی۔ وہ لوگ باتوں میں مصروف تھے کہ ارتضی کمرے میں داخل ہوا۔

"اسلام علیکم ماما اب آپ کی طبیعت کیسی ہے'

"ہاں میں ٹھیک ہوں"

"چلیں" ارتضی نے اس سے جانے کا پوچھا

اچھا چلیں خالہ ہم چلتے ہیں واپس آ کے آفس بھی جانا ہے" عمر اجازت مانگتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھ گیا دونوں اجازت ملتے ہی گھر سے نکل گئے۔ ابھی مکمل طور پہ صبح نہیں ہوئی تھی ہلکی ہلکی روشنی پھیل رہی تھی ہر سو

"یار تو کیا چیز ہے"ارتضی نے عمر سے زچ ہوتے ہوئے کہا

"میں عمر ہوں اور مجھے اس بات پہ فخر ہے"وہ بڑے فخر سے اپنا تعارف کروا رہا تھا جس پہ ارتضی کا دل کیا کہ وہ عمر کا سر پھاڑ دے۔

"اچھا مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا اس انفارمیشن کے لیے شکریہ"وہ دونوں گلی میں ایک طرف آہستہ آہستہ چلتے ہوئے پارک جا رہے تھے جو گھر سے محض کچھ فاصلے پہ موجود تھا۔

"اچھا یار ایک بات بتا "اب کی بار بات عمر نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے سوالیہ نظروں سے شروع کی جیسے بات کرنے کی اجازت مانگ رہا تھا۔

"پوچھ" ارتضی نے اسے اجازت دی۔

"تو نے موو آن کرنے کے بارے میں پھر، کیا سوچا ہے "وہ لوگ چلتے چلتے پارک میں پہنچ گئے تھے اور اب جوگنگ کر رہے تھے کے اچانک عمر نے ارتضی سے سوال کر ڈالا۔

ارتضی وہی کا وہی کھڑا ہوگیا جہاں وہ اس کی بات سنتے ہوئے موجود تھا۔

"تو نے مجھے مذاق سمجھا ہوا ہے کیا"۔اس کے عقب سے آتی آواز پہ عمر کے پاوں بھی وہی رک گئے وہ مڑا اور کے اس کی جانب بڑھ گیا۔ اس کے پاس پہنچتے ہی گویا ہوا۔

"یار میں جانتا ہوں کے تو نے اس سے کی ہو گی سچی محبت مگر دیکھ میرے بھائی اب اس نے شادی کر لی ہے تو اس طرح مجنوں والی حالت میں کب تک رہے گا کبھی تو تجھے اپنی زندگی کے لیے فیصلہ لینا ہی پڑے گا نہ" وہ اس کی حالت کو اسکے سامنے پیش کر رہا جسکی اسے بلکل پرواہ نہیں تھی جو خود کو واقعی بھلا چکا تھا۔وہ کہیں سے بھی عمر کو اپنا پرانا والا بھائی ارتضی نہیں لگا تھا جو خود کو سنوارنے میں دس دس گھنٹے لگایا کرتا تھا۔

"ہنہہ، میں سمجھا تھا تو میرا دوست ہے تو مجھے سمجھے گا مگر تو نے بھی کر دی نہ وہی غیروں والی بات میں اس سے محبت نہیں کرتا وہ عشق ہے میرا ، وہ کسی نشے کی طرح میرے اعصاب پہ طاری ہو گئی ہے میں چاہ کر بھی اس سے اپنا پیچھا چھڑا نہیں پا رہا۔"اس نے عمر پہ طنز کا تیر چلایا جسے وہ محسوس بھی کر چکا تھا مگر اسے اپنے بھائی جیسے دوست کی پرواہ تھی وہ اسکو یوں بکھرتا نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

"دیکھ ارتضی ہمارے پاس ہمیشہ زندگی میں آگے بڑھنے کا آپشن باقی ہوتا ہے، جو بڑھ جاتے ہیں وہ لوگ کسی نہ کسی منزل پہ پہنچ جاتے ہیں مگر جو اس طرح بیچ سفر میں بھٹکتے رہتے ہیں انہیں کبھی منزل نہیں ملتی لوگ بھی انہیں بھلا دیتے ہے ، تو یوں خود پہ خول چڑھا کر دنیا سے کٹ آوٹ نہیں ک سکتا ، اب فیصلہ تیرے ہاتھ میں ہے کہ تجھے کیا کرنا"۔وہ اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھے اسے سمجھا رہا تھا۔

مجھ سے فضول باتیں نا کر وہ بے زاریت سے گویا ہوا۔اسے اس کی باتوں پہ غصہ آ رہا تھا۔

"یہ فضول باتیں نہیں ہے کسی لمحے سکون سے بیٹھ کر میری باتوں کو سمجھنے کی کوشش کرنا ساری حقیقت تیری آنکھوں کے سامنے خودی آ جائے گی"۔ وہ اسے حقیقت کا آئینہ دیکھانا چاہتا تھا جس سے وہ نا جانے کیوں منہ موڑے بیٹھا تھا۔

"اب جوگنگ کر لیں" اس نے عمر کو واپس واک کی طرف متوجہ کیا۔کیونکہ وہ مزید اسکا لیکچر سننے کے موڈ میں نہیں تھا۔

"ہاں چل" وہ دونوں پھر سے جوگنگ کرنے میں مگن ہوگئے ارتضی گھر واپس اکیلا آیا تھا جبکہ عمر باہر سے ہی اپنے گھر چلا گیا تھا۔ اس نے الماری سے بلیک تھری پیس نکالا اور تیار ہونے کے لیے واشروم میں گھس گیا۔ وہ تیار ہو کر نیچے آیا تو فضہ بیگم نے اسے ناشتے کی غرض سے روک لیا وہ ان کے روکنے پہ رک گیا مگر اس وقت اسکا کچھ کھانے کا دل نہیں چاہ رہا تھا تو اس نے نصرت کو ایک کپ کافی کا کہہ دیا۔

عالی نے اپنی ساری پیکنگ رات کو ہی کمپلیٹ کر لی تھی وہ اب تیار ہو رہا تھا نحل نیچے کچن میں عالیہ بیگم اور روشنی کے پاس تھی۔ سب لوگ اٹھ چکے تھے ۔عاشی کو مشال نے فون کر کے بتایا تھا کہ آج وہ یونی ضرور آئے ان کے فائینلز اسسمنٹ سٹارٹ ہونے والے ہے تو ان کی ساری ڈیٹیل کے لیے اسے خود ہی جانا ہو گا وہ بھی تیار ہو کے نیچے آ گئی سب لوگ اس سے فاطمہ اور دعا سے سفر نامہ سن رہے تھے عاشی تو جب سے نیچے آئی تھی ایک پل کے لیے اس کا منہ بند نہیں ہوا تھا وہ مسلسل روشنی بیگم کو وہاں کی کہانیاں سنا رہی تھی۔ اس کی خوشی اور جوش دیکھ کے سب لوگ مسکرا رہے تھے جبکہ نحل ناشتہ ٹیبل پہ لگاتے ہوئے عاشی کی کسی نہ کسی بات میں آتے جاتے کچھ نہ کچھ بول جاتی تھی۔ ایان اور صارم کو بھی آج یونی جانا تھا اور دعا کا بھی آج سکول تھا۔ سب تیاری پکڑے اپنی اپنی منزل کی طرف بڑھنے کے لیے تیار تھے۔ سوائے باسط کے جو سارے گھوڑے گدھے بیچ کے سویا بنا تھا۔ اس نے اٹھنے کی کوئی

زحمت نہیں کی تھی۔ نحل ناشتہ ٹیبل پہ مکمل کرتے ہی اوپر اپنا عبایا اور بیگ لینے کے لیے کمرے کی طرف چل دی اس نے کمرے میں داخل ہوتے ہی الماری میں لٹکتا ہوا بیگ اور عبایا نکالا تو عالی جو آئینے میں اسکی یہ کاروائی دیکھ رہا تھا تعجب سے اسکی جانب مڑا۔

"تم کالج جا رہی ہو"

"جی"اس نے مزے سے جواب دیا۔

"مگر تم تو کہہ رہی تھی کہ تم آج نہیں جاو گی"اس نے رات والی بات یاد دلانا چاہی۔

"ہممم مگر اب میرا ارادہ بدل گیا ہے" اس نے دونوں کندھے اچکائے۔

"آپ ریڈی ہو گئے" اس نے الٹا اسی سے سوال پوچھ ڈالا

"جی بیگم صاحبہ"اس کے کہنے پہ نحل نے آنکھوں کو گول کیے ہوئے حیرت سے دیکھا تو عالی مسکرا دیا۔ جس پہ نحل اچھا خاصا چڑ گئی تھی۔

" نیچے ناشتہ لگ گیا ہے سب آپکو بلا رہے ہیں ،جلدی کریں"

"مجھے بیچھنے کی اتنی جلدی "اس نے نحل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے کہا تو نحل آنکھیں چرا گئی۔اسکی یوں نظریں چرانے پہ عالی دوبارہ اپنے بالوں کو سیٹ کرنے لگا۔ وہ واش روم سے عبایا پہن کے باہر آ گئی جیسے ہی کمرے سے باہر جانے لگی تو عالی نے اس کی کلائی پکڑ کے اسے روک لیا۔

"نحل میں تمہیں بہت مس کروں گا" وہ سر جھکائے کھڑی اس کی بات سن رہی تھی۔ عالی جانتا تھا وہ کوئی جواب نہیں دے گی اسی لیے اس نے اپنی بات میں مزید اضافہ کیا۔

"میری کال اٹھا لینا اگر دل چاہے تو اور اپنا خیال رکھنا یہ میری امانت ہے تمہارے پاس"۔ اسکی آخری بات پہ نحل نے سر اٹھا کے اسکو دیکھا جو اسکی جانب متوجہ تھا۔ اسکا چہرہ اسکے الفاظ کی عکاسی رہا تھا وہ واقعی اس کے لیے اتنا ہی فکرمند لگ رہا تھا جتنا وہ اسکے لہجے سے محسوس کر پائی تھی۔آخر کار اس نے اسکی بات کا جواب دیتے ہوئے بات کا اختتام کیا۔

"جی "وہ کہتے ہی کمرے سے باہر نکل گئی جبکہ عالی اس کی آنکھوں میں کہیں کھو گیا تھا وہ شہد رنگ آنکھیں اسکی شخصیت کی طرح بلکل شفاف تھی ان میں آج بھی وہی ہمیشہ والی چمک موجود تھی۔ وہ سر جھٹک کے اپنا بیگ پکڑے کمرے سے باہر نکل گیا۔

فاطمہ بھی عالی کہ ساتھ ہی اسلام آباد جا رہی تھی کیونکہ پہلے ہی اسکی پڑھائی کا کافی حرج ہو چکا تھا وہ ابھی سب سے ملنے ملانے میں مصروف تھی کہ وہی قریب میں بیٹھا ایان اسے مسلسل دیکھے جا رہا تھا اپنے پہ اسکی نظریں محسوس کر کے اس کی جانب دیکھا تو وہ انجان بنتا اٹھ کھڑا ہوا۔ فاطمہ کے جانے کا سن کے ناجانے اسے کیا ہوا تھا اچانک

ہی اس کا چہچہاتا چہرہ اتر گیا وہ بیگ کندھے پہ ڈالے نکلنے لگا تھا کہ عالیہ بیگم کی آواز پہ وہ بے زاری سے بولا

"جی امی"

"یہ بہن کا بیگ لے جاو" انہوں نے فاطمہ کے بیگ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا تو اسکا دل چاہا کہ وہ اپنا سر کسی دیوار میں دے مارے۔مگر چاہتے نا چاہتے اس وہ بیگ اٹھانا ہی پڑا۔

عالی ناشتہ کرتے ہی باہر پورچ میں اپنا سامان گاڑی میں رکھوا رہا تھا کہ عاشی بھی اسکے پیچھے پیچھے باہر آ گئی اور اب وہ التجائیہ انداز میں بولی کہ

"بھائی مجھے بھی پلیز یونی چھوڑ دے" وہ رو دینے کے در پے تھی۔

"کیوں باسط کہاں ہے" وہ مصروف سا بولا۔

"عالی بھائی وہ سویا ہوا ہے وہ نہیں اٹھ رہا پلیز دیکھے مجھے چھوڑ آئے نہ میرا جانا ضروری ہے" اس نے بیچاری سی شکل بنائی۔وہ جانتی تھی کہ عالی بھائی اسے کبھی بھی انکار نہیں کرے گے۔

"اچھا ٹھیک ہے تم پریشان نہ ہو میں چھوڑ دوں گا" عالی نے اسکی مشکل حل کی۔وہ ایسا ہی تھا سب کا مان رکھنے والا سب کا خیال کرنے والا۔

"اچھا پلیز نانا جان کو مت بتائیے گا وہ ناراض ہو گے باسط پہ۔" اس نے گویا باسط کی سفارش کی۔ عالی اسکی اس حرکت پہ مسکرا دیا اسے عاشی کبھی بھی کہیں سے نحل کی بہن نہیں لگی تھی وہ اس سے بلکل مختلف تھی۔

"اچھا اچھا جلدی کرو اور نحل کو بھی بلاو اسے بھی میں ہی چھوڑ دوں گا" اس نے عاشی کو گویا حکم دیا۔

"توبہ ہے، اپنی بیوی کی اتنی فکر اور بہن کی کوئی پرواہ نہیں "اس نے مصنوعی ناراضگی کا اظہار کیا۔

"اچھا بس بس ،جاو نحل کو بلا کر لاو۔" اسکی حرکت پہ وہ مسکراتا ہو گویا ہوا۔

"جی جا رہی ہوں" وہ کہتے ہی واپس اندر چلی گئ۔

وہ چاروں گاڑی میں بیٹھے تھے عالی نے عاشی کے کالج کے پاس گاڑی روکی تو فاطمہ اور عاشی دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئی وہ صرف کزنز تھوڑی تھی ان میں تو ایک دوسرے کی جان بستی تھی۔ عاشی کو ڈراپ کرنے کے بعد نحل کے کالج کی طرف گاڑی کا رخ موڑ دیا۔ جب وہ لوگ کالج کے پاس پہنچے نحل فاطمہ سے ملنے کے بعد جیسے ہی گاڑی سے باہر نکلی تو عالی بھی اس کے پیچھے گاڑی سے باہر نکل آیا وہ کھڑا اپنا ہاتھ لہرا رہا تھا نحل اسکی اس بچوں جیسی حرکت پہ مسکرا دی۔ ان سے کچھ فاصلے پہ کھڑی کالی گاڑی میں موجود ارتضی سامنے والے شیشے سے باہر ہوتی ساری روداد دیکھ رہا تھا وہ اس نظارے کو دیکھ کے اندر تک سلگھ کے رہ گیا تھا۔ جبکہ نحل کالج کے اندر جا چکی

تبھی عالی نے اپنا ہاتھ بے بسی سے نیچے کرتے ہوئے خود کو زبردستی گاڑی کی جانب بڑھنے پہ مجبور کیا وہ اسکی کمر کو کسی پتلے کی طرح کھڑا تکتا رہا جب تک وہ اسکی آنکھوں سے اوجھل نہ ہو گئی۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے گاڑی کو گھمایا اور موٹروے کی جانب ہو لیا اس نے سڑک کی دوسری جانب کھڑی گاڑی کو بلکل نوٹس نہیں کیا تھا۔

ارتضی آفس آتے ہی اپنے کیبن میں گھس گیا اسے رہ رہ کے عالی پہ غصہ آ رہا تھا جسے وہ اپنی اسسٹینٹ پہ اتارنے والا تھا جو مسلسل انٹرکام پہ کالز کر رہی تھی۔ اس نے انٹر کام ہاتھ میں پکڑتے ہی اپنی اسسٹینٹ کو اپنے روم میں بلایا۔

"مس آپ کا دماغ خراب ہے کیا جو بار بار مجھے کالز کر رہی ہیں ایسی کونسی آفت ٹوٹ پڑی ہے"۔اس نے ساری طاقت سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"سر وہ" سیکٹری کا تو سانس حلق میں اٹک گیا۔ارتضی نے اس کی بات سنے بغیر ہی اپنا حکم جاری کردیا۔

"کیا سر،جائے یہاں سے اور اگلے تین گھنٹوں تک مجھے ہر گز کسی کال کی رنگ سنائی نہ دے ساری میٹنگز کینسل کر دے" وہ کہتے ہی آفس میں بنی کھڑکی کی جانب جا کھڑا ہوا جہاں سے نحل کا کالج دیکھائی دیتا تھا۔اسسٹنٹ فورا کمرے سے باہر نکل گئی۔اسے اپنی نوکری اور جان دونوں بہت عزیز تھی۔اسکے جاتے ہی ایک بار پھر دروازہ

کھلنے کی آواز سنائی دی تو پاس میں پڑا گلاس اٹھا کہ مڑتے ہی اس نے زمین پہ دے مارا اس دوران وہ دھاڑتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"میں نے منع ک" سامنے کھڑے شخص کو دیکھتے ہی اس نے مزید کچھ کہے بغیر اپنا رخ کھڑکی کی جانب موڑ لیا

"ہاں کیا ہو گا منع ،مگر تجھے تو پتہ ہے عمر اپنے باپ کی نہیں مانتا تو پھر تو تو عاتی ہے میرا جگر"۔ وہ دل جلانے والی مسکراہٹ لیے مسکراتا تو ارتضی کڑھ کے رہ گیا۔

"کب تک یوں سلگتا رہے گا میرا بھائی ،دیکھ اگر تیرا ارادہ ساری زندگی بس یوں دید کے سہارے گزارنے کی ہے تو میں تو کہتا ہوں ایسا کر جا کے اس کے گھر کے سامنے ایک گھر تعمیر کر لے تاکہ ان کی زندگی کی چھوٹی چھوٹی خوشیاں دیکھ کے تو اپنا یوں ہی خون جلاتا رہے"۔ وہ باتوں باتوں میں ارتضی کا اس جگہ پہ آفس بنانے کا مقصد ظاہر کر گیا تھا۔ عمر نے اس کے غصے کی کوئی پرواہ کیے بغیر ساری بات صاف صاف بیان کی۔

"تو،نے اپنا روم دیکھ لیا "وہ کھڑکی چھوڑ کے واپس اپنی کرسی پہ آ بیٹھا تھا۔

"ہمم آفس تو اچھا بنا ہوا لگ رہا ہے "ارتضی نے ہی عمر کو اپنا آفس جوائن کرنے کی دعوت دی تھی۔ وہ جسے چاہے ہائر کر سکتا ہے یہاں کیونکہ یہ اسکا دفتر ہے یہاں اسے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں تھی اور عمر کو بھی یہ جگہ کام کے لیے بہت پسند آئی تھی وہ جانتا تھا ارتضی کی پسند ہمیشہ سب سے الگ اور خوبصورت ہوتی ہے وہ دو منزلہ عمارت تھی جو نہایت خوبصورتی سے تعمیر کی گئی تھی۔ عمر بھی اس کے مقابل آ بیٹھا۔

''ہاں ،اب تو بتا کام کب سے شروع کرے گا'' ارتضی نے اس سے پوچھا۔

''آج سے ہی''وہ کام کرنے کے لیے تیار تھا۔

''چل ٹھیک ہے پھر یہ فائل چیک کر لے آج دوپہر اس کمپنی کے ساتھ میٹنگ ہے ہماری'' وہ اب مکمل طور پہ کام کی طرف متوجہ ہو گیا اور عمر کے ساتھ اس فائل کے متعلق بات چیت کر رہا تھا۔

عاشی یونی آتے ہی اپنی جان سے پیاری دوست کو ڈھونڈ رہی تھی اس کے پاس مشال کو بتانے کے لیے چیزوں کی طویل لسٹ تھی مگر وہ مل کے ہی نہیں دے رہی تھی اچانک اسے وہی ملا جسے اکثر مشال کے سائے کا بھی پتا ہوتا تھا۔ وہ بھاگتی ہوئی اس کی جانب دوڑی ایک خوبصورت نوجوان جس کے چہرے پہ ہلکی شیو اور سفید رنگت کا وہ پانچ فٹ ساتھ انچ کا لڑکا کندھے پہ بیگ ڈالے جلدی میں کہیں جا رہا تھا اس کی آواز پہ رکا۔

''ہاشم ہاشم وہ ہانپتی ہوئی اس تک پہنچی''۔اسکو سانس چڑھا ہوا تھا وہ ایک لمحے سانس لینے کو رکی اور دوبارہ بولی۔

''ہاشم تم نے مشال کو دیکھا ہے کہیں''

''ہاں، وہ وہاں پیچھے گراونڈ میں بیٹھی ہے''۔اس نے نہایت نرمی سے جواب دیا۔

''اچھا تھنکس'' اس نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

''تم لوگ کلاس میں نہیں آ رہے'' ہاشم نے اس سے سوال کیا۔

"نہیں نہیں آ رہے ہیں بس میں مشال کو لاتی ہوں تم چلو"

"اوکے "وہ کہتے ہی جلدی میں وہاں سے نکل گیا۔ جبکہ عاشی گراونڈ کی طرف بڑھ گئی۔

مشال گراونڈ میں بیٹھی ہاتھ میں گھاس کا تنکا پکڑے مسلسل مٹی پہ کچھ لکھ اور مٹا رہی تھی وہ ابھی بھی ایسا ہی کر رہی تھی کہ پیچھے سے اس کی آنکھوں پہ کسی نے ہاتھ رکھا تو وہ ان کو ٹٹولنے والے انداز میں اس کے ہاتھ پہچان رہی تھی اور جیسے ہی اسے محسوس ہوا کہ وہ کوئی اور نہیں بلکہ عاشی ہے تو اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔عاشی بھی اسکے سامنے کھڑی ہو گئی تھی۔ خوشی سے اس کا چہرہ لال ہو گیا تھا۔ وہ نیلی قمیض اور سفید کیپری میں ہمیشہ کی طرح کوئی گڑیا لگ رہی تھی۔

"پاگل بے وقوف آگئی واپس پتا ہے کتنا مس کیا میں نے تمہیں اتنے دن" وہ عاشی کو دیکھتے ہی شکایتوں کا پنڈال کھول کے بیٹھ گئی۔

"ہاہاہا ہاں اس لیے ایک فون تک نہیں کیا " اس نے بھی اپنا رونا رویا۔

"اچھا بس نا اب یوں ناراض نہ ہو میں بزی تھی"وہ اسے منانے میں لگ گئی۔ اسے عاشی سے بہت محبت تھی۔

"چلو معاف کیا تم بھی کیا یاد کرو گی کہ کس عظیم دوست سے پالا پڑا ہے "وہ شوخی بھگار رہی تھی کہ اتنے میں مشال اس کے گلے لگ گئی۔ کچھ پل یوں ہی گزرنے کے بعد عاشی کو محسوس ہوا جیسے مشال رو رہی ہے۔

"بس کر لڑکی رولائے گی کیا ابھی میری رخصتی نہیں ہوئی ابھی میں یہی ہوں کچھ دن اور ہے یہ رونا دھونا تب تک کے لیے بچا کے رکھنا "۔مشال اسکی بات سنتے ہی مسکرا دی اور سیدھی ہوئی۔

"تو کب بڑی ہو گی عاشی اب تو تیری شادی بھی ہو گئی ہے"۔وہ اس سے پوچھنے لگی۔

"کہاں لکھا ہے کہ شادی کہ بعد انسان بڑا ہو جاتا ہے"

"تیری ڈکشنری میں بڑا ہونا لکھا ہی نہیں ہے بہن"اس نے ہار مانتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ صیح کہا تو نے "۔وہ شانے بے نیازی سے گویا ہوئی کچھ یاد آنے پہ عاشی فورا گویا ہوئی۔

"اچھا چل جلدی کر وہ کیڑے کو میں نے جلدی آنے کا کہا تھا"

"یعنی تم پھر اس سے میرا پتہ لے کے آئی ہو"اس نے آئیبرو اچکا کے سوال کیا۔

"ووہ ہاں تجھے تو پتا ہے نہ اس کے علاوہ کسی کو تیرا پتہ معلوم نہیں ہوتا"۔ اس نے آنکھوں میں شرارت لیے مشال کو کہا۔

"یار کیوں بلاتی ہے تو اس کیڑے کو مجھے وہ بلکل اچھا نہیں لگتا۔ تجھے پتہ بھی ہے"۔مشال کو ہاشم ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔

"ویسے آپس کی بات ہے مشی اتنا برا بھی نہیں ہے بیچارا تجھے پتہ نہیں اس سے کیا چڑ ہے"

"چلو پھر شروع ہو گئی "وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتی تھی ہاشم کی تعاریف کے پل اسکے سامنے بنانے کھڑی ہو جاتی تھی جبکہ مشال کو اس سے چڑ تھی وہ ہر وقت اس کے پیچھے پڑا رہتا تھا۔وہ کہتے ہوئے اس سے آگے نکل گئی جبکہ عاشی نے پیچھے سے ہانک لگائی۔

"اچھا اب نہیں کہوں گی رک جا یار"۔ وہ دونوں کلاس کی طرف چل دی۔

ایان بھی آج اپنی یونی آیا ہوا تھا جہاں اسکا دوست حارث اس سے ناران کاغان کی قصے کہانیاں سننے کے لیے مرا جا رہا تھا اور وہ مسلسل اپنے نوٹس چھاپ رہا تھا۔

"یار بتا نہ کیا کیا ہوا وہاں اور تیری وہ کزن کیا نام ہے اسکا ہاں فاطمہ وہ بھی گئی تھی ساتھ"اس نے اسے بازو مارتے ہوئے پوچھا۔

"چلو بھائی خدا کا واسطہ اب یہاں نہ شروع ہو جانا" ایان نے چلتے ہوئے کہا۔

"اچھا پھر بتا نہ کیا ہوا کیا تو نے اسے بتایا"

"نہیں، تو چپ کر کے نہیں بیٹھ سکتا کچھ دیر کے لیے" وہ اس دن کو کوس رہا تھا جس دن وہ اسے اپنے دل کا حال بتا بیٹھا تھا جو اس نے ابھی کسی اور کو نہیں بتایا تھا۔

"نہیں" وہ چڑ کے بولا تو ایان نے اسے گھورا ۔ ابھی وہ دونوں لڑ رہے تھے کے سامنے سے آتی صبا ان کے برابر آ بیٹھی وہ ابان صاحب کے دوست کی اکلوتی بیٹی تھی جو اسے بچپن سے جانتی تھی اور ایان کو وہ شروع سے ہی ناپسند تھی کیونکہ وہ ایک ایڈوانس اور شوخ قسم بے وقوف سی لڑکی تھی۔

"ایان تم کہاں تھے اتنے دن سے" اس نے ایان کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا۔

"چلو، اس کی کمی رہ گئی تھی "وہ بے زار سا بڑبڑایا ۔

"میں ،دوسری دنیا میں" اس نے اسے جان بوجھ کے الٹا جواب دیا۔

"کیا مطلب "وہ معصومیت سے بولی۔

"کچھ نہیں یار مجھے کام کرنے دو"۔اس نے اسے تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے ہار مانی۔اس میں اس کے مزید فضول سوالوں کا جواب دینے کی بلکل ہمت نہیں تھی۔

نحل اپنے لیکچرز لے چکی تھی آج صبح سے بہت سی مبارکباد سمٹنے کو ملی تھی اس یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی شادی دو ہفتے پہلے نہیں آج ہوئی ہے۔ بہت سی شاگرد اس کے لیے شادی کے تحائف بھی لائی تھی جسے لینے کے لیے اس نے سرے سے انکار کر دیا تھا۔ وہ بریک میں سٹاف روم میں آئی تو مس ربیہ وہاں پہلے سے ہی موجود تھی جو انہیں دیکھ کے گویا ہوئی۔

"آئیے دلہن صاحبہ کیسی ہے آپ "ان دونوں کی ملاقات صبح سے ابھی ہوئی تھی۔

"الحمداللہ میں ٹھیک ہوں آپ بتائے آپ کیسی ہے "نحل نے تحمل سے جواب دیا۔

"ہاں، میں ٹھیک تم بتاو ،کیسی رہی تمہاری شادی"

"ہمم، سب کچھ ٹھیک تھا"اس نے سیدھا سا جواب دیا

"اچھا یہ بتاو دلہا بھائی نے تمہیں منہ دکھائی میں کیا دیا"۔ وہ اتنی دلچسپی سے نحل سے پوچھ رہی تھی کہ نحل کو اس کے تجسس پہ حیرت ہوئی۔ربیہ کے سوال پہ نحل کو اچانک اپنی شادی کی رات یاد آئی جب وہ نا جانے کتنے گھنٹے عالی کا انتظار کرتے کرتے سو گئی تھی مگر وہ کس وقت کمرے میں آیا تھا منہ دکھائی میں تو اسے کچھ بھی نہیں ملا تھا ہاں سوائے ان کنگن کے جو عالیہ بیگم نے اسے ریسپشن پہ دیئے تھے۔ وہ انہیں بہت کم پہنا کرتی تھی بلکہ اب تک صرف ایک بار ہی پہنے تھے اسے ہاتھوں میں کچھ پہنا بچپن سے ہی پسند نہیں تھا۔

" کنگن دیے تھے" اس نے مختصر سا جواب دیا۔

"اچھا تو تم نے پہنے کیوں نہیں اور بتاو تم لوگ کہاں کہاں گئے تھے مزہ آیا"۔

" ہم ناران کاغان گئے تھے" اس نے پھر مختصر سا جواب دیا تو ربیہ بھی سیدھی ہو گئی۔وہ محسوس کر چکی تھی کہ نحل کو تفصیل بتانے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے اسی لیے اس نے مزید کوئی سوال نہیں کیا اور نہ ہی نحل نے اسے دوبارہ مخاطب کیا تھا۔یوں بیٹھے بیٹھے اس اچانک صبین بیگم کا خیال آیا تو اس نے انہیں فون لگایا۔ان سے حال احوال جاننے کے بعد اس نے شام میں آنے کا بتا کے فون کاٹ دیا اور پھر عاشی کو بھی کال کر کے گھر جانے کا کہا جس پہ وہ آسانی سے مان بھی گئی تھی۔

اس نے مشال کو بھی اپنے ساتھ چلنے کا کہا تو وہ اسے خالہ کے گھر جانے کا کہہ کے چلی گئی تھی جبکہ وہ کھڑی باسط کا انتظار کر رہی تھی۔

عاشق کے لیے تو محبوب کی تجلی بھی عید سے کم نہیں ہوتی اسے رقیب سے کب کوئی سروکار ہوتا ہے۔ یہی حال آج صبح سے ارتضی کا تھا وہ عالی کو بھول چکا تھا اگر یاد تھی تو محض وہ شہد رنگ کی آنکھیں جو نقاب کے نیچے مسکرائی تھی اس کی آنکھوں کے پردوں پہ لہرائی تو وہ فورا اپنی آنکھوں کے پپٹو کو وا کر بیٹھا۔ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ نحل کی مسکراہٹ کو بھی ترسے گا۔

یوں ہی سوچتے سوچتے گھڑی پہ نظر پڑی تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اس کی واپسی کا ٹائم ہو گیا تھا۔ دل نے پھر سے اس کی ایک جھلک دیکھنے کی خواہش کی تھی۔ وہ برق رفتاری سے اپنے کمرے سے نکل کے فسٹ فلور کی طرف گیا جہاں اس نے ایک سٹور نما کمرہ تعمیر کروایا تھا جس کی کشادہ کھڑکی بڑی صفائی سے کالج کے بیرونی دروازہ کا منظر پیش کر رہی تھی۔ اس کو یوں جلدی میں دیکھ آفس کے کچھ ورکرز اسے حیرت میں مبتلا ہو گئے تھے وہ تو شکر تھا کے عمر کا کمرہ راہداری سے تھوڑا دور تھا اس نے یوں ارتضی کو جاتے نہ دیکھا تھا ورنہ وہ دوبارہ اس پہ یوں ہی طنز کے تیر چلاتا۔ وہ کھڑا اس سنگ دل کا انتظار کر رہا تھا جو کالج سے نکلنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ چند لمحے گزرنے کے بعد ارتضی کو سفید رنگ کی گاڑی گیٹ کے سامنے کرتی دیکھائی دی جس میں سے ایک خوبصورت نوجوان اور قدرے سلیقے سے چادر اوڑھے ایک لڑکی نکلی جس نے اپنے ایک کندھے پہ بستہ ڈال رکھا تھا اس کی پشت ہونے کے باوجود وہ اس کو پہچان گیا تھا وہ اسے دنیا کے کسی کونے میں پہچان سکتا تھا وہ اور کوئی نہیں عشاء رضوی تھی جو اب

فون کو کان سے لگائے کھڑی تھی جیسے کسی کو اپنے آنے کی اطلاع دے رہی ہو۔ اس نے جیسے ہی فون رکھا چند لمحوں بعد اسکی نظروں نے اس وجود کو اپنے سامنے پایا جس کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے اس کی آنکھیں نا جانے کتنی راتیں نہیں سوئی تھی۔ وہ نقاب کیے ہوئے گاڑی کی پچھلی سیٹ پہ بیٹھی تھی جبکہ وہ نوجوان لڑکا اور عاشی فرنٹ سیٹ پہ بیٹھے تھے۔اور کچھ ہی لمحوں میں وہ اسکی نظروں سے غائب ہو گئی۔دھیمی مسکراہٹ نے ارتضی کے ہونٹوں کا احاطہ کیا اور اس جگہ کو مزید کچھ لمحے تکنے کے بعد واپس اپنے روم کی طرف چل دیا۔

بعض دفع دل کی چھوٹی چھوٹی خواہشیں یوں پل میں پوری ہو جاتی ہے، انسان کو پتہ بھی نہیں چلتا اور انسان زندگی کی تلخ حقیقتوں کو بھول کہ ان میں ہی کہیں کھو جاتا ہے ۔دل کرتا ہے کہ انسان ان میں ہی کھوئے رہے باہر کی دنیا سے بے نیاز ہو کر۔ وہ چلتا ہوا واپس ریوالونگ چئیر پہ آ بیٹھا تھا گردن کرسی کی پشت پہ ٹکائے۔ وہ مسکرا رہا تھا کہ عمر کمرے میں داخل ہوا۔

"جناب ہوش کی دنیا میں لوٹیں میٹنگ کا وقت ہوا چاہتا ہے۔ "

اس کے الفاظ نے ارتضی کے خیالوں میں ارتعاش پیدا کیا تو وہ سیدھا ہوا اور اس کو غصے سے دیکھتے ہوئے گویا ہوا

"اب تو دو منٹ مجھے سکون سے خوش بھی نہیں ہونے دے گا"

"ہین ،کونسی خوشی پاگل آدمی مجھے لگتا ہے تیرے دماغ کے سارے سکریو ڈھلے ہو چکے ہیں اس کا علاج کروا" اس نے دو انگلیوں سے اپنی کنپٹی پہ دستک دیتے ہوئے کہا۔

وہ اسے واقعی گھوما ہوا لگ رہا تھا۔

عاشی گھر پہنچتے ہی صبین بیگم کو آوازیں دینے لگی جبکہ نحل چپ چاپ اس کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔ جیسے ہی وہ لاونج میں پہنچی تو صبین بیگم وہی بیٹھیں نصرین کی بیٹی کو قرآن پڑھا رہی تھی۔ وہ بھاگتے ہوئے ان کی جانب بڑھی۔

"اسلام علیکم ماما" وہ کہتے ہی ان کے گلے سے جا لگی تھی اس کے اس انداز پہ سب مسکرا رہے تھے جبکہ نحل ابھی چلتی ہوئی ان تک پہنچ رہی تھی۔

"میری بچی کیسی ہے وہ اپنی جگہ پہ کھڑی ہو گئیں تھی" اس کے سر پہ بوسہ دیتے وہ شفقت سے پوچھ رہی تھی۔

"میں نے آپ کو بہت مس کیا امی" دو آنسو ٹوٹ کر عاشی کی آنکھ سے اس کے رخسار تر کر گئے تھے جبکہ نحل ان کے پاس کھڑی اپنی باری کا انتظار کر رہی تھی۔

"میں بلکل ٹھیک" ۔

"آ جاو میری پیاری بیٹی کیسی ہو تم نحل" ضبیں بیگم نے نحل کو اپنی جانب بلاتا ہوئے دریافت کیا۔

"جی امی" وہ بھی جلدی سے اپنی ماں کے گلے آ لگی تھی انہیں کہاں عادت تھی یوں ماں سے اتنے دن دور رہنے کی وہ تو جیسے ماں سے ملنے کے لیے بے تاب تھی۔

"میں بلکل ٹھیک ہوں امی" اس نے صاف گوئی سے بتایا تو صبین بیگم اسکے سر پہ پیار کرتے ہوئے صوفے پہ براجمان ہو گئی۔ جبکہ پیچھے سے آتا باسط بولا۔

"ارے یار خالہ آپ کا بھانجا بھی آیا ہے"

"آو آو میری جان "وہ اس سے ملنے کے لیے اپنی جگہ چھوڑتے ہوئے اس کی جانب بڑھی۔ باسط نے جھک کر آداب کیا تو انھوں نے شفقت سے اس کی پشت پہ پیار دیا اور اس سے پوچھنے لگی۔

"عالی کہاں ہے وہ نہیں آیا"

"نہیں خالہ وہ اپنی اہم میٹنگ کے سلسلے میں آج صبح ہی اسلام آباد گئے ہیں"۔

"اچھا چلو تم بیٹھو میں آ رہی ہوں" وہ اسے بیٹھنے کا کہہ کر کچن کی طرف چل دی صبین بیگم کو یوں کچن میں جاتا دیکھ کے نحل بھی ان کے پیچھے کچن کی طرف چل دی۔ وہ کچن میں کام کرتی نصرین کو چائے بنانے کا کہہ رہی تھی۔ کہ اپنے عقب سے نحل کی آواز سن کے مسکرائی

"میری پیاری امی آپ کی طبعیت کیسی ہے " وہ ان کے گلے میں باہیں ڈالے کہہ رہی تھی

"ہاں میں ٹھیک ہوں بلکل تم بتاو تم خوش ہو اور عالی کیسا ہے وہ اتنی جلدی کیوں چلا گیا کم سے کم مجھ سے ملنے تو آتا"

"جی امی سب ٹھیک ہے آپ پریشان نہ ہو ان کے آفس کا امپورٹنٹ کام تھا اس لیے انہیں جانا پڑا"

"ہمممم چلو کوئی بات نہیں "وہ کہتے ہی فریج سے کبابوں کا سامان نکالنے لگی۔

"لائے امی میں کرتی ہوں"

"نہیں تم کچھ نہیں کرو گی"

"افہو امی یہ میرا گھر ہے مجھے یہاں کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں" ۔اسکی بات پہ صبین بیگم مسکرا دی۔

"اور نصرین باجی کیسی ہے آپ اور فرح کیسی ہے"اب وہ نصرین سے پوچھنے لگی تھی۔

"جی باجی سب ٹھیک ہے آپ بتائیں کیسی ہے خوش تو ہیں نہ "

"ہاں الحمداللہ" وہ شکرگزاری سے بولی۔ اور کباب فرائی کرنے میں نصرین کے ساتھ لگ گئی۔ صبین بیگم باہر لاونج میں آ گئی تھی جہاں انہیں باسط اکیلا بیٹھا ملا کیونکہ عاشی تو فورا اپنے کمرے میں جا پہنچی تھی وہ کب ایک جگہ ٹکنے والوں میں سے تھی۔

"خالہ عاشی کی اسسمنٹ شروع ہو رہے وہ بکس لینے گئی ہے"

"اچھا چلو اور بتاو فائیقہ سے بات ہوئی تمہاری کیسی ہے وہ اور اکمل صاحب کیسے ہیں"۔

"جی خالہ سب ٹھیک ہے آپ بتائیں کیسی ہیں"۔ اس نے ان سے محبت بھرے لہجے میں ان کی صحت دریافت کی

"ہاں میرا بچہ میں بلکل ٹھیک ہوں"۔ وہ دونوں باتوں میں مگن ہو گئے تھے کہ اتنے میں عاشی سیڑھیوں سے بڑبڑاتے ہوئی نیچے آ رہی تھی وہ واقعی ان کے گھر کی رونق تھی ایک لمحے کے لیے تو صبین بیگم کو یوں لگا تھا جیسے ان کے گھر کی ساری رونقیں واپس لوٹ آئی ہو جیسے۔مگر اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کے صبین بیگم اس سے پوچھے بغیر نہ رہ سکی کے آخر اسے کیا ہوا ہے۔

"کیا ہوا ایسا منہ کیوں بنایا ہوا ہے۔"

"امی میری ساری بکس کس نے آگے پیچھے کی ہے کون گیا تھا میرے کمرے میں "وہ رو دینے کو تھی اس کے کورس کی کوئی بھی کتاب اپنی جگہ پہ موجود نہیں تھی۔

وہ نصرین نے صفائی کی ہو گی اس سے پوچھو جاو کچن میں ہے۔"

"چلو جی بس ہو گیا کباڑہ" وہ ماتھے پہ ہتھیلی مارتی ہوئی کچھ کی جانب بڑھ گئی۔ اس کی اس حرکت پہ باسط اور صبین دونوں ہنس دیئے۔

اب وہ نصرین کے سر پہ کھڑی اس کی شامت لائی ہوئی تھی۔

"بتاو نصرین تم نے میری کتابوں کے ساتھ کیا کیا ہے" وہ دونوں بازو کمر پہ رکھے اس سے پوچھ رہی تھی۔

"بی بی جی میں نے کچھ بھی نہیں کیا میں نے بس ساری کتابیں اٹھا کر سٹور میں رکھ دی تھی مجھے لگا اب آپ کو ان کی ضرورت نہیں ہے "وہ بیچاری اس کے غصے سے اچھا خاصا ڈر گئی تھی۔

"شکریہ نوازش اس احسان کے لیے "وہ کہتی ہوئی وہاں سے نکل گئ جبکہ نصرین کی تو حالت ہی غیر ہو گئ تھی۔

مشال یونی سے فضہ بیگم کو ملنے آئی تھی اس کے یہاں آنے سے فضہ صاحبہ بہت خوش تھی وہ لوگ کافی دیر بیٹھے باتیں کرتے رہے تھے پھر کچھ دیر بعد وہ نصرت کو چائے بنانے کا کہہ کر لاونج میں لوٹی تو اس کے موبائل کی بیٹری ڈیڈ ہو چکی تھی وہ چارجر لینے کی غرض سے ارتضی کے کمرے کی جانب چل دی کیونکہ اسے سعد کو فون کرنا تھا۔اس کے کمرے میں بہت ڈھونڈنے کے باوجود اسے کچھ نہیں ملا مگر اس کی نظر وہاں دراز میں موجود تصویر پہ گئی جو حالت سے کچھ پرانی معلوم ہو رہی تھی۔ جس میں ایک لڑکی نے یونیفارم پہن رکھا تھا اور ارتضی اس کے سر پہ سینگ بنائے کھڑا تھا۔ وہ اسے پہچان نہیں پائی تھی۔" یہ شخص کبھی مسکراتا بھی ہو گا" وہ اسکو یوں ہنستا دیکھ کے کہے بغیر رہ ہہیں پائی تھی وہ حیران سی اسکی تصویر کو گھور رہی تھی۔

"آخر کون ہے یہ لڑکی جس سے کے ساتھ مسٹر کھڑوس اتنا خوش ہے"۔ ایک نئے سوال نے دماغ میں جھماکا مارا پھر خود ہی اپنی سوچ کو جھٹکا۔ کیا گمان ابھی واپس آ جائے اور اس پہ کسی صدی کا غصہ نکال ڈالے۔وہ اسی سوچ کے زیر اثر کمرے سے باہر آ گئی تھی۔ اس کے واپس آتے ہی فضہ صاحبہ گویا ہوئی۔

"کیا ہوا نہیں ملا چارجر "وہ انہیں بتا کی گئ تھی تاکہ وہ پریشان نہ ہو۔

"نہیں خالہ چھوڑے میں پی ٹی سی ایل سے کال کر لوں گی بھائی کو" وہ انہیں بے فکر کرتے ہوئے بولی۔

"نا جانے یہ لڑکا چیزوں کو کہاں کا کہاں رکھ دیتا ہے اسے چیزوں کو اپنی جگہ رکھنے کی تمیز پتا نہیں کب آئے گی"۔ انکی بات پہ مشال کو واقعی وہ بلا کی سچی لگی تھی وہ واقعی کب چیزوں کو ان کے اصل مقام پہ رکھنے کی تمیز جانتا تھا۔ وہ پھر سے اس تصویر والی لڑکی کے بارے میں سوچنے لگی تھی۔ اسکو یوں کھویا دیکھ کے فضہ صاحبہ نے مشال کو چائے پینے کا کہا تو وہ چائے کا کپ ہاتھ میں لیکر بیٹھ گئی کیونکہ سوچوں کا مرکز تو بس اب وہ لڑکی تھی۔

شام کے سائے ہر طرف پھیل چکے تھے۔ ایک طویل دن آخر کو اپنے اختتام کو پہنچنے کو تھا ہر طرف ٹھنڈی سرد ہوائے چل رہی تھی ۔ پرندے بھی واپس اپنے گھنسلوں میں جانے کے لیے پر تول رہے تھے۔باسط اور نحل بھی جانے کا کہنے لگے تھے جس پہ صبین بیگم کا دل دھڑکا تھا کب ماں باپ کے لیے اپنی اولاد کو جدا کرنا آسان ہوتا ہے ابھی تو وہ صبح سے انہیں جی بھر کے دیکھ بھی نہیں پائی تھی کہ وہ جانے کی بات کر رہے تھے۔ صبین بیگم نے انہیں جانے کی اجازت دی تو وہ لوگ شاہ ہاوس کی طرف روانہ ہو گئے۔

ارتضی رات کے دس بجے گھر واپس لوٹا تھا گھر میں خاموشی کا راج تھا اکثر جب وہ گھر آتا تھا تو لاؤنج میں مشال بیٹھی ہوتی تھی مگر آج ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ وہ قدم قدم چلتا ہوا فضہ صاحبہ کے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا جو اس وقت سو چکی تھی۔ وہ چھت پہ جانے کے لیے سیڑھیوں کی جانب بڑھا تو اسے سڈی سے آتی روشنی نے اپنی طرف متوجہ کیا جو ہمیشہ بند ہوتی تھی ایک وہ ہی تھا جو یہاں جاتا تھا یا عدنان صاحب تھے جو سالوں میں شاید ایک دفع وہاں جاتے ہوں گے۔وہ اس جانب مسلسل بڑھ رہا تھا۔ وہ جیسے ہی سڈی کا دروازہ کھولے اندر داخل ہوا تو ایک شخص کو کرسی پہ نیم دراز پایا بڑھتا ہوا ان تک آ پہنچا۔ وہ کوئی اور نہیں عدنان صاحب ہی تھے جو آج شام ہی گھر واپس آئے تھے۔ ان کے ضعیف جھریوں زدہ چہریں کو نا جانے کتنی دیر وہ یوں ہی کھڑا تکتا رہا۔ اس کی سوچوں کا ارتعاش عمر کے فون نے توڑا تھا وہ بڑے احتیاط سے سڈی سے باہر نکل گیا وہ انہیں جگانا نہیں چاہتا تھا۔ دل میں امڈتے سوال وہ ہمیشہ کی طرح دل کے کسی کونے میں دفنا کے بڑے بڑے ڈگ بڑھتا اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔ اس نے کمرے میں آتے ہی سب کچھ بستر کی جانب اچھالا اور ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتا بالکونی کی ریلنگ پہ ہاتھ جمائے کھڑا ہو گیا۔ اسے خود بھی نہیں پتہ تھا کہ اس عدنان صاحب سے نفرت ہے یا پیار کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ اپنے خیالات پہ محض افسوس ہی کر پایا تھا۔

نحل بستر پہ بیٹھی بک پڑھ رہی تھی کہ اسے میسج ریسیو ہوا۔ وہ حیران تھی کہ رات کہ اس پہر اسے کون میسج کر سکتا ہے۔ اس سائیڈ ٹیبل پہ پڑا فون اٹھایا تو سامنے جگمگاتے نام پہ وہ مبہم سا مسکرا دی۔

"ہائی وائفی" ان الفاظ کے بعد ایک ایموجی تھا جس نے ایک آنکھ دبائی ہوئی تھی۔ نحل کا میسج پڑھ کے منہ ہی کھلا کا کھلا رہ گیا۔ اس نے کچھ توقف کے بعد ریپلائے کیا۔ وہ جو فائیو سٹار ہوٹل میں اپنے مینجر کے ساتھ روم شیئر کر رہا تھا بستر پہ لیٹا اس کے جواب کا بے چینی سے انتظار کرنے لگا۔ میسج کی آواز پہ اپنے فون کا مسنجر آن کرتے ہی اسکے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا دن بھر کی تھکاوٹ مانو چھٹنے لگی تھی۔

"جی" وہی مختصر سا جواب دیا گیا تھا۔

"کیسی ہو جانِ من "وہ اسکو تنگ کرنے کے پورے موڈ میں تھا۔ نحل نے میسج کی بیپ سنتے ہی میسج پڑھا۔ اف اللہ کتنے چھچھورے ہیں وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی ۔ نحل کے لفظ جان پہ گالوں کے ساتھ ساتھ کان بھی شرم کے مارے سرخ ہو گئے تھے اگر عالی اسکی یہ حالت دیکھ لیتا تو ضرور ہنس ہنس کر بے حال ہو جاتا۔

" بہت بری ہوں میں "اس نے غصے سے بھرا ایموجی سینڈ کیا۔ وہ اس کا میسج پڑھتے ہی بے ساختہ ہنس دیا۔ وہ جانتا تھا کہ نحل اس طرح کی گفتگو پہ ایسے ہی بیہیو کرے گی۔

" جانتا ہوں ، ویسے کیا کر رہی ہو "وہ اس سے دوبارہ سوال کر کرنے لگا۔ بلکہ تنگ کرنے لگا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا اسے وہ یوں دو بدو جواب دینے والوں میں سے نہیں تھی۔اسی لیے خود ہی پوچھ بیٹھا۔

"جہنم میں جانے لگی تھی " اس نے تنگ آتے ہوئے جواب دیا تھا۔جواب عالی امیدوں کے مطابق دیا گیا تھا۔

"چلو پھر ساتھ ہی چلتے ہیں" اس کا دل چاہ رہا تھا زور زور سے ہنسے مگر اس وقت وہ اس کمرے میں اکیلا نہیں تھا۔ وہ اسے میسج کرتے ہی فون سائیڈ پہ رکھے سونے کے لیے کروٹ بدل گیا تھا۔وہ جانتا تھا کہ نہ اس سے زیادہ نحل کچھ اسے بتائے گی اور نہ پوچھے گی اور ایسا ہی تھا اس کا میسج پڑھتے ہی اس کا دل چاہ رہا تھا عالی کا سر پھاڑ دے وہ کڑھ کے رہ گئی تھی مگر پھر وہ فون ایک سائیڈ پہ رکھتے ہی بستر پہ لیٹ گئی۔ اس نے جیسے ہی آنکھیں بند کی نیند نے اس کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ جبکہ عالی کو صبح کا منظر اپنی قید میں لیے ہوئے تھا محل کی مسکراہٹ اسکے لیے جینے کی وجہ تھی جب جب وہ مسکراتی تھی اسے یوں لگتا تھا اسے زندگی کی ہر خوشی مل گئی ہو کوئی کمی کوئی کسک دل میں باقی نہیں رہی تھی وہ اپنے رب کا جتنا شکرگزار ہو کم ہے۔ دن ڈھل گیا تھا اپنے حصے کی خوشیاں سمیٹے۔

نئی صبح کا سورج اپنی پوری آب تاب سے چمک رہا تھا۔ سب لوگ اپنے اپنے کاموں میں مگن ہو گئے تھے زندگی اپنے ڈگر پہ واپس چلنے لگی تھی۔ نحل روز کالج جا رہی تھی عاشی کے تو فائنلز تھے اسکے بعد اسے اپنے پیا کے سنگ یہاں سے رخصت ہونا تھا اور باسط اپنا سارا کام آن لائین ہی کر رہا تھا۔فاطمہ جا چکی تھی دعا اور صارم بھی پڑھائی میں مصروف ہو گئے تھے۔عالی کو گئے ہوئے پانچ دن گزر چکے تھے۔ان کے درمیان اس کے بعد محض ایک روز کال پہ وہی سرسری سی گفتگو ہوئی تھی آج اسے صبین بیگم سے ملنے جانا تھا۔ اتوار کا دن تھا آج اسے کالج سے چھٹی تھی وہ گھر جانے کے لیے تیار ہو رہی تھی لمبے گھنے سیاہ بال کمر پہ پھیلے ہلکے نم پانی کی چھوٹی چھوٹی بوندوں سے اسکی قمیض کو تر کر رہے تھے گہرے جامنی رنگ کا جوڑا اس پہ خوب جچ رہا تھا بالوں کو کیچر میں ڈھیلا سا قید کیے اس نے کانوں میں کچھ پہننے کی غرض سے ڈریسنگ کا دراز کھولا تو اچانک نظر ان جھمکوں کی ڈبی پر گئی جو پانچ دن پہلے عالی نے اسے تحفے میں دیے تھے وہ محض تحفہ نہیں تھا اس میں اس شخص کی بے لوث محبت چھپی تھی وہ کب اسکی جنونی محبت سے ناآشنا تھی وہ جانتی تھی وہ اس سے بے پناہ محبت کرتا ہے۔ وہ نہ بھی کہتا تو اسکی سیاہ کسی گہری جھیل کی مانند آنکھیں بنا بولے سب کہہ دیتی تھی جو نحل کو بہت پسند تھی۔ اس نے دراز میں سے وہ ڈبیا نکالی اور جھمکے نکالے ایک ایک کر کے انہیں اپنے کانوں میں سجا لیا۔ اس لمحے عالی کے الفاظ کی باز گشت ہوئی

" خیال رکھنا اپنا، یہ میری امانت ہے تمہارے پاس" وہ اپنی سوچ پہ مبہم سا مسکرائی اور اپنے سر کو نفی میں جنبش دی۔ ہلکی سی لپسٹک لگانے کے بعد ہی اس کا چہرہ سج چکا تھا مگر اسے اپنے میک اپ میں مزید ایک اور چیز کا اضافہ کرنا تھا جس کے بغیر اسکا میک آپ کبھی بھی مکمل نہیں ہوتا تھا اس نے اپنی لمبی خوبصورت پلکوں پہ بھر کے مسکارا لگایا اور ٹپٹپاتے ہوئے آنکھوں کو دو سے تین بار بند کیا اور کھولا۔ وہ خود کو قیمتی محسوس کرنے لگی تھی۔ اسکی محبت نے اسے خود اعتماد بنا دیا تھا وہ جانے انجانے میں اسکی محبت پہ ایمان لے آئی تھی۔ گھر کے سب بڑے ناشتہ کر چکے تھے۔ وہ قدم قدم چلتی سیڑھیوں سے نیچے اتر رہی تھی کندھے سے نیچے جھولتا ڈوپٹا پیچھے کی جانب سے سمٹتے سمٹتے وہ سامنے سے آتے مظبوط شخص سے بری طرح ٹکرا گئی تھی اس کا سر جھول گیا اس سے پہلے اسکا پاوں پھسلتا سامنے موجود شخص نے مظبوطی سے تھام لیا۔ جس پہ جھٹکا کھا کر اس نے سامنے کی جانب دیکھا اگر وہ اس وقت نہایت اچھے موڈ میں نہ ہوتی تو دو چار باتیں سنا ہی دیتی مگر کس کی اتنی مجال جو اسے یوں اسی کے گھر میں تھام کر کھڑا ہو جائے سامنے موجود کھڑا شخص آنکھوں میں دنیا جہان کی محبت سمیٹے اسکے ہر نقش کو حفظ کر رہا تھا۔ سیاہ آنکھیں بھوری شہد رنگ آنکھوں سے ملی تو دونوں ایک لمحے کو کھو گئے۔ اسکے بھاری کلون کی خوشبو اسے مدہوش کرنے کو تھی پھر خود کو قدرے سنبھالتے ہوئے نحل فورا سے سیدھی ہوئی سامنے کھڑا عالی بھی خود کو کمپوز کر چکا تھا۔

"آآپ آ گئے" نحل نے سر جھکائے سوال کیا کیونکہ نظریں مزید ملتی تو دل باغی ہو جاتا۔

"ہمم کیوں تمہیں اچھا نہیں لگا"۔ازلی خوبصورت مسکراہٹ نے اس کے ہونٹوں کو چھوا۔عالی کی سفر کی تھکان ختم ہو چکی تھی۔نظریں جسکی منتظر تھی وہ اسکے سامنے سراپائے حسن بنی کھڑی تھی۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے "نظریں بغاوت دینے کے در پہ تھی اس نے آنکھیں اٹھائے معصومیت سے جواب دیا اسکی حالت سے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ تھکا ہوا ہے بازوں پہ نیوی بلو کوٹ جھول رہا تھا شرٹ کے پہلے تین بٹن کھلے تھے بال بھی الجھے ہوئے تھے ایک ہاتھ میں آفس بیگ تھام رکھا تھا اسکا معائینہ کرتے ہوئے وہ آخری سیڑھی سے نیچے اتر آئی جبکہ عالی بھی اس دوران اسکا جائیزہ لے چکا تھا وہ گہرے جامنی رنگ کے خوبصورت جوڑے میں لمبے نیم تر بال کمر پہ کھولے کانوں میں وہی اسکے دیئے ہوئے جھمکے پہنے کوئی پری زادی لگ رہی تھی سیاہ کالی آنکھوں نے ہونٹوں تک کا سفر طے کیا تو دل ایک بار ڈوب کے ابھرا تھا اس نے شادی کے بعد آج پہلی بار اسکے ہونٹوں کو یوں سجے دیکھا تھا۔ہلکی بھوری آنکھیں لمبی گھنی پلکوں تلے چھپی ہوئی ملیں اسکی تیاری سے وہ جان گیا تھا کہ ضرور کہیں جانے کی تیاری ہے کیونکہ وہ گھر میں یوں تیار ہونے کی عادی نہیں تھی اور نہ ہی کبھی کالج تیار ہو کر جایا کرتی تھی۔

"تم کہیں جا رہی ہو" سوال اسکی تیاری کے بابت کیا گیا تھا۔

"جی ماما سے ملنا جانا تھا آج مجھے "وہ جانے کے لیے مڑی تو عالی نے اسے پکارا۔

"ایک کپ چائے کا لے کر آو کمرے میں"۔اسکے کہتے ہی کمرے کی جانب بڑھ گیا سب بڑے لان میں موجود تھے جبکہ باقی ساری قوم اپنے کمروں میں اس وقت گدھے گھوڑے بیچ کے سوئے ہوئے تھے۔ اپنا دھڑکتا دل لیئے وہ کچن کی جانب چل دی۔ کچن میں سکینہ برتن دھو رہی تھی اس نے آگے بڑھ کر چائے کا برتن اٹھایا تو سکینہ فورا سے اسکی جانب بڑھی

"لائے چھوٹی دلہن میں چائے بنا دیتی ہوں"وہ اسکے ہاتھ سے چائے کا برتن واپس لیتے ہوئے بولی۔

"نہیں نہیں ٹھیک ہے میں بنا لوں گی"اس نے اسکے ہاتھ سے برتن واپس لیا تو وہ بیچارگی سے بولی۔

"نہیں بی بی جی خفا ہو گی آپ رہنے دیں"

"کچھ نہیں کہے گی ممانی آپ مجھے بنانے دیں" وہ کہتے ہی چائے کے برتن میں دودھ انڈیلنے لگی چائے بناتے ہی اس نے ایک ٹرے میں ایک کپ چائے اور ساتھ دو عدد کباب اور ٹوسٹ رکھے اور اوپر کی جانب چل دی۔ اسکی یوں اچانک آمد پہ دل ایک عجب

طرز پہ دھڑک رہا تھا۔یا شاید خوش تھا وہ اپنی حالت پہ خود حیران تھی خود کو قدرے سنبھالتے ہوئے وہ کمرے کا دروازہ وا کرتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ ڈوپٹہ ابھی بھی کندھے پہ ہی کہیں ٹکا ہوا تھا ورنہ وہ زیادہ تر حجاب ہی رکھتی تھی۔سامنے وہ صوفے پہ نیم داز گردن ٹکائے آنکھیں میچے بیٹھا تھا۔ وہ میز پہ چائے رکھتے ہی جانے کو مڑی تو عالی نے اسکی کلائی تھامی۔

"کہاں "دونوں بھونیں اُچکا کے سوال کیا گیا تھا۔

"کہیں نہیں وہ"اس نے یوں ہی کھڑے کھڑے جواب دیا۔

"یہ نہیں کے شوہر اتنے دن بعد گھر آیا ہے تو تھوڑی خدمت ہی کر دوں ،یہاں آو "وہ اپنے قریب صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسکی کلائی تھامے بیٹھنے کا کہہ رہا تھا وہ اپنی کلائی چھڑواتی ہوئی اس سے کچھ فاصلے پہ آ بیٹھی اسکا سراپا حسن عالی کے اعصاب پہ طاری ہو رہا تھا۔وہ اسکی جانب مڑتے ہوئے گویا ہوا۔

"ایک ہی دل کتنی بار لوٹوں گی یار "اسکے سنجیدہ بھاری لہجے میں کہنے پہ نحل چھنپ گئی شرم کے سارے رنگ اسکے چہرے پہ اتر آئے تھے وہ اسکو یوں شرماتا دیکھ حیران ہو رہا تھا کہ واقعی نحل بھی شرماتی ہے وہ آج اسے حیران کرنے کے در پہ تھی۔ہاتھوں کو مسلسل مسلتے ہوئے اس نے نظریں اٹھا کے اسکی جانب دیکھا جو یک ٹک اسے ہی دیکھ رہا تھا وہ پھر سے اپنے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے گویا ہوئی۔

"آپ مجھے امی کی طرف لے چلیں وہ پہلے بھی آپ کا پوچھ رہی تھی"۔ اسکے شرم سے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھتے ہوئے عالی کا جاندار قہقہ پورے کمرے میں گونجا۔ عالی نے قریب ہو کر کان میں سرگوشی کی۔

"ویسے شرماتے ہوئے بہت خوبصورت لگتی ہو" اسنے کہتے ہی آنکھ دبائی تو نحل نے پاس پڑا کشن اسکے بازو پہ دے مارا اور وہ پھر سے ہنسنے لگا اور نحل سرخ ہوتا چہرہ لیے کمرے سے باہر آگئی جبکہ عالی فریش ہو کر آرام کرنے کی غرض سے بستر پہ لیٹ گیا تھا کیونکہ پھر اسے نحل کو صبین بیگم کے گھر بھی لے جاناں تھا آخر کو اس نے اتنے مان سے جو کہا تھا۔

کمرے میں ہر طرف کپڑے جوتے اور ناجانے کون کون سی فائیلز میز پہ بکھری پڑی تھی وہ تو صفائی پسند سا نفیس شخص تھا۔ دھڑ کی زور دار آواز سے دروازہ کھلنے پہ گردن کو جنبش دے کہ اس نے مدھم سا سر اٹھایا یقینا جو بھی اسکے آرام میں دخل پیدا کرنے آیا تھا اس نے اپنی شامت خود بلوائی تھی۔ وہ گردن اٹھائے داخلی دروازے کی جانب دیکھ رہا تھا جہاں سے شیطانوں کا ٹولا اندر تشریف لا چکا تھا وہ سب اس سے تقریبا بارہ چودہ سال چھوٹے تین شیطان سے بچے تھے جنہیں ارتضی کے غصے کی سرے سے کوئی

پرواہ نہیں تھی وہ چلتے ہوئے اسکے بیڈ پہ آ بیٹھے اور ایک نے تو اچھلنا بھی شروع کر دیا تھا۔

"اففففف عاتی بھائی کتنا گندا کمرہ ہے اپکا اخخخ" یہ آمنہ تھی جو پندرہ سالہ بچی اس کے کمرے کا جائیزہ لے رہی تھی اور اب بارہ سالہ احمد ارتضی کہ سراہنے آ پہنچا

" عاتی بھائی اٹھ جائے پھوپھو نے کہا تھا آپ ہم سب کو پارک لے جائے گے" آٹھ سال کا نوفل ابھی تک بیڈ پہ اچھل رہا تھا۔ جیسے کسی جوئے لینڈ میں فری کے جھولے مل رہے ہو اور اس پہ لینا فرض ہو۔ احمد کے یوں مسلسل ہلانے پہ وہ مکمل طور پر جاگ چکا تھا اور اپنے کمرے میں ہوتی صورتحال کا جائیزہ لے رہا تھا وہ آدھ کھلی آنکھوں سے ایک ایک کر کے سامنے موجود بچوں کو پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا جس کے اس انداز پہ وہ سب زوروں سے ہنس دیے۔احمد اسکو یوں دیکھ کے گویا ہوا۔

"عاتی بھائی ہم لوگ پھوپھو سے ملنے لاہور آئے ہیں آپ نے تو کراچی نا آنے کی قسم کھا رکھی ہیں"۔ مطلب وہ اس کے اکلوتے ماموں کے بچے تھے اور ان کے چھوٹی عمر کی وجہ ماموجان کا روبینہ اور فضہ صاحبہ سے عمر میں بہت چھوٹا ہونا تھا۔ جس وجہ سے شادی بھی دیر سے ہوئی تھی۔

"ہاں یار" آمنہ نے افسردگی سے منہ لٹکایا۔ وہ تو انکی ایکٹنگ دیکھ کر حیران ہو رہا تھا کہ احمد نے ایک نئی فرمائش پیش کی۔

"لیکن ہم اب آ گئے ہے نہ آپ کا پورا لاہور دیکھے گے" بچوں سے اسے نفرت نہیں تھی بلکے اسے تو ان معصوم فرشتوں سے باتیں کرنا بہت پسند تھا۔ وہ جان گیا تھا کہ عمر کی شادی کے سلسلے میں اسکے ماموں اور ممانی لاہور آئے ہیں وہ ابھی ان کی معصومانہ باتیں سن رہا تھا کہ اچانک دروازے پہ دستک دیتے ہوئے مشال اندر آئی۔

"چلو بچوں ناشتہ لگ گیا ہے اور نوفل آپ یہاں کیوں اچھل رہے ہو" اس نے مسکراتے ہوئے اچھلتے نوفل کو دونوں بازوں سے پکڑے نیچے اتارا۔

"چلو سب" وہ جانتی تھی انہوں نے کیسے سوتے ارتضی کی نیند برباد کی ہو گی کیونکہ ابھی کچھ دیر پہلے وہ اسکے ساتھ بھی یہی سلوک کر چکے تھے اور ان کی بہت ضد پہ اسے ان سب افلاتونوں کو فضہ صاحبہ کے گھر لانا پڑا تھا۔
جیسے ہی وہ سب باہر جانے کو دروازے تک پہنچے تو مشال بھی انکے پیچھے پیچھے چل دی۔ وہ سفید ٹراوزر اور گرین شرٹ میں الجھے بالوں کے ساتھ سر بیڈ کی ٹیک سے لگائے اسے پکارنے لگا۔ اپنا نام یوں اس سنگدل کے منہ سے سن کے وہ پلٹے بنا نہ رہ سکی تھی۔

"مشال"

"جی" وہ اس کی کاروائی دیکھ رہی تھی۔

"ماموں ممانی بھی آئے ہیں کیا" وہ اب بستر سے نیچے اتر رہا تھا۔

"نہیں وہ ہماری طرف ہی رکے ہیں"

" ہمممم اوکے " وہ کہتے ہی اپنے پاوں میں سلیپر پہنتا ہوا واشروم کی طرف چل دیا جبکہ مشال سر جھٹک کے کمرے سے باہر نکل گئی وہ جاتے جاتے اس کے کمرے کی حالت پہ سرسری نظر ڈال گئی۔ وہ نیچے اتری تو سامنے لاونج میں ڈائیننگ ٹیبل پہ وہ تینوں بڑے استحقاق سے بیٹھے ناشتہ کر رہیں تھے اور کرتے کیوں نہ ان کی پھپھو کا گھر تھا۔وہ نیچے اترتی ہوئی نصرت کو آواز دے رہی تھی کہ سامنے سے آتے عدنان صاحب سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔

"اسلام علیکم انکل "وہ سنبھلتے ہی بولی جبکہ وہ انکو گھر میں دیکھ کہ حیران ہوئی تھی اگر اسے زرا سا بھی علم ہوتا کہ وہ گھر میں ہے تو وہ کبھی بھی صبح صبح بچوں کے ٹولے کو یہاں اٹھا کے نہ لاتی۔

"واسلام" وہ مختصر سا جواب دیتے ہی لاونج عبور کرتے باہر لان کی جانب چل دیئے۔ جبکہ مشال خود ڈائیننگ کی طرف چل دی۔ سب ناشتہ کر رہے تھے کہ ارتضی بھی نیچے آ گیا اور ان بچوں سے باتوں میں مگن کافی کو گھونٹ گھونٹ پینے لگا وہ اسے اپنا کراچی

نامہ سنا رہے تھے جبکہ مشال قریب صوفے پہ بیٹھی اس شخص کو تک رہی تھی جسے سوائے اس کے ہر انسان اچھا لگتا تھا شاید ۔ وہ مسکراتے ہوئے احمد کی بات سن رہی تھی کے آمنہ نے اس کو آن گھیرا۔

"آپی مشال یار آپ نے بولا تھا ارتضی بھائی آپکو لاہور گھمائیں گے جبکہ وہ تو ہوش میں آنے کو نہیں دے رہے"۔ آمنہ کی بات پہ ارتضی گنگ سا اسے دیکھنے لگا جیسے کہنا چاہ رہا کہ تمہارا دماغ خراب ہے کیا اور مشال خجل سی ہو کے مسکرا دی آمنہ بڑے مزے سے ارتضی کے سامنے اس کا بھانڈا پھوڑ چکی تھی جبکہ اس نے تو اپنی جان چھڑانے کے لیے اسے ارتضی کا کہا تھا۔

"ہمم لیکن ابھی بھایا تھکے ہوئے ہیں نہ تو ہم کسی اور دن چلیں گے"۔اس نے انہیں تسلی بخش جواب دینے کی کوشش کی۔

"لو جی" یہ احمد تھا، بس اتنی سی دیر تھی کے تینوں منہ لٹکائے سینے پہ بازوں باندھے شکواں کنہ نظروں سے مشال کو دیکھنے لگے۔جبکہ فضہ بیگم مسکراتی ہوئی باہر لان کی طرف چل دی۔

"اب گھر چلتے ہیں پلیز" اس نے التجا کرتے ہوئے کہا۔ارتضی اسکی معصومیت پہ مبہم سا ہنس دیا۔ وہ بچوں کے ساتھ خود بھی بچی بن گئ تھی۔

"اچھا چلو آو میں تم سب کو پارک لے چلتا ہوں" اسکی بات پہ تینوں خوشی سے جھومنے لگے انکے چہروں کی خوشی دیکھ کہ ارتضی کو دلی خوشی ہوئی تھی۔ وہ اٹھ کے باہر گاڑی کی طرف چل دیا جبکہ مثال اسے حیرت سے دیکھتی رہ گئ۔اس نے نصرت کو ارتضی کے کمرے میں بیجھا تھا صفائی کیلیے اور فضہ کے کہنے پہ اب وہ خود بھی اس کے کمرے کی جانب بڑھ گئ۔ سارا کمرہ اپنی نگرانی میں صاف کرایا اور پھر تھک کر وہی ایک کارنر میں پڑی بڑی کرسی پہ سر ٹکا گئ۔ ارتضی ان کو پارک سے گھمانے کے بعد آئیس کریم بھی کھلوا کے لایا تھا وہ خوشی سے پرجوش انداز میں لان میں بیٹھی فضہ صاحبہ کو بتا رہے تھے جبکہ خود کمرے کی جانب بڑھ گیا اسے تیار ہو کر ابھی عمر کے ساتھ شوپنگ پہ بھی جانا تھا۔مثال اسکے کمرے میں ریسٹنگ چئیر پہ بیٹھے بیٹھے کب سوئی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔ وہ کمرے کا دروازہ واہ کیے اندر داخل ہوا اور قدم قدم چلتا ہوااس کے سر پہ آ پہنچا کچھ دیر اسکو یوں ہی تکنے کے بعد اسکا بازو سختی سے دبوچے اسے چئیر سے نیچے اتارا وہ آدھ کھلی آنکھوں سے اس کو دیکھ رہی تھی کہ اس کے بولنے پہ ایک دم ہوش میں آئی۔

"میں پوچھ رہا ہوں، میرے کمرے میں کیا کر رہی ہو" وہ آہستہ مگر سختی سے پوچھ رہا تھا مشال تو ہڑبڑاہٹ میں جواب بھی نہیں دے پا رہی تھی

"و ووہ م م میں"

"کیا م م" وہ غصے سے پوچھ رہا تھا پتہ نہیں اسے یوں اپنے کمرے میں دیکھ کے ارتضی کو کیا ہوا تھا۔

"مجھے خالہ نے کہا تھا صفائی کا تو بس اسی لیے میں" اس نے صفائی پیش کی۔

"تو تم نے یہاں ڈیرہ ہی ڈال لیا"اس نے طنزیہ انداز میں کہا تو مشال کو شرمندگی نے آ گھیرا

"نہیں آئی ایم ساری"

"آئندہ میرے کمرے میں آنے کی قطعا کوئی ضرورت نہیں ہے" وہ بیچاری تو رو دینے کو تھی اس نے مشال کے بازو پہ مزید دباو ڈالتے ہوئے کہا تو وہ درد سے کراہ اٹھی۔ارتضی اسے خود سے دور کرتے سائیڈ پہ جا کھڑا ہوا۔ جبکہ وہ موقع ملتے ہی کمرے سے باہر نکل گئی۔ سانسوں میں عجیب ہلچل مچی ہوئی تھی اسکو خود کے اتنا قریب پا کر ۔مشال اس شخص کو سمجھنے سے قاصر تھی۔ "عجیب کھڑوس آدمی نہ ہو تو"وہ دل ہی دل میں سوچ کے رہ گئی۔

"اس کی محبت نے میری زندگی زنگ آلود کر دی ہے پھپھی جان، میری زندگی میں کوئی رنگ باقی نہیں رہا ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے" ارتضی کے کہے الفاظ ان کے کانوں میں رچ بس گئے تھے کیا واقعی وہ نحل سے محبت کرتا تھا اور نحل نے جان بوجھ کے عالی کا انتخاب کیا تھا۔ نا جانے ایسے کتنے خدشات ان کے دماغ کو گھیرے ہوئے تھے۔ وہ جانتی تھی انکی بیٹی ایک نیک اولاد کی طرح ان کی ہر بات مانتی تھی تو کیا واقعی اس نے اپنی ماں کی خاطر اپنی محبت کو بھی ٹھکرا دیا تھا نہیں وہ ارتضی سے محبت نہیں کرتی تھی۔ عجیب کشمکش سے دوچار صبین بیگم گھر کے لان میں بیٹھی کسی غیر مرئی نکتے کو گھور رہی تھی کہ دروازے پر دستک سے ہوش میں لوٹی۔ سہ پھر کا ٹائم تھا ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اکتوبر کے دن تھے مسلسل دو گھنٹے سے یہاں بیٹھی صبین بیگم کا سارا جسم ٹھنڈا ہو رہا تھا۔ دوسری دستک پہ نصرین نے دروازہ کھولا نحل اور عالی اندر داخل ہوئے تو نصرین نے انہیں لان کا پتہ دیا جس پہ وہ دونوں لان کی جانب چلے آئے۔یہاں بیٹھی صبین بیگم ایک لحظے کو اپنی ہر پریشانی بھول گئی تھی انکی بیٹی پروقار شخص کے ہمراہ قدم قدم چلتی ان کے پاس آرکی تو وہ خوشی سے پرجوش انداز میں اس سے لپٹ گئی۔ وہ بلکل ٹھنڈی ہو رہیں تھیں ۔ عالی نے گردن جھکائے سلام کیا تو وہ اس کو بڑی شفقت سے پیار دے کر بیٹھنے کا کہنے لگی۔

"امی اندر چلتے ہے یہاں سردی ہو رہی ہے ویسے بھی آپ کے ہاتھ کافی ٹھنڈے ہو رہے ہے"

"ہاں چلو" وہ کہتی ہوئی اندر کی جانب چل دی۔ نحل کو یوں تیار دیکھ کے صبین بیگم کو دلی مسرت پہنچی تھی وہ جان گئی تھی کہ وہ خوش ہے۔ وہ نصرین کو چائے بنانے کا کہہ کر عالی سے باتوں میں مصروف ہو گئی۔ نحل سے عاشی کا پوچھنے پہ پتا چلا تھا کہ کل اسکا آخری پیپر ہے اور وہ کل ہی پیپر کے بعد باسط کے ساتھ آئے گی۔

نحل اور عالی شام تک صبین بیگم کے گھر رہے تھے اور رات کو واپسی کی راہ لی صبین بیگم کی طرف ڈنر کا اہتمام کیا گیا تھا عالی کچھ دیر نحل کو چھوڑ کر اپنے دوست سے ملنے کے لیے چلا گیا تھا تو صبین بیگم نے نحل سے بات پوچھی جو نا جانے کتنے دن سے ان کا دل دہلائے ہوئے تھی۔

وہ کھانے کا کہتے ہی نحل کے پاس چلی آئی جو اپنی بک شیلف سے چند کتابیں اکٹھی کرنے میں مصروف تھی وہ قدم قدم چلتی اس کے پاس آ کھڑی ہوئی پھر اسے مخاطب کیا۔

"نحل ارتضی آیا تھا"صبین بیگم سے اس شخص کا نام سن کے اسے اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی تھی۔

"اچھا لیکن کیوں ماما" وہ مڑے بغیر بولی وہ نہیں چاہتی تھی کہ صبین بیگم اس کے چہرے پہ چھایا ہوا خوف اور نفرت دیکھیں وہ اسی تحمل سے گویا ہوئی۔

"وہ مجھ سے ملنے آیا تھا اکثر آتا رہتا ہے بڑا سعادت مند بچہ ہے"وہ محبت سے کہہ رہی تھی جبکہ نحل کو اسکی تعاریف پہ کوفت محسوس ہو رہی تھی۔

"عجیب آدمی ہے نا جانے کیوں روز روز منہ اٹھائے آ جاتا ہے"۔اس نے لاپرواہی سے جواب داغا کیوں کہ وہ جانتی تھی کہ وہ اکثر ان سے ملنے کے لیے یہاں آ جاتا تھا۔ مگر اس دن کے بعد وہ اس سے اس سب کی امید نہیں رکھتی تھی۔

"کیا تم جانتی ہو وہ تم سے محبت کرتا ہے کہہ رہا تھا کہ تمھاری محبت نے اسکی زندگی کو زنگ آلود کر دیا ہے"ان کے الفاظ سے نحل کو اپنا وجود تھرتھراتا ہوا محسوس ہوا تھا کیا وہ ایک بار پھر اپنی بے وقوفی کی وجہ سے اسے اس کی ماں کے سامنے بے مول کر گیا تھا وہ ہنوز اسی طرح کھڑے کھڑے بولی۔

"تو اس میں میرا کیا قصور ہے امی " لاپرواہی سے جواب دیا گیا تھا۔

" کیا تم یہ سب جانتی تھی" وہ اب اس کا بازو پکڑے اسے اپنی جانب موڑے ہوئے گویا ہوئی۔

" افکورس نہیں امی مجھے کیسے پتا ہو گا" وہ انجان بنی اتنی سرد مہری۔ انکی بیٹی اتنی سنگ دل تو نہیں تھی۔

"امی وہ شخص پاگل ہو چکا ہے آپ اسکی باتوں پہ زیادہ دھیان نہ دیا کریں" وہ اب انہیں پاس پڑے صوفے پہ بیٹھا رہی تھی اور دل شکر ادا کر رہا تھا کہ اس نے اس روز کی کوئی بات انہیں نہیں بتائی تھی۔ اگر وہ ایسا کچھ بھی کرتا تو یقینا نحل اسکا حشر نشر کر دیتی۔ مگر وہ کہاں جانتی کہ یہ جملہ بھی وہ محض جذبات میں بہہ کر کہہ گیا تھا ورنہ وہ

کبھی یوں اپنی محبت کسی پہ آشکار نہ ہونے دیتا۔ زبان اور دل پہ اتنا اختیار تو اسکا بھی تھا کہ وہ کم سے کم اسکی عزت پہ حرف نہ آنے دے۔

"دیکھوں نحل مجھے سچ سچ بتاو کہیں تم نے میری وجہ "بات کرتے کرتے وہ لمحے کو رکی تو نحل نے انہیں ٹوکا۔

"افہو امی کیسی باتیں کر رہی ہے میں اب عالی کی بیوی ہوں اور انکی عزت ہوں۔ کسی نامحرم کی محبت سے میرا کیا لینا دینا۔" وہ چاہ کر بھی یہ نہیں کہہ پائی تھی کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے وہ کہتے ہی ان کے قریب ہوئی ان کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھے سر کو انکے کندھے پہ جھکائے انہیں یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"اور آپ اپنے اس چھوٹے سے دل پہ اتنا بوجھ نہ ڈالے"۔ وہ جانتی تھی اسکی ماں اسکے لیے پریشان ہے اور صبین بیگم کو پہلے ہی دل کا مسئلہ تھا۔ دو ہارٹ اٹیک تو پہلے ہی آ چکے تھے وہ انہیں ہر قسم کے سٹریس سے بچانا چاہتی تھی

تو اپنی پریشانی کو پس پشت ڈال کر مسکرا دی۔

◇◇◇◇◇◇◇◇

گاڑی میں سفر کرتے اس کا ذہن انہی سوچوں میں الجھا ہوا تھا جبکہ عالی ڈرائیونگ کے دوران گاہے بگاہے اس پہ نظر ثانی کرتا ہوا مستفید ہو رہا تھا پر اسے یوں پریشان دیکھ کے پوچھے بغیر نہ رہ سکا تھا۔

"کیا ہوا، تم پریشان لگ رہی ہو "نظریں باہر کی جانب مرکوز رکھے ہوئے اس نے پوچھا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں بس یوں ہی امی کی طبیعت کیلیے تھوڑی فکر مند ہو"وہ ارتضی کے بارے میں اس سے کسی قسم کی کوئی بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"کیوں کیا ہوا پھوپھو کی طبعیت کو"

"کچھ نہیں بس ویسے ہی خود کو نا جانے کن سوچوں میں الجھائے رکھتی ہیں میڈیسن بھی ٹائم پہ نہیں لیتی" وہ فکر مندی سے بولی۔

" ہمممم تو کسی نرس کا انتظام کر لیتے ہیں " اس نے اپنی تجویز پیش کی۔

"نہیں، میں نصرین کو دوا کی پابندی کا کہہ کر آئی ہو "

" ہمممم"اس نے مختصر جواب دیتے ایک چھوٹے سے ریسٹورینٹ کے سامنے گاڑی روکی تو نحل اسے حیرت سے دیکھنے لگی جو خود گاڑی سے اتر چکا تھا اور اس کی جانب آ کر اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اپنا ہاتھ اسکو پیش کیا پہلے تو نحل جھجکی مگر پھر نحل بغیر کسی نخرے کے بڑے استحقاق سے تھامے گاڑی سے نیچے اتر آئی اور مسلسل عالی کی کاروائی دیکھتی رہی جو اسکا ہاتھ تھامے آگے آگے اور نحل اسکے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔ وہ واقعی اپنی سوچوں میں اتنی مگن تھی کہ اسے اس بات کا بھی اندازہ نہیں ہوا

کہ وہ گھر کے راستے پہ نہیں ہے۔ عالی شیشے سے بنے بڑے دروازے کو دھکا دیتا ہوا اندر داخل ہوا اور قدم قدم چلتا ہوا ایک ٹیبل پہ آ بیٹھا۔ وہ بھی بیگ سائیڈ پہ رکھتی شال کندھوں پہ سیٹ کرتی اس کے سامنے چیئر پہ بیٹھ گئی حجاب سے ہی نقاب کر رکھا تھا۔ ہلکی بھوری آنکھیں سوالیہ انداز میں اسے تک رہی تھی جیسے پوچھ رہی ہو کہ یہاں آنے کی وجہ،عالی کا کھانے کے بعد کافی پینے کو دل چاہا تو گاڑی اپنے من پسند ہوٹل کی جانب موڑ دی اور اب نحل سے پوچھ رہا تھا کہ وہ چائے لے گی یا کافی ،دل تو اس کا بھی کر رہا تھا تو عالی نے دو عدد کیپچون کافی آرڈر کی اور پھر سے نحل کی طرف متوجہ ہو گیا۔ نحل کے ذہن میں صبح سے سوال چل رہا تھا تو وہ اس سے پوچھ بیٹھی۔

"آپ نے مجھے اپنے آنے کا بتایا کیوں نہیں دی عالی" وہ اس سے شکوہ منہ انداز میں گویا ہوئی۔

"میں نے سوچا تھا تمہیں سرپرائز دو گا مگر تم نے تو مجھے ہی سرپرائز کر دیا" وہ اسکی تیاری کی وجہ سے اسے کہہ رہا تھا جس پہ نحل بگڑی۔

"آج کے بعد نہیں کرو گی" وہ اسکی بات کا غلط مطلب لے رہی تھی۔وہ اسکی حیرانی کو طنز گرداب رہی تھی۔

"ارے ارے میں نے یہ تو نہیں کہا ایک تو تمہیں غصہ بہت جلدی آتا ہے۔ بلکہ میں تو چاہتا ہوں تم ہر وقت یوں ہی تیار رہو اچھی لگتی ہو" اس نے تیکھی مسکان ہونٹوں پہ

جمائی نحل اسکی نظروں کی تاب نہ لاتے ہوئے نظروں کا زاویہ بدل گئی تو وہ بھی مبہم سا مسکرا دیا۔کافی ویٹر دے کے جا چکا تھا اور وہ دونوں کافی پی رہے تھے۔ نحل کا ذہن پھر سے اس شخص کی بے تکی حرکت پہ آ ٹھرا وہ کیوں اپنی محبت کے اشتہار لگاتا پھر رہا تھا وہ اسکی سمجھ سے بالا تر تھا۔پھر خدی سر کو جھٹک کے کافی کے گھونٹ بھرنے لگی۔

"کل عمر کی مہندی ہے تیاری کر لینا ہم دونوں جا رہیں ہے" عالی نے کافی کا گھونٹ بھرتے ہوئے نحل کو اطلاع دی

"کون عمر "وہ عمر نامی شخص کو بھول گئی تھی۔

"تمہیں بتایا تو تھا میرا اکلوتا دوست ہے یار وہ" اس نے یاد دہانی کرائی تو نحل کو یاد آیا۔

"اوہ ہاں اوکے" اس نے بھی یاد آتے ہی ہامی بھری۔ کافی پیتے ہی وہ دونوں گھر کی جانب چل دیئے کیونکہ رات کافی ہو گئی تھی اور اسلم صاحب کو یوں اس وقت گھر سے باہر رہنا پسند نہیں تھا بھلے وہ لوگ اب شادی شدہ تھے مگر رات کے اس پہر وہ گھر کے کسی بڑے کو بھی گھر سے باہر جانے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ وہ گھر لوٹے تو کمرے میں جاتی نحل کو وہ بالائی چھت پہ لے آیا تھا وہ دونوں وہاں کھڑے گہری رات کا نظارہ کر رہے تھے۔ ہر طرف دھند کا راج تھا۔

"عالی یہاں سردی ہے چلیں نیچے ورنہ آپکو پھر سے سردی لگ جائے گی"وہ پریشانی سے بولی۔

"تو تم ہو نہ مجھے ٹھیک کرنے کیلئے "اس نے پیار سے اسکا چھوٹا سا ناک کھینچا

"اففف یہ نہ کیا کرے "وہ اسکا ہاتھ اپنی ناک دور سے ہٹاتی ہوئی بولی۔اسے اس حرکت سے سخت چڑ تھی۔

"ہمم وہ اسکا بازو تھامے کھڑی تھی" یقینا اسے بہت سردی لگ رہی تھی۔

"عالی آپکو کھانے میں کیا پسند ہے"۔ وہ اس سے پوچھنا چاہتی تھی کیونکہ وہ کالج کے بعد سارا سارا دن بور ہو جاتی تھی اور عالیہ بیگم اسے کچن میں کوئی کام نہیں کرنے دیتی تھی۔

"مجھے کانٹینینٹل اور دیسی دونوں بہت پسند ہے"۔ اسے نحل سے اس سوال کی امید نہیں تھی اسکا بدلہ رویہ بتا رہا تھا کہ گزشتہ پانچ دن میں اسے خاصا مس کیا گیا ہے جبکہ وہ بیچارہ تو یہ سمجھ رہا تھا اسے اس سے کوئی غرض ہی نہیں ہے۔مگر اس کے برعکس نحل نے اسے واقعی مس کیا تھا بھلے وہ ایک ساتھ رہتے ہوئے لڑتے جھگڑتے ہی تھے مگر اسے اسکی فضول گوئی کی عادت ہو گئی تھی۔

"اوکے پھر میں کل آپ کے لیے کھانے میں کچھ بناوگی" وہ کہتی ہوئی پھر سے آسمان کو تکنے لگی۔

"ہاں مگر کل نہیں کیوں کہ کل ہمیں عمر کی مہندی پہ جانا ہے" وہ اسے یاد کرا رہا تھا۔

"اوکے "وہ یاد آنے پہ بولی۔

''چلیں'' اس نے اجازت مانگی تھی سردی کی شدت بڑھنے لگی تھی۔

''جی ''وہ کہتی ہوئی آگے آگے چل دی اور عالی اسکے پیچھے ہو لیا۔ وہ دونوں کمرے میں آتے ہی سوتے بنے۔

ہر طرف برقی قمقموں سے سجا عمر کا گھر نئی خوشیوں کو خوش آمدید کہہ رہا تھا مہندی کی خوشبو پورے گھر کو معطر کر رہی تھی ہر طرف عورتوں اور مردوں کی گہما گہمی تھی وہ خوبصورت طرز کا بڑے دلان والا گھر ہر طرف پیلے پھولوں سے سجایا گیا تھا لان جہاں بڑے بڑے صوفے مہمانوں کے لیے رکھے گئے تھے سفید اور ہرے رنگ کا کمبنیشن کیا گیا تھا جو لان کو مزید خوبصورتی بخش رہا تھا۔ ہر طرف خوشیوں کا احاطہ تھا عمر کمرے میں تیار سا کھڑا بے چین تھا ان دونوں کی مہندی اکھٹی رکھی گئی تھی مگر مہندی سے پہلے نکاح ہونا تھا ارتضی مہرون کرتا، سفید شلوار اور بھوری کھیڑی سجائے جاذب نظر لگ رہا تھا۔ ہلکی شیو میں وہ کہیں سے بھی چند دن پہلے والا عاشق نہیں لگ رہا تھا وہ واقعی اپنے بھائی کی خوشی میں خوش تھا۔ وہ سارے کاموں کو بڑے احتیاط سے کر رہا تھا اس نے عمر کی شادی کی ہر ذمہ داری بڑے خلوص سے ادا کی تھی بلکل ایک بھائی کی طرح جبکہ سعد تیار ہو رہا تھا وہ کھڑا لائٹننگ کا جائزہ لے رہا تھا کہ کچھ ہم عمر لڑکیوں کے ہمراہ مشال لان میں مہندی کا ارینجمنٹ دیکھنے آئی جو ابھی کچھ دیر پہلے وہ یونی سے لوٹی تھی ارتضی مسلسل ارینجمنٹ سنبھالنے والے شخص سے گفتگو میں مصروف تھا ایک

بھرپور نظر اس پہ ڈالتی ہوئی وہ اسے عام دنوں کی نسبت مزید جاذب نظر معلوم ہوا تھا دل تھا کہ پھر سے بے قابو ہو چلا تھا مگر پھر اپنی دھڑکنوں کو سنبھالتے ہوئے اس کا مکمل تجزیہ کرنے کے بعد وہ سٹیج کے قریب آ کھڑی ہوئی جہاں ارتضی کھڑا اس سے شادی کے معاملات پہ بات کر رہا تھا۔

''ایکس کیوزمی یہ جو ڈھولکی کا سیٹ اپ آپ لوگوں نے اس کارنر میں کیا ہے اسے سینٹر میں کر دیں اور یہ جو چیئرز اس طرف رکھی ہے انہیں سٹیج کے تھوڑا پاس رکھوایں''وہ مینیجر سے مخاطب ہوئی اس نے بھرپور انداز میں ارتضی کی موجودگی کو نظر انداز کیا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا وہ کل والے واقعے کی وجہ سے ایسا برتاو کر رہی تھی۔

''جی میم ابھی ہو جائے گا''وہ ابھی سیٹ اپ میں مزید نقص نکالنے والی تھی کہ روبینہ بیگم نے اسے بلوا لیا ورنہ وہ آج ارتضی کو بتانا چاہتی تھی کہ اس کی ذات میں ہی ہر پرفیکشن نہیں کچھ خامیاں بھی ہے وہ معصوم سی لڑکی اسے کبھی بھی کہیں پہ اپنی ذات کی نفی نہیں کرنے دیتی تھی وہ اسکی بے ضرر تنقید پہ سر جھٹک کے رہ گیا۔ وہ وہی اپنے ازلی حلیے میں گھوم رہی تھی بالوں کا ہلکا جوڑا بنایا ہوا تھا گھٹنوں تک آتی ٹوپ شرٹ اور جینز پہنے اسے آج بھی چھوٹی سی نک چڑی بچی لگتی تھی جبکہ وہ اس کے اپنے بارے میں احساسات سے خوب واقف تھا مگر وہ اس بات سے انجان تھا کے وہ اس پاگل سی لڑکی کا عادی ہو رہا ہے۔ عمر نے اسکو کال کی تو وہ اسکی جانب متوجہ ہو گیا۔

ایان اور صارم دونوں آج عالی کی جگہ آفس آئے تھے دونوں یونی سے سیدھا آفس ہی آئے تھے اور اب عالی کے کیبن میں بیٹھے چپس اور بوتل نوش فرما رہے تھے جبکہ ایان ساتھ ساتھ ایک سخت قسم کے بوس کی اداکاری بھی کر رہا تھا

"ہیلو مائی اسسٹینٹ، کب سے کہہ رہا ہو کے مجھے یہ فائل کمپلیٹ چاہیے" وہ مصنوعی سختی سے بولا تو صارم ہنسی کے مارے لوٹ پوٹ ہو گیا۔

"واہ بھئی واہ ایان تو تو ایک دم پپو بوس لگ رہا ہے" وہ کہتے ہی ہنسنے لگا۔

"اور آپ کرنے کیا آتے ہے یہاں میں نے آپ کو دانت نکالنے کے لیے تو ہائیر نہیں کیا" اس نے ٹیبل پہ پڑی پنسل اٹھا کے صارم کی جانب پھینکی جو سیدھا اسکے سر پہ لگی وہ جو ہنس رہا تھا اب سر پکڑے بیٹھا اسے خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"چلو اب اننسیسری ڈرامہ، چلے نکلے یہاں سے دوبارہ نظر مت آئیے گا۔"وہ تنگ آنے والے انداز میں بولا۔

"ابے سالے تو رک ذرا" صارم کہتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھا اور اپنا بیگ اسکی جانب پھینکا جو سامنے سے اندر آتی اسسٹینٹ کے سر پہ لگنے سے بمشکل بچا تھا وہ تو اس آفتاد پہ لڑکھڑا کے پیچھے ہٹی۔ جبکہ ایان اس سے دور آ کھڑا ہوا اور لیز پکڑ کر کھانے لگا۔اس نے آ کے بتایا کہ ابان صاحب نے اسے اپنے کمرے میں بلایا ہے۔وہ لیز کا پیک چھوڑے وہی ہاتھ جھاڑتا ہوا ان کے کیبن کی جانب چلا گیا ان کے آفس میں پہنچا تو ابان

صاحب وہاں نہیں تھے وہ چلتا ہوا ابان صاحب کی ریوالونگ چیئر پہ آ بیٹھا اور جھولنے لگا ابان صاحب کا پاس پڑا فون رنگ کرنے لگا سکرین پہ چمکتا نام دیکھ کے ایان کا چہرہ خود بہ خود چمک اٹھا تھا۔ وہ فاطمہ تھی جسے باسط کے بارے میں پوچھنا تھا کیونکہ وہ اسکا فون ہی نہیں اٹھا رہا تھا ۔وہ رسیو ہوتے ہی گویا ہوئی۔

"اسلام علیکم مامو جان"اس نے احتراما سلام کیا۔

"وعلیکم السلام مامو کے بیٹے کی جان"سامنے موجود ہستی کون تھی اسے ایک پل لگا تھا سمجھنے میں وہ ایان ہی تھا۔مگر مامو کا فون اسکے پاس کیا کر رہا تھا۔

"مامو کہاں ہے لوفر انسان" وہ دانت پیس کے بولی۔

"مامو تو نہیں ہے ----

ہاں انکا ایک عدد ہنڈسم بیٹا بات کر رہا ہے"۔وہ اسے مزید زچ کرتا ہوا بولا وہ جانتا تھا یقینا وہ چڑ گئی ہو گی۔

"تمہارے پاس مامو کا فون کیا کر رہا ہے"وہ مزید زچ ہوئی

"میں انکا بیٹا ہوں اس میں کوئی بڑی بات بھی نہیں ہے"اس نے شانے اچکائے۔

"میں ماموں سے پھر بعد میں بات کر لوں گی"۔

"اچھا وہ تو ٹھیک ہے پر دل چاہے تو مجھ سے بھی کر لینا سروس ٹونٹی فور ہورز ایویل ایبل ہے"وہ تو اس سے بات کرنے کے بہانے ڈھونڈ رہا تھا مگر وہ اس سے تنگ آتی ہوئی بولی۔

"ابھی اتنا دماغ خراب نہیں ہوا میرا جو تم جیسے لفنگئ سے باتیں کروں"۔وہ کہتے ہی ڈھڑم سے فون رکھ چکی تھی۔ ایسا محسوس ہوا تھا جیسے فاطمہ نے موبائل اسکے منہ پہ دے مارا ہو۔

عالی نے نحل کو فون کر کے بتا دیا تھا کہ وہ آج جلدی آئے گا اور وہ بھی جلدی تیار ہو جائے تاکہ وہ لوگ نکاح پہ بروقت پہنچ جائے۔ عالی خود بھی آج افس سے جلدی آ گیا کیونکہ عمر نے اسے نکاح کے عین وقت پہ بلایا تھا۔ وہ گھر آتے ہی شاور لینے چلا گیا جبکہ نحل تیار ہونے میں مگن تھی اس نے بالوں کو ہلکا سا ٹویسٹ کر کے بیچ کی مانگ بنائے بالوں کو کھلا چھوڑا تھا اور کندھے پہ ایک طرف ساڑھی کا پلو سجا رکھا تھا ایک ہاتھ میں عالیہ بیگم کے دیے گئے انگلیوں میں منگنی کی انگھوٹی اور کانوں میں عارضی بڑے جھمکے چہرے پہ ہلکا سا میک آپ کیے وہ کالی رنگ کی ساڑھی پہنے کوئی شہزادی لگ

رہی تھی اس نے خود کو پرفیوم لگا کے بوتل ابھی ڈریسنگ پہ رکھی تھی کہ عالی گیلے بالوں سمیت کمرے میں چلا آیا اس کے بھیگے بال اسکے ماتھے سے چپکے ہوئے تھے وہ سفید شلوار قمیض میں ملبوس اسے بلکل نواب زادہ لگا تھا جبکہ عالی کا دھیان اس کی جانب نہیں تھا۔ وہ کمرے میں پڑے صوفے پہ جا بیٹھی کیونکہ اب تیار ہونے کی باری عالی کی تھی وہ بیٹھی اپنے ہیلز کے سٹیپ باندھ رہی تھی۔ عالی تولیے سے اپنے بال سکھاتے ہی انہیں سیٹ کرنے لگا۔ سیٹ کرنے کے بعد بیڈ پہ پڑا بلیک واسکٹ اٹھا کے پہنا اور خود کا مکمل جائیزہ لیتے ہوئے اس نے نظر کمرے میں دوڑائی تو خود سے دور کھڑی نحل اپنی ساڑھی کا پلو کندھے پہ سیٹ کر رہی تھی عالی کی نظر نحل پہ پڑی تو وہاں ہی ٹھہر گئی اسکی نظر لوٹنے سے عاری تھی۔ وہ واقعی کوئی حور تھی وہ توسادگی میں غضب ڈھاتی تھی آج تو یوں تیار کھڑی اسکے دل کی دھڑکن بڑھا گئی تھی وہ جو اپنا پلو بے دھیانی میں سیٹ کر رہی تھی اسے خود پہ ٹھہری نظریں محسوس ہوئی تو ایک لمحے کو سامنے کھڑے شخص کو دیکھنے لگی جو یک ٹک اسی کی جانب متوجہ تھا۔

"عالی کچھ چاہیے" اس نے اسکے یوں دیکھنے پہ پوچھا۔

"ہمممم" وہ محو سا بولا۔

"کیا مجھے بتائیں" وہ گویا ہوئی

"تم "اس نے اسکے الفاظ پہ غور کیا تو اسے یوں لگا جیسے وہ شخص پاگل ہو گیا ہے۔وہ مبہم سا مسکرا دی عالی خود کو سحر میں جکڑا ہوا محسوس کر رہا تھا۔

NOVEL BANK

"میرا خیال ہے ہم لیٹ ہو رہے ہیں" وہ کہتے ہی الماری کی جانب بڑھی اور اس میں سے ایک خوبصورت شال نکال کے اوڑھی جبکہ عالی اپنے جواب کو سوچ کے ٹھٹکا پھر خجل سا ہو کر خود بیڈ پہ بیٹھ کے شوز پہننے لگ گیا وہ دونوں مکمل تیار تھے شام کے چھ بج چکے تھے اور سات بجے تک انہیں عمر کے گھر بھی پہنچنا تھا۔وہ دونوں کمرے سے نکلتے ہوئے لاؤنج میں پہنچے تو سب لوگ وہی پہ بیٹھے باتوں میں مصروف تھے نحل اور عالی کو ساتھ دیکھ کے عالیہ بیگم مسکرا دی ہمیشہ ان کو ساتھ رہنے کی دعا دی وہ چلتی ہوئی ان تک آئی اور ان کی بلائیں لی پھر نظر اتارنے لگی تو ابان صاحب اپنی بیوی کے لاڈپیار پہ مسکرا دیئے۔

"کبھی میری بھی نظر اتر لیا کریں بیگم صاحبہ" وہ مسکراتے ہوئے بولے تو عالیہ بیگم انہیں گھورنے لگی۔ان کے گھورنے پہ وہ بے ساختہ ہنس دیئے۔

"آپی نحل صبح سے کھڑی ہو ادھر دیکھے میری طرف"

"جلدی کرو چندہ ہم لیٹ ہو رہے ہیں" عالی مصروف سا بولا

دعا نے ان کی فورا اٹھ کر کئی تصاویر کھینچی کیونکہ وہ ایک پرفیکٹ کپل وائب دے رہے تھے اور وہ دعا ہی کیا جو ہر خوبصورت لمحے کو اپنے کیمرے میں قید نہ کرے۔
اسلم صاحب سے اجازت کے بعد وہ دنوں عمر کے گھر کی جانب چل دیئے۔

ہر طرف گہما گہمی تھی وہ دونوں گاڑی سے اترے تو عالی نے اسے اپنا بازوں پیش کیا جسے وہ بڑی چاہت سے تھام چکی تھی نحل عالی کو دل سے قبول کر چکی تھی وہ دونوں پرفیکٹ کپل کی طرح راہداری کو عبور کرتے ہوئے ریسیپشن پہ پہنچے تو مشال اور عاشی تو نحل کو دیکھ کے خوشی کے مارے نہال ہو رہی تھی جبکہ وہ ان دونوں کو یہاں دیکھ کے حیران تھی۔عاشی پیپر دے کر باسط کے ساتھ صبین بیگم سے ملنے گئی تھی مشال نے عاشی سے شام میں مہندی میں آنے کی بہت ضد کی تھی اس نے تو تینوں دن انوائیٹ کیا تھا مگر عاشی کو کل اسلام آباد کے لیے نکلنا تھا تو وہ صبین بیگم کی طرف سے ہی تیار ہو کر یہاں چلی آئی۔ وہاں اس کے کافی سارے خوبصورت جوڑے اور میک آپ موجود تھا اور باسط تو نک سک سا تیار ہو کر ہی اسے لینے آیا تھا یونی وہ اسے منا کر یہاں لے آئی تھی۔ صبین بیگم سے مل کر کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد وہ لوگ یہاں آگئے تھے اس نے انھیں مشال کے بھائی کی شادی کی اطلاع دی تو انھوں نے اسے بڑی آسانی سے اجازت دے دی تھی۔اس کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔

"کیا ہوا میری پیاری آپی" مشال تو گویا خوشی سے پاگل ہو رہی تھی۔اسے وہ سوفٹ نیچر کی اپنے سے دو سال بڑی لڑکی ہمیشہ سے بہت پیاری لگتی تھی۔

"تم دونوں یہاں کیا کر رہی ہو"وہ حیرت سے پوچھ رہی تھی۔

"آپی عمر میرے بڑے بھائی ہے" اس نے اسکی انفارمیشن میں اضافہ کیا۔

"اچھا" وہ بے یقینی سے بولی کیسا حسین اتفاق تھا۔

"جی "اس نے سعادت مندی سے جواب دیا۔وہ نحل کو اپنے ہمراہ عورتوں کی جانب لے گئی جبکہ عالی مرد حضرات کی طرف چل دیا عمر اسے دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا وہ قدم قدم چلتا ہوا اس تک پہنچا اور اس کے گلے آ لگا اس نے پاس کھڑے ارتضی کو آواز دی تو وہ جو سعد سے کسی بات میں مصروف تھا ان کی جانب متوجہ ہوا۔

"یہ عالی میرا کالج کا جان سے عزیز دوست "اس نے ارتضی کو عالی سے متعارف کرایا۔اسے ڈر تھا کہ کہیں دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کے ضبط نہ کھو دے مگر وہ ان کے چہروں کا اطمینان دیکھ کے محفوظ ہوا تھا۔

"ارتضی ،یہ میرا خالہ کا بیٹا میرا بچپن کا یار اور بھائی ہے لالے" اب وہ عالی کو ارتضی سے متعارف کروا رہا تھا۔ سرد مہری سی تھی دونوں طرف آنکھوں میں اور سچائی سے تو تینوں ہی واقف تھے مگر رشتوں کی نازک ڈور کو بچانے کے لیے ہر جذبے کو سامنے لانا اور دلوں کے راز فاش کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ارتضی نے ہاتھ بڑھایا تو عالی نے بھی بڑھا کر اسکا ہاتھ تھام لیا دل تو چاہتا تھا کہ ابھی ایک دم دار مکا چہرے پہ دے مارے کہ چہرے کا ہر نقش بگڑ جائے مگر پھر ظبط کر کے کھڑا رہا۔

"جانتا ہوں انہیں بہت اچھے سے تمہارا خالہ کا بیٹا رضوی کمپنی کا مالک ارتضی شاہ" ایک تلخ مسکراہٹ نے دونوں کے ہونٹوں کو چھوا تھا اور دونوں نے ہی اپنا اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیا۔

"اور میں ہو اس کا چھوٹا بھائی ناچیز کو سعد کہتے ہیں" وہ کہتے ہی سامنے کو جھکا تو عالی ہنستا ہوا اس سے بغلگیر ہوا۔ سعد ایسا ہی ہنس مکھ سا لڑکا تھا۔

"میں نے سوچا اپنا تعارف خود ہی کرا دوں انہیں تو اتنی توفیق ہونی نہیں"۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا تو عالی ہنس دیا۔

لان میں ایک جالی دار پردے کے تحت دونوں حصوں کو الگ کیا گیا تھا نحل مشال عاشی اور اسکی بہت سی کزنز علینا کو لینے کے لیے جا چکی تھی عمر کی حالت کسی دیوانے سی ہو رہی تھی عالی جو اسکے پاس میں ہی بیٹھا تھا اسکی اس حالت پہ ہنس دیا۔

"کیا ہوا یار تجھے تو اس موسم میں پسینے آ رہے ہیں" وہ اسکی حالت دیکھتے ہوئے بولا۔

"نہ پوچھ یار یوں لگ رہا ہے دل پیٹ میں اچھل رہا ہے اور ابھی نکل کے باہر آ جائے گا" اس نے اپنی مجبوری بتائی تو عالی بے ساختہ ہنس پڑا۔

"کچھ نہیں ہوتا سکون سے بیٹھ جا" وہ اسے تسلی دینے لگا۔

کچھ دیر بعد علینا کو اسکے پاس بیٹھا دیا گیا تھا نکاح کے فرائض خوش اسلوبی سے طے ہو گئے تو بیچ کے پردے کو گرا دیا گیا۔ نظر بھٹک کے اس کی جانب جا رہی تھی جبکہ وہاں موجود کئی خوبصورت لڑکیاں اسکی حالت دیکھ کے ہنس رہی تھی انھی میں کہیں کھڑی نحل اپنی ساڑھی کا پلو اٹھا کے دوسرے بازو پہ سجا رہی تھی کہ ارتضی کی آنکھیں پلکیں جھپکنا بھول گئی۔ عالی چلتا ہوا اس کے برابر میں آ کھڑا ہوا تھا وہ ہر طرح سے مکمل لگ رہی تھی وہ عالی کی کسی بات پہ مسکرا رہی تھی وہ دونوں ایک مکمل کپل تھے کوئی کمی نہیں تھی ان میں، دل میں ٹیس اٹھی تھی کہ آخر کیوں مگر پھر خود ہی دل کو ڈپٹ کے خاموش کرادیا گیا تھا کہ ضرور اس میں اللہ کی کوئی مصلحت ہو گی۔ دور کھڑی ہرے رنگ کے لہنگے میں موجود پیاری سی لڑکی اس کی نظروں کا تعاقب کرتے ہوئے

دیکھنے لگی تو سوچوں میں عجیب سی ہل چل مچی کیا وہ نحل آپی نہیں نہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔وہ اپنی سوچوں کو جھٹکتے ہوئے سٹیج کی جانب چل دی۔ سب لوگ رسم کرنے لگے تو ہر طرف میوزک کی آواز گونج اٹھی۔

"کہئے سکھیاں "

"اب کلیاں"

"ہاتھوں میں کھلنے والی ہے"

"تیرے من کو جیون کو نئی خوشیاں ملنے والی ہے"

"او ہرایالی بنو" ۔ مشال اور اسکی کزنز سٹیج کے بیچوں بیچ لڈی ڈال رہی تھی۔ گول گول گھومتے ہوئے وہ سب کبھی ہاتھوں کو اوپر لے جا کر چٹکی بجاتی تو کبھی نیچے لا کر۔ عاشی اور باسط بھی نحل اور عالی کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے وہ اپنی جگہ پہ بیٹھی چٹکیاں بجا رہی تھی جب خود سے تھوڑا فاصلے پہ کھڑے ارتضی کو دیکھ کے عاشی مسکرائی اور پھر اپنی جگہ سے اٹھتی ہوئی اسکی جانب جانے لگی تو باسط نے اسے مخاطب کیا۔

"کدھر جا رہی ہو عاشی"

"میں وہ ارتضی بھائی سے ملنے "اسکے منہ سے ارتضی کا نام سنتے ہی نحل نے حیرت سے اسکی جانب دیکھا۔ نحل نے اسکا نام زِرلب پکارا تو پاس بیٹھے عالی کی رگیں تن گئی۔

"آو تم بھی "

"نہیں میں نہیں جا رہا"

"کیوں شادی پہ بھی تمہاری ان سے ملاقات نہیں ہوئی"۔ ایک نئی خبر اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تو کیا وہ ان کی شادی پہ بھی آیا تھا نحل کی سوچوں میں ارتعاش تب پیدا ہوا جب وہ چلتا ہوا ان کے قریب آیا کیوں کہ وہ عاشی کو اپنی جانب آتا دیکھ چکا تھا کیا کمال ظرف کامظاہرہ تھا جو آج ارتضی نے کر دیکھایا۔ وہ عاشی کو ہمیشہ سے اپنی چھوٹی بہن سمجھتا تھا۔وہ عاشی کے سر پہ پیار دینے کے بعد گویا ہوا۔

"کیسی ہو چندہ " نظر نے بے وفائی برتی تو سامنے بیٹھی ستمگر کو دیکھا جو مسلسل نظریں جھکائے اپنی ہی سوچوں کی دنیا میں مگن تھی۔اس کے بلکل سامنے بیٹھا عالی کال سننے جا چکا تھا۔ مزید یہاں رکتا تو شاید اپنا ضبط کھو بیٹھتا۔جو وہ کھونا نہیں چاہتا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں مگر آپ سے ناراض ہوں"

" ارے کیوں" وہ حیران ہوا۔

"آپ میری شادی پہ مجھ سے ملے بغیر ہی چلے گئے تھے"

"نہیں چندہ وہ مجھے کچھ اہم کام تھا" اسکی بات پہ نحل نے اسکو اپنی جانب دیکھتے پایا تو اپنا پہلو بدل کے رہ گئی۔

"ایسا کونسا کام تھا بھائی جو اپنی بہن سے بھی زیادہ اہم تھا "

"مجھے ملک سے باہر جانا تھا بس اسی لیے"

"اچھا جائے معاف کیا کیا یاد کرے گے کس سخی سے پالا پڑا" ہے وہ شوخ ہوئی تو ارتضی مسکرایا۔

''بھائی یہ میرے ہزبینڈ ہے''وہ باسط کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی

'' باسط علی'' باسط نے ہاتھ بڑھا کر اپنا تعارف کرایا۔

''ارتضی'' ارتضی نے باسط کا بڑھا ہاتھ تھاما لیا۔باسط سے ملاقات کے بعد ایک نظر نحل پہ ڈالے وہ وہاں سے چل دیا۔ نحل کو عجیب سی کیفیت نے آن گھیرا تھا اس نے بیٹھے بیٹھے دو گلاس پانی اپنے اندر انڈیلا۔ اسے وحشت ہو رہی تھی

''کیا ہوا نحل آر یوں اوکے'' عالی نے اسکا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کے کہا تو وہ گویا ہوئی۔

'' ہممممم آئ ایم فائن ''وہ اس کے برابر آن بیٹھا تھا نحل کا رنگ شدت ضبط کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا۔

''یار آپی کیا بچپنا ہے کوئی لحاظ ہوتا ہے کم سے کم سلام ہی کر لیتی''۔ وہ اب اسکی جانب بڑھتی ہوئی آئی

''عاشی کوئی زبردستی تھوڑی ہے میرا دل نہیں کیا ان سے ملنے کو تو میں نہیں ملی''۔ اس نے کندھے اچکائے

''آپ کو تو شروع سے ہی ان سے کوئی مسئلہ ہے''اس نے ناک سکوڑا۔

''ہاں بہت برا لگتا ہے مجھے سمجھی ''اس کے سختی سے کہنے پہ عاشی بیچاری منہ بسور کے ہی رہ گئی۔ وہ گردن ادھر ادھر گھمانے لگی کیونکہ نحل نے اسکے اچھے خاصے موڈ کا کباڑہ کر دیا تھا۔ جبکہ عالی اسکی بات سن کے محظوظ ہوا۔

"عاشی آو یار ڈھولکی میں بیٹھے ،اٹھیں آپی آپ بھی" مشال ان دونوں کو اپنے ہمراہ لے گئی تو باسط اور عالی اپنی باتوں میں مگن ہو گئے۔ کچھ دیر ڈھولک بجتی رہی اور سب عورتیں مل کے گانا گاتی رہی ۔علینا اور عمر بہت خوش تھے ان کی خوشی دیدنی تھی دونوں کے دانت اندر ہی نہیں جا رہے تھے۔من چاہا محبوب مل جائے تو زندگی میں کوئی کسک باقی نہیں رہتی۔ عمر کے بہت اسرار پہ ارتضی گانا گانے پہ مجبور ہو گیا تھا۔ کیوں کہ اسکی آواز شروع سے ہی بہت اچھی تھی اور وہ اپنی پوری یونی میں بھی مشہور تھا۔ ہر فیسٹیول پہ وہ سنگنگ کرتا تھا۔ اسکی ضد پہ ارتضی مجبورا گیٹار پکڑے سٹیج پہ آ گیا۔ میوزک بج رہا تھا لڑکیاں سٹیج چھوڑ کر جا چکی تھی۔ اب وہ سٹیج کے بیچوں بیچ کھڑا نظریں جھکائے منہ سے ساز بجا رہا تھا۔

"چاہتوکا مزہ فاصلو میں نہیں"

جیسے ہی ساز کانوں سے ٹکرایا تو ایک طرف کھڑی مشال جھوم اٹھی آواز بلا شبہ بہت خوبصورت تھی۔ دل خوش فہم ہو چلا تھا۔

"آ چھپا لوں تجھے حصلوں میں کہیں"

"سب سے اوپر لکھا ہے تیرے نام کو"

"خواہشوں سے جڑے سلسلوں میں کہیں "

"زندگی بے وفا ہے یہ مانا مگر"

"چھوڑ کر راہ میں جاو گے تم اگر"

"چھین لاو گا میں آسمان سے تمہیں"

"سونا ہو گا نہ یہ دو دلوں کا نگر"

"خود کو کھو کر تجھ کو پایا"

"اس طرح سے مجھ کو جینا آیا "

"میری ہنسی"

" میری خوشی"

" بس تو ہی"

"اوہ سدھ بدھ کھوئی"

" ہاں کھوئی میں نے ہاں"

"جان گنوائی گنوائی میں نے"

"تجھ کو بسایا ہے دھڑکن میں "

"سانورے"

ہر طرف تالیاں ہی تالیاں بجنے کی آواز گونج رہی تھی وہ گیٹار ویٹرکو پکڑاتا ہوا منظر سے غائب ہو گیا تھا۔اس دوران اس نے ایک بار بھی نحل کی جانب نظر اٹھا کے نہیں دیکھا تھا ۔دل نے نظریں اٹھا کر دیکھنا چاہا تو ڈپٹ کے چپ کرا دیا کہ اب وہ کسی اور کی ہے۔جبکہ نحل خود کو جلتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔ اسکا دل چاہ رہا تھا کہ وہ یہاں سے روپوش ہو جائے مگر مشال بڑے فخر سے ارتضی کا تعارف کروا رہی تھی۔

" عاشی یہ جنہوں نے گانا گایا ہے نہ وہ وہی ہے میری خالہ کے بیٹے"

"سچ، نہیں کرو" اسے مشال کی بات پہ یقین ہی نہیں آرہا تھا کیسا اتفاق تھا۔

" یار مطلب تم ارتضی بھائی کو پسند کرتی ہو اور تم انکی خالہ زاد کزن ہو"وہ حیرانی سے پوچھ رہی تھی

"ہاں بد قسمتی سے کیوں کہ میرے سے تو اس شخص کی کوئی خاص دشمنی ہے۔ایک منٹ تم انہیں بھائی کیوں کہہ رہی ہو عاشی۔"وہ حیران ہوتی الجھن میں بولی۔

" بھائی کو بھائی ہی بولوں گی نہ پاگل یار وہ میرے تایا ابو کے اکلوتے بیٹے ارتضی رضوی شاہ ہیں اور میں ان کی چچا کی بیٹی ہوں عشاء رضوی " اس نے اسے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بتایا۔

"افففف مطلب اب ہم صرف دوست نہیں رشتے دار بھی ہیں" وہ دونوں اپنی جگہ پہ اچھلنے لگی۔ خوشی میں ایک دوسرے کو گلے سے لگا رہی تھی۔ سب لوگ کھانے میں مگن ہو گئے تو ارتضی لان سے دور اندھرے میں ایک طرف کھڑا سگریٹ کے کش بھرنے لگا وہ اسکا عادی نہیں تھا مگر ہو رہا تھا۔ مشال جو جلدی جلدی میں گھر کی جانب کچھ لینے جا رہی تھی یوں اندھیرے میں سامنے موجود شخص کے چوڑے سینے سے بری طرح ٹکرا گئی اندھیرے کی وجہ سے وہ اسکا چہرہ نہیں دیکھ پائی تھی اس سے پہلے وہ چیختی ارتضی نے اسکے منہ پہ ہاتھ رکھ دیا کسی کو یوں اپنے اتنا قریب پا کر مشال کی

سانسیں اکھڑنے لگی تھی اس نے اس شخص کو دور کرنے کے لیے زور دار دھکا دیا تو ارتضی افتاد پہ خود کو سنبھالتا ہوا ذرا دور ہٹا۔

"کون ہو تم،چوری کرنے آئے ہو"وہ دھیرے سے چیخنے والے انداز میں بولی

"ارے ارے آرام سے کیا ہو گیا ہے"وہ آواز سے پہچان گئی تھی کہ کون ہے وہ۔ مگر وہ یہاں کیا کر رہا تھا۔

"آآپ ارتضی ہے" اس نے ڈرتے ہوئے تصدیق مانگی وہ اس کے چہرے کا ڈر اس اندھیرے میں بھی بھانپ گیا تھا۔اسکو یوں خوفزدہ دیکھ کے وہ بے ضرر مسکرا دیا۔

"ہاں بد قسمتی سے میں ہی ہوں" اس نے طنزیہ کہا تو مشال زچ ہوئی۔

"ہنہہ آئے بڑے" وہ پیر پٹختی وہاں سے چل دی جبکہ ارتضی بھی مسکراتا ہوا وہاں سے ہٹ گیا۔

نحل خود سے کچھ فاصلے پہ بیٹھی فضہ صاحبہ کو دیکھ کے ان کی جانب بڑھی دل سے ایک لمحے کے لیے سارے برے خیالات جھٹک کروہ قدم قدم چلتی ان کے پاس آئی وہ جانتی تھی کہ جو کچھ بھی ہوا اس میں ان کا کوئی قصور نہیں ہے وہ بیچاری تو ہمیشہ خود ظلم کا نشانہ بنتی آئی ہے۔

"اسلام علیکم تائی ماں "

"ارے وعلیکم اسلام میری بچی،کیسی ہو میری جان"

"میں ٹھیک ہوں آپ بتائے آپکی طبعیت کیسی ہے "

"ہاں میں بھی ٹھیک ہوں" اس کو دیکھتے ہی آنکھوں میں نم پانی جما ہونے لگا تھا۔ وہ ان کے بیٹے کی پسند تھی اور اس کی محبت میں اس نے اپنا حال گنوایا تھا اگر وہ شادی شدہ نہ ہوتی تو اپنے بیٹے کی خوشی وہ اس سے بھیک میں مانگ لاتی۔

"امی کیسی ہے نحل"

"جی الحمداللہ ٹھیک ہے وہ "

تم یہاں کیسے آئی "

"عمر بھائی عالی کے بہت اچھے دوست ہے تو بس اسی لیے"

"ہمم عاشی بھی ملی تھی مجھے بہت پیاری لگ رہی تھی ماشاللہ"

"جی مشال سے اسکی کافی دوستی ہے تو بس اسی لیے "

"ہاں اور تم تو ویسے ہی چاند کا ٹکڑا ہو میری جان "انھوں نے اس کے گال پہ بوسہ دیا تو وہ مسکرا دی۔کچھ لمحے یونہی باتوں میں سرک گئے تو نحل اٹھ کے عالی کی طرف چل دی۔فنکشن کے بعد عاشی اور مشال دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئی وہ اس کے بعد نا جانے کب ملنے والی تھی دونوں نے بمشکل اپنا رونا کنٹرول کیا تھا۔

"مشی یار میری کال اٹھا لینا کرنا اوکے ورنہ"

"ورنہ کیا "اس نے آنکھوں میں شرارت سموئے کہا تو وہ فورا بولی

"ورنہ میں لاہور آکے تمہاری دھلائی کروں گی"وہ ہانٹنے والے انداز میں بولی۔

"اچھا میری ماں تم سے تو امید بھی یہی ہے" وہ دونوں ہی ایک دوسرے کی جان تھی۔ عاشی ایسی ہی تھی گھل مل جانے والی جہاں جاتی تھی لوگ اس کے گرویدہ ہو جاتے وہ شوخ چنچل لڑکی معصوم سی مشال کی بھی جان تھی وہ اسے اپنی بہن مانتی تھی۔ ابھی انہیں کچھ سامان صبین بیگم کے گھر سے لینا تھا اور اس کے بعد گھر جا کر پیکنگ بھی کرنی تھی۔وہ سب لوگ ملنے ملانے کے بعد گھر کے لیے روانہ ہو گئے ۔ ارتضی بے بسی سے ان کو جاتا دیکھ رہا تھا۔ مگر وہ مشی اور عاشی کی دوستی دیکھ کے حیران تھا دونوں ایک جیسی تھی۔ لا پرواہ، بے غرض ،پاگل اور معصوم سی۔

وہ لوگ صبین بیگم کے گھر گئے جہاں وہ لاؤنج میں بیٹھی ان سب کا انتظار کر رہی تھی۔ عاشی نے ان سے سلام دعا لی اور نحل بھی چلتی ہوئی ان تک آ پہنچی سلام دعا کے بعد وہ سب وہی لاؤنج میں بیٹھ گئے تھے جبکہ عاشی کمرے میں سامان لینے جا چکی تھی۔ صبین بیگم نحل کو اپنے ہمراہ کمرے میں لے آئی ۔

"نحل"

"جی ماما"

"میری بات ذرا تحمل سے سننا"انھوں نے تمہید باندھی

"جی کہیں میں سن رہی ہوں"

"کل تم لوگوں کے جانے کے بعد ارتضی آیا تھا۔"آج اسے جھٹکے پہ جھٹکا مل رہا تھا آخر ہو کیا رہا تھا اس کے ارد گرد وہ ہر بات کو سمجھنے سے قاصر تھی۔

"کیوں"

"وہ یہ فائل دے کر گیا ہے" انہوں نے ایک فائل اس کے سامنے کی تو وہ ٹٹولتی نظروں سے انہیں دیکھنے لگی۔

"کیسی فائل ماما"وہ حیرانی سے دیکھ رہی تھی۔

"اس پہ تمہارے اور عاشی کے دستخط چاہیے"۔

"مگر کیوں امی "وہ فائل اٹھا کر اسے پڑھنے لگی وہ کسی پراپرٹی کے کاغذات تھے۔

"یہ پراپرٹی کا وہ حصہ ہے جو تم دونوں کا حق ہے اور ارتضی چاہتا ہے کہ وہ تم لوگوں کو تمہارا حق واپس کر دے جو زبردستی عدنان بھائی نے اس کے نام کیا تھا۔"

"اچھا حیرت کی بات ہے امی ایک چھینتا ہے تو ایک واپس لوٹانے چلا آتا ہے۔"اسے اس بات پہ ایک دم غصہ آیا تھا۔

"اچھا بس عاشی کو بلاو میں چاہتی ہوں کے تم دونوں اپنا حق لو یہ اسکی نیکی ہے کہ وہ تم دونوں کو بہنیں مان کے تم لوگوں کا حق لوٹا رہا ہے"۔

"اچھا جی بڑی جلدی اس میں احساس ہمدری اجاگر ہوا ہے"وہ طنزیہ بولی

"نحل مجھے مزید ایک لفظ نہیں سننا چپ چاپ یہاں سائن کرو"وہ سختی سے کہہ رہی تھی۔

"نہیں امی اگر عاشی کو اس سے کچھ چاہیے تو وہ سو بار لے لے مگر میں اس شخص سے ایک پائی بھی نہیں لوں گی"۔ وہ غصے سے کہتی کمرے سے چلی آئی صبین بیگم اسکی ارتضی سے بے زاری اور نفرت سے پریشان تھی وہ اس سے اتنی نفرت تو کبھی نہیں کرتی تھی کچھ ضروری سامان لینے کے بعد وہ لوگ واپس شاہ ہاوس لوٹ آئے تھے۔

عجیب سی کیفیت تھی اسکی دل چاہ رہا تھا تنہائی ہو اور وہ پھوٹ کے رو دے جسم عام روٹین سے زیادہ تھکا ہوا تھا اور دل بوجھل ہو رہا تھا۔ صبین بیگم کی باتیں اور ارتضی کا یوں ہر جگہ ہونا اگر وہ اس سے محبت کر بھی بیٹھا تھا وہ جان بوجھ کے خود کو اذیت دے رہا تھا اور وہ ہمدردیاں جو وہ ان سے جتا رہا تھا اسے ان سے کوئی غرض نہیں تھی وہ اسکا مجرم تھا شاید وہ اپنی کی گئ غلطی کا مداوا کرنا چاہ رہا تھا۔ ایسی کئ سوچے اسکے ذہن کا سکون برباد کر رہی تھی وہ چپ چاپ بالکونی میں کھڑے آسمان کو تک رہی تھی جو دنیا بھر کے راز سمیٹے اپنی جگہ پہ ٹھہرا ہوا تھا بلکل ساکت ،کتنی سکت تھی اس میں سب دیکھ کے بھی خود پہ سکوت طاری کیے کھڑا تھا۔سیاہ کالی رات اور ہر طرف دھند کا راج کمرے میں ٹھنڈ کی شدت بڑھی تو وہ بھی اس کے پاس آ کھڑا ہوا۔ اسکو یوں کھویا دیکھ کے مخاطب کیا مگر جواب ندارد۔ایک بار پھر آواز دی تو وہ حال میں لوٹی۔

"نحل "

"جی کیا ہوا "

"یہاں بہت ٹھنڈ ہے اندر چلو"

"نہیں کمرے میں میرا دم گھٹ رہا ہے وحشت ہو رہی ہے یہاں سکون ہے۔"وہ بھی چپ چاپ اس کے پاس کھڑا ہو گیا ان کے درمیان خاموشی تھی معنی خیز خاموشی دونوں ایک دوسرے کے حال سے واقف تھے کچھ لمحے سرکے تو نحل نے خاموشی کو توڑا۔

"وہ ہمیشہ سے ایسا نہیں تھا میرا مان رکھنے والا خیال رکھنے والا بھائی تھا جو کہتی تھی مان جاتے تھے نہیں مانتے تھے تو دادا جان زبردستی منواتے تھے ان سے میرا رونا نہیں دیکھا جاتا تھا ناجانے کب اسکے دل میں یہ خباصت پلنے لگی مجھے احساس بھی نہیں ہوا "دو آنسو آنکھ سے ٹوٹ کر گر رخساروں کو تر کر گئے تھے۔عالی کو اپنا آپ سلگتا ہوا محسوس ہو رہا تھا مگر وہ ضبط کی انتہا پہ تھا

"میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ اس طرح کی کوئی حرکت کرے گا"آواز کھائی سے آتی سنائی دے رہی تھی اچانک ہی عالی کے لبوں نے بھی پھڑپھڑاہٹ کرنا شروع کی۔

"اگر حالات ایسے نا ہوتے تو کیا تم اس سے شادی کر لیتی"۔اس کے سوال پہ نحل نے آنکھوں کا رخ پھیر کے عالی کو دیکھا جس کا چہرہ بے تاثر تھا وہ مسلسل سامنے دیکھ رہا تھا

"نہیں بلکل بھی نہیں کیوں کہ میں انہیں ہمیشہ سے اپنا بڑا بھائی سمجھتی آئی ہوں"

اس کے الفاظ پہ تسلی ہوئی تھی۔

"اور میں، میں کیا تھا" اس نے دوبدو سوال کیا۔ عجیب سا سوال تھا کم سے کم محل کو یہی لگا تھا جبکہ عالی حقیقت سنا چاہ رہا تھا۔

"آپ کزن تھے ماموں کے بیٹے جیسے باقی سب تھے۔ بابا کے جانے کے بعد ماموں نے اور آپ نے ہر قدم پہ ساتھ دیا جبکہ ارتضی ہمیں مشکل میں چھوڑ کر چلا گیا کتنا روکا تھا میں نے اسے مگر ناجانے تایا نے اسے کونسی دھمکی دی تھی جو وہ یہاں سے چپ چاپ چلا گیا۔ دادا جان کی بھی دیتھ ہو گئی تھی اور عدنان صاحب کو ارتضی کا ہمارے گھر آنا جانا بہت برا لگتا تھا وہ آخری بار جب ہمارے گھر آئے تھے تو زور زبردستی انہوں نے امی سے ساری جائیداد ارتضی کے نام کروادی اور وہ تو یہاں تھا بھی نہیں وہ چلا گیا تھا یہاں سے اور ہماری زندگیوں سے بھی ۔اس کے جانے کے بعد میں نے کبھی بھی ارتضی کہ بارے میں نہیں سوچا کہ وہ کہاں ہے آیا ہے بھی یا نہیں عدنان صاحب کی خودغرضی کی وجہ سے میں نے اپنے بابا کو کھو دیا ہر مشکل کا سامنا اکیلے کیا جب سب کچھ ٹھیک ہو گیا تو وہ واپس لوٹ آیا۔ پھر چاہتے نا چاہتے اس نے کالج بھی جوائن کر لیا تھا یوں برسوں بعد لوٹ کے وہ ایسے ضاہر کر رہا تھا جیسے سب کچھ پہلے جیسا ہی ہے۔ اس نے کئی بار اپنے دل کی بات بتانی چاہی مگر میں محض باتیں سمجھ کر ٹال دیتی

کیونکہ مجھے اس سے کوئی غرض ہی نہیں تھی آپکی اور میری منگنی کا جان کے وہ اپنے آپے سے باہر ہو گیا تھا اور نکاح کرنے کی غرض سے مجھے کالج سے اغوا بھی کرا لیا مگر میں اتنی بے وقوف کہ اسکی ہر بات کو سمجھنے سے قاصر میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گی اس سب کے لیے کبھی نہیں"۔ وہ بات مکمل ہوتے ہی پھوٹ پھوٹ کے رو دی آج اپنا آپ عالی کے سامنے کھلی کتاب کی طرح پیش کر دیا تھا کوئی بات نہیں چھپائی۔ تاکہ وہ اسکی وجہ سے اپنے دل میں کوئی برا گمان نہ پال بیٹھے۔ وہ اسے دل سے قبول کر چکی تھی وہ تو چپ چاپ ہر چیز خود میں دفن کرتی آئی تھی وہ اب تک ہر بات سہتی رہی تھی کبھی کسی سے شکایت شکوہ نہیں کرتی تھی مگر جب کوئی سننے والا اپنا ہو تو دل کی بات زبان پہ آ ہی جاتی ہے اور اس کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔ عالی نے رونے کو اسے اپنا کندھا دیا تھا مگر ضبط کی انتہا یہ تھی کہ وہ کسی غیر مرد کی کہانی سن رہا تھا اپنی بیوی سے اور وہ اسکے کندھے سے لگی دل کا بوجھ ہلکا کر رہی تھی اور اسے اپنے دل پہ بوجھ بڑھتا محسوس ہو رہا تھا وہ معصوم سی لڑکی اپنے اندر اتنے غم سموئے بیٹھی تھی۔ اس نے تو ہمیشہ اسے ہنستے مسکراتے دیکھا تھا اسے یوں روتے وہ آج پہلی بار دیکھ رہا تھا وہ مظبوط لڑکی آج اسے بکھری ہوئی لگ رہی تھی ارتضی سے نفرت مزید بڑھ گئی تھی۔ جبکہ نحل کا دل ہلکا ہو گیا تھا وہ ہنوز اس کے کندھے سے سر ٹکائے ہوئے تھی اب آنسو گرنا تھم گئے تھے۔ عالی کی شرٹ اس کے آنسوؤں سے بھیگ گئی تھی۔ ٹھنڈ کا احساس ہوا تو وہ اسے مخاطب کرنے لگا۔"

"اچھا اب چلو اندر" وہ اسے کندھے سے تھامے اندر لے آیا اور بیڈ پہ بیٹھانے کے بعد اسے پانی کا گلاس پکڑائے خود گلاس ڈور بند کرنے کے لیے واپس لوٹا کمرے میں ٹھنڈ بڑھ گئی تھی وہ ہیٹر آن کرتا ہوا اس کے برابر آ بیٹھا۔ وہ قدرے نارمل لگ رہی تھی نظریں سامنے ٹکائے وہ کسی غیر مرئی نکتے کو گھور رہی تھی کی عالی نے بات کا آغاز کیا۔

"میں نے تم سے بے غرض محبت کی ہے نحل "نحل نے اسکی باتوں پہ نظروں کا زاویہ بدل کر اسکی جانب دیکھا جو سنجیدگی سی اپنی بات کر رہا تھا چہرے پہ اطمینان کہیں نہیں تھا اس پرسکون چہرے کو سختی نے آن گھیرا تھا رگیں تن گئی تھی وہ اسکی جانب رخ کیے بیٹھا تھا۔

"میں نے تم سے پاکیزہ محبت کی ہے مجھے فرق نہیں پڑتا بھلے تم مجھ سے محبت کرو یا نہ کرو تمہارا ساتھ میرے اللہ نے میرے نصیب میں لکھ دیا شاید اسے میرا یوں تہجد میں تمہیں مانگنا بھا گیا تھا جس کے سامنے ارتضی کی عارضی محبت نے دم توڑ دیا" اس نے نفرت سے تیوڑی چڑھائی سچی محبت ہمیشہ جیت جاتی ہے چاہے وہ ملنا کتنی ہی مشکل کیوں نہ ہو۔

"ہاں مگر میں تمہیں کسی غیر مرد کے بارے میں سوچنے کی اجازت بھی ہر گز نہیں دوں گا،آج جتنا رونا تھا رو لیا اب سمجھو یہ کہانی دفن ہو گئی اس نامحرم کی خاطر دوبارہ

میں تمہیں روتا نہ دیکھوں اور نہ تمہارے منہ سے اسکا ذکر سنو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا" وہ ڈھیلی گرفت سے اسکا بازو دبوچے کہہ رہا تھا جبکہ وہ دنیا بھر کی حیرت آنکھوں میں سموئے دم سادھے اسکی سیاہ آنکھوں میں دیکھ رہی تھی جن میں سختی در آئی تھی۔

ضبط کی انتہا بس یہی تک تھی وہ غصے سے اپنی بات مکمل کرتے ہی اٹھ کر اپنی سائیڈ پہ جا لیٹا اس بات سے دل کو سکون ملا تھا کہ نحل کے دل میں کم سے کم اس شخص کے لیے کوئی احساس نہیں مگر وہ ابھی بھی ارتضی کو لے کر دل میں موجود گمان صاف نہیں کر پایا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ آج بھی نحل کے بارے میں سوچتا ہے اور اس کی غیرت یہ گوارا نہیں کرتی کہ کوئی نا محرم اسکی بیوی کو سوچے بھی۔ جبکہ نحل کو وہ حیرت کے سمندر میں دھکا ضرور دے آیا تھا۔ وہ ہنوز وہی بیٹھی حیرت سے اسکے یوں بدلے ہوئے روپ کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔چند لمحوں بعد عالی کی آواز سنائی دی تو وہ ہوش میں لوٹی۔

"سو جاو، بہت رات ہو گئی ہے" وہ اسے کہہ رہا جبکے جانتا تھا کے اب نیند تو خود اسے کسی صورت نہیں آئے گی۔

اسکی بات سنتے ہی اٹھ کر ہیٹر بند کرتے وہ بستر کی جانب بڑھ گئی۔کیا وہ اس کے لیے اہم تھی اتنی اہم یا بے معنی کیا اسے یوں عالی کے سامنے سب نہیں کہنا چاہیے تھا وہ ایک بار پھر اسکی باتوں میں الجھ گئی تھی۔ دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا تھا وہ خود کو

قدرے ہلکا محسوس کر رہی تھی ساری سوچوں کو سر سے جھٹکے وہ چت بستر پہ لیٹے چھت کو تک رہی تھی اور چند لمحوں بعد وہ نیند کی وادی میں چلی گئی۔

عاشی نے ساری پیکنگ مکمل کر لی تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ اپنا سب کچھ یہاں چھوڑ کے خالی ہاتھ جا رہی ہے سارا بچپن اس نے ان دو گھروں میں گزارا تھا اب یوں انہیں چھوڑ کے جاتے ہوئے دل کو تکلیف ہو رہی تھی سب بڑوں سے ملنے کے بعد وہ اسلم صاحب کے کمرے میں آئی جہاں وہ صوفے پہ بیٹھے قرآن پڑھ رہے تھے اس نے جھک کے ان کے قدموں کو چھوا تو وہ فورا سے اسے اٹھانے لگے

"نانا جان" وہ آنکھوں میں آنسو سموئے بولی

"جی میرا بچہ" وہ پیار سے بولے۔

"میں جا رہی ہوں" وہ افلاطون رو دینے کو تھی اسلم صاحب کو تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔

"ہمم"وہ سکون سے بولے وہ جانتے تھے وہ اچھے ہاتھوں میں ہے باسط پیار کرنے والا شوخ سا بچہ تھا اور اکمل صاحب بھی بہت سلجھے ہوئے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

"اب آپ کو ستانے والا کوئی نہیں ہو گا"وہ آنکھوں میں آنسو لیے مسکرائی تو اسلم صاحب بھی نم آنکھوں سے مسکرا دیے۔

"ہاں یہ تو آپ نے بلکل ٹھیک کہا"۔

"مجھے اپنا باپ مانتی ہیں نہ، تو اگر یہ موصوف آپ کو ایک پل کے لیے بھی ستائے تو آپ نے فورا فون کر کے مجھے بتا دینا ہے ٹھیک ہے" اسلم صاحب پاس بیٹھے باسط کا کان کھینچ کے کہہ رہے تھے۔ جو انکے گرد بازو حائل کیے بیٹھا تھا۔

"جی ناناجان"وہ دونوں اسلم صاحب سے ملتے ہی گھر کے داخلی دروازے پہ پہنچے تو عالی اور نحل انہیں رخصت کرنے کو کھڑے تھے جہاں پاس میں کھڑا ایان بھی اس شیطان کی نانی کے جانے پہ اداس ہو گیا تھا دعا اور صارم تو بس رو دینے کو تھے۔وہ چلتی ہوئی نحل کے پاس آ کھڑی ہوئی اور زور سے اس سے لپٹ گئی نحل مسکراتی ہوئی اسکے سر کو سہلانے لگی۔واحد ایک وہی دوست وہی ہمراز تھی جس سے دل کی بات کر کے دل ہلکا ہو جاتا تھا۔اسکی چھوٹی بہن کب اتنی بڑی ہوئی اسے اس چیز کا اندازہ آج ہوا تھا۔

"آپی میرے بھائی کو تنگ نہ کرنا اوکے بہت معصوم سے ہے بیچارے"۔اس نے شرارت سے کہا تو نحل مسکرائی۔

"اور اگر آپ کو یہ زیادہ تنگ کریں نہ تو بس ایک فون پھر دیکھیے گا کیسے سب سیٹ ہوتا ہے"۔وہ ہاتھ کا فون بناتے ہوئے اشارہ کرتی کہہ رہی تھی وہ عالی سے مخاطب تھی۔

"ہاہا ٹھیک ہے" وہ اسکی معصومیت پہ ہنس دیا۔وہ اس سے ملنے کے بعد مڑی تو وہ جو نا جانے کب سے اپنا رونا کنٹرول کر رہے تھے ایک دم ہی رو پڑے۔

"اففف یار تم لوگ بھی عجیب ہو بجائے اسکے کے بہن جنگ لڑنے جا رہی ہے اس کا حوصلہ بڑھائے مجھے رو کے دکھا رہے ہو ،اور تم صارم ،میں تو سمجھی تھی تم بڑے ہو گئے تمہارے لیے لڑکی ڈھونڈو مگر تم تو ابھی بھی چھوٹے بچے ہی ہو"۔وہ ان کے آنسو صاف کرتی انہیں تسلی دینے لگی پاس کھڑا ایان بھی اسکی بات پہ ہنس دیا۔

" بڑی یہ مت سوچنا تمہاری مجھ سے جان چھوٹ جائے گی میں رات کو تمہارے خوابوں میں آوں گی تمہیں تنگ کرنے"۔ وہ اسے ستانے کے لیے بولی تو ایان کا قہقہ ہوا میں گونجا وہاں کھڑے سب لوگ ہنس دیے۔

"اگر یہ بھوت تمہیں کچھ کہے تو مجھے بتانا، بس پھر ایک پل میں تمہارا بھائی تمہارے پاس" وہ باسط کو ایک عدد مکا رسید کرتے ہوئے گویا ہوا۔

"واہ بھائی واہ سب کے سب اسی کے ہو میرا بھی ہے کوئی یہاں کہ نہیں۔" اس نے اپنا رونا رویا۔ایان اسکے گلے لگ گیا ۔

اسکی بات پہ سب ہنس دیئے سب کی ہنسی کی آوازوں سے پورچ گونج رہا تھا۔

"نہیں نہیں میں انہیں شکایت کا موقع ہی نہیں دوں گی"عاشی کہتے ہی مسکرا دی تو وہ سب بھی مسکرائے۔

"ایان" وہ کچھ کہنے کو واپس مڑی

"ٹینشن نہیں لینی جلدی بارات لانے کی تیاری کرو بس "وہ کہتے ہی باہر کی جانب چل دی جبکہ باقی سب حیرت سے اسکو دیکھنے لگے وہ عاشی ہی کیا جس سے کچھ چھپا رہے

وہ سب جانتی تھی۔ایان خجل سا ہو کر سر کھجانے لگا۔ وہ ہنستی ہنساتی آج رخصت ہوئی تھی صبین بیگم سے وہ رات ہی مل آئی تھی ان کے کہنے کے مطابق اس نے فائل پہ دستخط بھی کر دیئے تھے۔ وہ دونوں ائیر پورٹ کی جانب بڑھ گئے تھے ایک نئی زندگی اسکی منتظر تھی۔

جبکہ باقی سب کو بھی اب اپنے اپنے کاموں پہ جانا تھا عالی نحل کو کالج چھوڑنے کا کہہ کر خود گاڑی میں بیٹھتا ہوا پورچ سے گاڑی نکال رہا تھا نحل کا دل بھر گیا تھا اسکی واحد دوست جان سے پیاری بہن چلی گئی تھی۔وہ کمرے سے عبایا پہنے اور بیگ لیے نیچے آئی تو عالی باہر گاڑی میں اسکا انتظار کر رہا تھا۔وہ اس کے برابر آ بیٹھی۔ بغیر کچھ کہے عالی نے گاڑی اسٹارٹ کر دی رات کے بعد انکے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ نحل نے اسے مخاطب کیا۔

"عالی "

"جی جناب" وہ کہیں سے رات والا عالی نہیں لگ رہا تھا موڈ قدرے بہتر تھا۔

"مجھے آپ سے امپورٹنٹ بات کرنی ہے" وہ سنجیدہ سی بولی۔

"ہمم کہو" وہ ہنوز مصروف سے انداز میں بولا۔

"وہ" اسکی بات کے دوران عالی کا فون بجنے لگا جس پہ علیزے کالنگ لکھا آ رہا تھا اسے کوفت ہوئی وہ اس سے چڑنے لگی ہمیشہ انکی بات کے دوران عالی کی سیکٹری کا فون آ جایا کرتا تھا اسے اس سے الرجی ہونے لگی تھی۔

"نہیں پہلے آپ اس سے بات کر لے کہیں بیچاری مر نہ جائے" وہ کہتی ہوئی گاڑی کا دروازہ کھولے اتر گئی پلٹ کے بیگ اور لیب کوٹ پکڑا تو عالی کان سے فون لگائے التجائیہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا جیسے معذرت کر رہا ہو وہ گاڑی کا دروازہ زور سے مارتی ہوئی چلی گئی اور عالی کو یوں لگا جیسے وہ دروازہ اس کے منہ پہ مار گئی ہے وہ گاڑی زن سے آفس کی طرف بھگا لے گیا۔

ارتضی اور فضہ صاحبہ عمر کے گھر ہی رکے تھے وہ بستر پہ لیٹا تھا جب اس کے کمرے کا دروازہ وا ہوا اور عمر چلتا ہوا اسکی جانب بڑھا۔

"تو ناراض ہے" عمر چلتا ہوا اس کے بیڈ پہ آ بیٹھا۔

"کیوں بھئی" ارتضی نے حیرت سے پوچھا۔

"وہ مجھے یوں عالی اور بھابی کو نہیں بلانا چاہیے تھا تجھے تکلیف ہوئی ہوگی"اس نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔

" نہیں میں ٹھیک ہو"عمر حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"یار تو اب اسکے بارے میں سوچنا چھوڑ دے وہ عالی کی عزت ہیں"وہ پھر سے اسے سمجھانے لگا۔

"جانتا ہوں وہ ایک ساتھ مکمل ہو گئے ہیں کوئی کمی کوئی کسک باقی نہیں وہ دونوں پرفیکٹ کپل ہے، ہیں نا" وہ اس سے پوچھ رہا تھا وہ خود ازیق کی انتہا پہ تھا مگر کیا کمال ظرف تھا صبر آ گیا تھا جیسے، ہاں آنکھیں ان دنوں کو ساتھ دیکھ کر صبر کر چکی تھی دل بے سبب اپنی ضد چھوڑنے پہ تل گیا تھا ، اسے ارتضی نارمل نہیں لگا آواز کھائی سے آتی سنائی دی تھی۔

"ارتضی تو ٹھیک ہے نہ" وہ کھوجتی نظروں ں سے پوچھ رہا تھا۔

"ہاں بلکل ٹھیک ہوں دیکھ میرے جھوٹے خوابوں نے مجھے آسمان سے زمین پہ لا پٹخا ہے۔"وہ خود پہ طنزیہ ہنسا عمر کو اسکی حالت پہ ترس آ رہا تھا۔ وہ اس کے برابر باہیں کھولے آ بیٹھا تو ارتضی بھی اسکے سینے سے لگ گیا۔کچھ لمحے سرکے تو عمر کو شیطانی سوجھی۔

"اچھا چل بس علینا نے دیکھ لیا تو پوچھے گی میرے علاوہ اور کتنی محبوبائیں ہے تمہاری"۔ارتضی اس کے کندھے پہ مکا مارتا ہوا بستر سے کھڑا ہو گیا۔

"تو نہیں بدل سکتا کمینے "وہ مسکرایا جس سے عمر کے دل کو سکون ملا تھا۔

"ہاں بلکل درست فرمایا" وہ اس کا موڈ ہلکا کر چکا تھا۔ارتضی منہ دھونے واشروم میں گھسا تو عمر ہمیشہ کی طرح اس کے پیچھے آیا وہ دروازہ بند کر چکا تھا اس نے وہی سے بانک لگائی

"نیچے آ جا سب تیرا انتظار کر رہے ہیں ناشتے پہ۔"

"ہاں تو چل میں آ رہا ہوں "عمر اسکا جواب سنتے ہی کمرے سے باہر نکل گیا۔

مشال نے عاشی کو کال کی تو اسے پتہ چلا کے وہ لوگ گھر سے نکل چکے ہیں اور بس پلین میں بیٹھنے والے ہیں۔ عاشی کو ڈر لگ رہا تھا کیونکہ وہ پلین میں پہلی بار بیٹھنے والی تھی مشال نے عاشی کو کافی حوصلہ دیا اور کچھ باتوں کے بعد وہ گھر کی مصروفیات میں مصروف ہو گئی شام کو بارات تھی اور اسے بہت سے کام تھے۔ بارات کے فنکشن کے بعد سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں موجود تھے جبکہ مشال سعد اور ارتضی تینوں عمر کے کمرے میں بیٹھے علینا کو عمر کے سارے کالے کرتوت بتا بتا کے ڈرا رہے تھے وہ بچپن سے ایک شیطانی دماغ کا بچہ تھا اسکی وجہ سے پورے گینگ کو ڈانٹ پڑا کرتی تھی۔ ارتضی عمر سے محض ایک ماہ چھوٹا تھا اور سعد ان سے دو سال ان کے گروپ میں سب سے معصوم نحل ہی تھی وہ جب جب ان کے گھر آتے تھے یہ سب مل کے شرارتیں کیا کرتے تھے بچپن کی کچھ باتوں میں نحل کا ذکر ہوا تو ایک دم ہی ارتضی کا چہرہ سپاٹ ہو گیا وہ مزید باتوں کو طول دیے بنا مصروفیت کا بہانا بنائے جانے کے لیے

اٹھ گیا رات ویسے بھی کافی ہو چکی تھی تو مشی اور سعد بھی اپنے کمروں کی جانب چل دیئے نحل کے نام پہ اترتا چہرہ مشال محسوس کر چکی تھی یعنی جو وہ سمجھ رہی تھی ایسا ہی تھا پھر سر سے ساری سوچوں کو جھٹکتے ہوئے بے فکری سے وہ اپنے کمرے کی جانب چل دی۔ ولیمہ کے سادہ سے فنکشن کے بعد عمر کی شادی خیریت سے اختتام پذیر ہوئی عالی ولیمے کے فنکشن پہ کسی مصروفیت کی وجہ سے آ نہیں سکا تھا یا اس نے خود ہی آنے سے اجتناب برتا تھا یہ سمجھنا عمر کے لیے مشکل نہیں تھا اس نے بڑے آرام سے اسکی معذرت قبول کی تھی۔

ان دو دنوں میں نحل اور عالی کے درمیان اسکے بعد کوئی بھی بات نہیں ہوئی تھی سوائے چند سرسری باتوں کے نحل کو صبین بیگم نے اس رات جاتے ہوئے وہ فائل بھی تھما دی تھی جس پہ اسکے دستخط ضروری تھے وہ اسے الماری میں رکھ کے بھول گئی تھی عالی ان دنوں شاید دفتر میں زیادہ کام کی وجہ سے مصروف تھا یا وہ جان بوجھ کے ایسا کر رہا تھا۔ نحل کو کم سے کم یہی لگا تھا جیسے وہ جان بوجھ کے اس سے اجتناب کر رہا ہے۔وہ بھی سارا سارا دن ایان دعا اور صارم کے ساتھ باتوں میں گزار دیتی کبھی وہ لوگ باہر سے کچھ منگا کر اکٹھے بیٹھ کر کھاتے ساتھ میں فلم دیکھ لیتے تھے رات کے کھانے کے بعد وہ کمرے میں آ کر اپنا لیکچر تیار کر لیتی تھی یا کبھی ٹیسٹ کی کتابوں کو کھنگال لیتی۔ دن یوں ہی خاموشی کی نظر ہوئے وہ رات کو اسکا انتظار کرتی

کرتی سو جاتی تھی مگر عالی کو دفتر میں کام زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ رات کو دیر سے لوٹتا اسے بغیر جگائے وہ بھی آ کے سو جاتا صبح کو وہ دونوں نماز پڑھ کر ایک دوسرے کے تیار ہونے کا انتظار کرتے پھر اکھٹے نیچے جاتے۔

ارتضی نے اپنے دل میں اٹھتا ہر احساس دبا دیا تھا وہ جانتا تھا کہ سراب کے پیچھے بھاگنے سے کچھ حاصل نہیں ہونے والا اسی لیے اب وہ ہمہ وقت خود کو کام میں مصروف رکھتا تھا۔ اگر اسے کوئی خیال نحل کو یاد کرواتا تھا تو وہ تھی ابائی زمین جس کو جلد از جلد وہ اس کے حقدار کے حوالے کرنا چاہتا تھا۔ جب اتنے دن کوئی جواب نہیں ملا تو اس نے صبین بیگم کے گھر کی راہ لی جس پہ وہ نحل کے اعتراض کے بارے میں اسے سب بتا چکی تھی کہ وہ اس سے ایک پائی تک لینا نہیں چاہتی اتنی ساری زمین اور پیسہ تو کجا وہ مر کر بھی قبول نہ کرے۔وہ جانتا تھا وہ ایسا ہی کرے گی مگر وہ جیسے تیسے اپنے کندھوں سے یہ بوجھ اتارنا چاہتا تھا۔

عاطف صاحب کو کراچی واپس لوٹنا تھا وہ ایک دن کے لیے فضہ صاحبہ کے بہت اسرار پہ ان کے ہاں رکنے چلے آئے تھے سارے چھوٹے بچے اور مشال جسے انکی اور فضہ صاحبہ کی ضد پہ یہاں آنا پڑا تھا وہ اس رات والے واقعے کے بعد ارتضی سے دور دور ہی رہتی تھی۔ جسے ارتضی بھی محسوس کر رہا تھا۔ ولیمے کی رات اسے کافی کی طلب

ہوئی تو وہ کچن میں کسی ملازم کو کافی کا کہنے کی غرض سے گیا تھا جہاں مشال رات کے اس پہر اپنے لیے کھڑی نوڈلز بنا رہی تھی اس نے ہال میں صبح سے کھانا نہیں کھایا تھا اور اب اسے بھوک لگ رہی تھی وہ ارتضی کو کچن میں دیکھ کے ٹھٹکی مگر پھر شانِ بے نیازی سے اپنے نوڈلز باول میں انڈیلنے لگی۔ارتضی کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اسے کیسے مخاطب کرے مگر پھر چاہتے نہ چاہتے اس سے کہہ ہی بیٹھا

" مجھے کافی پینی تھی کیا مل سکتی ہے"۔

اس نے محض" ہممم" کہہ کے ہامی بھری تھی نہ ایک لفظ زیادہ نہ کم جبکہ وہ بے دھڑک بولنے والی اس لڑکی کے جواب پہ دھنگ سا واپس کمرے کی جانب پلٹ گیا

"اس میڈم کو کیا ہوا" وہ خود سے بڑابڑایا

اور کمرے میں گھس گیا۔ اسے تو اسکی ڈھیٹائی اور بے تکلفی کی عادت ہو گئ تھی۔اس کی توقع کے بر عکس کافی کا مگ عمر کا باورچی اس کے کمرے میں لایا تھا جس سے ارتضی کو مشال پہ مزید حیرانی ہوئی کہ وہ تو اسکا ہر کام بنا کہے کر دیتی تھی آخر اسے یوں اچانک کیا ہوا مگر پھر اس نے خود ہی اپنی سوچ کو جھٹک دیا۔

مشال نے سکھ کا سانس لیا کے ارتضی گھر میں نہیں ہے اور وہ رات ڈھلنے سے پہلے تو ہر گز لوٹنے والا نہیں تھا سہ پہر کے تین بج رہے تھے آج موسم بہت خوبصورت تھا

ایسا لگتا بادل برسنے کو بے تاب ہیں مشال تو بارش کی دعائیں کر رہی تھی۔ کچھ ہی لمحے بعد اسکی دعا قبول بھی ہو گئی ایسی ہوتی ہے کچھ دعائیں لمحوں میں قبول ہونے والی۔

اس کے ہمراہ آمنہ نوفل اور احمد بھی بارش میں نہا رہے تھے نوفل تو سردی سے کانپنے لگا تھا ۔وہ آمنہ کے ساتھ بچوں کی طرح لان میں کیکلی ڈالتی ہوئی زور زور سے ہنس رہی تھی ارتضی شور کی آواز سنتا بالکونی میں آ کھڑا ہوا جہاں وہ اپنی بچوں کی پوری ٹیم کے ساتھ خود بھی بلکل بچی بنی ہوئی تھی اسکی کھنکھتی ہنسی نے ارتضی کو ایک پل کے لیے سحر میں جکڑ لیا تھا وہ محو سا اسکو یوں بچوں سے کھیلتا تک رہا تھا اس وقت وہ بھی اسے ان ہی کی طرح معصوم سی بچی لگی تھی یہی لمحہ تھا جس وقت ارتضی کا دل ایک لحظے کے لیے ہی صیح مشال کے لیے دھڑکا تھا۔ مسکراتے ہوئے وہ وہاں سے ہٹ گیا بارش تھمنے لگی تو وہ بچوں کے ساتھ بھاگتی ہوئی اندر کی جانب چل دی سردی بڑھ رہی تھی سب کے کپڑے بدلواتے ہی اس نے خود بھی کپڑے چینج کیے اور سب بڑوں اور بچوں کی فرمائش پہ پکوڑے بنانے کچن کی جانب چل دی تب ہی ارتضی بھی سیڑھیوں سے نیچے آتا دکھائی دیا۔

"آو بھئی برخوردار کہاں تھے سارا دن" عاطف صاحب کی آواز گونجی۔

"کہیں نہیں ماموں جان آفس تھا کچھ دیر پہلے ہی آیا یوں سو گیا تھا ابھی آنکھ کھلی ہے۔" اسکی آواز پہ مشی نہ پلٹ کے ارتضی کو دیکھا تو کیا وہ انکے شور کی وجہ سے اٹھا تھا وہ جو ان بچوں کے ساتھ ایسے شور مچا رہی تھی جیسے آج تک تہذیب نام کا ایک لفظ نہ پڑھا ہو مگر پھر شانے اچکاتی ہوئی کچن میں چلی گئی۔ارتضی چلتا ہوا ان سب کے ہمراہ لاؤنج میں ہی آ بیٹھا تھا سب لوگ ہاتھوں میں چائے پکڑے بیٹھے تھے تب ہی احمد نے ہانک لگائی۔

"یار آپی مشی جلدی کر لے کب بنے گے آپ کے پکوڑے، پکوڑے ہیں یا پائے" وہ منہ میں بڑبڑایا۔

آمنہ جو کچن میں کام کر رہی تھی وہی سے گویا ہوئی۔

"صبر نام کی چیز بھی ہوتی ہے کچھ انسان میں"

"ہوتی ہو گی مگر اس وقت میرے سے نہیں ہو رہا"

دور سے آتی آمنہ نے اسے منہ چڑھاتے ہوئے اپنی پلیٹ میں سے ایک پکوڑا دیا اور جاکر سامنے پڑے صوفے پہ براجمان ہوئی۔

"ابھی بس اتنا ہی باقی تم خود لے آو آپی سے" وہ کہتی ہوئی خود مزے سے کھانے لگی تھی جبکہ نوفل اور احمد اسے بھوکوں کی طرح دیکھ رہے تھے سب بڑے انکی بچگانہ حرکتوں پہ ہنس دیئے۔

مشال ان کے ساتھ کراچی جا رہی تھی اسکے فائنلز ہو چکے تھے اور اب وہ فارغ تھی اس بات پہ وہ سب بچے بہت خوش تھے کیونکہ ان کی پچھلے چند دن میں مشال سے کافی دوستی ہو گئی تھی اور مشال کو بھی کراچی دیکھنے کا بہت شوق تھا۔اسی لیے وہ روبینہ بیگم اور عابد صاحب سے بڑی آسانی سے اجازت لے چکی تھی۔

بارش کی وجہ سے سردی کا زور بڑھ گیا تھا اسی وجہ سے اسلام آباد میں بھی سردی کی شدت بہت زیادہ تھی عاشی تو جب سے یہاں آئی تھی اسکی دعوتوں کا سلسلہ چل رہا تھا وہ یہاں کے کئی حسین مقامات بھی دیکھنے جا چکی تھی قدرت نے عاشی کے حصے کی ساری خوشیاں اسکی جھولی میں ڈال دی تھی جنہیں وہ چن چن کے زندگی کے حسین سفر کو طے کر رہی تھی۔ وہ نحل کو کالج کے بعد کال کیا کرتی تھی۔پھر صبین بیگم سے بات کرتی تھی ورنہ سارا سارا دن وہ فاطمہ کے ساتھ باتوں میں گزارتی شام میں باسط لوٹتا تو وہ اسے اکثر باہر لے جاتا کیونکہ عاشی کہ مطابق ایک اچھا شوہر اپنی بیوی کو گھوماتا

پھراتا شاپنگ کراتا اور اچھے اچھے کھانے کھلاتا ہے اور وہ ایک اچھا شوہر بننے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔جس میں وہ کامیاب بھی ہو رہا تھا بقول عاشی کے۔

نحل چاہ کر بھی عالی کی مصروفیت کی وجہ پوچھ نہیں پائی تھی۔ وہ اسے روز آفس سے کال کر کے اس کی خیریت دریافت کر لیتا کبھی میسج کر دیتا نحل کو باہر برستی بارش دل کو سکون دیتی محسوس ہو رہی تھی ٹھنڈی ہوا اسکے جسم کو چھوتی ہوئی ٹھنڈ کا احساس دلا رہی تھی۔اس دن کے بعد سے وہ پرسکون ہوگئی تھی۔ اسے بارش پسند تھی یوں لگتا ہے جیسے وہ سارے دکھوں کو اپنے ساتھ بہا کر لے جاتی ہے اور انسانوں کے لیے صاف ستھرا دھلا دھلا ماحول چھوڑ جاتی ہے۔

کمرے کا دروازہ کھولتا ہوا عالی کمرے میں داخل ہوا۔ اسکی شرٹ اور بال ہلکے ہلکے بھیگے ہوئے تھے نحل اس کو اندر آتا دیکھ کے گلاس ڈور بند کرتی خود بھی اندر آ گئی وہ آج آفس سے جلدی آیا تھا ان کی شادی کا چھوٹا ہفتہ گزرنے کو تھا اس دوران ان میں اچھی دوستی ہو گئی تھی مگر دوبارہ نہ نحل نے ارتضی کے بارے میں کوئی بات کی تھی اور نہ عالی نے دونوں بس ایک دوسرے کے بارے میں بات کرتے تھے۔اس نے سادے سے سوٹ پہ گرم شال اوڑھ رکھی تھی۔ بالوں کو ہلکے جوڑے میں قید کیا تھا۔مگر وہ اس حلیہ میں بھی عالی کے دل کو بھا رہی تھی اس نے عالی کی طرف تولیہ بڑھایا

تاکہ وہ اپنے بال سکھا لے اور ہاتھ میں پکڑا کوٹ اسکے ہاتھ سے لے لیا اس نے تولیہ پکڑے بیگ پاس پڑے صوفے پہ رکھا اور بال خشک کرنے لگا۔

"کیا ہو رہا ہے جناب"وہ اسکی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

"کچھ نہیں آج آپ جلدی آ گئے" اس نے حیرت سے سوال کیا تھا وہ اس کے برابر کھڑی تھی ۔

"ہاں یار آج کام کم تھا" وہ تھکا ہوا لگ رہا تھا وہ کہتا ہوا واڈروب کی جانب چل دیا۔ وہ بھی نیچے جانے کے لیے ڈوپٹہ سر پہ اوڑھے اس سے پوچھنے لگی۔

"چائے پیئیے گے" ہمیشہ کی طرح آفر نحل نے کی تھی عالی کو اسکی یہ عادت بہت پسند تھی وہ ہمیشہ اسکے دل کی بات خود بخود جان جاتی تھی۔وہ سمپل ٹی شرٹ اور ٹراؤزر پہنے دوبارہ کمرے میں نمودار ہوا۔

"ہاں کیوں نہیں بہت دل کر رہا ہے "اس نے نحل کو اپنی طرف متوجہ پایا تو فورا مسکراتے ہوئے ہامی بھری۔ اسکے رویے سے نحل کے دل کو سکون پہنچا تھا یعنی وہ واقعی مصروف تھا اسی لیے لیٹ آ رہا تھا دل کو تسلی دی اور نیچے چل دی۔

نحل دو کپ چائے بنائے اوپر کمرے میں واپس لوٹی تو عالی اپنے لیپ ٹاپ پہ موی لگائے بیٹھا تھا۔ اس نے کمرے کی لائیٹ بھی آف کر رکھی تھی باہر اندھیرا چھا چکا تھا سامنے رکھے میز پہ وہ ٹانگیں جمائے ان پہ لیپ ٹاپ سیٹ کر چکا تھا۔ اسے کمرے میں آنے پہ محض لیپ ٹاپ سے پیدا ہوتی روشنی دیکھائی دی جس کے تعاقب میں وہ چلتی ہوئی اس تک آ پہنچی۔

"یہ کیا ہے" نحل نے لیپ ٹاپ پہ چلتی اسکی فلم کو دیکھتے ہوئے سوال کیا تو عالی اسے تفصیل دینے لگا۔

" یہ میرے فیورٹ ہیرو ہیروئین کی موی ہے آو دیکھے "اس نے ہاتھ بڑھا کر نحل کے ہاتھ سے چائے کی ٹرے پکڑے اپنے پاس رکھی جس میں سے ایک کپ نحل کو دیا اور ایک خود لیے موی لگائی۔ وہ ایک ہاتھ نحل کے گرد حائل کیے دوسرے ہاتھ سے چائے کا مگ پکڑے چائے پی رہا تھا نحل بھی اسکے برابر میں بیٹھی فلم دیکھ رہی تھی۔ اسے

انڈین ایکٹرز بلکل پسند نہیں تھے مگر وہ چپ چاپ بیٹھی کچھ دیر یونہی انہیں گھورتی رہی اسکے قریب بیٹھ کر عجیب تحفظ کا احساس ہو رہا تھا پھر اچانک عالی سے سوال کر بیٹھی۔

" عالی آپ کو انڈین ایکٹرز پسند ہے"اس نے ناک سکوڑا

"ہاں بہت دیکھو کتنی خوبصورت ہے یہ" عالی نے فلم میں موجود ہیروئین کو نامزد کرتے ہوئے کہا۔ فلم میں دیپیکا مین ہیروئین تھی جو نحل کو ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔ جبکہ ہیرو رنبیر کپور اور شاہد کپور تھے وہ بھی اسے خاص پسند تو نہیں تھے مگر پھر عالی کو چڑانا بھی تو تھا۔

"نہیں ہیروئین تو عام سی ہی ہے ہاں ہیرو پیارا ہے" بس اتنا سننا تھا کہ عالی کے تو تن بدن میں آگ لگ گئی اور فورا ہی لیپ ٹوپ کی سکرین نیچے کی جانب دھکیلی دل چاہ رہا تھا ابھی جائے اور اسکا منہ توڑ دے مگر پھر برداشت کرتا ہوا اسکی طرف متوجہ ہوا۔

"توبہ کرو نحل شوہر کہ سامنے بیٹھے کسی نامحرم کو پیارا کہہ رہی ہو ویسے مجھ سے زیادہ ہنڈسم نہیں ہے" اس نے آنکھ دبا کر کہا تو نحل اسکی بات سن کے بے ساختہ ہنسی

اسکا زور دار قہقہ ہوا میں گونجا یعنی تیر بلکل نشانے پہ لگا تھا۔ عالی اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا اور وہ ہنس ہنس کے لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔پھر اپنی ہنسی کنٹرول کرتی ہوئی بولی۔

"تو یقینا یہ چھپکلی بھی مجھ سے پیاری نہیں ہو گی" اس نے نروٹھے پن سے کہا تو عالی کو اس پہ بے پناہ پیار آیا اس نے دیپیکا کو چھپکلی کہا تھا اسکی بات کا مطلب تو وہ اب سمجھا تھا اسکا یوں کسی اور عورت کو خوبصورت کہنا نحل کو کچھ بھایا نہیں تھا۔ وہ اسکی بات پہ حیران سا ہنس دیا۔

"یعنی تم اس سے جیلس ہو رہی ہو" وہ اسے تنگ کرنے لگا۔

"نہیں میں کیوں اس سے جیلس ہو گی اس میں جیلس ہونے کے لیے ہے ہی کیا"۔وہ لا پرواہی سے بولی۔

"کوئی حال نہیں ہے تمہارا نحل" وہ سر جھٹکے ہنسنے لگا دونوں باتوں کے دوران چائے مکمل کر چکے تھے وہ دونوں پھر سے موی دیکھنے لگے۔ فلم ختم ہونے تک نحل بھی اسکے کندھے پہ سر ٹکائے سو چکی تھی وہ اسے یوں سوتی ہوئی بہت معصوم لگ رہی تھی کئی لمحے وہ اسے یوں ہی تکتا رہا تھا وہ اسے اٹھانا نہیں چاہتا تھا۔مگر اسے بھوک لگ رہی

NOVEL BANK

تھی اسی لیے وہ صوفے سے سر ٹکائے سوئی ہوئی نحل کو جگانے لگا جو کچھ دیر پہلے اسکے کندھے پہ سو چکی تھی۔

"یار نحل اٹھو مجھے بھوک لگی ہے" وہ ہڑ بڑا کے اٹھی تھی۔

"کلکیا ہوا" وہ آدھ کھلی آنکھوں سے گویا ہوئی۔

"یار مجھے بھوک لگی ہے کچھ بنا دو سب لوگ نیچے سو گئے ہے"۔ یقینا وہ نیچے کا چکر لگا چکا تھا۔

"اس وقت" وہ حیرت سے بولی۔

"ہاں "وہ بیچاری سی شکل بنائے بولا۔

"اچھا ٹھرے لیکن "اسے اکیلے نیچے جانے سے ڈر لگ رہا تھا۔

"لیکن کیا"وہ بھنویں اچکاتا ہوا بولا۔

"آپ کو بھی میرے ساتھ چلنا ہو گا "اس نے اپنا مسئلہ بیان کیا۔

"ہاں چلو ٹھیک ہے" وہ دونوں نیچے کچن میں پہنچے تو نحل کچن کا جائزہ لینے لگی کے شاید کوئی ایک آدھی ایسی چیز مل جائے جسے وہ جلدی جلدی بنا لے بھوک تو اسے بھی لگی تھی اس نے بھی رات کا کھانا نہیں کھایا تھا اتنے میں اسکے ہاتھ پاستے کا پیک لگا جسے بنانے کے لیے وہ فریج سے چکن نکال رہی تھی عالی بڑے مزے سے سلیب پہ بیٹھ کے ساری کاروائی دیکھ رہا تھا۔ بھوک کے مارے اس کا برا حال ہو رہا تھا۔

"یار تھوڑا جلدی کرو" وہ بیچارہ بھوک سے بدحال ہوتا ہوا بولا

اب تھوڑی دیر انتظار تو کرنا ہی پڑے گا"وہ گوشت برتن میں ڈالتے ہوئے بولی

"اچھا مجھے بتاو میں تمہاری ہیلپ کرتا ہوں"اسے جلدی کچھ کھانا تھا

"جی اوکے یہ پیاز اور ٹماٹر ہے اسے چھوٹا چھوٹا کاٹ دے" اس نے تو مروتا کہا تھا وہ کہاں کچن کے بارے میں کچھ جانتا تھا اس نے تو کبھی کچن میں جھانک کے بھی نہیں دیکھا تھا اور کہاں نحل اسے پیاز کاٹنے کا کہہ رہی تھی۔

نحل چکن کو میرینیت کرنے کے بعد پاستہ کو

ابلنے رکھ کر عالی کی جانب گئی جو بیچارہ تقریبا مشکل سے اپنی آنکھیں کھلی رکھ کر اسے کاٹنے کم برباد زیادہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا اسکی آنکھوں سے آنسوؤں مسلسل نکل رہے تھے اور وہ پوری طرح پیاز کا ستیاناس کر چکا تھا۔پیاز کی اور اسکی حالت دیکھ کے نحل کو افسوس ہوا کہ اس نے عالی کو کیوں کہا۔

"اففف عالی یہ کیا کیا آپ نے اور اپنی حالت دیکھے "وہ اسکے حال پہ ہنس دی

"یار اتنا مشکل کام ہے یہ اور یہ پیاز یہ تو بہت ہی ظالم ہے توبہ" اپنی آنکھوں کو ہاتھ کی پشت سے صاف کرتا ہوئے اس نے جھجری لی۔

"آپ کو نہیں آتا تھا تو آپ مجھ سے کہہ دیتے بیچارے پیاز کا پوسٹ مارٹم کر کے رکھ دیا ہے" وہ اپنی ہنسی مشکل سے کنٹرول کرتی ہوئی بولی اسکی آنکھوں کے گرد کا حصہ سرخ ہو گیا تھا۔

"ہاں تو میں کونسا یہ کام کرتا رہتا ہوں وہ تو بس میں نے ویسے ہی کہا چلو مدد کر دیتا ہوں تمہاری "وہ بیچارہ بے بسی سے بولا۔وہ عالی کی بات پہ مسکرا دی کچھ دیر میں اس نے پاستہ تیار کر لیا تھا وہ دونوں اکیلے کچن کے چھوٹے ٹیبل پہ بیٹھے تھے نحل اسکے

تاثرات دیکھ رہی تھی جو مزے سے کھا رہا تھا۔ نحل نے مزے سے کھاتے عالی سے پوچھا۔

"کیسا بنا ہے" نحل سوالیہ نظروں سے پوچھ رہی تھی۔

"بہت مزے کا ہے"۔ وہ مزے سے کھاتا ہوا بولا تو اسے لگا وہ اسکا دل رکھنے کے لیے کہہ رہا ہے۔

"سیریسلی" نحل نے تصدیق چاہی۔

"سچ میں اٹس ویری ہی" وہ پل بھر کو رکا اور پھر سے کھانے لگا۔

نحل بھی کھانے میں مگن ہو گئی اسے بھی بھوک لگی تھی وہ جھوٹ نہیں کہہ رہا تھا واقعی اچھا بنا تھا۔کھانا مکمل کرتے ہی نحل برتن دھونے لگی جبکہ عالی سلیب کے ساتھ ٹیک لگائے اسکی کاروائی دیکھتا رہا۔ وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔ وہ اسے اپنی مصروفیات بتا رہا تھا مگر اسے عالی کو بتانا تھا کہ ارتضی اسے اسکی ابائی زمین دینا چاہتا ہے اور اس سلسلے میں اسے کئی بار کالز بھی کر چکا ہے جس میں سے اس نے ایک کال بھی ریسو نہیں کی پھر باتوں میں مگن ہوتے وہ بھول گئی۔

کچھ دیر یونہی باتوں میں گزرے تو عالی نے اسے عمر اور اسکی بیوی کی دعوت کرنے کا کہا۔

"دیکھو نحل چونکہ تم اچھا کھانا بناتی ہو تو ایسا کرتے ہے عمر کی دعوت رکھ لیتے ہے ویک اینڈ پہ"وہ نحل کی جانب کروٹ بدلتے ہوئے بولا

"جی اگر آپ رکھنا چاہتے ہے تو رکھ لے" اس نے ہامی بھری

"اچھا تو تم کیا بناو گی ان کے لیے" وہ اشتیاق سے پوچھ رہا تھا۔ جیسے اسے ابھی سے ان کھانوں کا ذائقے کا مزے چکھنا ہو۔

"عمر بھائی کو تو دیسی کھانا ہی پسند ہے" اس نے یاد کرتے ہوئے کہا وہ اکثر فضہ صاحبہ کے گھر آتا تھا اور پراٹھے اور چکن کڑاھی جیسی ڈش فرمائش پہ بنواتا تھا۔

"لیکن تمھیں کیسے پتا" وہ حیران ہوا۔

"وہ جب کالج لائف میں آتے تھے تو یہی کھایا کرتے تھے تائی جان کی طرف سے" اس نے وضاحت دی۔ کتنا حسین اتفاق تھا وہی عمر عالی کا بھی دوست تھا جو ارتضی کا تھا اور وہ اس بات کو عمر سے ملنے کے بعد سمجھی تھی کہ ارتضی اس دن وہاں کیا کر رہا تھا۔

"اچھا ہاں تو بس ٹھیک ہے تم بنا لینا دیسی کھانا ہی" جس پہ وہ فورا مان گئی اور یونہی دن کا اختتام ہو گیا۔

ایان اپنی کلاس میں بیٹھا حارث کے فضول جوک سن رہا تھا جب چیکو صبا ان کے پاس آرکی وہ جینز اور شارٹ میں ملبوس اسے کبھی بھی اپنی جانب متوجہ نہیں کر پائی تھی اس نے ایک انداز سے چہرے پہ آتی بالوں کی ایک لٹ کو پیچھے کی جانب کیا۔
"تمہیں پتہ ہے ایان آج انکل اور آنٹی شام میں ہماری طرف آ رہے ہیں۔"

"ہین کب" اس نے حیرانی سے اسکی جانب دیکھا جو سنجیدگی سے اسکی جانب متوجہ تھی۔

"آج شام بابا نے انوائیٹ کیا ہے"۔وہ ایک ادا سے بولی

"اچھا تو میں کیا کروں" وہ شانے بے نیازی سے گویا ہوا۔

"کچھ نہیں میں چاہ رہی تھی تم بھی آ جانا مزہ آئے گا"۔

"کیوں بھئی کوئی زبردستی تھوڑی ہے میرا دل نہیں کر رہا تو میں کیوں آو"۔وہ بے زاری سے بولا۔

"اوکے ایز یور وش "وہ کہتے ہی اپنا بیگ کندھے پہ ڈالتی لوٹ گئی۔جبکہ ایان کو اسکی بات پہ حیرت ہوئی تھی عالیہ بیگم تو ابان صاحب کے ساتھ بہت کم کہیں جایا کرتی تھی۔ مگر پھر شانے اچکا کر حارث سے کیفیٹیریا جانے کا کہنے لگا اسے بھوک لگی تھی۔

مشال ماموں اور بچوں کے ہمراہ کراچی چلی گئی تھی عمر اور ارتضی آفس میں بیٹھے تھے جب اسے ایک میسج ریسیو ہوا۔وہ اٹھ کر کہیں جانے کے لیے کرسی کی پشت پہ پڑا کوٹ اتار کر پہننے لگا۔

"کدھر جا رہا ہے عمر یوں اچانک اسکو کھڑا دیکھ کے گویا ہوا

"آ رہا ہوں تھوڑی دیر میں تو آفس کو دیکھ لینا "وہ کہتا ہوا کیبن سے نکل گیا تو عمر اپنے منہ میں بڑبڑایا" عجیب آدمی" ہے۔

ارتضی خود کو تیار کرتا ہوا گاڑی میں بیٹھا وہ جانتا تھا آج اسے ہر بات ضبط کے ساتھ برداشت کرنی ہے۔

عالی اپنے آفس میں تھا اسے کسی میٹنگ کے لیے نکلنا تھا اس نے میٹنگ نحل کے کالج کے قریب ہی موجود ہوٹل میں اریںج کرائی تھی تاکہ وہ واپسی پہ اسے لیتا ہوا گھر چلا جائے۔آج کے کام میں آخری کام وہ میٹنگ تھی۔ پھر وہ اسے کہیں لے جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

نحل نے فیصلہ کر لیا تھا وہ ایک ارادے کے تحت اٹھی اور پرنسپل کے روم میں پہنچی جب سے اسکی جاب ہوئی تھی وہ آج پہلی بار ہالف لیو مانگ رہی تھی جس پر میڈم بھی فورا مان گئی تھی بعض دفع قسمت بھی انسان کا ساتھ اس وقت دیتی ہے جب اسے خبر بھی نہیں ہوتی کے آنے والا وقت اس کے مطابق ہو گا یا مخالف۔

وہ کالج سے کچھ فاصلے پہ موجود ایک ہوٹل میں موجود ارتضی کو تلاشتی ہوئی اس کے سامنے چیئر پہ بیٹھ گئی وہ نظریں جھکائے بیٹھا تھا کہ سر اٹھانے کا کوئی جواز بھی نہیں تھا۔

"اسلام علیکم" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب نہ پاکر وہ گویا ہوا۔

"کہو کیا کہنا چاہتی ہو" اس نے بغیر کسی تمہید کے اسے اجازت دی۔

"پہلی بات تم نے سوچ بھی کیسے لیا کے تم جیسے گھٹیا انسان کی جائیداد میں سے میں نحل رضوی ایک پائی بھی لوں گی ، دوسری بات یہ کہ تم جو ہمدردی کا ناٹک ماما کے سامنے چلا رہے ہو اسکا کوئی فائدہ نہیں اپنی اس سو کالڈ محبت کا رونا دوبارہ میرے کسی اپنے کے سامنے رونے کی غلطی مت کرنا ورنہ تم جانتے ہو عالی تمہیں کہیں کا نہیں چھوڑے گے"وہ دھیمے مگر سخت لہجے میں کہہ رہی تھی وہ ہر لفظ چبا چبا کے بولی تھی۔

"عالی سے تو میری جوتی بھی نہیں ڈرتی اور جہاں تک رہی بات ہمدردی کی تو نحل بی بی آپ کسی خوش فہمی کا شکار ہے میں فقت اپنے کندھوں پہ حرام کا بوجھ نہیں ڈالنا چاہتا اسی لیے حقدار کو اسکا حق لوٹا رہا ہوں اور اب مزید کسی ڈرامے کے بغیر چپ چاپ اس پہ دستخط کرو" ارتضی کو اس کی بدتمیزی پہ غصہ آیا تھا وہ اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے فائل تک ہی لے گیا تھا کہ اسکے چہرے پہ ایک زور دار مکا جھڑا گیا وہ اس افتاد پہ تیار نہیں تھا جس وجہ سے کرسی پہ لڑکھڑایا۔

"عالی ایک منٹ میری بات سنے "نحل کا وجود سن ہو گیا تھا وہ یہاں کیا کر رہا تھا وہ ہنوز اسی طرح کھڑے عالی کو دیکھ رہی تھی جو اسے کالر سے پکڑے کھڑا کر رہا تھا۔

"تیری جرت کیسے ہوئی میری بیوی کو ہاتھ لگانے کی "

اتنا کہنا تھا کہ ارتضی نے زوردار مکا رسید کیا جس پہ عالی اپنے پاوں پہ کھڑا نہ رہ سکا وہ لڑکھڑا کر سیدھا ہوا اور ارتضی کے چہرے پہ مکوں کی برسات شروع کردی ابھی اس نے چار پانچ مکے جھڑے کہ ہوٹل کا مینجر اور باقی سٹاف ان کو روکنے کے لیے بروقت وہاں پہنچ گئے انھوں نے دونوں کو ایک دوسرے سے دور کیا تو عالی سرخ ہوتی آنکھوں سے نحل کی جانب مڑا جو وہاں دم سادھے کھڑی بے یقینی سے اسے تک رہی تھی نا جانے اب وہ اسکے ساتھ کیا کرنے والا تھا۔

"چلو یہاں سے" اس نے اپنا بیگ ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا وہ اسے کھینچتا ہوا وہاں سے لے گیا۔ اسے نہ تو ارتضی کی فکر تھی نہ اپنی میٹنگ کی جو جہاں تھا وہی چھوڑ کر اسکا ہاتھ تھامے وہاں سے چل دیا۔ اس کی ہونٹ کے کونے سے خون بہہ رہا تھا۔

"عالی میری بات سنے"۔ وہ التجائیہ انداز میں بولی اسے اس سے ڈر لگ رہا تھا۔وہ اسے کھینچتا ہوا گاڑی میں بیٹھا کر گاڑی چلانے لگا۔

"عالی آپ غلط کر رہے ہے پلیز آہستہ چلائے گاڑی ۔ایک منٹ میری بات تو سنے مجھے کچھ کہنے کا موقع دے"۔ اس نے ایک دم سے چلتی ہوئی گاڑی روکی تو وہ مشکل سے اپنا سر ڈش بورڈ کو لگنے سے بچا پائی تھی۔

"میں نے کہا تھا نہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا "وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں گھاڑھے کہہ رہا تھا۔

"اترو "

"کیا"وہ حیرت سے بولی اسے وہ کہیں سے بھی عالی نہیں لگا تھا جس سے وہ جانے انجانے میں محبت کر بیٹھی تھی۔کیا وہ اس پہ شک کر رہا تھا نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔وہ بے یقینی سے اسے تک رہی تھی۔

"میں کہہ رہا ہوں اترو" وہ دھاڑتے ہوئے بولا تو نحل کو اپنا وجود لرزتا ہوا محسوس ہوا۔وہ ہوش کی دنیا میں لوٹی تو کھڑکی کے اس پار رضوی ہاوس تھا تو کیا وہ نحل کو ایک موقع بھی نہیں دینے والا تھا کیا اسے نحل پہ بھروسہ نہیں تھا وہ حیرت میں ڈوبی اسے گومگوں کیفیت میں دیکھ رہی تھی پھر آنکھوں میں بے نام آنسوں لیے وہ گاڑی سے اتری تو وہ ایک لمحہ بھی رکے بنا وہاں سے چلا گیا اس بار وہ اسکے پیچھے وجہ بتانے بھی نہیں آیا

تھا ایک بار پھر مان ٹوٹ گیا تھا جس پہ وہ بھروسہ کرنے لگی تھی وہی اسے یوں تہی دامن چھوڑ کے جا رہا تھا۔ وہ اسے بے مول کر گیا تھا۔

عالی گھر پہنچا تو عالیہ بیگم اور روشنی لاؤنج میں بیٹھی باتیں کر رہی تھی اسے یوں تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جاتے دیکھ کر عالیہ بیگم کو حیرانی ہوئی وہ تو کبھی بھی یوں وقت سے پہلے گھر نہیں آتا تھا اور اسکا سامان بھی اسکے پاس نہیں تھا وہ تیز قدموں سے چلتی ہوئی کمرے میں گئی تو وہ صوفے پہ اپنے دونوں ہاتھوں پہ سر گرائے بیٹھا تھا۔ اسکے چہرے کا بگڑا حلیہ دیکھ کر وہ تیزی سے اسکی جانب بڑھی۔

"عالی یہ کیا ہوا ہے اور تمہاری یہ حالت کس نے کی "وہ ٹشو پکڑے اسکے ہونٹ سے بہتا خون صاف کرنے لگی۔جس کی شرٹ کے پہلے دو بٹن کھلے تھے کوٹ ٹائی اور بیگ کہیں نہیں تھے۔

"کچھ نہیں ہوا مجھے آپ جائے یہاں سے پلیز" وہ کہتا ہوا وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور واشروم میں گھس گیا عالیہ بیگم کو حیرانی ہوئی کہ وہ تو بچپن میں بھی یوں کبھی کسی سے ہاتھا پائی نہیں ہوا تھا اور آج یوں اس طرح، وہ کسی کا گریبان پھاڑ آیا تھا محبت نے اس سلجھے ہوئے انسان کو بدمعاش بنا دیا تھا۔

نحل دروازہ پیٹ رہی تھی نصرین نے دروازہ کھولا تو وہ دوڑتی ہوئی لاونج کی جانب چلی گئی۔ اسکی حالت دیکھ کے صبین بیگم کو اپنا دل بیٹھتا ہوا محسوس ہو رہا تھا وہ اسے بلا رہی تھی

"نحل مجھے بتاو کیا ہوا ہے"۔وہ بے چینی سے اس سے پوچھنے لگی۔

"وہی جس کا ڈر تھا امی " وہ سہمی ہوئی تھی

"کیا مطلب "وہ حیران ہوئی انہیں اسکی حالت سے ڈر لگ رہا تھا

"میں ارتضی کو وہ فائل لوٹانے گئی تھی وہاں پتہ نہیں کہیں سے عالی بھی آگئے اور وہ میری کوئی بھی بات سنے بغیر مجھے یہاں چھوڑ گئے ہیں" وہ آنسوؤں کو ضبط کرتے ہوئے بولی۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو نحل"انہیں کم سے کم عالی سے ایسی امید نہیں تھی

"جی میں سچ بول رہی ہوں انہوں نے کہا تھا کہ ان سے برا کوئی نہیں ہوگا "۔وہ کہتے ہی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی اور صبین بیگم اسکی کمر تکتی رہ گئی وہ تئیس سال کی لڑکی ایک پل میں سو سال کی بڑھیا لگنے لگی تھی قدم اٹھانا بھی اسے مشکل لگ رہا تھا اعتماد کی ٹوٹی کرچیاں سینے میں چبھ رہی تھی وہ مان ٹوٹ گیا تھا جس پہ وہ نازاں تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے زندگی نے طویل راستہ طے کر لیا ہو پاوں اور دل دونوں سفر کرتے کرتے تھک چکے ہو۔ اکثر ایسا ہوتا ہے ہمارا دل اور پاوں منزل سے پہلے ہی تھکنے لگتے ہے۔

اس نے کمرے میں آتے ہی سب کچھ بستر کی جانب پھینکا اور زمین پہ بیٹھتی چلی گئی آنکھوں نے ضبط توڑا تو نا جانے کتنے آنسوں اسکا دامن بھگو گئے وہ ہنوز زمین پہ بیٹھی آنسو بہا رہی تھی کہ باہر اسے ارتضی کی آواز سنائی دی تو وہ ہوش میں لوٹی۔ وہ واقعی اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی یہاں آگیا تھا آخر اسے اس کی زندگی سے چاہیے کیا تھا وہ آنسو پونچھتی ہوئی زمین سے اٹھتی ہوئی اور کمرے کا دروازہ کھولے باہر نکلی۔

"کیوں آئے ہو یہاں" وہ چیخی تھی

"میری بربادی کا تماشہ دیکھنے آئے ہو، تم نے سوچا ویسے تو بدنام کر نہیں سکا تو چلو ایسے ہی سہی چلو بھئی اب یوں اسکی زندگی برباد کی جائے، ویسے بھی دوسروں کی زندگی تمہارے لیے اڈوینچر ہی تو ہے "وہ طزیہ مسکرائی آنکھوں میں کرب تھا آنسوں پھر سے آنکھوں میں تیرنے لگے۔

"نہیں نحل میں ایسا بلکل نہیں چاہتا تھا میں سب ٹھیک کر دو گا"۔

"ہاں تمہارے مطابق تو سب ٹھیک ہو گیا نہ دیکھو میں نے کھو دیا اسے یہی چاہتے تھے نہ تم "وہ پھر سے چیخی۔

"نہیں میرا ایسا کوئی مقصد نہیں تھا نحل تم غلط سمجھ رہی ہو"۔

"میں کہتی ہو چلے جاو خدا کا واسطہ ہے چلے جاو میری زندگی سے" وہ ہاتھ جوڑے کہہ رہی تھی کہتے کہتے ہر طرف اندھیرا چھا گیا تھا منظر سیاہ ہو گیا وہ زمین پر گر چکی تھی ہوش سے بیگانہ وہ اسکی جانب بھاگا۔ صبین بیگم تو اپنی جگہ پہ بیٹھتی چلی گئی نصرین انہیں سنبھالے کھڑی تھی اور ارتضی نحل کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا اس نے ڈاکٹر کو فون کیا جنھوں نے فورا نحل کو چیک کیا تو پتہ چلا کے سٹریس کی وجہ سے نروس اٹیک ہوا ہے انہیں ہر قسم کے سٹریس سے دور رکھا جائے وہ دوائی دے کے جا چکے تھے صبین بیگم اسکے برابر میں بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی جو مرجھائی ہوئی بستر پہ بے سود پڑی تھی۔ رات کے بارہ بج چکے تھے ارتضی صبین بیگم کو اس کے پاس چھوڑے گھر چلا آیا۔

شام ڈھلنے کی دیر تھی اور یوں لگ رہا تھا کوئی زندہ ہی نہیں ہے سارے شاہ ہاوس پہ خاموشی طاری تھی۔ دوپہر میں ایان کمرے میں آیا جو پانی کی آواز سنتے ہی وہاں پڑے صوفے پہ بیٹھ گیا تھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز سنتے پہ وہ فورا سے کھڑا ہوا

"بھابی یہ میں" سامنے کھڑے عالی کو دیکھ کے ٹھٹکا

"بھائی آپ"

"بھابی کہاں ہے میں ان کے لیے لزانیہ لایا تھا انہیں بہت پسند ہے نہ"۔ وہ ڈبہ دیکھاتا ہوا بولا ابھی کل ہی تو نحل نے اسے بتایا تھا کہ اسے لزانیہ پسند ہے۔

"پتہ نہیں" وہ کہتا ہوا گلاس ڈور پیچھے کرتا بالکونی میں آ کھڑا ہوا۔

"کیا مطلب آپ انہیں ابھی تک نہیں لائے کالج سے" وہ پریشان ہو گیا تھا

"وہ بچی نہیں ہے ایان فلحال جاو یہاں سے" وہ سرد مہری سے کہہ رہا تھا۔

"کیا مطلب" اتنی بے رخی وہ بھی نحل کے لیے ایان کو تو اپنے کانوں پہ یقین ہی نہیں آ رہا تھا

"میں کہہ رہا ہو دفع ہو جاو یہاں سے" وہ دھاڑتے ہوئے بولا تو ایان بیچارہ ڈر گیا

"آخر انہیں اچانک کیا ہو گیا "وہ سر جھٹکے باہر چلا گیا جبکہ عالی اب سب کو جوابدہ نہیں ہونا چاہتا تھا اسی لیے کمرہ لاک کیے بیٹھ گیا۔

شام کی نماز پڑھ کر جب اسلم صاحب لاونج میں پہنچے تو انہیں نحل کہیں نظر نہیں آئی جبکہ باقی سب لوگ چپ چاپ اپنا اپنا کام کر رہے تھے۔اسلم صاحب نے پاس بیٹھے ایان کو بلا کر نحل کا پوچھا تو وہ شام کی ساری روداد انہیں سنانے لگا۔وہ لاؤنج کے بیچوں بیچ بیٹھے چلائے عالی اپنا نام سنتا فورا کمرے سے باہر آیا۔ وہ کمرے کے باہر کھڑا دیکھ رہا تھا سب لوگ اسی پر نظریں مرکوز کیے ہوئے تھے۔

"نیچے آو"وہ اسے بلانے لگے۔

"جی دادا جان"وہ وہی سے بولا جانتا تھا وہ کیا سوال کرنے والے ہے۔

"نیچے آو" وہ قدم قدم سیڑھیاں اترتا نیچے آیا اور اسلم صاحب کے مقابل آکھڑا ہوا۔وہ صوفے پہ بیٹھے پوچھ رہے تھے۔

"نحل کہاں ہے" وہ ہنوز اسی طرح چپ سادھے کھڑا تھا۔اسلم صاحب کو اسکی خاموشی سے جھنجھلاہٹ ہوئی

"میں کچھ پوچھ رہا ہوں برخوردار "

"دادو وہ پھوپھو کی طرف ہے"اس کے جواب سے انہیں کوئی خاص تسلی نہیں ہوئی تھی۔

" یوں اچانک، وہ وہاں کیوں گئی ہے؟کوئی خاص وجہ "وہ ہمیشہ اسلم صاحب سے مل کر انہیں بتا کر جایا کرتی تھی۔

"اسکی طبعیت ٹھیک نہیں تھی "اس نے بہانہ گھڑا تھا جبکہ وہ واقعی بیمار تھی۔

" ہمممم فون ملاو اسے ابھی ایان "وہ ایان سے مخاطب ہوئے کئی بار فون ملانے پہ بھی فون مسلسل بند جا رہا تھا۔

"صبین کو کرو" انہیں عالی کے جواب سے تسلی نہیں ہوئی تھی۔انکا فون بھی بند جا رہا تھا ایان ہر جگہ کال کر چکا تو اسلم صاحب ہار کر گویا ہوئے۔

"صبح صبین کے ہاں چھوڑ دینا مجھے "وہ کہتے ہوئے اٹھ کر کمرے کی جانب بڑھ گئے تو عالی بھی سیڑھیاں پھلانگتا ہوا چھت پہ چلا گیا۔وہ دادا جان کے غصے سے واقف تھا اور نحل سے انکی محبت سے بھی مگر اب اسے سب کو جوابدہ ہونا تھا وہ اپنے کیے پہ پچھتا رہا تھا۔ کم سے کم اسے یوں نحل کو صبین کے گھر نہیں چھوڑ کے آنا چاہیے تھا۔ وہ وہی بستر پہ ڈھے گیا۔

ارتضی جب گھر لوٹا تو کوئی جاگ نہیں رہا تھا وہ سیدھا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ اس نے اپنا حلیہ درست کرتے ہی اپنے اسسٹینٹ سے عالی کا نمبر لیا اور تقریبا بیس کالز کے بعد تھک کر فون رکھ دیا۔اسے ہر حال میں سب کچھ ٹھیک کرنا تھا۔ وہ نحل کو اس حال میں دیکھ نہیں سکتا تھا۔ چلتا ہوا بالکونی میں آ کھڑا ہوا اسے نحل کی باتوں سے شدید صدمہ ہوا تھا جیسا وہ اسے سمجھ رہی تھی وہ بلکل بھی ویسا نہیں تھا کم سے کم اب تو بلکل بھی نہیں۔ وہ سوچوں میں گم کھڑا تھا جب پیچھے سے اس کے کمرے کا دروازہ کھلا تو وہ مڑ کے دیکھنے لگا سامنے کھڑی ہستی کو دیکھے اسکے تیور بگڑے وہ اس وقت ان سے بلکل کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ واپس کمر کیے کھڑا ہو گیا۔ وہ قدم قدم چلتے ہوئے اس کے برابر آ گئے

"کیوں کر رہے ہو یہ سب وہ کسی اور کی بیوی ہے اب" انہوں نے اطمینان سے کہا تو ارتضی نے آنکھوں کا ازتکاز بدلا وہ حیران تھا کہ کیا وہ بھی ہر چیز سے واقف تھے۔ مگر بولا کچھ نہیں ہنوز اسی طرح کھڑا رہا۔

"سکون سے جینے دو اسے" وہ پھر سے گویا ہوئے

"یہ آپ کہہ رہے ہے حیرت ہے" اس نے حیرانی کا مظاہرہ کیا

"ہاں میں کہہ رہا ہوں" وہ بھی اسی کے انداز میں بولے۔

"اور جو سکون آپ نے برباد کیا تھا انکا اسکا کیا" وہ سر انکی جانب موڑے گویا ہوا آنکھوں میں نفرت تھی بے تحاشہ نفرت عدنان صاحب کو ہمیشہ کی طرح ایک بار پھر دکھ نے آن گھیرا۔ جوان اولاد بدزن تھی جسکی خاطر ساری دنیا کو دغا دی ، وہ ہی مقابل کھڑا سوال کر رہا تھا۔

"ہاں کیا تھا مگر سب تمہاری خاطر کیا، تمہاری محبت کی خاطر"۔وہ بے چینی سے بولے

"یہ کیسی محبت ہے عدنان صاحب کہ آپ دوسروں کا حق چھین کے میری جھولی میں ڈال دے خود تو گناہ کیا ہی کیا مجھے بھی اس گناہ میں حصے دار بنا لیا"۔اس نے تنفر

سے کہا تو عدنان صاحب کو اپنا وجود بے سود ہوتا ہوا محسوس ہونے لگا گناہ کا بوجھ دل پہ مزید بڑھ رہا تھا دل پھٹنے کو آ رہا تھا جس کی خاطر وہ ساری دنیا کی نظر میں برے بنے وہ آج اسکی نظر میں بھی محض ایک گنہگار اور برے آدمی تھے۔وہ بنا کچھ کہے پلٹ گئے اسکے کمرے کا دروازہ کھولے وہ باہر کی جانب جا رہے تھے کہ وہی دروازے میں زمین بوس ہو گئے گرنے کی زوردار آواز پہ ارتضی فورا پلٹا عدنان صاحب جو زمین پہ بے سود پڑے نیم بے ہوش تھے۔ احساس ندامت کے بوجھ نے دل کی رفتار کو قبضے میں لے لیا تھا دل پھٹنے کو آ رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ حالت سے بیگانہ ہو گئے۔ وہ انہیں یوں گرا دیکھ کر انکی جانب دوڑا ہو نا ہو وہ اسکا باپ تھا خون کا رشتہ تھا۔

"بابا"

"بابا"

"آنکھیں کھولے بابا"وہ ان کا چہرہ تھپتھپا رہا تھا مگر

جوان قد آور بوڑھا جسم بے سود پڑا تھا اس نے فورا ایمبولنس کو فون کیا تو گھر میں شور اور ہنگامے کے بیچ فضہ بیگم بھی جاگ گئی وہ انہیں حوصلہ دیتے وہی نصرت اور ملازمین کے پاس چھوڑے ہسپتال چلا گیا۔ اسکی حالت آج کسی صحرا میں بھٹکے ہوئے جیسی تھی جسے بس منزل ڈھونڈنی تھی زندگی کی سب گراہیں کھولنی تھی

وہ تیز تیز گاڑی چلاتا ایمبولنس کے ساتھ ساتھ ہسپتال پہنچا ڈاکٹرز نے انہیں آئی سی یو میں ایڈمٹ کیا تھا۔

تین گھنٹوں بعد جب ڈاکٹر کمرے سے باہر نکلا تو پتہ چلا کہ ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔ وہ زمین پہ بیٹھتا چلا گیا۔ اسکی باتوں نے انہیں گہرا صدمہ پہنچایا تھا۔ وہ یوں ہی بیٹھا زمین کو تک رہا تھا کہ عمر اور سعد دونوں دوڑتے ہوئے اس کے قریب پہنچے۔

" کیا ہوا ہے ارتضی انکل کو " عمر اسکے پاس زمین پہ بیٹھا ہوا بولا ایک وہی تھا جو اسکے ہر سکھ دکھ کا ساتھی تھا۔

"ارتضی بھائی کچھ تو بتائیں" وہ چپ بیٹھا سامنے دیکھ رہا تھا سعد کو بے چینی ہوئی۔

"ارتضی بھائی پلیز بتائیں نہ کیا ہوا ہے"

"کچھ نہیں ہوا "وہ کہتا ہوا سیدھا ہوا کہنے کو کچھ تھا ہی نہیں، انہیں ابھی تک ہوش نہیں آئی تھی۔وہ چلتا ہوا
ہسپتال سے باہر نکل گیا باہر بنے ایک بینچ پہ جا بیٹھا۔ عمر بھی اسکے پیچھے لپکا۔

"ارتضی یہ تیرے چہرے کو کیا ہوا ہے" وہ اسکی حالت دیکھ کے مزید پریشان ہوا۔

"تو لڑا ہے کسی سے" تفتیش کرتے ہوئے بولا

"نہیں"

"پھر یہ سب کیا ہے"وہ حیرت سے بولا

"وہ عالی"عمر نے اسکی بات کاٹی اور فورا بولا۔

"کیا تو اور عالی لڑے ہو اور بھابی انہیں تو کچھ نہیں ہوا"

وہ اپنا سر گرائے بیٹھ گیا دل کر رہا تھا اپنی زندگی کو اپنے ہاتھوں ختم کردے مگر نہیں اس نے نحل سے وعدہ کیا تھا کے وہ سب کچھ ٹھیک کر دے گا اب وہ ہمت نہیں ہار سکتا تھا۔ وہ سر اٹھا کے اسکو دیکھنے لگا جو واقعی اس کے لیے پریشان تھا۔

''نہیں کسی کو بھی کچھ نہیں ہوا بس عالی کو غلط فہمی ہو گئی ہے وہ نحل کو چچی کے گھر چھوڑ گیا ہے۔اور وہ مجھے اس کا قصور وار سمجھتی ہے وہ سمجھ رہی ہے میں یہ سب جان بوجھ کے کر رہا ہوں اسکو برباد کرنے کے لیے جبکہ میں تو فقت اپنے کندھوں سے یہ بوجھ اتارنا چاہتا تھا مجھے اب اس کی چاہ نہیں ہے عمر میں سمجھ گیا ہو جو تقدیر میں نہ ہو اس کی ضد کرنا فضول ہے '' وہ کچھ لمحے اسے بے یقینی سے دیکھتا رہا تو عمر بولا ۔

''تیرے دل میں چور نہیں ہے نہ تو تو ڈر مت انشااللہ سب ٹھیک ہو جائے گا''وہ اسے ہمت دلاتا ہوا بولا۔

''نہیں ہو گا کچھ بھی ٹھیک مجھے خود اسے ٹھیک کرنا ہو گا اور دیکھ میں نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ میں سب ٹھیک کروں گا اس میں تجھے میری مدد کرنی ہو گی'' وہ آنکھوں میں امید لیے بولا۔

''ہاں ضرور میں ضرور کروں گا تیری مدد ''وہ کہتے ہی اس سے لپٹ گیا۔

''اب بتا خالو کو کیا ہوا ہے'' وہ اس سے الگ ہوتا ہوا بولا۔

"ہارٹ اٹیک" وہ مسلسل ٹرانس کی حالت میں تھا۔

"کیا مگر کیسے "وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ہمم ایک دن تو یہ ہونا ہی تھا "اس نے تنفر سے کہا تو وہ اسے دیکھتا رہ گیا۔

"عمر اللہ کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے میں نے ہمیشہ سنا تھا مگر اس جملے کی حقیقت مجھے آج سمجھ میں آئی ہے" وہ ابھی بھی سامنے دیکھتا ہوا کہہ رہا تھا۔وہ جو ہمیشہ کہتا تھا کہ ایک دن بڑا ہو کر وہ ان سے ہر بدلا لے گا اللہ نے اس کی ہر تکلیف کا بدلہ ایک پل میں لے لیا تھا تکلیف ہوئی تھی مگر پھر دل کو سکون ملا تھا کہ وہ ٹھیک ہے۔

"لیکن یار اتنی بے مروتی اچھی نہیں وہ تیرے والد ہے اور انھوں نے جو کیا وہ تیری محبت میں کیا"۔وہ اسے سمجھانا چاہتا تھا۔

"اور جو امی کے ساتھ کرتے رہے اسکا جواب کون دے گا"۔وہ ہنوز اسی حالت میں بیٹھا تھا۔

"تو حساب کتاب مت کر اس کے لیے اللہ کی عدالت ہی کافی ہے بس کر دے چھوڑ دے یہ ضد تو ان کی اولاد ہے وہ تیری محبت میں اپنی انا کو بھی ہار چکے ہیں اور تو انکی خاطر پرانی باتوں کو نہیں بھلا سکتا"۔وہ اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھے اسے سمجھا رہا تھا۔

"ہممم" وہ مان گیا تھا اتنے میں سعد ان کی جانب بھاگتا ہوا آیا۔

"عاتی بھائی انکل کو ہوش آ گئی ہے" رات چھٹنے لگی تھی صبح کی ازانیں ہر طرف گونج رہی تھی وہ دونوں اٹھ کر اندر کی جانب چل دیئے۔سب لوگ ہسپتال آ چکے تھے مگر ارتضی خود میں ہمت جما نہیں کر پایا تھا اسی لیے وہاں سے اہم کام کا کہہ کر آفس چلا آیا۔

عالی صبح کی نماز کے وقت بیڈ کی دوسری جانب دیکھ رہا تھا جو آج خالی تھی دل کو تکلیف ہوئی اور
مسلسل ہو رہی تھی ساری رات نیند آنکھوں سے دور رہی تھی۔ کوئی نہیں تھا جو اسے نماز کے لیے اٹھاتا وہ نماز ادا کرنے کے بعد تیار ہونے لگا کمرہ کی ہر چیز اسکے نا ہونے کی شکایت کر رہی تھی صوفے پہ پڑا کوٹ خودی پکڑے وہ ناشتہ کیے بغیر آفس چلا گیا جبکہ

اسلم صاحب ایان کے ساتھ صبین بیگم کے گھر آئے تھے وہ ان کو چھوڑے یونی چلا آیا تھا۔

اسلم صاحب کے آنے پر صبین بیگم لاؤنج میں بیٹھی قرآن پڑھ رہی تھی ان کی آواز پہ اپنی موجودہ جگہ پہ کھڑی ہو گئی۔

"باباآپ، اسلام علیکم" وہ فورا ان کی جانب بڑھی اور ان کا ہاتھ تھامے انہیں صوفے کی جانب لانے لگی وہ ان کی آمد پہ حیران ہوئی تھی

"وعلیکم السلام نحل کہاں ہے "وہ ان کا ہاتھ تھامتے ہوئے گویا ہوئے۔

"بابا وہ سو رہی ہے "انہوں نے تحمل سے جواب دیا وہ انہیں اپنے ساتھ صوفے تک لائی۔

"نحل کو کالج نہیں جانا وہ تو اتنا سونے کی عادی نہیں ہے" انہوں نے تعجب سے پوچھا وہ جانتے تھے وہ جلدی اٹھ جاتی تھی۔

"نہیں بابا اسکی طبعیت ٹھیک نہیں تھی بس اسی لیے آرام کر رہی ہے ابھی اٹھ جائے گی" صبین بیگم نے بہانہ نہیں گڑھا تھا وہ واقعی ٹھیک نہیں تھی رات میں کئی بار عالی کا نام پکارا تھا اس نے۔

" ہمممم "وہ کہتے ہوئے صوفے پہ براجمان ہو گئے انکی شخصیت ان کے چہرے کی طرح روشن تھی وہ اپنی پوری زندگی انصاف اور سچائی کے پیکر رہے تھے۔ کبھی کسی مظلوم کے ساتھ زیادتی نہیں ہونے دی وہ ڈٹ کر مقابلہ کرنا جانتے تھے انکی یہی بات انہیں ہر عام شخص سے مختلف بناتی تھی اور انہوں نے اپنے بچوں کی بھی یہی تربیت کی تھی انکا ماننا تھا کہ سچائی ایک ایسی خوبی ہے جو ساری خوبیوں پہ غالب آ جاتی ہے۔وہ پریشانی سے بولے۔

"کیا ہوا اسکی طبیعت کو "

"کچھ نہیں بس ویسے ہی کمزوری ہو گئی تھی مگر اب ٹھیک ہے"۔ صبین بیگم بھی پاس پڑے صوفے پہ بیٹھی۔

" تم نحل کو جگاو اسے کہو مجھے اس سے بات کرنی ہے"۔

"جی بابا "وہ کہتے ہی اپنی جگہ سے اٹھی اور نحل کے کمرے کی جانب بڑھ گئی جیسے ہی دروازہ کھولا تو نحل سامنے کھڑکی کے پاس کھڑی باہر لان کو تک رہی تھی۔ وہ ایسی ہی تھی اسکا ہر غم یوں ہی دفن ہو جایا کرتا تھا دل کے کسی کونے میں نا جانے وہ اتنی صابر کب بنی تھی یا صرف ظاہر کر رہی تھی۔وہ چلتی ہوئی اس کے قریب آئی

"نحل" انہوں نے اسے پکارا۔

"جی" وہ کہتے ہی ان کی جانب مڑی کہیں بھی کل والا غصہ بے چینی نہیں تھی آنکھیں خشک تھی اور چہرہ سپاٹ۔

"بابا آئے ہے وہ تم سے ملنا چاہتے ہے"وہ چہرے پہ سارے جہاں کی بے چینی لیے بولی تو وہ فورا بولی۔

"جی آ رہی ہوں " وہ کہتی ہوئی کرسی پہ پڑی شال کندھوں پہ ڈالے باہر لاؤنج کی جانب چل دی صبین بیگم اس کا اطمینان دیکھ کر حیران تھی ۔ نحل کے دل میں ڈر تھا کہ

NOVEL BANK

اگر وہ عالی کہ بارے میں کچھ بھی کہے گی تو نانا جان اس کا حشر کر دے گے وہ اپنی سوچوں کو جھٹکتے ہوئے باہر کی جانب چل دی

افسوس اپنی سوچ پہ ہوا تھا وہ ابھی بھی اسکے بارے میں سوچ رہی تھی یہی تو ہوتی ہے محبت جو خود سے بے غرض ہو کر محض محبوب کے گرد گھومتی ہے وہ ان کے مقابل آ بیٹھی۔

"اسلام علیکم نانا جان" اس نے سر جھکا کے سلام کیا چہرہ اسی طرح زرد پڑا تھا یا شاید سارے رنگ عالی اپنے ساتھ ہی لے گیا تھا انکی تفتیشی نظریں اسکا جائزہ لے رہی تھی

"وعلیکم اسلام نانا کی جان کیسی طبعیت ہے اب تمہاری" اسلم صاحب اس کے سر پہ پیار دیتے ہوئے پوچھ رہے تھے۔

"جی ٹھیک ہوں" اس نے بتایا تو اسلم صاحب مزید گویا ہوئے ۔

"کیا ہوا ہے تم دونوں کے بیچ سچ بتاو مجھے"وہ اس سے پوچھ رہے تھے مگر انکی بات کا نحل کے پاس کوئی جواب نہیں تھا یہی تو بات تھی کچھ ہوا ہی نہیں تھا وہ اسکی بات سنتا اس پہ غصہ کرتا تو شاید وہ اسے منا لیتی مگر وہ تو چپ چاپ چلا گیا تھا بنا کچھ کہے۔ ہمت کرتے ہوئے نحل بولی۔

''نہیں نانا جان کچھ بھی نہیں ''وہ زمین کی جانب دیکھتے ہوئے بولی۔دل چاہ رہا تھا کہ اپنے نانا جان کو بچپن کی طرح اسکی شکایت لگا دے مگر پھر آنسو کو پیچھے دھکیلتی ہوئی قدرے سنبھل کے بیٹھی۔

''اگر کچھ نہیں ہوا تو یہاں کیوں ہو چلو اپنے گھر چلیں'' انکی بات پہ نحل کو تکلیف ہوئی تھی اگر وہ اسکا گھر ہوتا تو عالی اسے کبھی یوں یہاں بے گھر کر کے نہ جاتا۔

''نہیں نانا جان وہ گھر میرا نہیں ہے'' وہ تلخ لہجے سے بولی تھی۔

''کس نے کہا ہے میں اسکی جان نہ لے لو جو ایسے کہے'' وہ سختی سے بولے تھے۔

''نانا جان کسی کی زندگی میں رہنے کو اعتبار چاہیے ہوتا ہے اور جب وہ ہی نہ ہو تو ساتھ رہنے کا کیا فائدہ نانا جان آپ پریشان نہ ہو میں یہاں بھی ٹھیک اور خوش ہوں'' محبت میں اعتبار نہ ہو تو وہ خود باخود منہ موڑ کے چلی جاتی ہے اعتبار کے بغیر محبت کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔وہ انہیں یقین دلائے وہاں سے اٹھ کر کمرے کی طرف چل دی جبکہ صبین بیگم اسکو جاتا دیکھ رہی تھی۔

"اب تم مجھے بتاو گی کہ کیا ہوا ہے"وہ آنکھوں میں غصہ لیے بولے تھے۔صبین بیگم کو ان کے غصے سے خوف آیا تھا مگر پھر لمبا سانس بھرتے گویا ہوئی۔

"بابا وہ نحل کل" انھوں نے ساری داستان اسلم صاحب کے گوش گزار کی تو ان کا دل لرز گیا کاش اس نے اسکی ایک بات سنی ہوتی وہ ڈرائیور کو فون کرتے ہی گھر واپس لوٹے۔

عالی دفتر میں بیٹھا کام کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ چاہ کر بھی کام نہیں کر پا رہا تھا سر کرسی کی پشت پہ ٹکائے وہ چھت کو گھور رہا تھا اس نے انکھیں مونددی تو نحل کی سوالیہ نظریں ایک لمحے کو آنکھوں کے سامنے لہرائی تو وہ فورا آنکھوں کے پپوٹوں کو وا کر گیا سننے کو کچھ تھا ہی نہیں اس نے کہا تو تھا کہ وہ مزید ارتضی کو اپنی زندگی میں برداشت نہیں کرے گا وہ اس شخص سے نفرت کرتا تھا رہ رہ کے نحل کے آنکھوں میں تیرتے آنسو یاد آرہے تھے۔ عجیب بے چینی تھی ایسی بے چینی سے تو وہ پہلے کبھی دوچار نہیں ہوا تھا وہ سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا تھا جب اسکے فون کی رنگ ہوئی تو وہ اسکی جانب متوجہ ہوا اسلم صاحب کی کال آئی تھی وہ فورا سے سیدھا ہوا وہ اسے بہت کم کال کیا کرتے تھے تو کیا نحل نے اسکی شکایت کی تھی اسلم صاحب سے۔

"اسلام علیکم دادوں"وہ دھیمے لہجے میں گویا ہوا۔

"کہاں ہو " اسلم صاحب غصے سے پوچھ رہے تھے وہ اس سے پہلی بار اتنے غصے میں بات کر رہے تھے۔

"آفس میں ہوں دادوں " وہ فورا سے بولا

"گھر آو جلدی ابھی اور اسی وقت" وہ حیرت سے فون کو دیکھنے لگا یہ پہلی بار تھی جب اسلم صاحب نے اس سے سختی سے بات کی تھی وہ خود کو تیار کرتا ہوا آفس سے نکل گیا۔ گھر پہنچا تو اسکی توقع کے مطابق کچہری سجی ہوئی تھی گھر کی سب عورتیں اور ابان صاحب لاؤنج میں بیٹھے اس نوابزادے کا انتظار کر رہے تھے۔اسکو دیکھتے ہی اسلم صاحب بنا کسی سہارے کے اپنی جگہ پہ کھڑے ہو گئے تھے۔

"جی دادا جان" وہ کہتا ہوا ان کے پاس آ کھڑا ہوا تھا اور یہ زوردار تھپڑ کی آواز پورے لاؤنج میں گونجی وہ لڑکھڑایا پھر سنبھلتا ہوا سیدھا ہوا۔وہ جانتا تھا دادا جان کا یہی ری ایکشن ہو گا وہ سر جھکائے کھڑا تھا۔

"رشتوں کو اعتبار سے جوڑا جاتا ہے برخوردار اور جن میں یہ باقی نہ رہے وہ رشتے بس گھسیٹنے پڑتے ہے"وہ غصے سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہ رہے تھے۔

"کم سے کم اتنا بھروسہ تو کرتے کے وہ میری صبین کی بچی تھی اسکی تربیت نے انہیں جھوٹ بولنا نہیں سکھایا "وہ سختی سے کہتے ہوئے اسکی جانب دیکھ رہے تھے جو سر جھکائے کھڑا تھا۔اس نے نظریں اٹھا کر سامنے کھڑے اسلم صاحب کی جانب دیکھا جو غصے سے بھرے اسکو ہی دیکھ رہے تھے۔وہ پھر سے نظریں جھکا گیا۔

"ایک بات یاد رکھنا اگر تم نے اسے مزید کوئی تکلیف دی تو میں بھول جاو گا تمہارا میرے سے کیا رشتہ ہے "وہ سپاٹ لہجے میں اسے تنبیہ کرتے ہوئے چلے گئے۔ عالی ایک لمحہ رکے بنا گھر سے نکل گیا وہ جانے کا فیصلہ کر چکا تھا مگر کہاں یہ تو وہ بھی نہیں جانتا تھا۔ وہ جانتا تھا سارا گھر اس سے وجہ پوچھنے لگے گا جس کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ عالیہ بیگم کو تکلیف ہوئی تھی مگر وہ چپ چاپ کھڑی رہی جانتی تھی کہ عالی کی غلطی ہے۔ ابان صاحب بھی غصے سے لبریز تھے جبکہ گھر کہ باقی فرد خاموش تماشائی بنے ہوئے تھے۔

نحل کمرے میں بیٹھی خود کو کوس رہی تھی کہ آخر وہ کیوں ملنے گئی تھی ارتضی سے ایسی کونسی قیامت آ گئی تھی عالی کی آگ برستی آنکھیں اسے پل پل یاد آ رہی تھی ایک لمحے کے لیے وہ خود سے گویا ہوئی

"کاش عالی آپ نے میری بات سنی ہوتی کاش میں ارتضی سے ملنے نہ جاتی" وہ کہتے ہی اپنا منہ ہاتھوں میں چھپائے پھر سے رونے لگی۔ کچھ دیر یونہی رونے کے بعد وہ چہرہ صاف کرتی باہر آگئی جہاں صبین بیگم صوفے پہ بیٹھی عاشی سے بات کر رہی تھی۔وہ خوش لگ رہی تھی وہ بھی ان کے مقابل آ بیٹھی اسکو دیکھ کے صبین بیگم نے بات مختصر کی اور فون کاٹ دیا۔ نصرین نے ان کے سامنے چائے لا کر رکھتی ہوئی واپس کچن کی طرف چل دی۔

"نحل" وہ اسے بلانے لگی۔

"جی" وہ وہی اپنے بگڑتے حلیے میں زرد چہرہ لیے بیٹھی بولی اس کی حالت دیکھ کے صبین بیگم کو دکھ ہوا تھا وہ کہی سے بھی ایک ماہ پہلے بیاہی لڑکی نہیں لگ رہی تھی۔

"یہاں آو میرے پاس "وہ اسے اپنے پاس بلائے اس کے سر کو پیار سے سہلانے لگی۔وہ وہی انکی گود میں سر رکھے لیٹ گئی۔

" نحل اگر وہ تم سے معافی مانگے گے تو سچے دل سے انہیں معاف کر دینا" وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولی تھی۔

"کون ماما "وہ حیرت سے بولی اسے ان کی بات سمجھ نہیں آئی۔

"تمہارے تایا ابو"وہ فورا ان کی گود سے اٹھ کر سیدھی ہوئی۔

" لیکن کیوں" حیرت اسکی آنکھوں میں در آئی تھی۔

"انکو ہارٹ اٹیک ہوا ہے فضہ بھابی کا فون آیا تھا بیٹا وہ بہت بیمار ہے وہ تم سے ملنا چاہتے ہے"۔وہ اسے تفصیل بتانے لگی۔

"مگر مجھے کسی سے نہیں ملنا "وہ فورا سے بولی۔

"نہیں میں کہہ رہی ہوں کہ تم جاو گی تم تو میری مظبوط بیٹی ہو اور تمہیں ان کا سامنا کرنے میں کوئی خوف نہیں ہونا چاہیے"۔وہ اسے سینے سے لگائے سمجھا رہی تھی۔وہ ہمیشہ کی طرح انکی بات مان گئی تھی۔

"اٹھو تیار ہو جاو "وہ پیار سے کہتی ہوئی کچن کی طرف چلی گئی جبکہ نحل گنگ سی وہی کی وہی بیٹھی رہی۔آخر ہو کیا رہا تھا اس کی زندگی میں۔وہ واشروم میں کھڑی منہ دھو رہی تھی جب ارتضی باہر لاؤنج میں بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا فضہ بیگم نے فون پہ اسے کہا تھا کہ وہ واپسی پہ اسے اپنے ساتھ لے آئے نحل بیزاری سے تیار تو ہو گئی مگر اس کا دل ابھی بھی جانے کو نہیں کر رہا تھا وہ کمرے سے باہر نکلی تو ارتضی کھڑا ہوتا صبین بیگم کو سلام کر کے باہر کی جانب چل دیا۔نحل چلتی ہوئی ان تک آئی تو انھوں نے اسے صبر سے کام لینے کی تلقین کی

وہ چپ چاپ باہر کھڑی گاڑی میں بیٹھ گئی سارے راستے میں ان دونوں کے بیچ کوئی بات نہیں ہوئی تھی وہ خود کو دنیا کی سب سے بے بس لڑکی تصور کر رہی تھی وہ جس سے سب سے زیادہ نفرت کرتی تھی جس کی وجہ سے اسکا شوہر اس سے ناراض ہو گیا تھا وہ اسی کے ساتھ بیٹھی جا رہی تھی اسے اسکا سہارا لینا پڑا تھا وہ ہنوز باہر کی جانب تکتی ہوئی سوچ رہی تھی جب ارتضی نے اسے مخاطب کیا۔

"نحل"وہ اسکی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

"ہمم" وہ کہی اور کھوئی ہوئی تھی ارتضی کو اسکی حالت پہ ترس آ رہا تھا وہ ہی تھا اسکے اس حال کا ذمہ دار۔

"ہم پہنچ گئے ہیں" وہ گاڑی سے اتری تو ارتضی بھی گاڑی لاک کرتا اسکے پیچھے پیچھے چل دیا۔وہ آئی سی یو کے باہر کھڑی فضہ صاحبہ کی جانب بڑھ گئی۔

"اسلام علیکم تائی اماں"وہ جھک کر ان سے ملی۔

"وعلیکم سلام میری جان آو وہ تمہارا ہی انتظار کر رہے ہیں" وہ اسکے سر پہ پیار کرتی ہوئی اسے اندر کی جانب لے گئی تھی وہ اپنے وقت کا ظالم ترین قد آور شخص بستر پہ بے بس پڑا تھا۔وہ جاگ رہے تھے نحل چلتی ہوئی ان تک آئی تو انہوں نے گردن اٹھائے اس کی جانب دیکھا نحل کا سارا وجود کانپ رہا تھا وہ بلکل اسکے باپ کے ہم شکل تھے ایک لمحے کو آنکھوں کے سامنے بابا کی پرچھائی لہرائی انہیں دیکھنے سے کیا کیا یاد نہیں آیا تھا دادا ،بابا ،سارا بچپن، نحل کی آنکھیں تر ہو گئی مگر بڑے حوصلے سے اس نے آنسوؤں کو اندر کی جانب کھینچا اور انکی کاروائی دیکھنے لگی وہ دائیں ہاتھ سے اسکا ہاتھ پکڑے گویا ہوئے۔

کیسی ہو نحل گڑیا"وہ اسے ہمیشہ گڑیا کہا کرتے تھے وہ مبہم سا مسکرائی۔

"ٹھیک ہوں دانی تایا" وہ واحد تھی جو انہیں دانی تایا کہتی تھی اسکا ہاتھ اپنے سینے پہ رکھے وہ گویا ہوئے اس کے آنسو پلکوں کی باڑ پھلانگ کر اس کے رخسار تر کر گئے تھے۔

"نحل بیٹا مجھے معاف کردو میں نے تم سب کے ساتھ بہت زیادتیاں کی ہے" وہ سرد مہری سے چہرہ سامنے کر کے کھڑی تھی۔ کچھ لمحے والا احساس ماند پڑ گیا تھا۔وہ جانتی تھی وہ یہی سب بولے گے۔

"ہو سکے تو اپنے تایا کو معاف کر دینا میری بچی میں جانتا ہوں میں معافی کے قابل نہیں میں نے تم لوگوں کو بہت دکھ دیئے ہے اور ان کا خمیازہ بھی بھگت رہا ہوں دیکھو" وہ اپنی حالت کو اسکے سامنے پیش کر رہے تھے۔وہ لمبا سانس کھینچے مخاطب ہوئی۔

"کوئی بات نہیں تایا ابو غلطیاں انسانوں سے ہی ہوتی ہے" وہ صاف گوئی سے بولی۔

"ہاں مگر میں تو خود کو خدا ہی سمجھ بیٹھا تھا یہ بھول گیا تھا کہ برے کی رسی دراز ضرور مگر ہوتی تو اللہ کے ہاتھ میں ہی ہے نہ"۔وہ چپ کھڑی سن رہی تھی۔وہ واقعی اپنے کیے پہ شرمندہ تھے انکی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے وہ پتھر دل انسان آج نرم گوئی سے اس سے معافی طلب کر رہے تھے وہ کیسے نہ معاف کرتی۔وہ کٹھقر دل نہیں تھی۔

"ارتضی بھی مجھ سے ناراض ہے اس دن سے میں اسکی منہ سے بات سننے کو ترس گیا جس دن میں نے اسے تم سے جدا کر کے باہر بیجھا تھا۔ میرا بیٹا مجھ سے نفرت کرتا ہے اگر تم مجھے معاف کر دو گی تو مجھے یقین ہے وہ بھی کر دے گا میں تم سب کا مجرم ہو

نحل مجھے معاف کر دو"۔ نحل کو جھٹکا لگا تھا کیا وہ واقعی سچ کہہ رہے تھے ارتضی آٹھ سالوں سے ان سے ناراض تھا مگر پھر وہ اپنا دوسرا ہاتھ انکے ہاتھ پہ رکھے گویا ہوئی۔

"تایا ابو آپ میرے بابا جیسے ہے اور میرے دل میں آپ کے لیے کوئی گمان نہیں ہے نہ اچھا نہ برا میں آپکو معاف کر چکی ہوں۔"وہ کہتے ہی آخر میں رو دی تھی۔وہ واقعی انہیں معاف کر چکی تھی۔

"اگر مجھے باپ مانتی ہو تو پھر میری ایک بات مانو گی "وہ اسے پوچھنے لگے

"جی"

"وہ جو ارتضی تمہیں زمین دینا چاہتا ہے وہ یہ سمجھ کے رکھ لو کے ایک باپ نے اپنی بیٹی کو اس کا حق دیا ہے وہ ارتضی کی نہیں میری طرف سے رکھ لو میری جان بولو رکھ لو گی نا " انھوں نے لہجے میں امید لیے پوچھا تھا وہ منع نہیں کر پائی۔ایسے ہی ہوتے ہے خون کے رشتے ایک پل میں سب کچھ بھول کے پہلے جیسے ہو جاتے ہے۔

"جی "وہ مان گئی تھی۔ وہ اس کے سر پہ پیار دینے لگے وہ انہیں بلکل رضا صاحب کی سی خودار لگی تھی۔ نحل روتے روتے مسکرا دی ارتضی ابھی بھی باہر دیوار سے لگا کھڑا تھا اسے لگ رہا تھا نحل انہیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ فضہ صاحبہ خوشی سے باہر کی جانب آئی انکو یوں خوش دیکھ کہ ارتضی حیرت کے سمندر میں گھیر گیا۔

"کیا ہوا امی نحل نے بابا کو معاف کر دیا"اس نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں اب تم بھی اپنے بابا کو معاف کردو" وہ روتے روتے مسکراتی ہوئی بولی تو ارتضی انہیں سینے سے لگائے کھڑا ہو گیا۔وہ قدم قدم چلتا ہوا اندر داخل ہوا تو نحل نے مڑ کر دیکھا جہاں وہ کھڑا بے یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا وہ سائیڈ پہ جا کھڑی ہوئی اور ارتضی چلتا ہوا ان کے برابر آ کھڑا ہوا۔وہ انہیں بے یقینی سے دیکھ رہا تھا جو بستر پہ بے بس پڑے تھے وہ اپنے حصے کی سزا کاٹ چکے تھے جیسے۔

"آ جاو میری جان "وہ ایک بازو بڑھاتے ہوئے بولے تو ارتضی بھی انکے سینے پہ سر رکھ گیا وہ اسکے سر کا بوسہ لینے لگے کتنے سالوں بعد انہیں اپنی اولاد کی قربت نصیب ہوئی تھی خوشی رگوں میں دوڑ رہی تھی۔وہ آنسو صاف کرتا ذرا دور ہٹا۔

"دیکھو نحل مان گئی اس نے مجھے معاف کر دیا اب تم بھی مان جاو معاف کر دو باپ کو "وہ روتے ہوئے گویا ہوئے

"انہیں بابا نہ مانگے معافی " ارتضی بھی ان سے لپٹ گیا اسکے پاس کہنے کو کچھ نہیں تھا۔ دونوں ایک دوسرے سے لپٹے خاموش آنسو بہا رہے تھے۔ فضہ ایک سائیڈ پہ کھڑی انکو دیکھ رہی تھی جو نا جانے ایک دوسرے سے کتنے سالوں بعد مل رہے تھے وہ خوشی سے پرجوش انداز میں نحل کو پیار کرنے لگی۔ کچھ دیر مزید گزری تو نحل اجازت لیتی باہر کی جانب چل دی اسے اب گھر جانا تھا ارتضی بھی اسکے پیچھے باہر کی جانب دوڑا۔

"میں چھوڑ دیتا ہو" وہ اسکے پیچھے کھڑا کہہ رہا تھا

"نہیں میں چلی جاو گی تمہیں میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے "وہ کہتے ہی جانے لگی تو ارتضی پیچھے سے بولا۔

" نحل کیا مجھے معافی نہیں مل سکتی" وہ لہجے میں امید لیے بولا تھا۔وہ بنا کچھ کہے وہاں سے چلی آئی اسکے پاس اسکی بات کا جواب نہیں تھا وہ بھی انسان تھی اسکا بھی اتنا ہی ظرف تھا جتنا باقی سب کا وہ اسے معاف کرنے کی ہمت ابھی نہیں رکھتی تھی اسی لیے چپ چاپ وہاں سے چلی آئی ارتضی نے اسے ٹیکسی پہ گھر بیجھا تھا گھر آتے ہی اس نے صبین بیگم کو اپنا منتظر پایا۔

"آ گئی" وہ اسکو دیکھتے فکر مند سی بولی

"جی "وہ قدرے پرسکون انداز میں بولی آج دل نفرت جیسے جذبے سے بھی پاک ہو گیا تھا۔اگر تکلیف تھی تو محض محبت کی۔

"اکیلی آئی ہو" انہوں نے سوال کیا تو وہ سر اثبات میں ہلایا

وہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

فکر نہ کریں امی میں نے معاف کر دیا ہے انہیں۔وہ اسکی بات پہ مسکرا دی تو وہ اپنے کمرے میں گھس گئی۔ صبح سے عالی نے ایک میسج بھی نہیں کیا تھا وہ بستر پہ لیٹی اس بے پرواہ شخص کے بارے میں سوچ رہی تھی نحل کو اسکی عادت ہو گئی تھی اور وہ بے پرواہ بنا بیٹھا تھا۔ وہ دل کو سمجھا آتی ہوئی چت لیٹ گئی اگر وہ یاد نہیں کر رہا تو وہ

کیوں اسکے ہجر میں سلگھ رہی ہے۔وہ خود کو ڈپٹتی ہوئی سونے کے لیے کروٹ بدل گئی جبکے جانتی تھی نیند اسکی آنکھوں سے روٹھ گئی ہے۔

____

عالی کو لاہور چھوڑے ایک سال گزر گیا تھا دل تھا کے سمجھنے کو تیار ہی نہیں تھا عجیب بے چینی تھی جو ہر وقت اسے اپنے گھیرے میں لیے ہوئے تھی سب نے اسے کتنا واپس لوٹ آنے کو کہا تھا مگر وہ کسی کی سننے کو تیار ہی نہیں تھا ہاں اگر وہ ایک بار بھی کہہ دیتی کہ عالی لوٹ آو تو وہ لوٹ آتا مگر اس نے تو اسے ایک سال میں ایک بار بھی پلٹ کے یاد نہیں کیا تھا وہ ایک ماہ اسکے حواسوں پہ طاری تھا وہ لاہور چھوڑ آیا تھا کہ شاید اسکی یادوں سے اسے نجات مل جائے مگر وہ تو اسکی روح کا حصہ تھی اور یہ وہی ساتھ تھا جسے وہ تہجد کی نمازوں میں مانگتا تھا۔

"'اے اللہ اسکا اور میرا ساتھ جسم اور روح جیسا بنا دے تاکہ اگر ایک جدا ہو تو دوسرا فنا "اور وہی ہوا تھا نحل روح تھی تو وہ جسم جو اسکی جدائی میں فنا ہو رہا تھا ہر طرف نحل کی کھنکتی ہنسی گونجتی تھی کبھی اسکی مسکراتی آنکھیں دیکھائی دیتی تھی تو کبھی اسکا ناراض چہرہ مرض عشق نے اچھے بھلے شخص کو بیکار کر دیا تھا وہ خود کو سارا سارا دن مصروف رکھتا تھا مگر رات اس کے لیے کسی عذاب سے کم نا ہوتی۔

یادِ ماضی عذاب ہے یا رب

تو چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

اس نے اس تکلیف میں ہوتے ہوئے بھی لندن میں اپنے نام کی دھاک بیٹھا لی تھی وہ مختلف کمپنیوں کے ساتھ ان دنوں کام کر رہا تھا وہ ان دنوں کتنی تکلیف میں تھا اس کا رازدار محض وہ گھر تھا جہاں وہ پل پل اسے سوچتا رہا تھا۔ باقی دنیا کے سامنے وہ ایک کامیاب بزنس مین تھا جس کے ہاتھ میں دنیا کی ہر خوشی تھی۔
پر افسوس یہ ہماری دنیا کا المیہ ہے کہ جس کے پاس پیسہ دیکھتے اس کے لیے محض اچھا ہی گمان رکھتے ہے مگر خوشیاں پیسوں سے نہیں ملتی یہ تو انسان کو مقدر سے ملتی نہ انہیں چھینا جا سکتا ہے اور نہ خریدا۔

اسلم صاحب نے نا جانے کتنی بار اسے جائیداد سے آک کرنے کی دھمکی بھی دی تھی ایسا نہیں تھا وہ اس سے نفرت کرنے لگے تھے وہ تو اس سے بے پناہ محبت کرتے تھے وہ اسکو اپنے پاس دیکھنا چاہتے تھے مگر اسکے کان پہ تو جوں تک نہیں رینگی انتظار تھا تو محض ایک پکار کا وہ پکارتی تو صبح وہ اسکی خاطر اپنی زندگی پیش کر دیتا سب چھوڑ کر اسکے قدموں میں آ بیٹھتا اسکی پاکیزہ محبت اسے چاہتے ہوئے بھی گمراہ نہیں ہونے دیتی تھی وہ جانتا تھا کہ اسکا اٹھایا گیا قدم بے بنیاد ہے اسکا دل چیخ چیخ کے دہائی دیتا تھا کہ

وہ بے گناہ ہے اس دن اسے نحل کی بات سن لینی چاہیئے تھی مگر نحل تو اس سے ہر ناطہ توڑ کر جیسے سب بھول بیٹھی تھی ایسی خاموشی تھی جیسے ان کے درمیان کبھی کوئی رشتہ تھا ہی نہیں کوئی عالی نامی وجود اس کی زندگی میں کبھی آیا ہی نہیں تھا۔
ابان صاحب اور عالیہ بیگم دو بار نحل کو لینے گئے تھے مگر اس نے آنے سے صاف انکار کر دیا تھا کیونکہ وہ جیسے اسے بے مول کر گیا تھا ویسے ہی وہ بے مول ہو کر لوٹنا نہیں چاہتی تھی۔

نحل نے ایک سال میں محض اپنے کام پہ دھیان دیا تھا وہ سی ایس ایس کے امتحان میں پاس ہو گئی تھی اور اب کالج کی میڈم کی سیٹ پہ تھی وہ یکسر خود کو بدل رہی تھی اس دن ہسپتال سے لوٹنے کے بعد اس نے خود سے عہد کیا تھا کہ وہ اب صرف اپنی مانے گی اسکی زندگی پہ کسی کا حق نہیں ہو گا دل کی تکلیف کو دل میں ہی کسی کونے میں دفن کر چکی تھی اور اس بے اعتبار محبت کو بھی جس میں شاید سچ سننے کی سکت بھی نہیں تھی۔ وہ برابر مصروف تھی خود کو دریافت کرنے میں۔ گھر میں ہر طرف خاموشی کا راج تھا گھر میں لوگ ہی کتنے تھے ایک وہ خود، صبین بیگم اور نصرین مکمل خاموشی میں وہ اپنی ہی دھن میں رنگوں کو چاروں طرف بکھیرے لان میں کھڑی کنوس پہ شام کا ڈھلتا سورج اور آسمان کی لالی اتار رہی تھی وہی اپنے ازلی حلیے میں لمبے بالوں کو جوڑے میں قید کیئے گرمی کی شام میں ہلکا سا لان کا سوٹ پہنے کھڑی تھی

ڈوپٹہ سر پہ کیا سینے پہ بھی نہیں تھا پاس پڑی کرسی پہ پڑا لہرا رہا تھا۔ وہ کھڑی پینٹنگ کر رہی تھی جب بیرونی دروازہ واہ کرتا ہوا خوشی سے پرجوش انداز میں نحل کو پکارتا ایان اسکی جانب آیا اسے دیکھتے نحل نے اسکی طرف مسکان اچھالی اور پاس کرسی پہ پڑا ڈوپٹہ شانوں پہ ڈالا۔

"آپی اسلام علیکم " وہ ہشاش بشاش سا بولا۔

"آپی، یو نو وہ مان گئی ہے" اس نے نحل کو اپنے ساتھ گول گول گھماتے ہوئے کہا تو اسکا سر ہی چکرا گیا

"اففف ایان رکو مجھے چکر آ رہے ہیں" وہ اسکے کہنے پہ رکا تو نحل اسکی خوشی دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولی وہ جانتی تھی وہ کس کی بات کر رہا ہے۔

"مانتی کیسے نہ میرا بھائی ہے جو اتنا پیارا"وہ کہتے ہی اپنے کلرز سمیٹنے لگی۔

"وہی تو بس اب آپ سب میرے نکاح کی تیاری کریں دادا جان کا حکم ہے" اس نے خوشی اور شوخ انداز میں اعلان کیا۔

"ہاں تم ٹھہرے نانا جان کے فرمابردار" یہ کوئی پہلی بات ہو گی جو وہ اتنی تابعداری سے مان رہا ہو گا۔اسکی خوشی دیدنی تھی۔ نحل اسکی خوشی دیکھے مسلسل مسکرا رہی تھی۔وہ دونوں اکٹھے اندر کی جانب چل دیئے صبین بیگم کو بھی عالیہ بیگم نے فون پہ خبر سنا دی تھی وہ بھی ان دونوں کے لیے دل سے خوش تھی۔

دوسری طرف عاشی نے ابھی کچھ دیر پہلے فون پہ بتایا تھا کہ وہ لوگ تین دن تک لاہور آ رہے ہیں ان دونوں کو اندر آتا دیکھ صبین بیگم بھی مسکرائی عرصے بعد ہی صیح مگر انکی لاڈلی مسکرا رہی تھی۔

"ویسے آپی بڑے پاپڑ بیلے ہے میں نے اس فاتی کی خاطر اب دیکھنا جب میری دلھن بنے گی گن گن کے بدلے لوں گا"

"ایان خبردار جو میری بہن کو کچھ بھی کہا تو" وہ اسکا کان کھینچی ہوئی بولی۔

"اوہو آپی آپ میری طرف ہے اس لیے چپ چاپ بیٹھ جائے زیادہ اس تیکھی مرچ کی سائیڈ نا لے" وہ اسے صوفے کے پاس کھڑے صبین بیگم کو ملنے کی خاطر اب ان کے پاس جھکا تو انہوں نے اس کی پشت پہ پیار دیا۔

"ویسے ایان ماموں مانے کیسے وہ تو صبا سے تمہاری شادی کا سوچ رہے تھے" وہ تجسس سے ایان سے پوچھنے لگی۔

"بس نا پوچھے آپی پندرہ دن مجنوں والے حال میں رہا ہوں نہ کچھ کھایا نہ پیا نہ یونی نہ جم بس کمرے میں پڑا رہا اور بس بابا کو پھر ترس آ ہی گیا تو انہوں نے فائیقہ پھوپھو کو کال کردی ورنہ اکمل انکل تو اسے بنانے لگے تھے اس لنگور کا "وہ اکمل صاحب کے بھائی کے بیٹے کو لنگور کہہ رہا تھا جس سے وہ فاطمہ کی شادی طے کرنے والے تھے وہ تو شکر ہے عاشی نے اسے جلدی رشتہ بھیجنے کا کہا تھا

"اور اس چپکو کا کیا بنا" نحل کو اسکی باتیں سن کے مزہ آ رہا تھا وہ اسے روز یونی سے آ کر اپنے روگ سناتا تھا۔

"کیا بننا تھا میں تو ڈے فرسٹ سے اس چھپکلی سے بھاگتا ہوں نا جانے بابا کو اس میں کیا نظر آیا تھا شکر ہے جان چھٹی بابا نے معذرت کی ہے ان سے "اس نے جھجھری لی تو نحل ہنستی چلی گئی۔ ایان اسے دیکھ رہا تھا پھر فورا بولا۔

"آپیا ہمیشہ یونہی ہستی رہا کرے"وہ ہمیشہ پیار سے اسے اپیا کہتا تھا اسکے کہنے پہ نحل کو اس پہ بے تحاشہ پیار آیا تھا وہ اسکا گال کھینچتی اندر چلی گئی وہ جانتا تھا کہ وہ ایک مدت بعد یوں مسکرائی تھی اگر عالی اسکا بھائی تھا تو نحل اسکی بہن اور وہ اسے یوں اداس نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"جلدی آ جائے ہاتھ دھو کر باجی نصرین نے نگٹس بنائے ہے" وہ زبان ہونٹوں پہ پھیرتے ہوئے بولا۔ وہ دنوں مل کے نگٹس
کھا رہے تھے جب صبین بیگم کچن سے واپس لاؤنج میں لوٹی۔
"عاشی آ رہی ہے تین چار دن تک" وہ خوشی سے لبریز لہجے میں گویا ہوئی

"ارے واہ یہ تو اور اچھی بات ہے" ایان نے نحل کو دیکھے ہوئے کہا تو وہ بھی اثبات میں سر ہلانے لگی۔

"یعنی ایان کی شادی پہ بہت مزہ آنے والا ہے" نحل اسکی شادی کے لیے بہت خوش تھی وہ مسکراتا ہوا بولا۔

"جی بہت زیادہ" وہ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا نگٹس کی پلیٹ وہ چٹ کر چکا تھا۔

"اچھا پھوپھو اجازت دے وہ نہ ابھی میں نے اپنی ہونے والی بیوی کو مبارکباد بھی دینی ہے "اس نے شرما کر کہا تو صبین بیگم نے اسے چپت لگائی جو پیار لینے کو جھکا تھا۔

"چل ہٹ شریر میری بچی کو ستاتا ہے "وہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی اسے پیار کرتی وہ الوداعی القابات ادا کرتا نکل گیا۔وہ یوں ہی گھوڑے پہ سوار آتا تھا اور افراتفری میں واپس۔

"ماما میرے پاس تو ایک بھی جوڑا نہیں ہے میں کیا پہنوں گی"۔ نحل پریشانی سے بولی وہ وہی چند ایک پرانے جوڑے روز پہن لیتی تھی صبین بیگم کے لاکھ کہنے پہ بھی وہ شاپنگ پہ نہیں جاتی تھی۔

"ہاں تو کتنا کہا تھا نحل تھوڑے کپڑے بنا لو مگر میری کون سنتا ہے" وہ کہتی پھر سے صوفے پہ بیٹھ گئی ناراضگی چہرے سے چھلک رہی تھی۔

"اچھا نہ اب ناراض نہ ہو عاشی آئے گی نا تو میں اسکے ساتھ جاؤ گی شاپنگ پہ" نحل خوشی سے گویا ہوئی نحل عاشی کہ آنے پہ بہت خوش تھی آخر چھ ماہ بعد وہ اپنی بہن سے ملنے والی تھی۔

ارتضی عجیب سی کیفیت سے دوچار تھا وہ تو ہر طرف نظر آنے والی مشال کے ہاتھوں تنگ تھا وہ خود تو اس دن کے بعد کبھی شاہ ہاوس نہیں آئی تھی اور اگر آئی بھی تھی تو اس سے ملے بنا ہی چلی جاتی تھی وہ یکسر اس کو خیالوں میں ہنستی مسکراتی یا پھر ڈری سہمی کود پڑتی تھی کیسا احساس تھا۔وہ سمجھنے سے قاصر تھا نحل کی سوچوں سے تو وہ اسی دن آزاد ہو گیا تھا جب نحل نے اسے بنا کچھ کہے معاف کر دیا تھا۔کچھ چیزیں لاحاصل ہوتی ہے چاہتے نا چاہتے بھی ہمیں ان سے دستبردار ہونا پڑتا ہے جیسے نحل کی محبت ارتضی کیلئے تھی وہ اس بات کو دل سے تسلیم کر چکا تھا کہ وہ اسکی تو ہر گز نہیں ہو سکتی اور یہ بے مقصد ضد اس کا مستقبل راکھ کر دے گی اور وہ ضد ہی تھی جو اسکے سر پہ سوار ہو گئی تھی جس کی حقیقت بہت تلخ تھی۔اسے خود کو سنبھالنے میں وقت لگا تھا مگر وہ خود کو سنبھال چکا تھا وہ اب کہیں سے بھی پرانا ارتضی نہیں لگتا تھا۔صبر کرنا اس نے نحل سے سیکھا تھا جس نے بڑے حوصلے سے اسے معاف کردیا تھا۔اگر ہم اپنے آس پاس نظر ڈوڑائے تو ہمیں بہت کچھ سیکھنے کو مل جاتا ہے بس

اسے سمجھنے کے لیے دل کی آنکھ کھولنی پڑتی ہے کچھ سچائیوں کو دل سے قبول کرنا پڑتا ہے زندگی خود با خود آسان ہوتی چلی جاتی ہے۔

اس رات کے ایک ماہ بعد نحل کے بلانے پہ ارتضی ان کاغذات کے ساتھ رضوی ہاوس آیا تھا نحل نے ان کاغذات پہ دستخط کر دیئے تھے صبین بیگم نے فیصلے کا اختیار اس پہ چھوڑ دیا تھا وہ اب اسے کسی بھی چیز کے لیے فورس نہیں کرتی تھی اسے ایک ماہ لگا تھا اس جائیداد کو اپنا حق تسلیم کرنے میں۔ وہ پلٹنے کو تھی جب ارتضی نے اسے پکارا

"نحل"ارتضی کی آواز نا چاہتے ہوئے بھی بھیگ گئی تھی۔

" ہمممم "وہ بنا پلٹے بولی

"نحل مجھے معاف کردو میں اس بوجھ کے ساتھ نہیں جی سکتا"۔وہ رو رہا تھا نحل کو ایسا لگا تھا اس کا شک یقین میں تبدیل تب ہوا تھا جب وہ پیچھے پلٹی تھی وہ آنکھوں میں امید لیے کہہ رہا تھا۔آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھی وہ جوان قد آور مضبوط جسم کا شخص ہارے ہوئے جواری کی طرح ٹوٹا ہوا لگ رہا تھا وہ ہاتھ جوڑے کھڑا تھا۔

"کس لیے" اس نے طنزیہ مسکرا کر کہا تھا اسے یوں ارتضی کو دیکھ کر تکلیف ہوئی تھی وہ نا جانے کیوں خود کو کٹھہرے میں کھڑا کیے ہوئے تھا جیسے وہ مجرم ہو۔

اپنی غلطی کا ادراک ہونا بھی بڑی بات ہوتی ہے یہ انسان کو بڑے خسارے سے بچا لیتا ہے بعض لوگوں کو تو ساری عمر اس بات کا ادراک کرنے میں گزر جاتی ہے کہ آیا وہ

جو کر رہے ہیں وہ صیح ہے بھی یا نہیں۔ اس کے لیے ظرف کا ہونا ضروری ہے اور ہمارے ہاں تو لوگ اپنا ضمیر مار دیتے ہے انکو اپنے اندر اٹھنے والی وہ معدوم آوازیں حرص و حوس کے شور میں سنائی ہی کہاں دیتی ہے۔

"میں نے تمہیں بہت تکلیف دی ہے "اس کے کہنے پہ نحل زخمی مسکراہٹ سے مسکرائی تھی۔اس تکلیف کو عالی نے بڑی اپنائیت سے دور کر دیا تھا اب اگر کوئی زخم تھا تو وہ کوئی بھی نہیں دور کر سکتا تھا شاید خود عالی بھی نہیں۔

" ہممممم دی ہو گی پر تمہاری دی ہوئی تکلیف میں میرا کوئی نقصان نہیں ہوا ہاں اگر کسی کا نقصان ہوا ہے تو وہ تم ہی ہو تم یوں خود کو برباد کر رہے ہو میری بات مانو بھول جاو یہ فرضی محبت اور زندگی میں آگے بڑھ جاو کچھ نہیں رکھا اس محبت نام جیسی بے معنی چیز میں "۔اس نے اسے سمجھانا چاہا تھا۔ وہ واقعی اس لفظ کو بے معنی بے وقعت سمجھنے لگی تھی۔

"میں اسی دن تمہاری محبت سے دستبردار ہو گیا تھا جب میں نے تمہیں عالی کے ساتھ خوش دیکھا تھا میری عارضی محبت اسکی سچی محبت کے آگے ہار گئی تھی"اس نے بڑے وثوق سے جواب دیا۔وہ اسکی بات پہ تلخی سے مسکرائی تھی۔

"ہنہہ سچی محبت "نحل نے اسکے کہے الفاظ دہراتے ہوئے ہنکارا بھرا وہ محبت کا تمسخر اڑا رہی تھی۔وہ نا جانے کس محبت کی بات کر رہا تھا۔

"خیر میں تمہیں معاف کر چکی ہوں میں اپنی دل پہ کسی قسم کا بوجھ نہیں رکھنا چاہتی

"وہ بنا کچھ سنے ہی پلٹ گئی اسے جس چیز کی تلاش تھی وہ محض سکون تھا جو اب اسکی زندگی میں کہیں نہیں تھا مسکرانا تو وہ بھول گئی تھی اور ارتضی اسکے اس حال کو دیکھ کر تڑپ اٹھا تھا وہ اسکے اس حال کا ذمہ دار خود کو ٹھہراتا تھا لاکھ کوشش کے بعد بھی وہ عالی سے رابطہ نہیں کر پایا تھا بس ایک یہی کسک تھی اس کے دل میں کے وہ ایک بار عالی کو مل کر سچ بتا دے۔

ابھی بھی وہ اپنے آفس میں بیٹھے بیٹھے مشال کو سوچ کے مسکرایا تھا کہ عمر آفس میں داخل ہوا۔

"او ہیرو اکیلے اکیلے کیوں مسکرا رہا تھا"

"کچھ نہیں " وہ فورا سیدھا ہوا۔

"عجیب پاگل آدمی ویسے میں دیکھ رہا ہوں تو نہ کچھ دنوں سے اکیلے اکیلے کچھ زیادہ ہی مسکرا رہا ہے "عمر نے اسے سوالیہ انداز میں آنکھیں گول گول بنا کے دیکھا۔

"اچھا چل اوور نہ ہو بتا کیوں آیا تھا "عمر اسکا سوال نظر انداز کرتا ہوا بولا۔

"اویں ای پہلے تو مجھے مسکرانے کی وجہ بتا "وہ منہ ٹیڑھا کر کے بولا۔

"یار نہ کر ڈرامے بتا کیا ہوا "وہ ہاتھ بڑھا کر اس سے فائل مانگنے لگا

"یہ وہ" وہ اسے فائل کھولے اپنا مسئلہ بتانے لگا جس پہ ارتضی نے سکھ کا سانس لیا۔وہ اسے کیا بتاتا کہ وہ اسکی بہن کو سوچ رہا تھا۔ اگر وہ بتا بھی دیتا تو پھر کیا جواز بتاتا کہ کیوں سوچ رہا تھا

عمر اور علینا کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا تھا۔وہ ایک نہایت اچھا شوہر ثابت ہوا تھا اور علینا ایک اچھی بیوی۔

مشال کا بھی گھر میں علینا اور زین کے ساتھ دل لگ گیا تھا وہ کبھی کبھار ارتضی کے آفس ٹائم میں فضہ صاحبہ سے مل کر کسی کام کا بہانہ بنا کہ جلدی واپس آ جایا کرتی وہ صبح میں جاب اور اس کے بعد گھر میں مصروف رہنے لگی تھی۔ ارتضی سے محبت آج بھی اسی طرز کی تھی بس وہ منظر سے ہٹ گئی تھی سب اللہ کے ہاتھ پہ چھوڑ کر وہ اپنی زندگی میں مگن ہو گئی تھی۔ عمر بھی خوش تھا کہ ارتضی بدل گیا تھا وہ اس غم اور تکلیف سے باہر آ گیا تھا جس سے وہ ہمہ وقت دوچار تھا۔ اس نے بڑے ضبط سے اپنی شخصیت کو سمیٹ لیا تھا۔ اپنی فضول ضد کو چھوڑ دیا تھا۔جس میں سب سے زیادہ ہاتھ عمر کا ہی تھا وہ ہر لمحہ اسے سمجھاتا تھا۔

عدنان صاحب کو تو مانو نئی زندگی مل گئی تھی وہ ارتضی کے ساتھ سے ایک بار پھر خود کو جوان محسوس کرنے لگے تھے وہ دونوں آفس کے بعد گھنٹوں بیٹھ کر باتیں کیا کرتے تھے انہوں نے طوائف کا پیچھا چھوڑ دیا تھا آخر کو اس لالچی عورت نے انہیں اپنی اوقات

دیکھا دی تھی وہ تو محض پیسے کی پجارن انکے پیسے کی خاطر انکے ساتھ تھی اور وہ اسے محبت جیسا پاکیزہ جذبہ سمجھ بیٹھے تھے اور ایک طرف فضہ بیگم تھی جنہوں نے زندگی میں سب کچھ برداشت کیا تھا مگر اپنے منہ سے اففف تک نہیں کیا

وہ مثال تھی ان عورتوں کے لیے جو چھوٹی چھوٹی باتوں پہ اپنا بنا بنایا گھر خراب کر لیتی ہے وہ انکے شکرگزار تھے کہ انکے لاپرواہ رویے کے باوجود وہ اس گھر کو اس قدر سنبھال کر چلاتی رہی تھی۔ایک ماہ بعد صحت یاب ہوتے ہی وہ رضوی ہاوس گئے تھے اور صبین بیگم سے معافی مانگی جس پہ انہوں نے انہیں بنا کسی تردد کے معاف بھی کر دیا تھا وہ کبھی کبھار فضہ بیگم کے ہمراہ یوں ہی نحل سے ملنے آ جایا کرتے تھے۔ارتضی وہاں کم ہی جاتا تھا مگر اس ایک سال میں اس کے اور نحل کے درمیان تعلقات کافی حد تک بہتر ہو گئے تھے وہ عدنان صاحب کو چھوڑ کر ملتا ملاتا لوٹ جاتا اور وہ لوگ یوں ہی اکھٹے بیٹھے کئی کئی گھنٹے باتیں کرتے رہتے۔

نحل نے اپنا عہدہ بہت خوش اسلوبی سے سنبھالا ہوا تھا وہ ایک محنتی اور کامیاب کم عمر پرنسپل تھی جس کو سب بہت پسند کرتے تھے وہ سب کی آئیڈیل تھی۔عاشی کو جس دن یہ خبر ملی تھی وہ تو اپنی بہن کے لیے خوشی میں پاگل ہو رہی تھی اس نے اور صبین بیگم نے نحل سے ایک بار بھی عالی کے متعلق کوئی بات نہیں کی تھی وہ جانتی تھی یہ بات اسے تکلیف دیتی ہے اور وہ اسے تکلیف میں نہیں دیکھنا چاہتی تھی اور نہ

ہی اب شاہ ہاوس کا کوئی فرد عالی اور اسکے رشتے کو لے کر کسی قسم کی بات کرتا تھا

ان سب نے سارا اختیار نحل پہ چھوڑ دیا تھا۔

ایان نے گھر آتے ہی فاطمہ کو فون کیا فاطمہ نے چار سے پانچ بار اسکا فون اگنور کیا اور چپ چاپ بیٹھی اپنی اسائمنٹ بناتی رہی مگر سامنے بھی ایان نامی لوفر تھا وہ کب باز آنے والوں میں سے تھا۔اس نے تنگ آتے فون اٹھایا۔

"ہمممم کیا مسئلہ ہے "وہ تڑخ کے بولی

"لڑکی کوئی تمیز ہوتی ہے کوئی لحاظ ہوتا ہے تمہارا ہونے والا شوہر ہوں"

"اووو اچھا مجھے پتا نہیں تھا اس انفارمیشن کے لیے شکریہ" اس نے اسکی بات پہ آنکھیں گھمائی۔

"مبارک باد نہیں دو گی "وہ مسکراتے ہوئے بولا

"کس بات کی " اس نے زبان دانتوں تلے دبائی

"افففف اے اللہ اس کو برداشت کرنے کا حوصلہ بھی دینا مجھے "وہ اوپر کی جانب دیکھ کے کہتے ہوئے فون کو گھور رہا تھا۔

"بے وقوف بابا مان گئے ہے ہماری شادی کے لیے "اس نے یاد دہانی کرائی۔

"ہاں پتہ ہے تو "وہ لاپرواہی سے بولی۔

"کیا تو ،بندہ ایک عدد مبارک باد ہی دے دیتا ہے میں ادھر اتنے دنوں سے بھوک ہڑتال پہ بیٹھا ہوں اور مجال ہے جو تمہیں رتی برابر احساس ہو میرا" اس نے اپنا رونا رویا

"تو میں نے تو نہیں کہا تھا تم سے اپنی خوشی سے بیٹھے تھے" وہ اسکی حالت پہ طنز کرتے ہوئے بولی دل چاہ رہا تھا زور زور سے ہنسے۔

"فاتی کی بچی تم ایک بار آ جاو دیکھنا کیسے گن گن کے بدلے لوں گا "وہ اچھا خاصا بد مزہ ہو گیا تھا۔

"اوہ اچھا لیٹ سی ویسے ابھی میری کوئی بچی نہیں ہے" وہ ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"اچھا چلو نکلو اب مجھے اسائیمنٹ بنانے دو" وہ کہتے ہی فون رکھ کر مسکرا دی اور ایان وہی کھڑا اپنے بالوں میں ہاتھ چلانے لگا وہ بھی مسکرا رہا تھا کہ پیچھے سے آتے صارم نے اسکے کندھے پہ مکا جھڑا

"سالے منا لیا آخر تو نے تایا ابا کو "وہ ابھی جم سے واپس آیا تھا

"ہاں الحمداللہ" وہ شکرگزاری سے بولا

"بہت بہت مبارک ہو" وہ اسکے گلے لگتے ہوئے بولا تو خوشی سے نہال ہوتا ایان بھی اسکے گلے لگا۔

"ویسے کچھ دن پہلے تیری وہ مجنوں والی حالت دیکھنے والی تھی اگر ایک دفعہ جا کہ تایا ابو کو کہہ دیتا نا کے سالہ ڈرامے کر رہا ہے تو تایا ابا نے تیری اچھی طرح کلاس لینی تھی "

"اوئے کمینے آہستہ بول اپنے بھائی کے لیے تو اتنا بھی نہیں کر سکتا" اس نے صارم کے پیٹ میں مکا مارتے ہوئے کہا۔

"آآآااہ" وہ درد سے چیخا تو ایان اسے فکر مندی سے دیکھنے لگا۔

"اچھا چل اندر چلے" وہ دونوں لان سے اندر کی جانب چل دیئے۔

"یار عاشی آ رہی ہے مجھے میسج پہ کہہ رہی تھی تیاری پکڑ لو"وہ مسکراتے ہوئے بولا

"ہاں مجھے بھی پھوپھو نے بتایا ہے" وہ دونوں باتیں کرتے کرتے صارم کے کمرے میں جا بیٹھے تھے۔

"ایان سالے ساری دنیا کو بلا لیا اور" وہ کہتے کہتے ایک پل کو رکا ایان سمجھ گیا تھا وہ کس کی بات کرنے والا ہے۔

"عالی بھائی" وہ وقفے کے بعد دوبارہ بولا۔

"ہمم رات کو کال کروں گا ابھی سو رہے ہوں گے "وہ اسے کہتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب چل دیا۔یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ اسکا سگا بھائی اسکی شادی پہ نہ آئے وہ تو سات سمندر پار سے اسے خود لے آئے گا اگر اس نے اس بار آنے سے انکار کیا تو۔

کمرے میں ہر طرف ہنوز اندھیرا چھایا ہوا تھا باہر صبح ہو چکی تھی مگر وہ ابھی تک سویا بنا تھا۔ایک چھوٹے طرز کا کمرہ تھا جس میں ایک الماری چھوٹا سا بنا ڈریسنگ ٹیبل بیڈ اور دو سنگل صوفے پڑے تھے جن کے درمیان میں ہی میز رکھا ہوا تھا سارا کمرہ سفید اور سیاہ

امتزاج کا تھا بڑی کھڑکی کے اوپر سیاہ اور سفید ڈیزائین سے مزین پردے پڑے تھے بڑھی ہوئی شیو اور بال میں وہ ٹریک سوٹ پہنے بائیں کروٹ پہ سویا ہوا تھا یقینا وہ نماز کہ بعد جوگنگ کر کے دوبارہ سویا تھا یا شاید ہمیشہ کی طرح نیند ہی اب آئی تھی۔

"عشق صوفی ہے نہ مفتی ہے نہ عالم ہے

عشق ظالم ہے فقت ظالم،بہت ظالم "

کئی کالز آنے کے بعد اس نے تنگی سے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا بنا دیکھے کال اٹھاتے اس نے فون کان سے لگایا۔

"اسلام علیکم بھائی میں ایان" ایان ابھی بھی صدمے کی سی حیرت سے گویا تھا کہ پانچویں کال پہ ہی اسکا فون اٹھا لیا گیا تھا جبکہ اگر وہ جاگ رہا ہوتا تو کبھی بھی کال نہ اٹھاتا اس نے نمبر بھی چینج کر لیا تھا واحد ایان تھا جس کے پاس عالی کا یہ نمبر تھا۔آواز پہچانتے ہی وہ اٹھ کر بیٹھا۔وہ ایان تھا ایک منٹ سے پہلے اس نے پہچانا تھا۔

"وعلیکم السلام" وہی مختصر جواب ملا تھا

بھائی پاکستان کب آو گے "ایان کی آواز بھیگنے لگی تھی

"پتہ نہیں "اتنا سرد لہجہ اسکا بھائی تو محبت کرنے والا خوش اخلاق انسان تھا۔

"میرا نکاح ہے اور اس بار آپ کو آنا ہی پڑے گا"وہ ضدی بچے کی طرح بولا۔

"مبارک ہو"وہ بس اتنا ہی کہہ پایا تھا۔

"کیا مبارک میرا خیال ہے بھائی تم نے میری دوسری بات پہ دھیان نہیں دیا"وہ اسے باور کراتا ہوا بولا۔

"دادا جان اور بابا ان کا کیا وہ انکا گھر ہے میرا آنا ممنوع ہے وہاں"وہ تلخی سے بولا تھا جانتا تھا وہاں کوئی اسکا منتظر نہیں ہے یا شاید وہ یہ سب باتیں خود سے اخذ کیے بیٹھا تھا۔

"مجھے کچھ نہیں پتہ تمہیں آنا ہو گا باقی سب کو میں خود ہی سنمبھال لوں گا" وہ آرام سے بولا جب کے اسکے لاپرواہی پہ عالی حیران ہوا تھا۔

"اچھا میں تمہیں سوچ کے بتاتا ہوں "اس نے پرسکون لہجے میں کہا تھا مگر اسکی بات ان کے ایان کو تو غصہ ہی آ گیا تھا۔ وہ تنک کے بولا۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا بھائی ایک بات یاد رکھنا میں تمہیں ساری زندگی معاف نہیں کروں گا قسم کھا رہا ہوں"آخر میں اس کی آواز روندھ گئ تھی۔

"اچھا یار بتا کب ہے تیرا نکاح"اسکی بھیگی آواز پہ عالی ہار مانتے ہوئے بولا۔

"جمعہ والے دن پانچ دن ہے جلدی فیصلہ کر لو اور یاد رکھنا فیصلہ یہی ہونا چاہیے کہ تم پاکستان ضرور آو گے "وہ تنبیہ کرتا ہوا بولا تھا۔

"ہممم"اس نے کال منقطع کر دی تھی وہ کس حق سے جاتا وہاں کوئی نہیں تھا اسکا منتظر کوئی ایک وجود بھی نہیں شاید۔وہ بنا کچھ کہے بستر سے اٹھتا ہوا واشروم میں گھس

گیا۔ واپس کمرے میں لوٹا تو وہ تری پیس سوٹ میں تیار سا کھڑا تھا ڈریسنگ ٹیبل پہ پڑی گھڑی کو اٹھائے ایک بار پھر سے اسے آنکھوں تک لے گیا وہ گھڑی نحل نے اسے عمر کی شادی پہ دی تھی وہ اسے پہننے کا عادی تھا وہ ایک خوبصورت گھڑی تھی جس کے ساتھ اس دشمنِ جان کی یاد جڑی تھی وہ اس لمحے کو یاد کیے مسکرایا تھا۔

وہ تیار کھڑا تھا جب نحل اس کے قریب کھڑی ایک بڈی سے واچ نکال رہی تھی۔

"یہ کیا ہے نحل" وہ اسے ڈبی کو کھولتے دیکھ کر بولا۔

عالی میں نے آپ کے لیے یہ گھڑی کاغان سے لی تھی "وہ اب گھڑی نکال چکی تھی اور اس کی جانب بڑھا دی۔

"اب اگر لائی ہی ہو تو پہنا بھی دو" وہ اسکے جواب پہ مسکرائی

"اوکے "وہ اسکا ہاتھ تھامے اسے گھڑی پہنا رہی تھی وہ گھڑی بند کرتی ہوئی اس دیکھتے ہوئے مسکرا رہی تھی جب عالی اسکے ہاتھ تھامے اسے تک رہا تھا وہ اسے اس وقت بہت پیاری لگ رہی تھی۔ اس نے اسکے ہاتھ کا بوسہ لیا تو نحل بوکھلا کر کمرے سے باہر نکل گئی عالی بھی فورا اس کے پیچھے لپکا۔ عالی اپنا سر جھٹکتے ہوئے گھڑی ہاتھ میں پہنی اور باہر کی جانب چل دیا۔

نحل الماری سے چیزیں نکال رہی تھی جب اسکے سامان میں سے ایک ڈائری نما البم نیچے گری وہ اسے اٹھاتی ہوئی آکر بیڈ پہ بیٹھ گئی تھی یہ وہ تصویریں تھی جو آیان اور دعا نے

ناران کاغان میں کھینچی تھی وہ وہی بیڈ پہ بیٹھی ایک ایک کر کے تصاویر دیکھنے لگی وہ آج پہلی بار انہیں دیکھ رہی تھی جنہیں دیکھنے کا انہیں ٹائم ہی نہیں ملا تھا۔

عاشی اور باسط ایک ساتھ بہت خوبصورت لگ رہے تھے انکو دیکھ کے نحل نے اپنی بہن کی ہمیشہ خوش رہنے کی دعا کی تھی وہ ابھی ایان اور دعا کی بونگی بونگی تصاویر دیکھ کہ مسکرا رہی تھی جس میں کہیں وہ فاطمہ کو ڈرا رہا تھا اور کہیں دعا کو ستا رہا تھا۔تصویر پلٹی تو سامنے کھڑا وہ شخص اس کا حلق تک کڑوا کر گیا تھا وہ بلیک شرٹ میں ملبوس کھڑا نحل سے ہی کوئی بات کر رہا تھا اور نحل بھی اسی کو دیکھ رہی تھی دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھام رکھا تھا اسکے دماغ میں اسکے الفاظ کا جھماکا ہوا تھا۔

"ہاں مگر وہ تم سے زیادہ قیمتی نہیں اور ویسے میرا دل یہاں تھا میں وہاں کیسے رہ سکتا تھا"۔ وہ مبہم سا مسکرائی تھی آنکھوں میں نمکین پانی تیرنے لگا مگر پھر ایک دم چہرہ سنجیدہ ہو گیا وہ تصویر بدل گئی اسکی باتیں ہی تھی جنھوں نے اسے اس سے محبت کرنے پہ مجبور کر دیا تھا وہ دل موہ لینے والی باتیں کرتا تھا پر وہ محض باتیں ہی تھی شاید نحل تلخی سے اپنی ہی سوچ پہ مسکرا دی اس سے پہلے وہ مزید تکلیف سے دوچار ہوتی وہ البم بند کر کے دوبارہ الماری سے اپنے سونے کے کپڑے نکالنے لگی۔ کتنی جلدی وہ اسے بھول گیا تھا ہاں بھول ہی تو گیا تھا وہ لندن میں تھا یہ بات اسے ایان سے پتا چلی تھی سارا گھر اس سے ناراض تھا اس بات سے نحل کو تکلیف ہوئی تھی مگر وہ اسکو دی گئی تکلیف سے کم تھی۔ وہ چلتی ہوئی شیشے کی جانب بڑھ گئی تھی جہاں اسے ہمیشہ کی

طرح عالی کا وجود اپنے برابر کھڑا نظر آیا تھا اگر عالی کا حال بے حال تھا تو نحل بھی سکون میں نہیں تھی وہ شخص پل پل اسے یاد آتا تھا خاموش تو پہلے بھی رہتی تھی مگر اب ضرورت سے زیادہ خاموش ہو گئی تھی۔وہ اپنے دکھوں کو چھپانا سیکھ گئی تھی اتنے اچھے سے کے اب اس کی ماں بھی اسکا چہرہ نہیں پڑھ پاتی تھی۔

تین دن یونہی عام مصروفیات میں گزر گئے تھے ایان کا نکاح سر پہ تھا آج عاشی گھر آنے والی تھی ہر زبان پہ ایک ہی نام تھا وہ ہے ہی ایسی ہنس مکھ پیار کرنے والی سب کا دل جیتنے والی روتے کو ہنسانے کے گن جانتی تھی کچھ لوگوں کو اللہ نے اس صلاحیت سے نوازا ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کی تکلیف کو ایک پل میں ختم کر کے زندگی کی خوشیوں سے روشناس کراتے ہے اور یہی فن عاشی میں بھی تھا۔رضوی ہاوس میں چہل پہل تھی صارم دعا اور ایان سب ہی یونی اور کالج سے سیدھا یہاں آ گئے تھے صبین بیگم کچن میں کھانا بنوا رہی تھی تقریبا وہ لوگ گھر پہنچنے والے تھے ویسے بھی فائیقہ بیگم نے اس بار صبین بیگم کے ہاں رکنے کا فیصلہ کیا تھا۔

سب مرد حضرات ڈرائینگ روم میں بیٹھے تھے اور عورتیں لاؤنج میں نحل نے حسب معمول عبایا اوڑھ رکھا تھا حجاب سے سر کو ڈھانپے وہ گھر میں داخل ہوئی اور سب سے پہلی نظر لان میں بیٹھے نانا جان پہ گئی تھی وہ قدم قدم چلتی ہوئی ان کے پاس آ کی جھک کے سلام کیا تو وہ نہایت شفقت سے اسے پیار دینے لگے۔ ایک خوبصورت

مسکراہٹ نے نحل کے ہونٹوں کا احاطہ کیا تھا سب اپنوں کو آس پاس پاکر وہ خوش ہوئی تھی وہ چلتی ہوئی لاؤنج میں داخل ہوئی تو سب سے پہلے فاطمہ اسکی جانب لپکی تھی۔

"اسلام علیکم نحل آپی" نحل وہی کھڑی تھی وہ تقریبا دھوڑتے ہوئے اس تک پہنچی تھی جبکہ عاشی کی اس جانب کمر تھی وہ بس اپنی جگہ پہ کھڑی ہی ہو پائی تھی اسکو یوں دیکھ کے نحل کی آنکھیں نقاب میں سے مسکرائی وہ فاطمہ سے ملتی ہوئی عاشی تک پہنچی جو بمشکل کھڑی ہو پا رہی تھی

"اچھا بس بس آرام سے "وہ سج سج کے قدم اٹھاتی اس تک آنے کی کوشش کر رہی تو نحل نے اسے روکا۔وہ خود آ کر اس کے گلے لگ گئی تھی تخلیق کا عمل جاری تھا وہ اپنی بہن کو دل بھر کے دیکھنے لگی جسے باسط کی محبت نے مزید خوبصورت بنا دیا تھا۔

دونوں ایک دوسرے کے گلے لگی تو عاشی کی آنکھوں سے بے ساختہ ہی دو آنسو ٹوٹ کر اسکے رخسار پہ بہہ گئے جنہیں وہ چاہ کر بھی نحل سے چھپا نہیں سکی تھی۔

"کیا ہوا میری جان رو کیوں رہی ہو "وہ پیار سے بولی۔

"کچھ نہیں بس ویسے ہی "وہ ان دنوں ضرورت سے زیادہ حساس ہو گئی تھی۔ نحل اس دیکھتے ہی دھیما سا مسکرائی

اور فائیقہ بیگم کی جانب بڑھ گئی پاس بیٹھی عالیہ بیگم بھی اسے پیار بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی اس نے جھک کے عالیہ بیگم کو بھی سلام کیا اور وہی ان سب کے پاس بیٹھ گئی۔

"اور بھئی فاتی" وہ فاطمہ اور عاشی دونوں سے باتوں میں مگن ہو گئی تھی جبکہ عالیہ اور فائیقہ بیگم کو وہ بہت مرجھائی ہوئی اور کمزور لگی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ اٹھ کر فریش ہونے کے لیے چلی گئی۔

عالی نے تکلیف سے موندی ہوئی آنکھیں کھول کر اپنا موبائل چیک کیا تھا جہاں ایان کا میسج چمک رہا تھا۔

"ہم سب لوگ پھوپھو کی طرف ہے میں اکرم چاچا کو آپ کے آنے کا بتا چکا ہوں آپ کا روم بھی ریڈی ہے بھائی پھر رات کو ملاقات ہوتی ہے"۔وہ میسج پڑھتے پھر سے موبائل آف کرتا سر سیٹ کی پشت سے ٹکا گیا۔ عجیب سی کیفیت تھی دل کی، وجود بے خود ہو رہا تھا۔

نحل اور نصرین ٹیبل پہ شام کا کھانا لگا رہی تھی وہ ہلکے گرے سے ڈھیلے ڈھالے سوٹ میں بھی پیاری لگ رہی تھی بال کمر سے نیچے تک پہنچ گئے تھے وہ بڑے مزے سے اپنا کام انجام دے رہی تھی جب ابان صاحب ڈائیننگ روم میں تشریف لائے تھے وہ

NOVEL BANK

مسکراتے ہوئے اس تک پہنچے تھے وہ انہیں اپنی بیٹیوں جیسی عزیز تھی یا شاید اس سے بھی زیادہ تبھی تو انہوں نے اپنے جان سے پیارے بیٹے سے بھی ناراضگی مول لے لی تھی عالی ان کا وہ بیٹا تھا جس نے انہیں کبھی شکایت کا موقع نہیں دیا تھا مگر ایک چھوٹی سی غلط فہمی کی وجہ سے وہ انہیں ناراض کر گیا تھا۔

"کیسا ہے میرا بچہ "وہ شفقت سے بولے

"الحمداللہ ماموں جان آپ کیسے ہیں"وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"میں تو بلکل ٹھیک ہو تم بتاو کیسا جا رہا ہے کالج"

"جی ماموں بہت اچھا" وہ مبہم سا مسکرائی تو انکے پیچھے اکمل صاحب اور سارے بڑے کمرے میں آنے لگے تھے باری باری اس نے سب سے سلام لیا تو آخر میں کھڑا باسط چڑا ہوا بولا

" یار ہٹو مجھے بھی ملنے دو اپنی بہن سے "

"ہاں جی ہیرو کیسے ہیں آپ" وہ اسکے بال بگاڑتی ہوئی بولی۔

"میں ٹھیک ہوں میری پیاری آپی "وہ ادب سے جھکتا ہوا بولا۔ سب اپنوں کو دیکھ کر آج عرصے بعد نحل کے ہونٹ مسلسل مسکرا رہے تھے۔

"چلو کھانا کھاتے ہے" وہ سب کی توجہ کھانے کی طرف مبذول کرواتے ہوئے بولی تو سارے اپنی اپنی کرسی پہ جم گئے بھوک تو ان سب کو واقعی بہت لگی تھی ایان گاہے بگاہے فاطمہ پہ نظر ڈال رہا تھا جو اسکی نظروں سے چڑتی ہوئی کھانا بھی صیح سے کھا نہیں

Visit For More Novels : www.urdunovelbank.com

پائی تھی کھانا کھانے کے بعد چائے کا دور چلا تو ساری ٹیم باہر لان میں پہنچی جہاں ایان فاطمہ کو گھیرے کھڑا تھا عاشی نحل دعا اور صارم اپنی خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

"اسلام علیکم محترمہ کیسی ہو" وہ اسکے سر پہ کھڑا ہو گیا

"میں تو بہت اچھی ہوں تم بتاو بھکڑ"اس نے ناک سکوڑا

ہین بھکڑ یہ کیا ہے اب" اس نے بھی اسی کے انداز میں ناک سکوڑا

"کھانے کے ٹیبل پہ بھوکوں کی طرح دیکھ رہے تھے مجھے لگا شاید نظروں سے کھانے کا ارادہ رکھتے ہو"

"اوئے آرام سے زیادہ اوور مت ہو ابھی کان کے نیچے لگانی ہے میں ویسے بھی بڑا ہو تم سے" وہ تو زیادہ ہی اوور ہو رہا تھا فاطمہ کو غصے سے بولی۔

"اچھا تو بڑے بھائی ایان صاحب زرا رستہ دے مجھے جانا ہے "وہ جان بوجھ کے اسے چڑانے کے لیے کہہ رہی تھی اور وہ تو بھائی لفظ پہ ہتھے سے ہی اکھڑ رہا تھا

"توبہ استغفراللہ اللہ معاف کرے ایک تو اتنی مشکلوں سے میں نے بابا کو منایا ہے تم مجھے بھائی کہہ رہی ہو شرم کرو تھوڑی لڑکی" وہ بد مزہ ہوا۔

"ہاہاہاہاہہاہا "فاطمہ اس کی حالت پہ کھل کے ہنسی وہ واقعی رو دینے کو تھا۔

"اوئے ہو گیا تم لوگوں کا تو ہم سے بھی دو چار باتیں کر لو" عاشی نے بانک لگائی

"ہٹو اب "وہ اسے سائیڈ پہ کرتی ان کے پاس آ کر کرسی پہ دونوں ٹانگیں چڑھائے بیٹھ گئی اور ایان بیچاری سی حالت لیے اس کے پیچھے آیا۔

"اور آیان میاں مانتے ہو بہن کو"عاشی نے فرضی کالر جھاڑا۔

"ہاں نہ مانتا ہوں کہ تم چڑیل ہو"وہ مسکرایا سمجھ گیا تھا وہ کس بارے میں بات کر رہی ہے

"اوئے آرام سے یہ جو یہاں بچی بیٹھی ہے نہ معصوم سی یہ تمہیں میری وجہ سے ملی ہے ورنہ بنے پھرتے پھر سچ مچ کے عاشق" اس نے قہقہ لگایا تو ایان نے پھاڑ کھانے والے انداز میں صارم کو دیکھا جو بیچارہ کندھے اچکانے لگا یقینا عاشی نے اسے کوئی لالچ دے کے ہی ساری داستان اگلوائی ہو گی۔

"اچھا یار ایان یہ جو تمہارا ظالم دوست ہے نہ مجھے کچھ کھانے نہیں دیتا پلیز اپنے اور فاتی کے نکاح کی خوشی میں ایک پیزا ہی کھلا دو" عاشی نے اپنا رونا رویا۔

" لو جی ابھی جو تم نے پلیٹس بھر بھر کر بریانی کھائی ہے موٹی" باسط اس کو حیرت سے دیکھ رہا تھا جو ابھی بھی پیزا مانگ رہی تھی ایان سمیت وہ سب ہنس دیے اور عاشی معصوم سی شکل بنائے بیٹھ گئی جیسے اس نے تو کچھ کیا ہی نہ ہو۔

"اچھا ٹھیک کرو اپنی یہ شکل میں آرڈر کر رہا ہوں "وہ جیب سے فون نکالتے ہوئے بولا

"ہاں کھلاو میڈم کو بعد میں طبعیت خراب ہوئی نہ تو میں تم سب کو دیکھ لوں گا" وہ غصے سے بڑبڑایا تو سب ہنسنے لگے۔وہ دونوں بچوں کی طرح لڑنے لگے تھے باقی سب کو تو گویا اس فلم میں مزہ آ رہا تھا ایان آرڈر کر چکا تھا ان سب نے دوبارہ سے ایان کی شادی کی باتوں کا سلسلہ شروع کر دیا انہیں ابھی شاپنگ بھی کرنی تھی اور بس دو دن تھے۔

عاشی فاطمہ اور دعا کو یہی رکنا تھا رضوی ہاوس میں جبکے باقی لوگ جانے والے تھے شاہ ہاوس۔ وہ لوگ کئی گھنٹے لان میں بیٹھے نکاح کی تیاری کی باتیں کرتے رہے تھے اور پیزا آگیا جس میں سب سے زیادہ عاشی نے کھایا تھا اور دوسرا ایان نے اسے اپنی شادی کی خوشی جو بہت تھی باقی سب تو دو دو پیس کھا کر ہی بھر گئے تھے باسط کے لاکھ روکنے کے بعد بھی عاشی نے پورا میڈیم سائیز پیزا اکیلے کھایا تھا۔ پھر نحل اور فاطمہ اسے کمرے میں لے آئی تھی

جب فاطمہ ٹیرس میں کھڑی ایان کو جاتا دیکھ رہی تھی وہ جوش میں اسے ہاتھ ہلاتے ہوئے خدا حافظ کر رہا تھا فاطمہ نے اسکی حرکت پہ سر نفی میں جھٹکا۔ باسط اسے کھینچتے ہوئے اسکے ہلتے ہاتھ کو روکا اور ٹیرس کو دیکھا جہاں اب کوئی بھی نہیں تھا وہ اسکی بے چینی پہ کھل کے ہنسا جبکہ فاطمہ باسط کو دیکھتے ہی عاشی کے کمرے میں گھس گئی تھی۔

سب لوگ گھر جا چکے تھے اتنا کھانے کے بعد وہ واقعی کافی ہیوی فیل کر رہی تھی نحل نے اسپغول بنا کے دیا تو اسے کچھ راحت ملی۔ فاطمہ اور دعا دونوں گانے سن رہی تھی اور نحل اور عاشی اپنی باتوں میں مگن تھی۔ عاشی کہ پاس اسکو بتانے کی ایک لمبی لسٹ تھی اور نحل ہمیشہ کی طرح اسے سن رہی تھی۔

وہ گھر آ چکا تھا سب کچھ ویسے کا ویسا تھا سوائے اس کے کمرے کے بس انکا کمرہ اور وہ نامکمل تھے کمی ایسی تھی کہ جس سے دل کو تکلیف ہو رہی تھی اور مسلسل ہو رہی تھی۔ وہ بیگ ایک کونے میں رکھے واشروم کی جانب بڑھا جہاں ابھی تک نحل کی زیرِ استعمال چیزیں موجود تھی اسکا وہ مختصر سا میک آپ۔اس کے کمرے کی صفائی ضرور کی گئی تھی مگر کوئی بھی چیز اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں ہوئی تھی کیونکہ عالیہ بیگم اس بات سے واقف تھی کہ جب کبھی وہ لوٹے گا تو سب سے پہلے اس بات پہ ناراض ہو گا کہ اسکے کمرے کی چیزیں اپنی جگہ پہ کیوں نہیں تھی۔

وہ فریش ہو کر واپس کمرے میں صوفے پہ سامنے پڑے میز سے ٹانگیں ٹکائے بیٹھا تو ایک لمحے کو اسے نحل کی آواز سنائی دی۔

"تو یقینا یہ چھپکلی بھی مجھ سے پیاری نہیں ہو گی"اس نے گردن موڑے اس جانب دیکھا جہاں آج کوئی نہیں تھا۔

"نہیں میں کیوں اس سے جیلس ہو گی اس میں جیلس ہونے کے لیے ہے ہی کیا"

وہ مسکرایا مگر پھر سر صوفے پہ گرائے آنکھیں موند گیا وہ ابھی آیا تھا اسے گھر میں گاڑیاں داخل ہونے کی آواز سنائی دی تھی تو یقینا وہ لوگ بھی لوٹ آئے تھے۔وہ ہنوز اسی طرح بیٹھا رہا۔

ایان نے گاڑی سے اترتے ہی صارم اور باسط کو مخاطب کیا ۔

"یار ایک سرپرائز ہے تم لوگوں کے لیے"وہ خوشی سے کہہ رہا تھا۔

"کیسا سرپرائز "دونوں حیرت سے بولے

"چلو میرے ساتھ ان دونوں نے حیرت سے اسے دیکھا جو چلنا شروع ہو گیا تھا پھر دونوں اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے وہ سیڑھیوں سے چڑھتا ہوا اوپر پہنچا تو اس نے عالی کے کمرے کا ہینڈل گھمایا جس پہ دونوں نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیا کرنے والا ہے تو بھائی کے کمرے میں "یہ باسط تھا اس کا ڈرا ہو چہرہ دیکھ کے ایان مسکرایا۔

"اوہو آو تو صحیح" وہ دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا۔ عالی نے گردن اٹھائی تو سامنے صارم باسط اور ایان تینوں چہروں پہ گہری مسکان اور حیرت لیے کھڑے تھے وہ ان کو یوں مسکراتا دیکھ حیران ہوا تھا تو کیا وہ اس کے منتظر تھے کیا محبت اب بھی باقی تھی ۔

ہاں خون کے رشتے ایسے ہی ہوتے ہیں اور پھر وہ انکا بھائی تھا "عالی بھائی" انکا مان انکا سب سے پیارا بھائی سب کا خیال رکھنے والا۔ سب سے پیار کرنے والا۔ وہ تینوں چلتے ہوئے اس تک پہنچے اور اس سے لپٹ گئے سب کی آنکھیں نم تھی وہ خوشی کہ آنسو تھے اس نے اپنے بھائی کا مان رکھ لیا تھا وہ اسکے کہنے پہ لوٹ آیا تھا۔

"بھائی بہت بہت شکریہ" ایان نے اس کے گال کا بوسہ لیتے ہوئے کہا

"کیسا شکریہ بھائی ہو تم میرے " وہی مبہم سا مسکرا دیا۔ وہ دوبارہ اسکے گلے لگ گیا تھا اس نے اپنے بھائی کو واقعے ہی مس کیا تھا بہت مس اس نے ہمیشہ کی طرح آج

بھی اپنے بھائی کا سب کے سامنے ماں رکھا تھا جو اسکی بات کا یقین ہی مہیں کر رہے تھے۔

"اچھا بس کر اب میری باری" یہ اور کوئی نہیں باسط تھا وہی طرز تھا یعنی میری بھی باری آنے دو یار۔وہ آنکھوں سے وہی پرانی بات کہہ رہا تھا اور وہ تینوں پھر سے اس سے لپٹ گیۓ۔

" بس کرو یار میرا سانس بند ہو رہا ہے" وہ ان کو اپنے سے دور کرتے ہوۓ بولا تو وہ تینوں زور زور سے ہنس دیئے۔ رات گئے تک وہ عالی سے باتیں کرتے رہے تھے وہ مسکراتے ہوۓ ان کی باتیں سن رہا تھا ایک عرصے بعد انکا ساتھ نصیب ہوا تھا۔

عاشی سو رہی تھی اور نحل پاس میں بیٹھی قرآن پڑھ رہی تھی اس کا فون رنگ ہوا تو وہ ایک دم ہوش میں آئی۔ باسط کا فون تھا وہ عاشی کی طبیعت پوچھنے کے لیے فون کر رہا تھا وہ لوگ باتوں سے اب فارغ ہوۓ تھے اور اسے عاشی کی فکر ہوئی تو فون کر لیا۔

"ہاں میں ٹھیک ہوں تم ابھی تک جاگ رہے ہو"وہ آدھ کھلی آنکھوں سے سوال کر رہی تھی

"ہاں جی وہ عالی بھائی سے باتیں کر رہے تھے"اس کے جواب پہ عاشی کو اپنے کانوں پہ شعبہ ہوا۔

"کیا کس سے" اس نے حیرت سے پوچھا وہ اپنی جگہ پہ اچھل پڑی تھی نحل نے اسے حیرت سے دیکھا جو حیرانی کہ سمندر میں ڈوبی ہوئی تھی۔ حیرت کے مارے پوری آنکھیں کھولی۔

"جھوٹ بول رہے ہو نہ باسط"اس نے حیرت سے پوچھا۔

"میرا دماغ خراب ہے جو میں جھوٹ بولوں گا وہ سچ میں واپس آ گئے ہیں" اس کی بات سنتے بے اختیار عاشی کی نظریں نحل کی جانب اٹھی تھی۔ جو اسے ہی سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی آیا پوچھ رہی ہو سب خیریت ہے۔

اس نے آنکھوں کو ہاں میں ہلایا۔ جس کا مطلب تھا سب ٹھیک ہے ورنہ دل تو اسکا بھی دہلا تھا۔ کیا ہونے والا تھا۔

عاشی نے بھی نحل فاطمہ اور دعا کے ہمراہ نماز ادا کی اور تینوں پھر سے سو گئی تھی جبکہ نحل کی نیند تو پہلے ہی بے چینی کہ سبب اڑ گئی تھی تب ہی نماز سے پہلے اس نے قرآن کی تلاوت کرنا شروع کر دی تھی ۔نماز کے بعد اس نے کالج کی تیاری شروع کر دی اسے واپسی پہ عاشی اور فاتی کہ ساتھ شوپنگ پہ بھی جانا تھا۔

عالی آنکھوں پہ ہاتھ رکھے چت لیٹا تھا وہ سب مسجد سے اکھٹے نماز پڑھ کے لوٹے تھے اسے محسوس ہوا تھا کہ کوئی اس کے کمرے میں داخل ہوا ہے پر وہ ہنوز اسی حالت میں لیٹا تھا کیونکہ وہ یقینا ایان ہی تھا جو کوئی بات کرنے آیا تھا مگر پھر اپنے سراہنے

ایک بھیگی نسوانی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائیں تو کیا وہ جان چکی تھی مگر کیسے وہ تو چپکے سے نکلا تھا۔

"عالی "آواز بھیگی ہوئی تھی

وہ آنکھوں سے ہاتھ ہٹاتا اٹھ بیٹھا تھا وہ اسکی ماں تھی اور ماں ہی دنیا کی واحد ہستی جس کے سامنے مظبوط سے مظبوط انسان بھی بکھر جاتا ہے کیونکہ ماں اولاد کو سمیٹنے کا ہنر جانتی ہے وہ تو عالی تھا نرم مزاج انکا سلجھا ہوا بیٹا کیا حال ہو گیا تھا اسکا۔

"ماما" وہ بنا پلکیں جھپکے انہیں دیکھ رہا تھا آنکھیں نمکین پانی سے بھرنے لگی تھی۔انہوں نے بے اختیار ممتا کے زیراثر بازو وا کیے تھے اور وہ ان کے سینے سے لپٹ گیا۔کچھ لمحے یونہی خاموشی کی نظر ہوئے تو عالیہ بیگم گویا ہوئی

"کیسا ہے میرا بچہ"۔ رونے کے سبب آنکھیں سرخ ہو گئی تھی۔

"ٹھیک ہوں ماما آپ کیسی ہے" وہ سر جھکائے گویا ہوا وہ اسکے سامنے بیٹھی تھی وہ ان سے نظریں نہیں ملا پا رہا تھا انکو کس چیز کی سزا دی گئی تھی کیوں انکو اولاد سے جدائی دی گئی اس کا عالی کے پاس کوئی جواب نہیں تھا وہ تو اپنا ہر کام انکی اجازت سے کرتا تھا کبھی ضد نہ کرنے والا فرمابردار بیٹا انکی التجا پہ بھی نہیں لوٹا تھا وہ اپنی ماں سے شرمندہ تھا کتنی بار انہوں نے ایان کے فون سے بات کرتے ہوئے اسے لوٹ آنے کو کہا تھا۔

"کیوں آئے ہو" وہ اسکا سوال نظر انداز کرتی اس سے نروٹھے پن سے بولی تھی مگر نفرت کہیں نہیں تھی وہ بھانپ گیا تھا ان کا دل اس کے لیے صاف تھا۔

"ایان نے ضد کر کے بلایا ہے چلا جاوں گا جلد" اسکا جواب سنتے وہ بے اختیار بولی۔

"کیا کہا چلے جاو گے اگر جانے کے لیے آئے ہو تو آج ہی چلے جاو" وہ سختی سے کہتی اٹھ گئی تھی اور وہ انہیں دیکھ رہا تھا جنہیں اسکی بات شاید بہت بری لگی تھی۔ وہ کمرے کا دروازہ بند کرتے نیچے کمرے کی جانب چلی آئی تھی جہاں ابان صاحب بیٹھے قرآن کی تلاوت کر رہے تھے انکا آنسوؤں سے تر چہرہ دیکھ کے وہ گھبرائے تھے انہوں نے عالیہ بیگم کو کبھی یوں روتے نہیں دیکھا تھا مگر یوں اچانک کیا ہوا تھا انہیں وہ زارو قطار رو رہی تھی انہوں نے قرآن کی سطر مکمل کرتے قرآن بند کیا اور ان کی جانب بڑھے۔وہ ان کے برابر آ بیٹھے۔

"کیا ہوا عالیہ" پریشانی صاف چہرے سے عیاں تھی

"وووہ آ گیا ہے اور واپس جانے کے لیے آیا"وہ روتے ہوئے بولی۔

"کون "انہوں نے حیرت سے پوچھا۔

"عالی "

"ہنہہ کس نے کہا تم سے"وہ حیرانی سے بولے

"مل کے آئی ہوں ابھی"انہوں نے ان کی جانب دیکھے بغیر کہا۔

"تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے"انہیں ان کی بات پہ یقین نہیں آیا تھا

"میں کہہ رہی ہوں میں مل کے آئی ہوں ابھی اس سے میں نے اپنی ان آنکھوں سے اسکی حالت دیکھی ہے میں ماں ہوں اسکی میرا دل جانتا ہے کہ وہ کس تکلیف میں ہے"۔انہیں ابھی بھی عالیہ کی بات پہ یقین نہیں آیا تھا جبکہ وہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہہ رہی تھی۔

وہ واقعی شاہ ہاوس میں تھا کس نے ایسی جرات کی تھی جو وہ یہاں تھا اسلم صاحب تو اس بات کو ہر گز برداشت نہیں کریں گے ان کا دل کانپا تھا کیا ہونے والا ہے۔

"آپ اسے روک لے ابان خدا کا واسطہ ہے اسے واپس نا جانے دے"۔وہ ان سے التجا کرنے لگی تھی وہ انکی اولاد تھی اس کی جدائی نے انہیں بہت تکلیف دی تھی وہ مزید تکلیف نہیں سہنا چاہتی تھی۔جبکہ ابان صاحب تو کہیں اور ہی کھو گئے تھے۔وہ انکا بازو ہلاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"میں نہیں روک سکتا عالیہ ابا جان اس کے لیے جو فیصلہ کرے گے وہی ہو گا اس کے ساتھ" وہ درشتی سے کہتے کمرے سے نکل گئے تھے۔

"اسلام علیکم عاتی بھائی"

"وعلیکم السلام چندہ کیسی ہو"

"میں ٹھیک ہوں مجھے آپ سے ایک اہم بات کرنی تھی یاد ہے آپ نے مجھے کہا تھا کے اگر مجھے عالی بھائی کے بارے میں کچھ بھی پتہ چلے تو میں آپ کو بتاو"عاشی نے اسکی بات دہراتے ہوئے اسے یاد دلایا۔

" ہاں" وہ ایک دم سیدھا ہوا صبح کے نو بج رہے تھے وہ بستر پہ ٹریک سوٹ میں لیٹا تھا مگر سو نہیں رہا تھا یقینا وہ ابھی جوگنگ کر کے لوٹا تھا۔

"ہاں کیا تمہیں کچھ پتا چلا "وہ تجسس سے بولا

"جی ،وہ پاکستان آئے ہے کل رات" اس نے فورا بتایا وہ کمرے میں اکیلی تھی دعا اور فاطمہ اسکے لیے جوس بنانے گئی تھی نحل کالج جا چکی تھی۔ اس کی بات پہ ارتضی بے ساختہ مسکرایا تھا حیرت تو اسے بھی ہوئی تھی اسکے یوں اچانک واپس آنے پر مگر عالی کے واپس آنے پہ خوش ہوا تھا۔

"اوکے تھینکیو عاشی میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں "وہ الوداعی القابات ادا کرتا فون منقطع کر گیا تھا۔ اس نے فوری طور پہ عمر کو فون کیا تھا اور بتایا کہ عالی پاکستان آیا ہے اور اب اسے کسی طرح اس سے ملنے کے لیے منصوبہ بنانا ہو گا۔ وہ دونوں کال پہ بات کر کے آفس کے لیے ریڈی ہونے لگے تھے۔ انہیں ابھی بہت سے کام سر انجام دینے تھے بہت سی گراہیں کھولنی تھی۔ارتضی خوشی سے مسکرا رہا تھا۔

سب لوگ ناشتے کے ٹیبل پہ بیٹھے تھے آج ایان کے ساتھ ساتھ باسط بھی صبح اٹھ گیا تھا جسے دیکھ کے سب حیران ہوئے تھے وہ آخر اتنی جلدی اٹھا کیسے مگر یہ عاشی کے ساتھ کا اثر تھا کہ وہ اب جلدی اٹھنے لگا تھا۔ سلام کرنے کے بعد ایان گویا ہوا۔

"دادو میں اپنی شادی میں جسے چاہوں بلا سکتا ہوں نا"

"ہاں بچے تمہاری مرضی ہے جسے مرضی بلاو مگر پردے کا خیال رکھنا گھر میں بچیاں بھی ہے" وہ دلیہ کھاتے ہوئے بولے۔

" جی مگر آپ کچھ کہے گے تو نہیں وعدہ کریں" ابان صاحب نے اس کی جانب سنگین نظروں سے دیکھا تو وہ انجان بنا۔ مگر وہ جانتے تھے وہ کس کی بات کر رہا ہے۔

"ہاں بھئی وعدہ "وہ اسکی بات پہ مسکراتے ہوئے بولے۔

"بس پھر آپ سب تیار رہے وہ آ رہے ہے کچھ دیر میں "وہ کہتے ہی ناشتہ کرنے لگا۔باقی سب ہونکوں کی طرح اسے دیکھ رہے تھے۔سوائے صارم باسط عالیہ اور ابان صاحب کے۔

عالی جاگ گیا تھا ایان نے اسے نیچے ناشتے پہ آنے کا کہا۔ جس پہ وہ انکارکر چکا تھا وہ گھر کا ماحول خراب نہیں کرنا چاہتا تھا مگر پھر ایان کی ضد پہ اٹھتا ہوا فریش ہونے چلا گیا۔وہ سیڑھیوں سے نیچے آیا اور ڈائننگ روم میں داخل ہوا اس نے باآواز سب کو سلام کیا۔

سب نے اس کے سلام پہ گردن اٹھائے داخلی دروازے میں کھڑے عالی کو دیکھا کتنا بڑھا دھچکا تھا سب کے لیے مگر وہ بے تاثر چہرہ لیے کھڑا تھا سب کے ہاتھ اپنی اپنی جگہ ساکت ہو گئے تھے۔ سوائے ایان کے جو مسکرا رہا تھا۔

"آئے بھائی وہاں کیوں رک گئے" اس نے مسکراتے ہوئے کہا

تو اسلم صاحب نے اپنا چلتا ہاتھ روکا وہ چل کر ان کے سامنے جھکا مگر اسلم صاحب نے اس بار اسکی پشت پہ اپنا پر شفیق ہاتھ نہیں پھیرا تھا۔وہ سیدھا ہو گیا۔

"اسے کس نے بلایا ہے" وہ سختی سے گویا ہوئے

"میں نے" ایان ہنوز ناشتے میں مگن بولا تھا

"کیوں "وہ اسے سختی سے دیکھ رہے تھے۔

"دادو آپ نے ابھی کچھ دیر پہلے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں اپنی شادی پہ کسی کو بھی بلا سکتا ہوں تو ایسا کیسے ہو سکتا ہے میری شادی یعنی ایان شاہ کی شادی ہو اور اسکا سگا بھائی نہ آئے۔" اس نے تفصیل پیش کی۔

"اچھا تو یہ بات ہے یعنی اب تم بھی گھر کے اصولوں کے خلاف اتر آئے ہو" ابان صاحب خاموش تماشائی بنے ہوئے تھے۔دل بس خیریت کی دعا کر رہا تھا۔

"دیکھ رہی ہو عالیہ اسے یہ کل کا بچہ اب میری نافرمانی کرے گا "وہ عالیہ بیگم سے مخاطب ہوئے جو سر جھکائے بیٹھی تھی۔

"نہیں دادو ایسا نہیں ہے "وہ آرام سے بولا

"تو کیسا ہے پھر تم جانتے تھے نہ کے میں اسے دیکھنا نہیں چاہتا پھر بھی تم نے اسے یہاں بلا لیا" عالی بت بنا کھڑا تھا اسے کہیں سے وہ اپنے پیار کرنے والے دادو نہیں لگے تھے وہ ساکت کھڑا تھا ان کا غصے آج بھی اس دن جیسا ہی تھا۔وہ غصے سے لال ہوتا چہرہ لیے اٹھ کر باہر کی جانب چل دیئے۔

باقی سب لوگ بھی اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے ابان صاحب بھی جا چکے تھے۔انھوں نے ایک بار بھی عالی کی جانب نہیں دیکھا تھا جس سے عالی کو بہت تکلیف ہوئی تھی۔ عالیہ بیگم ناراض تھی مگر دل ہی دل میں خوش تھی کہ چلو ایان کی ہی مان کے صبح وہ آیا تو۔ روشنی بیگم اورچچا نے بڑھ کر سر پہ پیار دیا۔

"ہو گئی خوشی پوری "وہ اسکے برابر میں پڑی کرسی پہ آ بیٹھا اور سرگوشی کرتے ہوئے بولا۔

"جی بہت زیادہ خوش ہوں میں آپ فکر نہ کریں مان جائے گے" اس نے آنکھ دبائی وہ واقعی لاپروائی میں سب سے اول درجے پر فائز تھا عالی نے اسے حیرت سے دیکھا جو مزے سے اپنا ناشتہ کر رہا ۔ اس کے پاس ان سب کو پیش کرنے کو کوئی جواز نہیں

تھا ان سب کے سوالوں کا کوئی جواب نہیں تھا جو اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

نحل نے عاشی فاتی دعا باسط ایان اور صارم کو مال میں جوائین کیا تھا وہ کالج سے سیدھا مال آئی تھی مگر اسے بھوک لگی تھی وہ سب بیٹھے چکن کڑاھی کھا رہے تھے جب نحل کو احساس ہوا جیسے آس پاس کوئی موجود ہو ، کوئی اپنا وہ بنا کسی مطلب کے پلٹی مگر پھر سر جھٹک کے کھانا کھانے لگی۔

عمر نے عالی کو کال کر کے ہوٹل بلایا تھا بقول اسکے اسے عالی سے ایک نہایت اہم کام تھا اسکی پشت کی دوسری جانب وہ دشمنِ جان بیٹھی تھی جس سے یکسر وہ انجان بیٹھا تھا عمر کے ہمراہ ایک شخص اور بھی تھا وہ اس ملنے کو کھڑا ہوا تو برابر میں کھڑے ارتضی کو دیکھ کے اس کے ماتھے پہ کئی سلوٹے سمٹی تھی اعصاب تن گئے تھے۔

"اسلام علیکم "اس نے ہاتھ پیش کیا تھا وہ اس کے بڑھے ہاتھ کو فراموش کرتا عمر کے گلے لگا اس کا غصہ جائز تھا ارتضی بھی عمر کے برابر میں آ بیٹھا تھا۔

"خیریت ہے عمر تم نے اتنی جلدی میں بلایا"۔وہ فکر مندی سے بولا۔

"ہاں ایک خلش تھی جسے دور کرنا تھا"عمر نے بات کا آغاز کیا

"کیسی خلش"وہ دو بدو بولا ارتضی نے بنا اجازت کے بات کا آغاز کیا وہ نہیں چاہتا تھا کہ مزید ایک بھی پل کی دیر ہو۔

"تم اس روز مجھے غلط سمجھے تھے نحل نے مجھے خود بلایا تھا کیونکہ میں اسکی آبائی زمین اسکو لوٹانا چاہتا تھا تم جانتے ہو اس دن تم نے نحل کی ایک نہ سن کے بہت بڑی غلطی کی ہے وہ تم سے بہت محبت کرتی ہے تمہارے جانے کے بعد وہ بکھر گئی تھی اسکا وہ حال میں نے دیکھا تھا"۔ایک تکلیف تھی جو ارتضی کی آنکھوں میں تھی۔

"چیخ رہی تھی وہ جس کی کبھی کسی نے اونچی آواز نہیں سنی تھی وہ بلک بلک کے رو رہی تھی میں نے اس مظبوط لڑکی کو اس دن ٹوٹتے دیکھا تھا عالی "ارتضی نے اپنی آنکھ سے بہتا پانی سختی سے صاف کیا۔

"میں اس بوجھ سے محض اپنی جان چھڑانا چاہتا تھا مجھ سے وہ بوجھ نہیں اٹھایا جا رہا تھا جسے زبردستی مسلط کیا گیا تھا مجھ پر مگر وہ ،وہ تو اس دن وہ کاغذات میرے منہ پہ مارنے آئی تھی بتانے آئی تھی کہ اسے میرے سے ایک پائی نہیں چاہیے جب کہ وہ اس کا حق تھا میں بے بس تھا عالی، میں اسے اپنے پاس رکھ کر اپنی آخرت برباد نہیں کرنا چاہتا تھا اور تم نے اس دن وہاں ہوتے اس معاملے کو غلط سمجھا تھا۔ وہ مجھ سے نفرت کرتی تھی تم اس بات کے شاہد تھے پھر کیوں یوں چلے گئے میں نے تمہیں سچ بتانے کی خاطر بہت انتظار کیا ہے وہ ٹوٹ چکی ہے عالی اسے تمہاری ضرورت ہے ایک

تمہاری محبت ہی اسے سمیٹ سکتی ہے جاو معافی مانگ لو اس سے وہ معاف کرنے والوں میں سے ہے اس کا ظرف بہت بڑا ہے" وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولا۔

"اور تم ،تمہارا کیا "وہ بے تاثر چہرہ لیے بولا۔

"کیا مطلب ! تمہارا کیا، میں اس سے محبت نہیں کرتا وہ تو محض ایک ضد تھی جنون تھا جو میرے سر پہ سوار ہو گیا تھا میں لاحاصل کے پیچھے بھاگ رہا تھا ۔ ایک تمہاری محبت ہی اس کی دلی چاہت ہے وہ تمہیں دل و جان سے چاہتی ہے میں نے اسکی آنکھوں میں تم سے بچھڑنے کا کرب دیکھا ہے "وہ سکون سے اسے سب بتا رہا تھا عالی کو اسکی حالت پہ حیرت ہوئی تھی تو کیا محض ایک غلط فہمی نے اسکی محبت کو کمزور کر دیا تھا۔ اس نے کرب سے آنکھیں میچیں۔جبکہ ارتضی نے جان بوجھ کر اپنےاحساس کو جنوں اور ضد کا نام دیا تھاتاکہ وہ اپنے دل سے اسکے بارے میں ہر برا گمان دور کر سکے۔

نا محسوس انداز میں اس کے خیالوں میں عالی نے بسیرا ڈال رکھا تھا وہ کپڑے خریدتے ہوئے شیشے کے سامنے گئی تو اس کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کا جوڑا تھا جس میں سلور امبروڈری کا کام ہوا تھا ایک لمحے کو اسے عالی کی بات یاد آئی تھی۔ جب وہ عمر کی شادی میں شرکت کرنے کے لیے گاڑی میں سفر کر رہے تھے وہ کالی ساڑھی پہنے استحقاق سے بیٹھی تھی عالی نے اسے پکارا۔

"نحل"

"جی"

" تمہیں پتا ہے مجھے کالا رنگ آج سے پہلے بلکل پسند نہیں تھا" اس نے حیرت سے عالی کو دیکھا

"مطلب "

"مطلب یہ کے میں نے سیاہ رنگ میں اتنی گہری خوبصورتی آج محسوس کی ہے مجھے یہ ہمیشہ بے رنگ لگتا تھا مگر آج جیسے دنیا کے سارے رنگ اسی میں معدوم ہوتے محسوس ہو رہے ہے" وہ وثوق سے بولا

"ہہہہ" وہ کھلکھلائی

"نحل تم بہت خوبصورت ہو تمہارا حسن مجھ پہ طاری ہو رہا ہے" یہ بات اس نے سرگوشی کرتے ہوئے کہی تھی جس پہ نحل جھنپ گئی۔اسکی آنکھیں ایک پل کو چمکی مگر سرد مہری پھر سے اتر رہی تھی۔اسے محسوس ہوا جیسے اسے کوئی دیکھ رہا ہو وہ ایک لمحے کو پلٹی مگر پھر اپنا وہم سمجھ کے سر جھٹکا۔

سیاہ رنگ ہی اتنا عزیز کیوں ہے مجھے

بچھڑنے والے کی آنکھوں کا رنگ تھا شاید

"کیا ہوا آپی کون سا ڈیسائیڈ کیا"ایان اس کی جانب بڑھتا ہوا بولا

"یہ والا" اس نے وہ کالا سوٹ نحل کے ہاتھ سے لے کر شوپ کیپر کی جانب بڑھایا اسے پیک کرنے کا کہہ کر وہ نحل سے پوچھنے لگا۔

"جی آپی، بس "وہ نحل سے پوچھ رہا تھا کہ آیا کہیں کچھ اور تو نہیں لینا۔

"ہمم " وہ اسکا جواب سنتے ہی فاطمہ کی جانب بڑھا جسے چھیڑنے کا اسکا بہت دل کر رہا تھا۔وہ ابھی چل کر تھوڑا فاصلے پہ کھڑا ہوا تھا کہ اس نے بانک لگائی۔

" عالی بھائی یہاں ہے ہم لوگ" اس نے اشارہ کیا تو عالی چلتا ہوا ان کی جانب بڑھا۔

نحل نے ایک لمحے کو پلٹ کر ایان کو دیکھا جو واقعی عالی کا نام پکار رہا تھا پھر اس نے اسکی نظروں کا پیچھا کیا تو نظریں وہی جم گئی وہ عالی تھا "عالی شاہ "لمبے بڑھے بال ، شیو ،آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے ، کہنیوں تک ٹانکے ہوئے شرٹ کے بازو ،شرٹ کے پہلے دو بٹن کھلے ہوئے ہاتھ میں واچ وہ تھکا ہوا لگ رہا تھا ازلی تھکن کی ضد میں زرد ہوتا چہرہ۔ رنگت نے اپنا اصل روپ کھو دیا تھا جینز کے ساتھ جوگرز پہنے وہ مسلسل سامنے کھڑے ایان کو دیکھ رہا تھا نحل کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا۔ وہ اسی لمحے پلٹ گئی۔اس سے پہلے دل بے قابو ہوتا وہ منظر سے ہٹ گئی۔

اس نے کپڑے لے لیے تو عاشی کی جانب بڑھی جو وہی بیٹھی بیسواں سوٹ نکلوا چکی تھی۔

"یار عاشی جلدی کر لو مجھے تھکن ہو رہی ہے"وہ واقعی تھک چکی تھی۔

"بس آپی ایک منٹ بھائی وہ پیچ والا دیکھائے"

عالی اور ایان بھی چلتے ہوئے فاطمہ کی جانب بڑھے جہاں وہ بیچاری ٹینشن سے دوچار کھڑی تھی

"ایان بتاؤ کونسا لوں "وہ اسے دیکھانے کو پلٹی تو آنکھیں حیرت سے پھیلی۔

"میں خواب تو نہیں دیکھ رہی "اس نے ہاتھ بڑھا کر پاس کھڑے عالی کو چھوا عالی اسکی حرکت پہ مبہم سا مسکرایا۔

"نہیں پگلی" اور وہ اچھنبے سے اسکے گلے آ لگی

"عالی بھائی آپ آ گئے سچ مچ مجھے لگا یہ لوفر آدمی مجھ سے مذاق کر رہا ہے"

"میں اب مذاق نہیں کرتا' وہ درشتی سے گویا ہوا تو فاطمہ نے اسے حیرت سے دیکھا اسے کیا ہوا وہ دل میں سوچتی ہوئی پھر سے عالی کو دیکھنے لگی۔

"شکریہ عالی بھائی" اس کی آنکھوں میں نمکین پانی تیرنے لگا تھا۔

کس بات کا "وہ اسکے سر پہ پیار دیتا ہوا بولا۔

"کسی بات کا نہیں ادھار رکھ لے"اس نے شرارت سے کہا۔

نظریں اس دشمنِ جان کی تلاش میں پورے مال میں گھوم رہی تھی مگر وہ اسے کہیں نظر نہیں آئی۔دل ہی دل میں بولا" ابھی تو یہی تھی"

صارم اور باسط اپنے لیے سوٹ پسند کر رہے تھے جب ایان بولا

" بھائی آپ بھی شاپنگ کر لے اتنی دیر میں فاتی کے ڈریس دیکھ لوں "وہ کہتا ہوئے اس کے برابر بیٹھااور عالی مردانہ سائیڈ کی جانب چل دیا۔عاشی نے آخر مشکل سے پچ سوٹ پسند کیا اور قدم قدم چلتی کاونٹر پہ پہنچی بھائی یہ پیک کر دے۔یہ آپی کہاں

گئیں وہ کہتے ہی اسے دیکھنے کو مڑی تو دور سے آتی نحل اسے دیکھائی دی جو اپنا فون بند کر رہی تھی۔

"کیا ہوا آپی کچھ نہیں امپورٹنٹ کال تھی بتاؤ آ گیا پسند جوڑا"

"جی"

"چلو پھر وہاں فاتی کے پاس چلتے ہے ویسے بھی تمہاری طبعیت ٹھیک نہیں گھر بھی چلنا ہے"وہ اس کو لیے فاطمہ کی جانب چل دی۔

"ہمم "وہ اسکے ہمراہ فاطمہ تک پہنچی اور ان سب نے فاتی کے لیے پیچ اور گولڈن لہنگا پسند کیا تھا خاص کر ایان کی پسند کا۔ پھر وہ لوگ ایان کی شیروانی پسند کرنے چلے گئے ایک لمحے کو سامنے آتے عالی کے کندھے سے اسکا کندھا ٹکرایا مگر وہ بنا سر اٹھائے مسلسل کچھ ٹائپ کرتی ہوئی چل دی عالی ٹھہر گیا وہ وہی تھی اس نے نقاب کر رکھا گرے کلر کے عبائے میں ملبوس ایک کندھے پہ پاوچ ڈالے وہ رتی برابر بھی نہیں بدلی تھی بلیک سٹالر سے ہی حجاب کیا گیا تھا وہ خوبصورت بھوری آنکھیں لمبی پلکوں کے سائے میں چھپی تھی باقی چہرہ نقاب سے چھپایا گیا تھا۔ سارا جسم اس عبائے میں ڈھکا ہوا تھا۔وہ وہی ساکت کھڑا اسے یک ٹُک دیکھ رہا تھا جب دعا چیخی۔

" عالی بھائی آپ "اس نے ہوش میں لوٹتے ہی اسکو دیکھا جو اسکے برابر میں کھڑی خوشی سے نہال ہو رہی تھی

"جی میں "وہ پھر سے مسکرا دیا کم سے کم ساری چھوٹی پارٹی اسکے آنے پہ بہت خوش تھی۔

"بھائی شکر ہے آپ آ گئے آپ تو ہمیں بھول ہی گئے تھے" وہ بھی رو دینے کو تھی

"ارے واہ تم تو دیکھو بڑی ہو گئی ہو"اس نے اسکا گال کھینچا۔

"اچھا بس اتنے سے عرصے میں کون بڑا ہوتا ہے عالی بھائی"۔اس نے منہ چڑھایا۔ نحل اور عاشی ایان تک پہنچی تو اس نے کئی شیروانی نکلوائی جس میں سے بلیک اور گولڈن پسند کی گئی تھی ساری شاپنگ کے بعد وہ لوگ جانے کے لیے تیار تھے۔ عالی بھی کاونٹر پہ پے کر رہا تھا ان سب کی شاپنگ پوری ہو گئی تھی ساری لڑکیاں نحل کی گاڑی میں جب کہ لڑکے ایان کی گاڑی میں بیٹھے گھر جا رہے تھے وہ لوگ اپنی اپنی منزل کو روا دواں تھے۔وہ گھر آتے ہی اپنے کمرے کی جانب چلی آئی جبکہ باقی سب لاونج میں بیٹھے صبین اور فائیقہ بیگم کو اپنی شاپنگ دکھا رہے تھے عالی اپنی گاڑی میں اکیلا تھا وہ کئی گھنٹے رضوی ہاوس کے سامنے کھڑا اسے تکتا رہا مگر اسکی ہمت نہیں ہوئی کہ وہ گھر کے اندر جائے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کر بیٹھا تھا جہاں معافی کی گنجائش مشکل ہی نہیں ناممکن سی دیکھائی دے رہی تھی۔

وہ گھر آ گیا تھا ایان اور صارم کی بہت ضد پہ وہ سارے ناران کاغان کی البم دیکھ رہے تھے کتنی خوبصورت وادی تھی وہ ابھی ان نظاروں کو نظروں میں اتار رہا تھا خدا کی قدرت

بے شک بے مثال ہے انسان نا چاہتے ہوئے بھی اپنے ہر غم کو اسکے سامنے بھول جاتا ہے وہ ان مناظر کو یک ٹک دیکھ رہا تھا ان دونوں کے دل ایک دوسرے کے لیے یہی محبت سے سرشار ہوئے تھے عالی کے ساتھ کھڑی وہ کسی بات پہ مسکرا رہی تھی۔عالی کا ہاتھ بے ساختہ اسکے چہرے کی جانب بڑھا نظر اس چہرے کو دیکھنے کو ترس گئی تھی۔باقی تینوں علیحدہ البم ہاتھ میں لیے بیٹھے تھے بلکہ باسط بھی یہ البم پہلی دفعہ دیکھ رہا تھا۔ تصویر پلٹنے پہ عالی بے ساختہ مسکرایا تھا نحل کی آواز کانوں میں رس گھولنے لگی تھی۔

"اب آپ کیسے آ گئے "وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔

"نہیں ایسی بات تو نہیں ہے آاپ کہہ رہے تھے آپ کی میٹینگ ہے"۔

"ہاں، مگر وہ تم سے زیادہ قیمتی نہیں اور ویسے بھی میرا دل یہاں تھا میں وہاں کیسے رہ سکتا تھا۔

"ہاہاہا آپ اور آپکے ڈرامے" تصویر میں دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھام رکھا تھا نہایت خوبصورت لمحہ کیمرے کی قید میں تھا۔ وہ مسکراتا ہوا تصویر پلٹ گیا۔ایک لمحے کو وہ اپنی ساری تکلیف بھول گیا تھا وہ ان حسین لمحات میں کہیں کھو گیا تھا۔ وہ تصاویر ایک خوبصورت رشتے کا پتہ دے رہی تھی مگر اب سب کچھ بدل چکا تھا وہ اسکے پاس نہیں تھی یا شاید اسے خود سے دور کرنے والا بھی وہی تھا وہ بے چین سا پہلو بدل کر رہ گیا۔ سب کچھ بدل گیا ان کے رشتے کا مان اعتبار پیار سب کچھ ۔

دل اسکے نام کی دہائی دے رہا تھا اور آنکھیں کرب سے انگارہ ہو رہی تھی۔

____

ارتضی آج بہت خوش تھا وہ صوفے پہ گرتے ہوئے انداز میں بیٹھا عمر گھر جا چکا تھا عالی بنا کچھ کہے وہاں سے دھوڑا تھا اس کی حالت یاد کر کے ارتضی مسکرایا۔آنکھیں موندی تو مشال کہ کھنکتی ہنسی سنائی دی وہ اپنی سچی محبت سے اس زنگ آلود دل کو پاک کر گئی تھی اور خود اس بات سے انجان تھی اس نے آنکھوں کو وا کرتے ہوئے زیر لب بڑبڑایا پاگل لڑکی وہ بالوں میں ہاتھ چلانے لگا۔ رات کافی ہو گئی تھی اسے صبح آفس بھی جانا تھا اور عمر سے ایک اہم بات بھی تو کرنی تھی ایک وہی تھا جو اسکی بات کو سمجھ جاتا تھا اسکا ہمدرد اسکا بھائیوں جیسا یار وہ تو بنا کہے اسکی آنکھیں پڑھ لیتا تھا یہی تو ہوتی ہے دوستی بے غرض ہر مفاد سے پاک سچی ۔ دوستی ایسا رشتہ ہے جو دو غیر لوگوں کے درمیان بھی فاصلہ ختم کر دیتی ہے اور اگر یہ کسی خونی رشتے کی صورت میں مل جائے تو پھر تو اسکا جواب ہی نہیں۔

وہ دونوں ارتضی کے آفس میں بیٹھے تھے جب عمر کوئی فائل کھولے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا اور ارتضی کرسی سے سر ٹکائے چھت کو گھور رہا تھا اس نے اسی طرح بیٹھے بیٹھے بات کا آغاز کیا۔

"مجھے شادی کرنی ہے یار" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"کیا"وہ تو حیرت کے مارے منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا جو پرسکون بیٹھا تھا۔

"کیا کہا پاگل آدمی ذرا دوبارہ کہنا"عمر تو مارے صدمے کے مشکل سے اپنی بات مکمل نہیں کر پایا تھا۔

"مجھے شادی کرنی ہے "اس نے بات دہرائی اور اسکی حیرت پہ مسکرایا۔

" تو سچ کہہ رہا ہے "اسے ابھی بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔

"نہیں تو بتا میں نے ایسا مذاق کیا ہے پہلے کبھی"ارتضی کے تیور بدلے بھلا وہ ایسا مذاق کیوں کرے گا۔

"نہیں کیا، تو نہیں، مگر شادی کے لیے ایک عدد لڑکی کی ضرورت ہوتی ہے میرے بھائی" عمر نے اسے احساس دلایا جو اسے آج گھوما ہوا لگ رہا تھا۔

"ہاں تو ہے نہ"وہ مزے سے بولا پر خفیف مسکراہٹ نے اس کے ہونٹوں کو چھوا۔

"کون "اس نے آئی برو اچکا کے پوچھا

"بتا دوں "اس نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا۔

"ہاں بتائے گا تو پھر ہی شادی کی بات ہو گی نہ پاگل آدمی"وہ اسے واقعی پاگل لگ رہا تھا آج ۔

"یار پہلی بات یہ بات بات پہ تو نہ مجھے پاگل آدمی مت کہا کر"ارتضی پاگل لفظ سن سن کے تنگ آ چکا تھا۔

"اچھا اب نہیں کھوں گا بتا کون ہے وہ خوش نصیب لڑکی"اسے تجسس ہو رہا تھا۔

"سچ بتاوں مجھے نہ تجھ سے ڈر لگ رہا ہے"اس نے اس ڈرنے والے انداز میں کہا

"اے ڈرامے باز سیدھی طرح بتا یہ اداکاری اپنے باپ کو نہ دیکھا"وہ اسکے ڈر کو اداکاری سمجھا تھا۔

"مشال نقوی" وہ دھیرے سے بولا

"کیا"عمر کو لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے

" میرا مطلب ہے مشی"وہ اسے سمجھانے والے انداز میں اسے مشی کہنے لگا جو آج تک کبھی اس نے نہیں کہا تھا مگر وہ جانتا تھا کہ وہ چھوٹی ہے اور گھر میں سب اسے اسی نام سے پکارتے ہیں

"کیا مطلب تو مشال، میری بہن کی بات کر رہا تو مشی سے شادی کرنا چاہتا ہے "اسے تو حیرت کا جھٹکا لگا تھا آخر اسے بیٹھے بٹھائے کیا ہوا۔

"ہاں کیوں نہیں کر سکتا، سالے پسند کرتا ہوں اسے میں "

پر وہ اس سے آگے کچھ بول نہیں پایا تھا۔

"بتا کل رشتہ لے آو"اس نے ہوش سے بیگانہ ہوتے عمر سے پوچھا جو ابھی تک ٹرانس میں تھا

"ہمممم مگر گھر والوں کی مرضی سے ہی ہو گا نہ سب کچھ"وہ حیرت میں گم تھا ارتضی نے اسکی حالت کے مدِنظر جاندار قہقہ لگایا

"یار یہ گھر والوں کی مرضی کیا ہوتی ہے جب لڑکا راضی تو کیا کرے گا قاضی" اس نے لاپرواہی ظاہر کرتے ہوئے کہاوت کا سہارا لیا جس پہ عمر کو اسکی اردو پہ غصہ آیا تھا۔

"واہ بھائی واہ پہلی بات تیرا اس معاملے میں ابھی تجربہ نہیں ہے نا اسی لیے ایسے کہہ رہا ہے اور دوسری بات یہ کہ خالی لڑکے کا راضی ہونا ضروری نہیں ہے میری جان اس کہاوت میں ایک اور لفظ کا اضافہ کریں جسے لڑکی کہتے ہیں" وہ اسکی ادھ موئی کہاوت پہ چوٹ کرتا ہوا بولا۔

"تو تو ایسے کہہ رہا ہے جیسے تو نے دس بارہ شادیاں کر رکھی ہے"

"توبہ کر ایک کو سنبھال لوں وہ ہی کافی ہے" اس نے نکلی پسینہ صاف کرنے کی اداکاری کی تو ارتضی اسکی حالت پہ بے ساختہ ہنس دیا۔

"چل کچھ کھانے چلے بھوک لگی ہے مجھے"ارتضی اسے کھینچتا ہوا ریسٹورنٹ کی جانب لے گیا۔

*

*------

نکاح سے ایک رات پہلے سب رضوی ہاوس کے لاؤنج میں ڈھولکی کا انتظام کیے بیٹھے تھے ساری چھوٹی پارٹی سمیت دونوں ممانیاں بھی یہی تھی۔ ڈھولکی عاشی باسط اور ایان

کی بے تحاشہ ضد پہ رکھی گئی تھی۔ وہ سب زمین پہ بیٹھی گانے گا رہی تھی۔ باسط اور ایان بھی وہی ان کے پاس بیٹھے انہیں نئے نئے گانوں کے مشورے دے رہے تھے۔ عاشی گانا گا رہی تھی دعا ڈھولکی بجا رہی تھی اور فاطمہ اور صارم بھی عاشی کے ساتھ گانے میں آواز لگا رہے تھے۔ایان ان کے فضول گانے سن کے تھک گیا تو نیا گانا سجیسٹ کیا۔

"یار عاشی وہ والا گاو "نظریں فاطمہ پہ مرکوز تھی۔

"کونسا " عاشی نے دو بدو پوچھا۔

"یار وہ میں چلی میں چلی" اس نے اداکاری کرتے ہوئے کہا تو فاطمہ اسکی حرکت پہ مشکل سے اپنی ہنسی کنٹرول کرتے ہوئے اسے گھورنے لگی اور تنک کے بولی۔

"نہیں عاشی کوئی ڈھنگ کا گانا سنانا ہے تو سناو "

"لو اتنا اچھا گانا ہے ٹھہرو میں سناتی ہوں"عاشی نے ایان کی سائیڈ لی۔فاطمہ کا تو منہ ہی بن گیا تھا۔

"لالالالا میری جاں"

"مجھے جانا ہے وہاں"وہ منہ سے ساز بناتے ہوئے بولی۔

" میرا پیار ہو جہاں "

"وہی میرا جہاں" وہ گاتے ہوئے اسے شرارت سے چھیڑنے لگی۔

"میں چلی میں چلی دیکھو پیار کی گلی "

"مجھے روکے نہ کوئی"

" میں چلی میں چلی" اب صارم دعا اور ایان عاشی کے ہمراہ گانے لگے تھے جس پہ فاطمہ بیچاری منہ بسورے عاشی کو دیکھ رہی تھی جو اسی کو دیکھے مسکراتے ہوئے گا رہی تھی۔ گانا ختم ہوا تو فاطمہ گویا ہوئی۔

"میری پسند کا بھی سنا دو نا عاشی "فاطمہ منہ لٹکائے بولی۔

"ہاں بتاو کونسا "اس نے اسکا گال کھینچتے ہوئے پیار سے کہا۔وہ اسے ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی آخر ایان کے ساتھ ساتھ اسکی بھی تو شادی تھی۔

"وہ یار دھمال شہباز قلندر والی"وہ اسے یاد کراتے ہوئے بولی اسکا کہنا تھا کہ سارا ٹولا اب گلے پھاڑ پھاڑ کر عاشی سمیت گا رہے تھے عاشی نے باسط کو مدد طلب نگاہوں سے دیکھا تو باسط آواز لگانے لگا کیونکہ عاشی اب تھکنے لگی تھی۔جبکہ صبین اور عالیہ بیگم ان سب کو دیکھ کہ خاصی لطف اندوز ہو رہی تھی۔

نحل ان سب کی حرکتوں پہ مسکرا رہی تھی ساتھ ساتھ گا بھی رہی تھی نصرین کے ساتھ وہ انہیں چائے اور باقی لوازمات سرو کرنے لگی۔

صبین بیگم اور عالیہ بیگم کے ہمراہ ساری بڑی خواتین اپنی خوش گپیوں میں مصروف ہو گئی کیونکہ جانتی تھی وہ اب رات گئے تک باز نہیں آنے والے۔

رات کے بارہ بجے کے قریب ایان سب کو لیے واپس شاہ ہاوس روانہ ہو گیا جبکہ باقی سب اپنے اپنے کمروں میں جا بیٹھے۔

شام میں نکاح تھا نحل آج بھی کالج گئی تھی وہ سب صبح ناشتے کے بعد باسط کے ہمراہ شاہ ہاوس آچکے تھے نحل کو بھی وہاں ہی جانا تھا۔ سب اپنی اپنی تیاریوں میں گم تھے عالی کمرے میں ہی رہتا تھا وہ بلا جواز کمرے سے نہیں نکل رہا تھا شور زیادہ محسوس ہوا تو عالی بھی چلتا ہوا نیچے کی جانب آ گیا۔

سامنے لاؤنج میں سب بیٹھے تھے صبین بیگم ،فائقہ بیگم اکمل صاحب ایک پل کے لیے اسے تکلیف ہوئی تھی مگر پھر وہ قدم قدم چلتا صبین بیگم کے پاس آرکا انہیں جھٹکا لگا تھا شدید حیرت کا جھٹکا اس نے جھک کر سلام کیا تو وہ بھی اسکی کمر پہ پیار دینے لگی۔

"جیتے رہو" وہ بس اتنا ہی کہہ پائی تھی۔

باقی سب سے مل کر وہ گھر سے باہر چلا گیا کچھ گھنٹے یوں ہی گھومتا رہا پھر ایان کے فون کرنے پہ گھر واپس لوٹا سامنے سے آتی نحل کو دیکھ کر وہی رک گیا جو بے دھیانی میں چلتی ہوئی باہر جا رہی تھی کوئی امپورٹنٹ کال تھی شاید کافی رش کی وجہ سے سائیڈ

سے ہو کر نکل رہی تھی جب وہ اس سے ٹکراتے ٹکراتے سنبھلی اس نے سر اٹھا کر سامنے کھڑے وجود کو دیکھا جو اسی کو دیکھ رہا تھا آج ایک سال سات دن بعد وہ اسے یوں اپنے سامنے دیکھ رہا تھا کمر تک آتے لمبے بالوں اور انگوری رنگ کے کرتے کے ساتھ ہم رنگ کیپری پہنے ہوئے تھی۔ اس نے قدرے سنبھل کر نظروں کا زاویہ بدلا۔ وہ جا چکی تھی نحل کو سنبھلنے میں ایک لمحہ لگا تھا مگر عالی تو ان بھوری آنکھوں میں ہی کہیں کھو گیا تھا۔ دل بے چین ہو گیا تو وہ اندر جانے کا ارادہ ترک کرتا وہی لان کی جانب چل دیا اس نے وائٹ جینز پہ آسمانی رنگ کی شرٹ پہن رکھی تھی وہی ازلی حلیہ لیے وہ لان میں کام کراتے باسط کی جانب بڑھا۔

''ہاں کتنا کام رہتا ہے باسط'' باسط کے کندھے پہ ہاتھ رکھے بولا

''بس بھائی تھوڑا ہی ہے انشااللہ جلدی ہو جائے گا''

''ہمم ''وہ یکسر دوسری جانب دیکھ رہا تھا باسط نے اسکی نظروں کا تعاقب کیا تو وہاں نحل سر جھکائے کسی سے کال پہ بات کر رہی تھی

''ابھی آئی ہیں کالج سے ویسے بھی مصروف رہتی ہے سی ایس ایس پاس کر چکی ہے نہ ذمہ داری بڑھ گئی ہے''وہ اسے بتانے لگا۔

'' ہمممممم'' وہ مسکرایا تھا اسکی کامیابی پہ دل خوش ہوا تھا نحل بلا جواز ہی ادھر ادھر دیکھ رہی تھی جب عالی کو اپنی جانب آتے دیکھا۔وہ فورا پلٹی اور جانے لگی کہ عالی نے اس کی کلائی تھامی۔

"کیوں بھاگ رہی ہو مجھ سے "وہ اس رات والی بات کو یاد کراتا ہوا بولا تو کیا وہ جانتا تھا وہ اسے دیکھ چکی ہے ۔ نحل نے اسکی بات پہ حیرت سے اسے دیکھا گویا پوچھ رہی ہو کیسا سوال ہے اور ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔

"میں کسی سے نہیں بھاگ رہی اور بھاگے وہ جس نے کوئی جرم کیا ہو "اس نے عالی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے جواب دیا۔

"ہاں صیح کہا" وہ سر جھکائے بولا تھا وہ نا چاہتے ہوئے بھی اسکا مجرم بن گیا تھا۔

"مبارک ہو "اس نے خود کو نارمل رکھتے ہوئے اسے مبارک باد دی۔

"کس لیے "اس نے حیرانی سے دیکھا پھر چہرے پہ حتی الامکان بے زاریت سجائے بولی

"سی ایس ایس میں کامیابی کے لیے" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"ہمممم شکریہ اور ناکام زندگی کے لیے مبارکباد نہیں دیں گے "وہ تلخ مسکراہٹ سے مسکرائی عالی کی مسکان اسی وقت مدھم ہوئی

"نہیں بلکل بھی نہیں" وہ ڈھیٹ بنا جانتا تھا وہ ایسا کیوں کہہ رہی ہے۔

"ہممم "وہ کہتی ہوئی پلٹی اور اندر کی جانب چل دی عالی ٹھر گیا وہی ایک لمحے کو اسے سانس لینا بھی مشکل لگا تھا

"بھائی یہ سٹیج کیسا لگ رہا ہے دیکھے "وہ صارم تھا جو کب سے سٹیج سجانے میں لگا تھا۔

"ہا ہاں" وہ غائب دماغی سے بولا

"سٹیج کیسا لگ رہا ہے "اس نے اپنی بات دہرائی

"ہاں اچھا لگ رہا ہے" وہ اسکے ساتھ دوبارہ اس جانب چل دیا۔

عمر آفس سے آ چکا تھا اسے آج عابد صاحب اور روبینہ بیگم سے ارتضی کے بارے میں بات کرنی تھی۔ وہ فریش ہو کر انکے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"بابا" وہ انکے پاس بیٹھتے ہوئے بولا

"ہاں جی جناب آ گئے آپ" وہ مصروف انداز میں بولے۔

"جی بابا مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی" اس نے تمہید باندھی۔

"کیا ہوا" عابد صاحب اسکی سنجیدگی دیکھ کر حیران ہوئے تھے۔

"بابا وہ کل پرسوں تک فضہ خالہ اور خالوں ہماری طرف آ رہے ہیں" اس نے ان کے علم میں اضافہ کیا تھا۔

"ہاں تو اچھی بات ہے" وہ آرام سے بولے تو عمر نے اپنی بات میں مزید اضافہ کیا۔

"نہیں بابا وہ لوگ ارتضی کے رشتے کے سلسلے میں آنا چاہتے ہیں" وہ انہیں ان کے آنے کی اصل وجہ بتا رہا تھا۔

"کیا مطلب" وہ اسکی بات پہ حیران ہوئے۔

" بابا ارتضی ہماری مشال کو پسند کرتا ہے اسی لیے وہ رشتہ بیجھنا چاہ رہا ہے" اس نے صاف گوئی سے جواب دیا۔

"اچھا تو تم اسکی سفارش کے لیے آئے ہو "اسکے آنے کا مقصد وہ اب سمجھے تھے وہ مسکراتے ہوئے بولے

"جی بابا اکلوتا دوست ہے وہ میرا اب میں اس کے لیے اتنا تو کر ہی سکتا ہوں" وہ اتارتے ہوئے بولا

"ہاں تو ٹھیک ہے نہ "روبینہ بیگم مسکراتے ہوئے بولی۔

"بابا پلیز اسے منع مت کیجئے گا"عمر انکی جانب دیکھتے ہوئے بولا

"بیٹا جب تمہاری ماں کو کوئی اعتراض نہیں ہے تو مجھے کیوں ہو گا"وہ پرسکون سے لہجے میں بولے تو عمر ان کی بات پہ مسکراتے ہوئے بولا۔

"شکریہ بابا" وہ کہتے ہی انکے گلے لگ گیا تھا۔وہ اسکے ار پہ پیار کرنے لگے تھے۔

ہر طرف مردو بچوں اور عورتوں کا شور تھا نحل کو وہ شور سر میں لگتا محسوس ہو رہا تھا اسکا پورا وجود اسکے لمس سے کانپ اٹھا تھا اس نے بے یقینی سے اپنی کلائی کو دیکھا پھر دعا کے کمرے کی جانب چل دی۔اس میں مزید سکت نہیں تھی کھڑے رہنے کی۔

شام ہونے میں ابھی کافی وقت تھا اس لیے وہ بلا جواز ہی کمرے میں آ کر آنکھوں پہ بازو رکھے لیٹ گئی۔ عاشی فاطمہ اور دعا پارلر گئی تھی فاطمہ کو تیار کرانے کے لیے ان سب نے اسے بھی آنے کا کہا تھا مگر اس نے جانے سے انکار کر دیا۔ جبکہ باقی عورتیں گھر میں موجود تھی تب ہی آٹھ سال کا حسن کمرے میں داخل ہوا۔

"آپا آپ آ گئی واپس وہ اس کے پاس آ بیٹھا۔

" ہمممم عالی بھیا بھی واپس آ گئے ہے" وہ ہمیشہ سے عالی سے بہت اٹیچ تھا اسکے جانے کے بعد اکثر اداس رہتا تھا۔مگر وہ آج بہت خوش تھا۔

"اچھا جی"

"ہاں نہ"

"آپ دونوں اب یہاں ہی رہو گے نہ ساتھ ساتھ" اسکی بات پہ نحل بستر پہ اٹھ بیٹھی وہ اس سے اس بات کی توقع نہیں رکھتی تھی

"پتہ نہیں" اسکے پاس حسن کی بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔

"آپ واپس نہ جانا آپا مجھے آپ کے ساتھ رہنا اچھا لگتا ہے" وہ اسکی بات پہ مسکرائی

"اوہ تو یہ بات ہے" اس نے اسکا گال کھینچا

"چلو اب اپنا پیارا سا منہ سیدھا کرو اور کھیلو باہر جا کے آپا کو نیند آ رہی ہے "وہ اسکا گال تھپتھپاتی ہوئی بولی۔

"اوکے" وہ شاہ ہاوس ایک سال بعد آئی تھی وہ بھی بس ایان کی خاطر وہ اسکا بھائی تھا اسے اسکی خاطر آنا پڑا تھا ورنہ وہ کبھی بھی نہ آتی حسن کمرے سے باہر جا چکا تھا۔

نحل نے شدت غم سے آنکھیں میچیں وہ جتنا ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی اتنا کمزور پڑ رہی تھی وہ پھر سے بستر پہ لیٹ گئی۔

عمر ارتضی کو مسلسل کال کر رہا تھا تقریبا ساتویں کال پہ اسکا فون اٹھا لیا گیا تھا۔

"ہیلو "ارتضی شیشے کے سامنے کھڑا بال دکھا رہا تھا۔

"ہیلو کے بچے کب سے فون کر رہا ہوں" عمر غصے سے بولا

"یار میں نہا رہا تھا "اس نے صفائی پیش کی۔

"اچھا میرے پاس تیرے لیے ایک خبر ہے" وہ سنجیدگی سے بولا تو ارتضی کو حیرت ہوئی۔

"کیا کیسی خبر "اس نے حیرانی سے پوچھا۔

"وہ میں نے ابھی کچھ دیر پہلے بابا سے بات کی ہے تیرے بارے میں " اسکی بات پہ ارتضی کا چلتا ہوا ہاتھ رکا تھا۔

"کیا کہا انکل نے" وہ تجسس سے پوچھ رہا تھا

"یار" عمر واپس اپنے انداز میں لوٹا

"کیا یار بتا نہ" وہ فکر مندی سے بولا

"بابا مان گئے ہے "اس نے گویا ارتضی کے سر پہ بم پھوڑا تھا۔

"سچ "اسے لگا عمر مذاق کر رہا ہے

"ہاں تیری قسم " عمر نے اسے یقین دلاتے ہوئے کہا

"اچھا چل میں تجھ سے بعد میں بات کرتا ہوں میں ماما کو بتا دوں"۔ عمر کو وہ خوش لگ رہا تھا۔

"اوکے " وہ کہتے ہی کال رکھنے والا تھا جب ارتضی پھر سے بول اٹھا۔

"وہ یار ایک بات کہنی تھی"ارتضی کو عمر پہ اس وقت بہت پیار آیا تھا۔

"کیا"اس نے حیرت سے پوچھا

"وہ نہ آئی لو یو"ارتضی مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"ہاہاہاآئی لو یو ٹو چل بعد میں ہوتی ہے" وہ فون بند کرتا ہوا پلٹا تو پیچھے علینا بازوں چڑھائے چہرے پہ کڑے تیور لیے کھڑی تھی۔اسکے انداز سے عمر سمجھ گیا تھا کہ وہ ہمیشہ کی طرح آدھی بات سن چکی ہے۔

"ارتضی کا فون تھا"وہ فون اسکی طرف بڑھاتے ہوئے ارتضی پہ زور دیتا ہوا بولا تو علینا اس کے انداز پہ مسکرا دی۔تب ہی پاس بے بی کوٹ میں لیٹا زین رونے لگا تو دونوں اسکی طرف متوجہ ہوگئے۔

سب عورتیں تیار ہونے لگی تھی روشنی بیگم بھی تیار ہونے کے بعد اسکے کمرے میں داخل ہوئی

"نحل بیٹا اٹھ جاو بہت کم ٹائم رہ گیا ہے" وہ جو مزے سے سوئی بنی تھی وہ اسے وقت کا احساس دلاتے ہوئے بولی۔

"ج جی ممانی" وہ فورا اٹھ بیٹھی وہ واقعی ہی سو گئی تھی اور تقریبا تین گھنٹے بعد اٹھی تھی۔

"بیٹا تیار ہو جاو تم لیٹ ہو جاو گی"

"جی" وہ کہتے ہی بستر سے اتری واشروم کی جانب بڑھی اور روشنی بیگم کمرے سے باہر نکل گئی ابھی انہوں نے حسن کو تیار کرنا تھا جو ان کے ہاتھ ہی نہیں آ رہا تھا۔ فاطمہ وغیرہ کو لینے باسط پارلر گیا تھا جبکہ عالی اپنے کمرے میں تیار ہو رہا تھا اور ایان بھی صارم کے ساتھ سیلون سے تیار ہونے گیا تھا۔آخر آج اسکا نکاح تھا وہ دونوں تیاری مکمل ہوتے ہی گھر کے لیے نکل گئے۔ باسط جلدی تیار ہو گیا تھا کیونکہ اسے فاطمہ اور عاشی کو لینے بھی تو جانا تھا۔

لان کو پیلے گیندے اور سرخ گلاب کے پھولوں اور لائٹس سے سجایا گیا تھا سطح سے تھوڑا سا اونچا سٹیج تیار بنایا گیا تھا جہاں جھولا رکھا گیا تھا اس جھولے کو بھی لائٹس اور پھولوں سے ہی سجایا گیا تھا س کے آس پاس بھی کرسیاں رکھی گئی تھی میزوں پہ سرخ کورز تھے جن کے ساتھ گولڈن کورز والی کرسیاں رکھی گئی تھی اسی طرح سارا سیٹ آپ سرخ اور گولڈن تھیم لگ رہا تھا سٹیج کے سامنے بیٹھنے کے لیے کشنز رکھے گیے تھے۔ ایک طرف ڈی جے کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔

سکینہ سب کو لان میں آنے کا کہہ کر باہر لان میں پہنچ گئی تھی ایان کو لا کر جھولے پہ بیٹھا دیا گیا وہ نکاح کی مراحل طے کر رہا تھا۔

"ایان شاہ ولد ابان علی شاہ آپکو فاطمہ بنت اکمل حق مہر دو لاکھ روپے سکہ رائج الوقت اپنے نکاح میں قبول ہے "

"قبول ہے" (دل و جان سے) اس نے دانت نکالے

اس سے نکاح کے آخری بول سنتے ہی مولوی صاحب نے سب کو مبارک باد دی اور اسلم صاحب کے ہمراہ ڈرائینگ روم کی جانب چل دیئے جہاں فاطمہ کو بیٹھایا گیا تھا۔

"فاطمہ بنت اکمل نقوی آپکو ایان شاہ ولد ابان شاہ دو لاکھ روپے سکہ رائج الوقت اپنے نکاح میں قبول ہے "

" قبول ہے"

(جی ماموکے بیٹے کی جان) " لوفر انسان"

اسکی آواز کانوں میں گونج رہی تھی وہ دل ہی دل میں بڑبڑائی وہ آخری بار کہتے ہی مسکرائی تو عاشی نے اسے خود سے لگایا اکمل صاحب اسکے سر پہ پیار دیتے باہر کی جانب چل دیئے۔ فائیقہ بیگم نے بیٹی کو سینے سے لگایا اور نم آنکھوں سے مسکرائی۔

"چلو بچوں جلدی کرو ابا جان بلا رہے ہے" روشنی بیگم بولی تو سب لوگ باہر کی جانب چل دیے۔

"یار عاشی مجھے ڈر لگ رہا"عاشی اسکا گھونگھٹ سیٹ کر رہی تھی تو وہ بولی۔

"ڈر کس بات کا پگلی اب تو، تو افیشیلی فاطمہ ایان شاہ بن گئی ہے" وہ کہتے ہی مسکرائی تو فاطمہ نے اسکے بازو پہ چپت لگائی۔

"ہائے شرمایا جا رہا ہے اب اٹھ چلے"

"ہمممم" عاشی نحل اور دعا کہتے ہی اسکا لہنگا سنبھالتی باہر کی جانب چل دی۔

وہ پیچ اور گولڈن لہنگے میں ایان کو بلکل پری لگ رہی تھی جو اسے دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا باسط نے سامنے دیکھا تو بے ساختہ ہی مسکرایا

"دیکھا نا میں نے کہا تھا ایک دن تیرا بھی میرے والا ہی حال ہو گا اور دیکھ لے آج وہی ہو رہا ہے "اس نے دلوں جان سے قہقہ لگایا تھا۔

"چپ کر سالے" وہ بڑابڑایا اس کا تو دل پسلیوں میں ڈسکو کر رہا تھا۔

عالی جو ان کے پاس کھڑا تھا ان کو کھڑا دیکھتے ہی پلٹا تو نظریں واپس لوٹنے سے انکاری تھی وہ آج بھی بلا شبہ اتنی ہی خوبصورت تھی وہ یک ٹک اسے دیکھتا جا رہا تھا جبکہ نحل فاطمہ کا لہنگا سنبھالتی ان کی جانب بڑھ رہی تھی۔ سیاہ جوڑا جس پہ سلور امبروڈری کا کام ہوا تھا یعنی اسے آج بھی اسکی پسند یاد تھی خوشی سے دل لبریز ہو گیا تھا بال پہلے سے لمبے ہو گئے تھے وہی پیچ کی مانگ کے دونوں جانب بالوں کو ہلکا سا ٹویسٹ کیا گیا تھا ماتھے پہ چھوٹی بندیا جھوم رہی تھی کانوں میں بڑے عارضی جھمکے ہاتھوں میں کالی چوڑیاں کھنک رہی تھی چہرے پہ وہی ہلکا میک آپ کیے وہ سیدھی اس کے دل میں اتر رہی تھی صارم نے اسے یوں دیکھتے پایا تو گویا ہوا۔

"عالی بھائی بس کر جائے آپی کو غصہ آ جانا ہے "

"ہمممم" وہ مسکراتا ہوا سٹیج سے اتر کر ایک طرف ہو گیا فاطمہ کو ایان نے ہاتھ پکڑ کر سٹیج سے اوپر چڑھایا اور دونوں جھولے میں ایک دوسرے کے برابر بیٹھ گئے عالیہ بیگم نے اسے رنگ دی جو اسے نے مسکراتے ہوئے فاطمہ کے ہاتھ میں پہنا دی فائیقہ بیگم

نے بھی مردانہ انگھوٹی اس کی جانب بڑھائی فاطمہ ایان کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کر رہی تھی جو بار بار اسے واپس کھینچ لیتا تھا فاطمہ بظاہر تو مسکرا رہی تھی مگر اندر ہی اندر وہ اسے صلواتوں سے نواز رہی تھی۔ پھر سب نے باری باری ان کو مٹھائی کھلائی اور پک بنوائی نحل نے دعا کے ساتھ اور عالی نے صارم کے ساتھ بیٹھ کر مٹھائی کھلائی نحل اٹھ کر جانے لگی تو ایان نے اسے روکا

"آپی بیٹھے دو منٹ اور دعا تم عالی بھائی کو بلاو ان سے کہنا ایان بلا رہا ہے" وہ فورا عالی کی طرف لپکی جو دور کھڑے کسی گیسٹ کو ویلکم کر رہا تھا وہ بھی سٹیج پہ پہنچا تو ایان نے اپنے برابر کرسی پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا جس پہ عالی نے سر نفی میں ہلایا ایان نے اسے ہاتھ سے کھینچا تو وہ بیٹھ گیا نحل جانے کیلیے اٹھنے کو تھی جب فاطمہ نے اسکا ہاتھ تھام لیا وہ دونوں چپ چاپ بیٹھے تھے جب ایان نے سمائیل کی بانک لگائی اور دونوں چہروں پہ فیک سمائیل سجاتے تصویر بنوانے لگے۔

نحل اتر کر ایک طرف کھڑی اسے جاتا دیکھ رہی تھی جو سفید کڑھائی دار کرتے میں بے حد وجیہہ لگ رہا تھا اور ساتھ سفید ہی پاجامہ تھا بال جیل سے ایک طرف سیٹ کیے تھے ہاتھ میں گھڑی پہنے وہ چہرے پہ ازلی مسکان لیے ایک خوبصورت نوجوان لڑکی سے ہنس ہنس کے باتیں کر رہا تھا۔یقینا وہ اسکی خالہ کی بیٹی تھی جو لہک لہک کر اس سے باتیں کر رہی تھی۔ سب نے تصویریں بنوا لی تو کھانے کا سلسلہ چل پڑا۔

عالی بھی پلیٹ میں اپنا کھانا سجائے عاشی اور باسط کے ٹیبل پہ آ بیٹھا جہاں وہ سر جھکائے بیٹھی تھی یقنا اس کا کچھ کھانے کا ارادہ نہیں تھا وہ چپ چاپ بیٹھی تھی جب عاشی بولی

"آپی کچھ کھا کیوں نہیں رہی"

"نہیں میرا دل نہیں کر رہا تم کھاو"وہ بے دلی سے کہہ رہی تھی

"افھو آپی تھوڑا سا تو کھائے" عاشی نے ضد کی

"نہیں" وہ سر جھٹکتی وہاں سے اٹھ کر اندر کی جانب بڑھ گئی۔وہ بھی کھانا چھوڑے اٹھ گیا دل تو اسکا بھی نہیں کر رہا تھا لاؤنج خالی تھا۔وہ کچن کی جانب چل دیا وہ وہی تھی اسے چائے کی طلب ہو رہی تھی۔وہ اپنے لیے چائے بنانے آئی تھی۔وہ چپ چاپ کھڑی دودھ میں پتی ڈال رہی تھی جب عالی بھی برابر میں آ کھڑا ہوا۔نحل اسے دیکھ چکی تھی مگر چپ چاپ پھر سے کام کرنے لگی۔

"ایک کپ چائے مجھے بھی مل سکتی ہے" عالی نے مزے سے حکم جاری کیا تھا نحل نے اسے حیرت سے دیکھا عجیب بات ہے وہ اس سے ایسے فرمائش کر رہا تھا جیسے ان کے تعلقات نا جانے کتنے اچھے چل رہے تھے۔

"نہیں" وہ چائے میں چینی ڈالتی ہوئی بولی

"لیکن کیوں"وہ اسے تنگ کرنا چاہتا تھا مگر وہ تو جواب دینے سے قاصر تھی۔

"میرے پاس فضول ٹائم نہیں ہے" اسکے منہ میں جو آیا اس نے کہہ دیا

"لڑکی میں شوہر ہوں تمہارا حق رکھتا ہوں تم پہ باقی کام بعد میں ہو جائے گے" وہ اسے بازو سے پکڑے کہہ رہا تھا اس نے ایک دم سے عالی کو خود سے دور کیا۔

"اوہ اچھا کافی عرصے بعد یاد نہیں آیا آپ کو کے آپ میرے شوہر ہے" اس نے دل جلانے والے انداز میں کہا

"چلو دیر آئے درست آئے اب تم اس حقیقت سے منہ تو نہیں موڑ سکتی کے تم ابھی بھی میری بیوی ہو "

"کس حق سے کہہ رہے ہیں آپ مجھے اپنی بیوی "وہ دیھما مگر سخت لہجے میں چیخی

"جس حق سے ایک شوہر اپنی بیوی کو بیوی کہتا ہے"وہ مزے سے بولا

"اوہ اچھا وہ شوہر اپنی بیویوں پہ اعتبار بھی کرتے ہے"وہ غصے سے بھر چکی تھی

"ہاں تو میں بھی کرتا ہوں اسے میں ایسا کیا مختلف ہے"اس نے شانے اچکائے

"نہیں عالی شاہ آپ نے غلط فرمایا آپ ایک شکی اور سطحی سوچ رکھنے والے مرد ہے جن پہ خود تو سب جائز ہوتا ہے مگر بیوی اپنی مرضی سے سانس بھی نہیں لے سکتی"۔آنکھوں میں نمکین پانی تیرنے لگا تھا

"تو کیا تم مجھ سے آزادی چاہتی ہو " نحل اسکو جواب دیتے ہی کمر کر گئی تھی۔ عالی نے اسکی بات کا غلط مطلب نکالا تھا۔

"پتہ نہیں" وہ بنا پلٹیں بولی جبکہ اسکے الفاظ سے نحل کی روح تک کانپ گئی تھی۔

"کیا مطلب پتہ نہیں جواب دو ہاں یا نا" وہ اسے اپنی جانب موڑے پوچھ رہا تھا نحل کا چہرہ سپاٹ تھا جبکہ عالی کی آنکھوں میں سنجیدگی تھی

"میرے پاس فالتو وقت نہیں ہے اس فضول گوئی کا "وہ چائے کپوں میں انڈیل چکی تھی

"دو دن ہے ڈئیر تمہارے پاس فیصلہ کر لو اگر تمہارا فیصلہ نا ہوا تو میں چلا جاو گا اور وعدہ کرتا ہوں کبھی واپس نہیں آو گا" نحل غصے سے اپنا بازو چھڑواتی چائے کا کپ لیے باہر کی جانب بڑھ گئی وہ واپس لان میں آ گئی تھی جہاں ڈی جے گانے لگا چکا تھا عالی اس کے برابر آ کھڑا ہوا اور اس کے کان کے پاس جھکتے ہوئے بولا

"ویسے پیاری لگ رہی ہو آج "

وہ کہتے ہی چائے کو گھونٹ گھونٹ پینے لگا وہی ذائقہ ، کتنا مس کیا تھا اس نے اس چائے کو وہ عاشق تھا اسکے ہاتھ کی چائے کا۔

نحل نے غصے سے بھری آنکھوں سے اسے گھورا تو وہ دل جلانے والی مسکراہٹ سجائے سامنے متوجہ ہو گیا پیچھے چلتا گانا ان دونوں کی حالت بیان کر رہا تھا۔

"خیریت پوچھو"

"کبھی تو کیفیت پوچھو"

"تمہارے بن دیوانے کا"

" کیا حال ہے "

"دل میرا دیکھو"

"نہ میری حیثیت پوچھو "

"تیرے بن ایک دن جیسے "

"سو سال ہے"

"انجام ہے یہ میرا"

"ہونا تجھے ہے میرا "

"جتنی بھی ہو دوریاں"

"فلحال ہے

"یہ دوریاں فلحال ہے "

"تمہاری تصویر کے سہارے موسم کئی گزارے "

"وہ سبھی نہ سمجھو پر عشق کو ہمارے"

"نظروں کے سامنے میں آتا نہیں تمہارے"

"مگر رہتے ہو ہر پل منظر میں تم ہمارے "

"اگر عشق سے ہے ملا تو پھر درد سے کیا گلہ"

"اس درد میں زندگی خوشحال ہے "

"یہ دوریاں فلحال ہے "

اس نے ان الفاظ کو بلند آواز میں گنگنایا تھا جس سے پاس کھڑی نحل اس سے پیچھے ہٹ کر دور کھڑی عاشی کی جانب چل دی۔وہ بھی سر جھٹکے ایان کی جانب چل دیا۔ ساری لڑکیاں سیلفیاں لے رہی تھی جب صارم نے قوالی لگوا لی اور سارے سٹیج پہ چڑھ گئے ایان کے ننھیال اور ددھیال کے کزنز دھمال ڈال رہے تھے۔ ایان بھی ان کے ہمراہ ناچ رہا تھا۔ اسکی تو خوشی کی انتہا ہی نہیں تھی وہ کہیں سے بھی دلہا نہیں لگ رہا تھا ایک ایک کو پکڑ کر دھمال ڈلوا رہا تھا۔ رات کے دو بجے فنکشن ختم ہوا تھا جب ایان مشکل سے اپنے کمرے میں گیا تھا۔وہ تو چاہ رہا تھا ساری رات ہی اسکی خوشی میں ناچا جائے مگر پھر اسلم صاحب کے کہنے پہ بیرے سب کچھ سمیٹنے لگے۔ نحل سب کے ہمراہ کمرے میں آ گئی مگر وہ ابھی تک عالی کی باتوں میں کہیں کھوئی تھی تب ہی اسے اپنے موبائیل پہ میسج ریسیو ہوا تھا۔

"میں منتظر رہوں گا تمہاری منتخب کردہ سزا کا "وہ میسج کرتے ہی بستر پہ ڈھے گیا جانتا تھا جواب ملنے والا نہیں ہے۔ نحل بھی فون آف کرتی لیٹ گئی۔

عمر نے اپنے بابا کو منا لیا تھا اب بس کل وہ لوگ مشال کی طرف جانے والے تھے وہ خوش تھا۔فضہ صاحبہ تو آج ہی جانے کو تیار تھی مگر پھر شام ہونے کی وجہ سے کل کا فیصلہ کیا تھا۔ ان کی خوشی دیکھنے لائق تھی آخر وہ رب کے فیصلوں کو دل سے قبول

کر چکا تھا اور رب کے فیصلوں میں انسان نہ ہی دخل کرے تو اچھا ہوتا ہے ورنہ محض زندگیاں برباد ہوتی ہے۔ وہ اپنے رب کی سچے دل سے شکر گزار تھیں۔

فاطمہ ساری لڑکیوں سمیت واپس کمرے میں لوٹ آئی تھی۔

"میں کیسی لگ رہی تھی ؟ تم نے میری ایک دفع بھی تعریف نہیں کی لوفر آدمی" فاطمہ نے اسے میسج کیا

"اممممم بلکل ایک دم بھوتنی" اس نے مسکراتے ہوے میسج کیا فاطمہ کا تو منہ کھلا کا کھلا ہی رہ گیا بھلا کوئی چند گھنٹے پہلے کی اپنی دلہن کو بھوتنی کہتا ہے۔مگر وہ ایان تھا اس سے کچھ بھی گمان کیا جا سکتا تھا۔

"اچھا تو یہ بات ہے تم بھی بلکل لنگور لگ رہے تھے پیسے ضائع ہی کیے ہے سیلون والوں کو دے کر" اسکا میسج پڑھتے ہی ایان زوروں سے ہنس دیا جس پہ سب نے اسے گھورا وہ سب لوگ اکھٹے ایان کے کمرے میں بیٹھے ہوئے مووی دیکھ رہے تھے۔

"اچھا سوری یار مذاق کر رہا تھا بلکل شہزادی لگ رہی تھی میرے دل کی" اس نے دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے میسج کیا۔

"ہنہہ شوخا" اس نے ناک سکوڑا

"بیگم جی معاف کردے" ایک اور میسج آیا تھا وہ میسج پڑھتے ہی سرخ ہوئی تھی۔

"اوکے شوہر جی" اس نے بھی اسی انداز میں میسج کیا تو وہ مسکرا دیا۔

"ہائے تجھ پہ قربان میری جان" وہ میسج ٹائپ کرتے ہوئے پھر سے بولا تھا جس پہ صارم نے کشن اسکے سر پہ دے مارا

"اوئے کمینے آرام کر ایک دن کے دلہے کو مار رہا ہے "اس نے کشن واپس اسکی جانب پھینکا جو بیچارے باسط کے سر پہ جا لگا

"ابے اے جیجے آرام سے رہ ورنہ بہت پٹے گا" باسط تنگ کے بولا اسکے جیجے کہنے پہ صارم اور ایان کا قہقہ مزید بلند ہوا۔

"ہاں تو جیجا ہی ہے میرا " باسط نے کندھے اچکائے۔

عالی بستر پہ لیٹا نحل کی آج کی تصویر دیکھ رہا تھا اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اس کے لیے جو فیصلہ کرے گی وہ اسے منظور ہو گا اور وہ وہی کرے گا جو وہ چاہے گی جیسے چاہے گی۔

نحل گومگوں کیفیت میں دل اور دماغ کی جنگ لڑ رہی تھی آخر وہ کیسے اسے خود سے کی گئی اتنی بڑی زیادتی پہ آسانی سے معاف کر سکتی تھی۔ وہ سوچوں میں الجھی ہوئی تھی جب عاشی اس کے برابر میں آ بیٹھی۔

"آپی آپ سے ایک بات پوچھوں "

" ہممممم کہو "

"آپ نے اپنے اور ان کے بارے میں کیا فیصلہ کیا ہے "

"مجھے نہیں پتہ عاشی مجھے کچھ بھی نہیں پتہ میں نہیں جانتی کہ میں نے اسے معاف کرنا ہے یا نہیں مجھ سے فیصلہ نہیں ہو رہا"

"آپکی فیصلہ کرتے وقت اپنے دل کی سنئیے گا یہ نہ ہو آپ کا وقتی فیصلہ آپ کو بعد میں پچھتانے پہ مجبور کر دے آپ کے ساتھ دو خاندان بھی جڑے ہے"۔ وہ کہتے ہی اٹھ کر باہر کی جانب چل دی جبکہ نحل اسکی بات کو سوچنے لگی وہ صیح کہہ رہی تھی ایک غلط فیصلہ اسے زندگی بھر پچھتاوے کی بھینٹ چڑھا سکتا تھا۔وہ پھر سے سر بیڈ کی پشت سے ٹکا گئی۔

رات کے دوسرے پہر اس نے اپنا فون آن کیا تھا واٹس آیپ اوپن کرنے پہ اسے عالی کے نمبر سے دو میسج ریسیو ہوئے تھے جس میں سے ایک تو اسکی اپنی تصویر تھی اور دوسرا میسج :

"تم نے جان بوجھ کے یہ رنگ پہنا تھا نہ کیوں کہ تم واقف ہو کہ میں اس رنگ کا عاشق ہوں"

اس نے میسج پڑھتے سر نفی میں جھٹکا اسے کیا پتا تھا کہ وہ بھی آئے گا اور ہاں اس کی وجہ سے ہی تو خریدا تھا یہ جوڑا ، اسے خریدنے کی اصل وجہ وہی تھا مگر پھر وہ اس تصویر کو کھولے دیکھ رہی تھی جس میں وہ کھڑی بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑیس رہی تھی تصویر حقیقت سے بھی زیادہ خوبصورتی سے کھینچی گئی تھی وہ مسکرائی

وہ واقعی خوبصورت لگ رہی تھی یا وہ خود کو اس کی نظر سے دیکھ رہی تھی۔اس نے موبائل کی گیلری سے اسکی تصویر کھولی جو اسے ایان نے بیجھی تھیں کچھ دیر پہلے۔

وہ اسکا محرم تھا وہ اس پہ حق رکھتی تھی وہ

آج پہلی بار یوں کسی مرد کی تصویر کھولے بیٹھی تھی سفید سوٹ میں وہ خاصا وجیہہ لگ رہا تھا وہی ازلی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں کا خاصا تھی وہ مسکرا رہا تھا کتنی دلکش مسکراہٹ تھی اسکی بڑھے ہوئے بال اور شیو میں وہ سیدھا اس کے دل میں اتر رہا تھا۔پہلی بار وہ کسی مرد کو دیکھ کم گھور زیادہ رہی تھی۔بے ساختہ ہی اسکے منہ سے یہ الفاظ نکلے تھے "جن" وہ اپنی اس حرکت پہ نم آنکھوں سے مبہم سا مسکرائی۔وہ کب اس سے دور رہنا چاہتی تھی یہ تو حالات نے اسے اس دوراہرے پہ لا کھڑا کیا تھا وقت اس سے فیصلہ مانگ رہا تھا اور وہ خود بھی۔ اس نے کتنی آسانی سے اس سے ہاں یا ناں کا پوچھا تھا۔یہ تو بس وہ خانتی تھی کہ اسکا دل اور دماغ ایک جنگ میں مبتلا تھا وہ اسے کھونا بھی نہیں چاہتی تھی اور ایک طرف دوبارہ اعتبار کرنا بھی کسی آزمائش سے کم نہ تھا دل کہتا تھا کہ وہ اعتبار کے قابل ہے تو دماغ اسی وقت اس بات کی نفی کر دیتا اسی کشمکش میں رات کٹ گئی۔

اتوار کا دن تھا ارتضی صبح کی نماز کے بعد جوگنگ کرنے گیا تھا آج عمر اسے لینے نہیں آیا تھا وہ دنوں پارک میں ہی ملے تھے دونوں مل کر واک کر رہے تھے جب ارتضی نے اسے پکارا۔

"ایک بات پوچھوں "ارتضی پریشان لگ رہا تھا

"ہاں تو کب سے اجازت مانگنے لگا" عمر کو حیرت ہوئی

"یار مشی مجھ سے شادی کے لیے مان جائے گی "اس کے لہجے میں خوف تھا کہ وہ کہیں انکار ہی نا کر دیں

"پتہ نہیں مجھے نہیں لگتا وہ مانے گی"

"کیا مطلب" اس نے وہی رکتے ہوئے حتت سے کہا تو عمر بھی اسکی جانب پلٹا جبکہ دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا اسکی حالت پہ

"وہ میری چھوٹی بہن ہے اب میں اسے فورس تو نہیں کر سکتا نا وہ جو فیصلہ کرے گی سب کو وہی قبول کرنا ہو گا"

ارتضی کا دل بیٹھنے کو تھا اگر وہ انکار کر دے گی تو میرا کیا ہو گا اس نے دل ہی دل میں سوچا مگر اب ایک وہی تھی جس کا ساتھ اسے گورا تھا اس کے بغیر وہ کسی کا ساتھ نہیں چاہتا تھا۔

"چل رک کیوں گیا" وہ اسے بازو سے کھینچتا ہوا لے گیا۔اس کا منہ دیکھ کر عمر نے مشکل سے اپنی ہنسی کنٹرول کی تھی۔ جبکہ ارتضی کو مزید فکر ہونے لگی تھی وہ دونوں پھر سے جوگنگ کرنے لگے تھے۔

مشال آج صبح صبح اٹھ گئی تھی یہ اسکی زندگی کا پہلا سنڈے تھا جب وہ نماز پڑھنے کے بعد سو نہیں پائی تھی۔ اسے نیند ہی نہیں آ رہی تھی وہ لان میں بیٹھی سونگز سن رہی

تھی جب عمر گھر میں داخل ہوا۔اس کو یوں لان میں بیٹھا دیکھ کے وہ حیران ہوتا اسی کی جانب چلا آیا

"ہیلو مشی میں کہیں خواب تو نہیں دیکھ رہا"

"کیا مطلب بھیا" وہ حیرانی سے گویا ہوئی تو عمر مسکرا دیا

"مطلب کے آج محترمہ اتنی جلدی کیسے اٹھ گئی وہ بھی سنڈے کو"

"جی بس نیند ہی نہیں آ رہی تھی تو سوچا جاگا جائے" اس نے کندھے اچکاتی تو عمر مسکرایا

" ہمممم کیسے آئے گی نیند جناب کو " وہ مسکراتا اندر چلا گیا وہ ان دونوں کی حالت کے خوب مزا لے رہا تھا جو اپنی اپنی حالت سے یکسر ناواقف تھے۔وہ بھی مبہم سا مسکرائی حالانکہ عمر کی بات کی تو اسے سمجھ بلکل بھی نہیں آئی تھی اور پھر سے گانا انجوائے کرنے لگی۔

دل کھو گیا

ہو گیا کسی کا

اب راستہ

مل گیا

خوشی کا

آنکھوں میں

ہے خواب سا

کسی کا

اب راستہ مل گیا

خوشی کا

رشتہ نیا ہے

دل چھو رہا ہے

کھینچے مجھے کوئی ڈور

تیری اور

تیری اور

ہائے ربا وہ سننے کے ساتھ ساتھ گنگنا بھی رہی تھی۔

ارتضی نے آتے ہی ناشتے کی میز پہ بیٹھتے ہوئے عدنان صاحب کو فضہ بیگم کو سلام کیا تو وہ دونوں مسکراتے ہوئے جواب دینے کے بعد ناشتے کی طرف متوجہ ہوگئے تھے جب اس نے عدنان صاحب کو پکارا۔

"بابا"

"ہاں ارتضی"

"وہ آپ کو یاد ہے نہ آج ہم لوگوں کو روبینہ خالہ کی طرف جانا ہے" اس نے معصومیت سے کہا

"ہمممم بہت اچھے سے یاد ہے بھلا یہ بھی کوئی بھولنے کی بات ہے "

"گڈ "وہ مسکرایا

"اچھا ماما آپ لوگ تیار ہو جائیے گا جلدی پھر ہم تین بجے تک نکل جائے گے"

"ہاں ہاں کیوں نہیں" وہ مسکرائی

"بہت جلدی ہے میرے لاڈلے کو"عدنان صاحب اس کے حالت کو دیکھتے ہوئے بولے۔

"جی بابا میں اب مزید کسی کو کھونے کی طاقت نہیں رکھتا "وہ تذبذب سے بولا تو عدنان صاحب مسکرائے

"ہاں مجھے تمہارا فیصلہ اچھا لگا"وہ اسکی خوشی میں خوش تھے وہ بھی اس کو ہستا بستا دیکھنا چاہتے تھے۔

"شاباش" وہ اس کے سر پہ پیار دیتے ہوئے بولے تو وہ مبہم سا مسکرا دیا۔ناشتہ پرسکون ماحول میں کیا گیا تھا۔

شاہ ہاوس میں سب لوگ مسکرا رہے تھے فاطمہ ایان باسط عاشی ہر فرد خوش تھا۔سب لوگ بڑے ڈائننگ ٹیبل پر براجمان ناشتے کا انتظار کر رہے تھے نحل کچن میں روشنی

بیگم اور سکینہ کی ہیلپ کر رہی تھی عالیہ صبین اور فائقہ بیگم بیٹھی نکاح کے فنکشن کی باتیں کر رہی تھی ابان ، اکمل اسلم سمیت سارے مرد اپنی ہی باتوں میں مگن تھے۔

ناشتے کرنے کے بعد چائے کا دور دورا چلا تو نحل لان کی جانب چلی آئی عالی کی نظریں اسی کو پورے ہال میں ڈھونڈ رہی تھی مگر وہ لان میں کھڑی سیاہ پھولوں کو تک رہی تھی کتنے گہرے تھے وہ کالے گلاب لوگوں کو سرخ گلاب پسند تھے مگر اسے یہ زیادہ جازب نظر لگے تھے

مجھ سے نہ مل سکے گا کسی کا مزاج بھی

مجھے تو گلاب بھی کالے پسند ہے

وہ اسے یوں سوچ میں ڈوبا دیکھ اسکی جانب بڑھا۔

"اسلام علیکم جانِ من" اس نے جان بوجھ کے اسے اس انداز میں بلایا تھا۔

"وعلیکم سلام"وہ مختصر جواب دیتے پھر سے پھول کو دیکھنے لگی۔

"کیسی ہو " کیسا سوال تھا وہ حیران ہوئی

"ٹھیک ہوں نظر نہیں آ رہا"وہ بے زاری سے بولی

"نہیں دراصل میں اندھا ہو گیا ہوں " اس نے اسکی بات پہ آنکھیں گھومائی وہ جانتا تھا وہ وجہ نہیں پوچھے گی اسی لیے خود ہی بولا

"جب سے تمہیں دیکھا ہے میں اندھا ہی تو ہو گیا ہوں اور میرا حال تو پوچھو ہی مت" وہ سر گھماتے ہوئے بولا تھا

"مجھے کوئی دلچسپی بھی نہیں ہے آپکے حال میں" نحل نے چڑتے ہوئے کہا۔

"ویسے کیا سوچا ہے پھر تم نے" اس نے نظریں سامنے مرکوز کرتے ہوئے پوچھا

" کچھ نہیں" وہ لاپرواہی سے بولی

"کیوں نہیں، اتنا بھی کوئی مشکل کام نہیں نحل"وہ اس کی بے زاری کو بانپتے ہوئے بولا تھا اسے لگ رہا تھا وہ اس سے تنگ آ گئی ہے۔جبکہ عالی کی بات پہ نحل مزید بگڑی

"ہاں آپ کے لیے تو ایسے کام نہایت آسان ہو گے نہ ایک چھوڑی ، دوسری کے پیچھے دوسری چھوڑی تیسری کے پیچھے مگر میں آپ جیسی نہیں ہوں"وہ تڑخ کے بولی مگر کچھ زیادہ ہی بول گئی تھی۔اس بات کا احساس نحل کو اسکی غصے سے بھری آنکھوں میں دیکھ کر ہوا تھا جو آج بھی اتنی ہی گہری تھی

"نحل مجھے عام مرد و جیسا سمجھنے کی غلطی مت کرنا میں نے ہمیشہ صرف ایک کو چاہا ہے اور ہمیشہ اسی کو چاہتا رہوں گا" وہ ہر لفظ چبا چبا کر بولا تھا لاکھ کوشش کے بعد بھی اسکا لہجہ انتہائی سخت ہو گیا تھا۔

"بس کر دے عالی سب جانتے ہیں آپ کیسے ہیں"وہ بھی اسی کے انداز میں بولی

"افسوس اس بات کا ہے کے وہ نہیں جانتی جسے جاننا چاہیے" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا ہوا کہہ رہا تھا۔جس پہ نحل نے نخوت سے آنکھیں گھومائی۔

"مزید ایک دن ہے تمہارے پاس جلدی فیصلہ کر لو تاکہ میں جانے والا بنوں" وہ کہتے ہی غصے سے وہاں سے چلا گیا۔

جبکہ نحل کا اسکی بات سے دل دکھا تھا یعنی وہ واپس جانا چاہتا تھا اسے اس سے کوئی غرض نہیں تھی وہ ہر بات کو بھلا کر محض یہی سوچ کے رہ گئی۔عالی بھی گھر سے باہر نکل گیا تھا آج شام میں وہ لوگ واپس رضوی ہاوس جانے والے تھے وہ اپنی سوچوں کو جھٹکتی لاؤنج کی طرف چل دی۔

عشق میں کفایت نہیں ہوتی

کہتے ہیں

عشق میں کوئی رعایت نہیں ہوتی

ایان اور فاطمہ ابھی اپنے تیسرے سمسٹر میں تھے انکی پڑھائی مکمل ہونے کے بعد شادی کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ جس میں ایان اور فاطمہ دنوں کی رضامندی شامل تھی۔

شام کے سائے ڈھلنے کو تھے۔عابد صاحب کے لاؤنج میں بیٹھے سب بڑے باتیں کر رہے تھے مشال ان سب سے مل کر اپنے کمرے میں بیٹھی بچوں کے پیپر چیک کر رہی تھی۔ جبکہ ارتضی اور عمر باہر لان میں بیٹھے انکے فیصلے کا انتظار کر رہے تھے۔

"بھائی صاحب آپ ہمارے آنے کا مقصد تو جانتے ہی ہے بس اب ہمیں مایوس نہ کیجیے گا جلد از جلد مشال کو میری بیٹی بنا دے ویسے بھی اب مجھے اسکی عادت ہو گئی ہے میں اس گھر میں اسکے بغیر نہیں رہ سکتی"فضہ صاحبہ نے دل کی بات بتائی۔

"جی بھابی مجھے اس رشتے سے کوئی اعتراض نہیں ہے مگر مجھے ایک بار مشال سے پوچھنے کا موقع دے "

"جی ضرور"۔ وہ خوشی سے کہنے لگی۔

"ہم آپکو کل تک جواب دے گے" عابد صاحب نے ان سے مہلت مانگی۔

"جی ضرور مگر یاد رکھئے گا جواب ہاں ہی ہونا چاہیے" عدنان صاحب کہتے ہی مسکرائے تو سب ہنس دیئے۔

علینا لان کی جانب چلی آئی تھی اور ان کے برابر آ بیٹھی

" کیا ہوا بھابی مان گئے انکل "

" اممممم میرا خیال ہے " وہ سوچنے کی اداکاری کرتے ہوئے بولی اسے ارتضی کی حالت دیکھ کر مزہ آ رہا تھا

" بھابی جلدی بتائیں میرا دل دھڑکنا بند ہو جائے گا" وہ دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔

وہ کھلکھلائی۔

" جی مان گئے ہے مگر ابھی مشال سے پوچھا جائے گا"۔

"چلو" وہ مزید مایوس ہوا۔ دونوں نے اسکی حالت پہ زوردار قہقہ لگایا۔وہ کڑھتا ہوا کرسی سے ٹیک لگائے بیٹھ گیا۔

عالی شام میں گھر لوٹا تو سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں تھے گھر میں خاموشی تھی سارے بچے صبین بیگم کے گھر جا چکے تھے اور اسلم صاحب اس وقت سڈی میں ہوتے تھے۔وہ اسی جانب چل دیا۔وہ جو بیٹھے کوئی کتاب پڑھ رہے تھے۔ اسکو دیکھتے ہی چہرے کے تاثرات بدل گئے۔

"دادو" وہ ان کی جانب بڑھتا ہوا بولا

"کیوں آئے ہو یہاں"وہ سختی سے بولے

"دادو مجھے معاف کردے میں غلط تھا میں جانتا ہوں"۔

"اور تم نے اس بات کو تسلیم کرنے میں اتنا عرصہ گزار دیا" لہجہ ابھی بھی سخت تھا۔

"نہیں دادو میں اس سے عشق کرتا ہوں میرا دل کبھی بھی اس بات کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھا کہ وہ ایسا کر سکتی ہے وہ تو بس وقتی غصہ تھا جس میں میں نے اتنا بڑا قدم اٹھا لیا مگر میں ایک پل بھی اس کے بغیر سکون سے نہیں رہ پایا"۔وہ انکی گھٹنوں پہ سر رکھے انہیں اپنے دل کا حال سنا رہا تھا اسلم صاحب کو تکلیف ہو رہی تھی مگر وہ کچھ نہیں بولے

"آپ کی ناراضگی کی وجہ سے میں چاہ کر بھی واپس نہیں آپایا مجھ سے آپ کی یہ بے عتنائی نہیں دیکھی جا رہی تھی دادو"وہ سچائی سے بولا تھا

"اور اسکا کیا جس نے تیری وجہ سے مسکرانا بھی چھوڑ دیا" وہ اس سے شکایت کر رہے تھے۔وہ اس سے بس نحل کی وجہ سے خفا تھے ورنہ وہ تو اس سے بھی بہت پیار کرتے تھے۔

"آپ مان جائے بس اسے میں خود ہی منا لوں گا"وہ سر جھکائے درخواست کر رہا تھا

۔

" ہممممم مگر ایک بات یاد رکھنا اگر اس نے تمہیں معاف نہ کیا تو مجھ سے بھی امید مت رکھنا" وہ بس یہی کہہ پائے تھے وہ ابھی بھی نحل کو فوقیت دے رہے تھے کیا انہیں نحل اتنی پیاری تھی۔ اس نے دل ہی دل میں سوچا۔

"دادو ایک بات پوچھوں"

"ہاں کہو"

"کیاآپ نحل کو مجھ سے زیادہ چاہتے ہیں "کیسا سوال تھا۔اسلم صاحب اسکے بچگانہ سوال پہ مسکرائے۔

"نہیں میں دنوں کو ایک جتنا چاہتا ہوں مگر میں غلط کا ساتھ نہیں دینا چاہتا اور میں پہلے دن سے جانتا تھا کہ تم غلطی پہ ہو" ان کی بات پہ اس نے سر اٹھا کر سامنے بیٹھے اسلم صاحب کی جانب دیکھا جو اب آرام دہ چہرہ لیے اسی کو دیکھ رہے تھے

"دادو تو آپ نے مجھ سے کہا کیوں نہیں مارتے مجھے گھسیٹ کے لے جاتے وہاں اور پھینک دیتے اسکے قدموں میں

اگر ایک لفظ بھی کہتا تو بھلے جان لے لیتے" وہ مسلسل آنکھوں میں آنسو لیے بولا۔

"کچھ چیزیں وقت سے سیکھنی ہوتی ہے عالی اگر تم اتنی سی سزا نہ کاٹتے تو تم دوبارہ ایسی غلطی ضرور دہراتے مگر یہ جو عرصہ تم نے اسکی جدائی میں گزارا ہے یہ تمہیں آنے والی زندگی میں ہمیشہ یاد دلائے گا کے جدائی کی تکلیف جان دینے سے زیادہ تکلیف دہ ہے"۔وہ آرام سے اس کے سر میں ہاتھ چلاتے ہوئے بولے تو وہ پھر سے سر جھکائے ان کی گود میں سر رکھے بیٹھا رہا۔ وہ سچ ہی کہہ رہے تھے۔ جدائی کسی عذاب سے کم نہیں ہوتی۔جس سے محض جھیلنے والا واقف ہوتا ہے۔

اتنے میں ابان صاحب سڈی میں داخل ہوئے حیرت کا جھٹکا لگا مگر پھر خاموشی سے انکی جانب بڑھے

"بابا" وہ گویا ہوئے تو دونوں نے ان کی جانب دیکھا جو یکسر حیرت میں ڈوبے تھے

"ہاں کہو"

"وہ یہ فائل دیکھیے گا اس پہ آپ کے دستخط چاہیے "حیرت کے مارے الفاظ مشکل سے ادا ہوئے تھے۔

"ہممم"وہ دستخط کرنے لگے تھے ۔

"ویسے مجھے کوئی بتائے گا یہاں کیا ہو رہا ہے" انکے دل کی بات انکی زبان پہ آ ہی گئی تھی وہ دونوں مسکرائے

"کچھ نہیں بابا دادو سے معافی مانگنے آیا تھا "اس نے اپنے باپ کی جانب دیکھا جو بیچارے صورتحال سمجھنے سے قاصر تھے۔

'اوہ اچھا تو یہ بات ہے "

"جی" وہ سر جھکائے بولا

"بابا اب دادو تو مان ہی گئے ہے آپ بھی ناراضگی ختم کر دے نہ" وہ التجائیہ انداز میں بولا تو ابان صاحب مسکرائے۔

"میں تم سے ناراض نہیں ہوں بس تم جلد از جلد میری بچی کو منا کے یہاں لے آو"۔وہ اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔

"اففف بیٹے کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہے آپ سب کی نظر میں"وہ جھنجلایا ۔

" ہمممم صیح کہا" وہ مسکراتے ہوئے بولے۔

"حد ہے یار "وہ منہ بناتا ہوا باہر کی جانب چل دیا۔ وہ دونوں اس کی اس حرکت پہ مسکرا دیئے۔

رضوی ہاوس میں چہل پہل تھی وہ سب ایان سے نکاح کی ٹریٹ مانگ رہے تھے اور پھر ان سب کی ضد پہ وہ اور باسط انہیں پیزا ہٹ لے گئے تھے جہاں وہ سب بیٹھے پیزے

کا انتظار کر رہے تھے نحل کو بھی وہ زبردستی اپنے ساتھ لے آئے تھے وہ بیٹھی ابھی بھی اسکی باتوں کو سوچ رہی تھی جو اسے ایک دن کا فیصلہ کرنے کا کہہ کر چلا گیا تھا۔

"جانِ من" وہ پھر سے اسے میسج کرنے لگا تھا اس نے اپنی سوچ کو جھٹکتے فون کو دیکھا جہاں اس کا میسج جگمگا رہا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے میں تو بور ہو رہا ہوں سب کو اپنے ساتھ لے گئی ہو" وہ مسکراتا ہوا ٹائیپ کر رہا تھا۔

"میں نہیں آئی یہ لوگ لائے ہے مجھے "اس نے غصے سے میسج کیا۔ایٹ لیسٹ میسج کا جواب وہ دے چکی تھی بھلے غصے میں ہی صیح وہ جو مسلسل سکرین کو دیکھ رہا تھا اسکا میسج دیکھ کے فورا صوفے پہ سیدھا ہو کے بیٹھا۔

"بہت چالاک ہو تم میرے سارے گھر والوں کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے کسی کو میری پرواہ ہی نہیں ہے اور دیکھو سب تمہارے ساتھ انجوائے کر رہے ہے" وہ بیچارگی سے بولا وہ جانتا تھا ایان ان سب کو ٹریٹ دے رہا ہے۔

"ہننہ آئے بڑھے" وہ بڑبڑائی

"یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے میری وجہ سے نہیں" اس نے میسج ٹائپ کیا اور فون غصے سے ایک طرف رکھ دیا اسے عالی پہ مزید غصہ آیا تھا۔

"اوہ "اس نے منہ آو کی شکل میں کھولا ہوا ایموجی سینڈ کیا۔مگر مزید کوئی جواب نہ پاکر لیپ ٹاپ پہ موی لگا کے بیٹھ گیا کیونکہ وہ واقعی بور ہو رہا تھا۔

ارتضی نے گھر آتے ہی مشال کو کال کی جو نا جانے کب سے کمرے میں بیٹھی ان پیپرز سے دماغ کھپا رہی تھی اچانک ارتضی کی کال دیکھ کر اس کے ہاتھ پاوں پھولنے لگے تھے وہ حیران ہوئی کے آخر انہیں آج کیا ہو گیا ہے جو یہ مجھے کال کر رہے ہے کہیں وہ خواب تو نہیں دیکھ رہی شام کے آٹھ بج چکے تھے۔پھر سنبھلتے ہوئے اس نے کال اٹھائی۔

"اسلام علیکم مشال"واہ جی واہ اتنی عزت اس نے دل ہی دل میں سوچا۔

"ج جی" وہ ممنمنائی

"تم نے جواب دے دیا انکل کو"اس نے بے چینی سے پوچھا۔

" ہین کیسا جواب "وہ حیرانگی سے بولی۔

"چلو گئی بھینس پانی میں" اس نے اپنا سر پیٹا

"بے وقوف لڑکی میرے بارے میں" اس نے تنگ آتے ہوئے کہا

"کیوں وہ آپکے بارے میں مجھ سے کیوں پوچھے گے "مشال کو اس پہ حیرانی ہوئی تھی۔

" کیا مطلب تمہیں نہیں پتا ہم لوگ کیوں آئے تھے"وہ اس سے حیرانی سے پوچھ رہا تھا

"نہیں" اس نے صاف گوئی سے جواب دیا

"اے میرے اللہ" اس نے غصے سے موبائل کو دیکھا دل چاہ رہا تھا موبائل اٹھا کے سامنے دیوار میں دے مارے

"کچھ نہیں" وہ کہتے ہی فون کاٹ دیا جب کے مشال کو حیرت ہوئی کہ آخر انہیں آج کیا ہو گیا اور بابا کیوں پوچھے گے "پاگل آدمی "وہ کہتے ہی پھر سر جھٹک کے اپنا کام کرنے لگی۔ ارتضی کو خود پہ بے تحاشہ غصہ آیا تھا۔ جو بے چینی میں اسے ہی کال کر بیٹھا تھا جسے ان کے آنے کی وجہ بھی نہیں پتا تھی۔مشال شام کی نماز ادا کرتی جائے نماز سمیٹ رہی تھی جب روبینہ بیگم اسکے کمرے میں داخل ہوئی۔

"اوہ تو میری بیٹی نماز پڑھ رہی تھی"وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"جی ماما بہت سکون ملتا ہے نماز میں "اس نے نماز ایک طرف رکھتے ہوئے جواب دیا

"بلکل اللہ کے ذکر میں ہی دلوں کا سکون ہے "وہ اسے پیار سے سمجھانے لگی تھی۔

"آج فضہ تمہارے لیے ارتضی کا رشتہ لینے آئی تھی مشال "انھوں نے فضہ بیگم کے آنے کا مقصد بتایا۔

""کیا مطلب ماما "اسے اپنے کانوں پہ یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔

"مطلب یہ کہ وہ چاہتی ہے تمہارا اور ارتضی کا جلد از جلد نکاح ہو جائے "انکی بات سنتے ہی مشال کو حیرت کا جھٹکا لگا تھا مگر ایسا کیسے ہو سکتا تھا تو اسی لیے ارتضی اس سے فون پہ پوچھ رہا تھا۔اسکی سوچوں کا ارتکاز روبینہ بیگم نے توڑا۔

"تم بتاؤ تم کیا چاہتی ہو تمہارے بابا اور مجھے تو کوئی اعتراض نہیں"

"ہم نے ان سے ایک دن کا وقت مانگا ہے تاکہ تم سوچ سمجھ کے فیصلہ کر لو"۔وہ پیار سے کہہ رہی تھی مثال تو بے یقینی سے انہیں دیکھنے لگی جو مسکرا رہی تھی اسے تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا وہ ابھی بھی کمرے میں بیٹھی یہ سوچ رہی تھی کہ کیا واقعی یوں بھی دل میں پوشیدہ خواہشات پوری ہوجاتی ہے اس نے روبینہ بیگم کو کوئی جواب نہیں دیا تھا پر وہ اسکے چہرے سے سمجھ گئی تھی کہ وہ خوش ہے مگر وہ کتنی خوش ہے اس بات کا اندازہ وہ بھی نہیں کر سکی تھی۔

سب لوگ پیزا کھانے کے بعد ہمیشہ کی طرح اپنی پسندیدہ جگہ پہ آئس کریم کھانے چلے آئے تھے وہ سب ہمیشہ کی طرح اپنی کھانے کے بعد ایک دوسرے سے چھین رہے تھے جب صارم نے فاطمہ کی آئس کریم چھینی تو فاطمہ کا رونے والا منہ دیکھ کر ایان کو اس پہ بے تحاشہ پیار آیا تھا وہ اسے اپنی آئس کریم پیش کرنے لگا جس پہ فاطمہ نے اسے حیرت سے دیکھا جو کبھی کسی کو اپنا بخار نہ دے وہ اسے پورا آئس کریم کا کپ دے رہا تھا۔

"سیریوسلئ" اس نے آنکھوں میں حیرت سموئے پوچھا

"ہاں اب اتنا تو کر ہی سکتا ہوں تمہارے لیے"وہ مزے سے مسکراتا ہوا بولا۔

"اوہ اچھا حیرت ہوئی سن کے "اس نے پوری آنکھیں حیرت سے کھولی تو ایان نے اسکا گال کھینچا جس پہ اس نے ناک سکوڑا اس کا ہاتھ جھٹکا۔

"لوفر آدمی"

"اوئے کتنی بار کہا ہے مجھے لوفر مت کہا کرو"اس نے سخت تیوروں سے کہا

"اچھا سوری لوف" وہ ایک بار پھر اسے کہنے والی تھی مگر یاد آنے پہ ایان نے اسے وہی ٹوکا

"پھر "وہ آنکھیں دکھاتا بولا

"اچھا نہیں سوری" وہ دانت نکالتی آئس کریم کھانے لگی۔

نحل بھی اپنی جگہ پہ کھڑی اس دشمن جاں کو یاد کر رہی تھی جو اسے اکیلا کر گیا تھا۔ آج ایک بار پھر وہ خود کو تنہا محسوس کر رہی تھی اس نےآئس کریم کا کپ ایک طرف کرتے ہوئے نقاب ٹھیک کیا اور واپس گاڑی کی راہ لی۔

نئی صبح سب کی منتظر تھی سورج چاروں طرف روشنی بکھیرتا اپنی اب تاب سے چمک رہا تھا پورا شاہ ہاوس اپنے اپنے کاموں پہ جانے میں مصروف تھے سوائے اس بے خبر کے جو مزے سے بستر پہ سویا تھا۔ آج فیصلہ ہونا تھا اسکی قسمت کا مگر وہ ابھی سویا تھا اسی لیے وہ گہری نیند میں تھا۔

نحل کالج تھی وہ سب سے مل کے آئی تھی کیونکہ اکمل صاحب کی فیملی آج واپس جا رہی تھی ایان یونی سے پہلے فاطمہ سے ملنے آیا تھا جو نحل کے کمرے میں پیکنگ کر رہی تھی۔وہ بنا اجازت کمرے میں داخل ہوا اور فاطمہ اسکو دیکھ دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہوگئی ایان اسکی جانب بڑھا اسکے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیے گویا ہوا جو حیران سی اسکی کاروائی دیکھ رہی تھی۔

"فاتی" وہ اسے مخاطب کرتے ہوئے بولا۔

"ہمممم "وہ اسکے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"اپنا خیال رکھنا یار"

"کیوں"وہ اسکی سنجیدگی کو نظر انداز کرتی ہوئی اسکی جانب دیکھتی ہوئی بولی۔

"کیونکہ تم میرا سب سے قیمتی اثاثہ ہو"

ہین کیا اتنی مشکل اردو مت بولو ایان مجھے ایسے لگ رہا ہے میں مے اردو کے ٹیچر سے شادی کرلی ہے وہ آنکھیں پٹپٹاتیں معصومیت سے بولی۔اس کی بات پہ ایان کا جاندار قہقہ ہوا میں گونجا۔

"اچھا اوکے اور ہاں مجھے مس کرنے کی ضرورت نہیں کال کرنے کی آفر ٹونٹی فور آرز ایولایبل ہے "وہ آخر میں شیطانی مسکراہٹ چہرے پہ سجائے بولا تو فاطمہ نے اسے گھورا جو کچھ لمحے پہلے غور سے اسے سن رہی تھی۔پھر بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا "لوفر" وہ اسکی اس حرکت پہ مسکراتا ہوا اس کے ماتھے کی جانب جھکا تو وہ نظریں

جھکا گئی ایان اسکے ماتھے پہ اپنے پیار کی پہلی مہر ثبت کرتا ہوا باہر کی جانب چل دیا کیونکہ وہ اسے جاتا نہیں دیکھ سکتا تھا۔فاطمہ اپنے دھڑکتے دل کے ساتھ پھر سے پیکنگ کرنے لگی۔ دل تو اس کا بھی جانے کا نہیں کر رہا تھا مگر جانا مجبوری تھی۔یہ مجبوریاں بھی انسان سے کیا کیا کرواتی ہے۔فاطمہ اپنی سوچ پہ کڑھ کے رہ گئی۔

صبح سے شام ہوگئی تھی ارتضی سے اب صبر نہیں ہو رہا تھا اسی لیے وہ سارا کام وائنڈآپ کر کے گھر چل دیا۔ گھر آتے ہی وہ فضہ صاحبہ کی طرف آیا جو لاؤنج میں بیٹھی ٹی وی پہ کوئی شو دیکھ رہی تھی۔

"ماما" وہ اندر انکی جانب بڑھتے ہوئے بولا

"ہممم" وہ مصروف سی بولی

"اوہو اسے تو بند کریں "وہ ریموٹ پکڑ کے ٹی وی بند کرنے لگا

"کیا ارتضی اتنا اچھا شو آرہا ہے تم نے بند کر دیا" انہیں ارتضی پہ غصہ آرہا تھا

"ماما یہاں میری جان سولی پہ لٹکی ہے اور آپ کو شوکی پڑی "وہ بیچارگی سے بولا

"کیوں کیا ہوا" فضہ صاحبہ اس کی بات سمجھ چکی تھی

"لو جی "اس نے منہ بسورا

"خالہ کے گھر سے فون نہیں آیا "اس نے مایوسی سے پوچھا۔

"نہیں مجھے تو نہیں آیا اپنے بابا سے پوچھ لو" اس نے منہ لٹکایا وہ جانے لگا تو فضہ صاحبہ نے اسے روکا

"ریموٹ تو دیتے جاو" وہ نخوت سے مڑا اور کہتا ہوا انکی جانب بڑھا۔

"یہ لے میڈم" وہ انہیں پکڑاتا سڈی کی جانب گیا جہاں عدنان صاحب بیٹھے اپنا کوئی کام کر رہے تھے وہ بنا ایک پل ضائع کیے ان کی جانب بڑھا

"اسلام علیکم بابا "

"ہمم وعلیکم سلام جی جناب کیا بات ہے آج باپ کی یاد کیسے آئی" وہ سڈی میں بہت کم آتا تھا۔

"بابا وہ کچھ نہیں ویسے ہی"

ہمم وہ مصروف لگ رہے تھے مگر ارتضی نے اپنی بے چینی کے سبب پوچھنا مناسب سمجھا۔

بابا انکل کا فون نہیں آیا "

"کون سے انکل"اسے غصہ آرہا تھا وہ لوگ اسے جان بوجھ کے زچ کر رہے تھے شاید اور کیوں نہ کرتے اس نے بھی تو انہیں اتنا ستایا تھا۔

"بابا پلیز نہ کریں نہ ایسے میں جانتا ہوں آپ دنوں جان بوجھ کے مجھے تنگ کر رہے ہے"۔وہ بلا جواز ہی اسکی بات ہنسنے لگے۔

"بتائیں نہ بابا"

"ہاں ابھی کچھ دیر پہلے ہی آیا تھا مشال نے ہاں کردی ہے"

"سچ" وہ حیرت سے بولا اسے لگ رہا تھا اسکے پیروں سے انکار سنتے زمین نکل جائے گی مگر اب اقرار سن کے بھی اسکی وہی کیفیت تھی

"مچ "وہ فورا عدنان صاحب کے گلے لگ گیا

"باباآئی ایم سو ہیپی" وہ خوشی سے بولا

"آئی ایم آلسو" وہ بھی دو بدو بولے۔

"اسے ہمیشہ خوش رکھنا ارتضی وہ بہت معصوم بچی ہے"۔

"جی بابا" وہ کہتے ہی باہر کی جانب بڑھا اسے عمر کو بھی تو فون کرنا تھا جو صبح سے اس سے چھپتا پھیر رہا تھا۔

باہر لاؤنج میں آتے ہی وہ سیڑھیوں پہ چڑھنے والا تھا کہ فضہ صاحبہ اسکی جلدی کو دیکھ کے مسکرائی اور وہی سے آواز دی۔

"آرام سے ارتضی"

"لو یو ماما" وہ کہتے ہی ڈگ بڑھتا ہوا اوپر کی جانب چل دیا۔وہ فون کان سے لگائے بالکونی میں کھڑا باہر کا منظر دیکھ رہا تھا جو حسب معمول زیادہ حسین دِکھ رہا تھا یا اسے لگ رہاتھا کہتے ہیں جب انسان کے اندر کا موسم اچھا ہو تو باہر بھی سب کچھ اچھا ہی لگتا ہے

۔مغرب کا وقت ہونے کو تھا۔

"ہیلو "وہ کال ریسیو ہوتے ہی بولا

"ہاں بڑی "عمر نے مزے سے جواب دیا

"سالے"وہ خوشی اور غصے کے ملے جلے جذبات لیے بولا۔

"ہاں وہ تو ہوں "اس نے شرارت سے کہا جب کے ارتضی نے عمر کی بات اگنور کی جو اسے سمجھ ہی نہیں آئی تھی ۔

"تو جان بوجھ کے آج آفس نہیں آیا نا "وہ غصے سے بولا۔

"ہاں الحمداللہ" وہ شکرگزاری سے بولا

"تیری تو " وہ فورا سیدھا ہوا

"اوئے آرام سے زیادہ اوور مت ہو" عمر نے اسے دھمکایا۔

"اچھا وہ کہنا تھا میں بہت خوش ہوں، لو یو ،شکریہ " ایک سانس میں اتنا کچھ کہہ دیا۔

"ہین کس بات کا شکریہ پگلے خوش تو میں بھی بہت ہو مگر یاد رکھی اگر میری بہن کو ذرا سا بھی دکھ دیا نہ تو جان لے لو گا تیری " وہ اسکی خوشی محسوس کر سکتا تھا۔

"جو حکم سرکار" وہ سرشاری سے بولا۔

"چل خدا حافظ "

"ہمم "الوداعی القابات ادا کرتا ہی وہ وضو کی غرض سے واشروم میں گھس گیا اس رب کا شکر ادا کرنے کیلئے جس نے اسے مشال کا ساتھ نصیب کیا تھا۔

شام کے سائے گہرے ہونے کو تھے وہ لان میں سادا سا جوڑا پہنے اپنی پینٹنگ کر رہی تھی جو کہ ایان کے نکاح کے دوران بیچ میں ہی رہ گئی تھی گھر میں صبین بیگم اور نحل کے سوا نصرین تھی جو کچن میں کام کر رہی تھی اور صبین بیگم اپنے کمرے میں آرام کر رہی تھی۔ سارا گھر خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا کل والا شور اب کہیں نہیں تھا۔وہ صبح سے انتظار کرتا کرتا تھک گیا تو سیدھا رضوی ہاوس ہی آن پہنچا گاڑی گھر سے باہر کھڑی کیے وہ اندر کی جانب بڑھا وہاں ہی دائیں جانب لان میں کھڑی نحل اسے نظر آ گئی تھی۔وہ اسی کی جانب چلا آیا جو بنا ڈوپٹے کے ٹاپ اور کیپری میں ڈھیلا سا جوڑا بنائے کھڑی تھی

"نحل" اس نے بے اختیار اسے پکارا اس آواز کو تو وہ کروڑو میں پہچان سکتی تھی اسکا چلتا ہوا ہاتھ رکا مگر وہ پلٹی نہیں ہنوز اسی طرح گویا ہوئی

"جی "وہ کہتی ہوئی پھر سے اپنا کام کرنے لگی

"تم نے فیصلہ کر لیا "وہ دھیمی آواز میں پوچھ رہا تھا۔

"آ------"وہ ابھی کچھ کہہ نہیں پائی تھی۔

"ایک منٹ ابھی کوئی فیصلہ نہ سنانا میرے میں انکار سننے کی سکت نہیں ہے "۔

"بات سنو "وہ قدم قدم چلتا اس کے پاس پہنچا۔وہ اسکے قریب پہنچنے پر اسکو دلنوں بازوں سے تھام چکا تھا۔وہ حیرت اور غصے کے ملے جلے تاثرات لیے اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

" نحل میں جانتا ہوں مجھ سے بہت بڑی خطا ہوئی ہے محبت میں بے اعتباری کی کوئی جگہ نہیں ہے مگر میں نہیں چاہتا ہم الگ ہوں چلو اپنے گھر واپس چلتے ہیں۔میں جانتا ہوں تم بھی جدائی کی اسی اذیت سے دوچار ہو جس نے مجھے بیکار کر دیا ہے، چلو چلیں "وہ اپنے دل کا حال بیان کر رہا تھا وہ اسکی کلائی تھامے کھڑا تھا۔اس کی بات پہ نحل ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑاوتے ہوئے پہلی بار بولنے کے لیے لب کھولے۔

"کیسا اپنا گھر عالی یہ ہی وہی جگہ ہے عالی جہاں آپ مجھے تنہا چھوڑ گئے تھے میں نے آپ کو اپنا سائبان سمجھا تھا مگر دیکھ لے، اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں ہے سب میری غلطی میں نے ہی آپ پہ اندھا اعتبار کر لیا تھا میرا دل میرے اختیار میں نہیں رہا لیکن ہمیشہ میں ہی کیوں، کیوں عالی ہمیشہ میں ہی ہر اپنے سے اعتبار کے بدلے میں دھوکا کیوں کھاو"۔وہ چیخی تھی۔کیا اذیت تھی جس سے وہ گزر رہی تھی کرب اسکی آنکھوں میں رقص کر رہا تھا آنسو لڑیوں کی شکل میں بہہ رہے تھے۔

" نحل دیکھو میاں بیوی میں چھوٹی چھوٹی غلط فہمیاں ہو ہی جاتی ہے بھول جاو پلیز"وہ اسے سمجھانے کے انداز میں بولا مگر آج نحل چپ نہیں رہنا تھا وہ آج اس شخص سے سب کہہ دینا چاہتی تھی

"نہیں عالی یہ چھوٹی بات نہیں ہے اس دن آپ نے میرے کردار پہ شک کیا تھا میں نحل رضوی سب برداشت کر سکتی ہوں مگر کردار کشی نہیں اس دن آپ کی عدم اعتماد کا طماچہ میرے منہ پہ نہیں میری روح پہ لگا تھا"وہ تلخ لہجے میں کہہ رہی تھی

وہ اس کے قریب آنے کے لیے بڑھا تو اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا۔

" مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے میں نے تنہا گر کر اٹھنا سیکھ لیا اب مجھے کسی کا سہارا درکار نہیں عالی آپ جا سکتے ہے میری طرف سے آپ اس رشتے سے بھی آزاد ہے جسے برائے نام آپ اپنے ساتھ گھسیٹ رہے ہیں"وہ طنزیہ مسکرائی

"نہیں نحل میں مر جاؤں گا میں نہیں جانتا میں تمہارے بغیر کیسے رہوں گا"

" جیسے میں رہوں گی" وہ اسی کے انداز میں بولی اور پلٹ گئی عالی کو لگا تھا کسی نے اسے آسمان سے زمین پہ پٹخا ہو وہ مردہ قدموں سے پلٹ گیا نحل نے اسکی جانب مڑ کر نہیں دیکھا تھا اس میں اتنی سکت بھی تو نہیں تھی۔

عجیب تقاضے ہے چاہتوں کے

بڑی کٹھن یہ مسافتیں ہے

میں جس کی راہوں میں بچھ گیا ہو

اسے مجھ سے شکایتیں ہیں

عالی اپنی ہواسوں سے بیگانہ گاڑی میں بیٹھا گاڑی چلا رہا تھا نحل کے الفاظ لی بازگشت ہر طرف سنائی دے رہی تھی اس نے کرب سے آنکھیں میچیں تو سامنے سے آتے ٹرک سے اس کی زور دار ٹکر ہوئی جس پہ وہ خود کو سنبھال نہیں سکا۔ سب کچھ ختم ہو گیا تھا آنکھوں کے آگے محض اندھیرا تھا سیاہ گہرا اندھیرا خیالوں نے حقیقت کا روپ دھارا تھا وہ اور نحل ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے کھڑے تھے آنکھیں پوری طرح بند ہو چکی تھی سر

سے خون مسلسل بہہ رہا تھا آس پاس کے لوگوں نے شور برپا کیا تو فورا ایمبولنس کو بلایا گیا اس کی گاڑی کا فرنٹ شیشہ بری طرح متاثر ہوا تھا اسکا بے خود ہوتا وجود لوگ سٹریچر پہ ڈال رہے تھے نحل کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا وہ بھاگتی ہوئی کمرے کی جانب بڑھ گئی جہاں وہ دل کھول کے رو سکے سینے میں گراہیں بندھنے لگی تھی۔ دل پھٹنے کو تھا۔ نصرین اسکو چائے دینے اسکے کمرے میں آئی تو وہ زمین پہ بے ہوش پڑی تھی رنگ زرد ہو رہا تھا۔ وہ دوڑتی ہوئی صبین بیگم کے کمرے کی جانب گئی جہاں وہ اٹھ بیٹھی تھی انکو یوں پریشان دیکھ کر وہ گویا ہوئی۔

"بی بی جی آپ ٹھیک ہے "

"ہاں نصرین تمہیں کیا ہوا تم کیوں پریشان ہو" وہ اسکا حال دیکھ کے حیران تھی۔

"وہ نحل بیٹی بے ہوش پڑی ہے اپنے کمرے میں "

"کیا ہوا اسے" وہ دوڑتی ہوئی اس تک پہنچی جو زمین پہ بے سود پڑی تھی۔

"فورا ایمبولنس کو فون کرو نصرین "وہ اسکا چہرہ تھپتپاتے ہوئے بولی۔

شاہ ہاوس کے سارے لوگ ہسپتال پہنچ چکے تھے

نحل کو ہسپتال میں ایڈمٹ کیا گیا تھا جبکہ عالی اس وقت آئی سی یو میں ایڈمٹ تھا سب لوگ اپنا جگر تھامے انکی زندگی کی دعا کر رہے تھے۔ ایان اور صارم کا رو رو کے برا حال تھا اس نے نہیں سوچا تھا کبھی کسی محبت کا ایسا بھی انجام ہو گا وہ اپنی سوچ کو

جھٹکتے ہوئے اپنے بھائی اور بہن کی زندگی اور صیحت یابی کے لیے دعا کرنے لگا ایان نے صبین بیگم کو کال کی تھی مگر وہ انہیں ہسپتال میں ہی نظر آئی وہ نحل کی حالت دیکھ کر مزید پریشان ہو گیا تھا ڈاکٹرز کے مطابق اسے انجائینا کا مائیز اٹیک ہوا تھا اسلم صاحب تو خود کو بڑی مشکل سے سنبھال پائے تھے انہیں گھر میں ہی روشنی بیگم دعا اور سکینہ کے پاس چھوڑا گیا تھا انکا بی پی شوٹ کر گیا تھا جو بمشکل کنٹرول ہوا ڈاکٹر انہیں آرام کی سخت تلقین کر گیا تھا مگر وہ عالی سے ملنے کے لیے بضد تھے ابان صاحب اور عالیہ بیگم بلکل بے سود بیٹھے زمین کو تک رہے تھے زبان پہ ایک ہی دعا جاری تھی "اے اللہ ہمارے بچوں کو زندگی عطا کی جائے ابھی انہوں نے دیکھا ہی کیا ہے"

صبین بیگم میں تو کھڑے ہونے کی سکت بھی باقی نہیں رہی تھی وہ بنچ پہ بیٹھی سسکیاں لے رہی تھی۔ آخر کیسی قیامت تھی جو آج ان سب پہ ٹوٹی تھی۔ وہ روتے ہوئے اپنے اللہ سے ان دونوں کی زندگی کی دعائیں مانگ رہی تھی۔

عالی کی طرف سے ابھی تک کوئی جواب نہیں آیا تھا اسکا ایکسیڈنٹ بہت بری طرح ہوا تھا سارے جسم سمیت دماغ پہ بھی چوٹ آئی تھی جس کی سرجری ضروری تھی۔ ڈاکٹرز نے محض دعا کرنے کا کہا تھا۔ نحل بھی دواوں کے زیراثر بے ہوش پڑی تھی۔

ارتضی سجدہ شکر ادا کرتے ہی جائے نماز سمیٹ اور نیچے کی جانب چل دیا رات کا کھانا کھانے کے دوران اس نے فضہ صاحبہ سے اپنی خواہش ظاہر کی۔

"ماما میں چاہتا ہوں اگلے ہفتے میرا اور مشال کا نکاح ہو جائے "

"ہاں تو ٹھیک ہے نہ میں تمہاری خالہ سے بات کرتی ہوں انشااللہ وہ مان جائے گی"۔

"شکریہ ماما" وہ کہتے ہی پھر سے کھانے لگا جبکہ فضہ صاحبہ اور عدنان صاحب اس کی بے صبری پہ مسکرا دیئے۔

مشال خوش تھی مگر اسکے دل میں کہیں خوف تھا کہ وہ کہیں اس سے کسی بات کا بدلہ نہ لے رہا ہو مگر پھر یہ سوچ کے ڈر کو بھگا دیا کہ اگر وہ ایسا کرنا بھی چاہے گا تو وہ بھی مشال نقوی ہے چھوڑے گی تو وہ بھی نہیں۔

رات کے دوسرے پہر نحل کو ہوش آئی تھی صبین بیگم عالی کو دیکھ کر اس کے پاس واپس آ گئی تھی نحل کے جسم میں حرکت دیکھ کر صبین بیگم اس کی جانب بڑھی ۔

"نحل" وہ اسکے سر پہ پیار کرتے ہوئے بولی۔

"ع عالی" وہ بس اتنا ہی کہہ پائی تھی اسے اپنے گلے میں کانٹے محسوس ہو رہے تھے۔ صبین بیگم نے اسے پانی کا گلاس پکڑاتے ہوئے بیٹھایا انہوں نے پانی پلانے میں نحل کی مدد کی اور اپنے رب کا شکر ادا کیا۔

کیسی طبیعت ہے اب میری جان وہ اس کا سر سہلاتی بولی۔

"ماما میں نے عالی کو ناراض کر دیا" وہ ان کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی آنکھوں میں دنیا جہاں کا دکھ تھا۔ صبین بیگم کو اس کے حال پر ترس آ رہا تھا۔

کیا مطلب"وہ دو بدو بولی۔

" میں نے ان سے کہا کہ وہ مجھے آزاد کر دے اور واپس چلے جائے"وہ دکھ سے کہہ رہی تھی۔ تکلیف تھی کی تھمنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ وہ اسکی جانب دیکھے بغیر بولی تھی۔ جانتی تھیں کہ وہ اس خبر کی بعد مزید صدمے میں چلی جائے گی۔

"اور اسی وجہ وہ آج آئی سی یو میں پڑا ہے جانتی ہو اسکا ایکسیڈنٹ ہوا ہے اور ابھی تک اسے ہوش نہیں آیا"وہ اسے تکلیف سے بتا رہی تھی

"یہ کیا کہہ رہی ہے ماما" نحل بے یقینی سے صبین بیگم کو دیکھا جن کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

"سچ کہہ رہی ہوں" وہ بھی اسی کے انداز میں بولی

" وہ کہاں ہیں ، مجھے ملنا ہے ان سے" اس نے بے چینی سے خود سے چادر کو پرے ہٹاتے ہوئے کہا تو صبین بیگم نے اس روکا۔

"نہیں تم نہیں مل سکتی، ابھی ڈاکٹرز اسکا علاج کر رہے ہے"

"نہیں مجھے ابھی ملنا ہے" وہ اپنے ہاتھ سے ڈرپ کی پن نکالتی بیڈ سے نیچے اتری اور باہر کی جانب چل دی صبین بیگم اس کے پیچھے بڑھی مگر وہ خود سے بیگانہ آئی سی یو کی جانب جا رہی تھی۔ عالیہ بیگم اور ابان صاحب اسے دیکھ کر کھڑے ہو گئے تھے ابان صاحب نے نرس اور صبین بیگم کو ہاتھ کے اشارے سے روک دیا نحل اپنی دجن میں چلتی ہوئی دروازے تک پہنچی تھی وہ شیشے کے بنے دروازے کے اس پار بستر پہ بے سود پڑا تھا دل نے دہائی دی کہ کاش اسکی جگہ میں ہوتی دل سے بے ساختہ دعا نکلی " اے اللہ پلیز انہیں بچا لینا" آنکھوں میں آنسو بھرنے لگے تو دو نرسوں نے اسے دروازے سے دور کیا اور اسے واپس اسکے کمرے کی جانب لے جایا گیا، اب کی بار ایان بھی ساتھ آیا تھا۔

"آپی پلیز یہی آرام کریں اپنی حالت دیکھے "وہ فکر مندی سے کہہ رہا تھا اس کا حال دیکھ کے ایان کو بہت تکلیف ہو رہی تھی۔

"نہیں مجھے عالی سے ملنا ہے انہیں بتانا ہے میں نے انہیں معاف کر دیا "وہ بچے کی طرح بلک رہی تھی ایان نے اسے خود سے لگایا مگر اس وقت وہ بس عالی کو دیکھنا چاہتی تھی تسلی کرنا چاہتی تھی کہ وہ ٹھیک ہے اگر آج اسے کچھ ہو گیا تو وہ خود کو کبھی معاف نہیں کر پائے گی ۔نرس نے اسے نیند کا انجیکشن لگا دیا تھا صبین بیگم اسکا حال

دیکھے پھر سے رونے لگی۔ جب عالیہ بیگم کمرے میں آئی تو وہ نیند کے زیرِ اثر لیٹی ہوئی تھی۔

" بھابھی دیکھے اسکی حالت "صبین انکو دیکھتے ہوئے بولی

"کچھ نہیں ہو گا صبین فکر نہ کرو سب ٹھیک ہو جائے گا یقین رکھو اس خدا پہ "وہ انہیں خود سے لگاتی ہوئی بولی۔ آنسو ان دونوں کا چہرہ بھگو رہے تھے وہ دونوں ایک دوسرے کی تکلیف سے واقف تھی۔

ایان اپنی نم آنکھیں صاف کرتا کمرے سے باہر نکلا جب اس کا فون بجنے لگا اس نے کال اٹھائی تو سامنے روتے ہوئے فاطمہ اسکا نام پکار رہی تھی ایان کا دل زور سے دھڑکا تھا

"ایان" ایان اسکی روتی آواز سن کر بے چین ہو گیا۔

"کیا ہوا ہے عالی بھیا کو وہ ٹھیک تو ہو جائے گے ناں "وہ مسلسل روتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"فاطمہ پہلے تم یہ رونا بند کرو مجھے تکلیف ہو رہی ہے" وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولا تھا۔

" ہممممم وہ خود کو نارمل کرتے ہوئے ایک بار پھر بولی

" عالی بھائی کیسے ہیں اب "وہ قدرے سنبھل کر بولی تو ایان کے دل کو سکون پہنچا۔وہ پہلے ہی اپنے بہن بھائی کی حالت سے بہت پریشان تھا۔

"ہاں ڈاکٹرز سرجری کر رہے ہیں دعا کرو سب ٹھیک ہو جائے" وہ کہتے ہوئے سامنے نظریں جمائے اس بند دروازے کو تک رہا تھا

"انشااللہ سب ٹھیک ہو جائے گا ایان "فاطمہ نے فورا سے کہا وہ اسکی آواز سے اسکی پریشانی کا اندازہ کر سکتی تھی اسی لیے اسے حوصلہ دینے لگی۔

"ہاں انشااللہ، تم عاشی کا اور اپنا خیال رکھنا "وہ اسے تاکید کر رہا تھا جانتا تھا دونوں نے رو رو کر اپنا حال برا کر لیا ہو گا۔

"جی" فاطمہ اب پرسکون محسوس کر رہی تھی ایان الوداعی القابات ادا کرتا فون جیب میں رکھ چکا تھا۔فائیقہ بیگم ،باسط اور اکمل صاحب اسلام آباد سے لاہور آ رہے تھے جبکہ عاشی نے رو رو کر اپنا حال نڈھال کر لیا تھا۔ فاطمہ مسلسل اسکو حوصلہ دینے میں لگی ہوئی تھی۔

ایان چلتا ہوا ابان صاحب کے پاس آ بیٹھا۔جو سر کرسی کی پشت سے ٹکائے آنکھیں موندے ہوئے لیٹے تھے چہرے پہ تھکن صاف ظاہر ہو رہی تھی جھریوں زدہ چہرہ بجھا ہوا تھا۔

"بابا "۔ایان کے پکارنے پہ وہ اسکی جانب متوجہ ہوئے

"بھنہ "وہ آنکھیں کے پپوٹو کو کھولے سیدھے ہوتے ہوئے ایان کی جانب مڑے۔

" بابا اب آپ پلیز گھر چلے جائے بہت دیر ہو گئی ہے آپ تھک گئے ہوں گے" وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا جس پہ ابان صاحب نے ایان کو دیکھا جو آج پہلی بار انہیں اپنی عمر کے مطابق سنجیدہ لگا تھا ابان صاحب نے سر اثبات میں ہلایا اور انہیں خود سے لگائے سر پہ بوسہ دیتے اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ دل ابھی بھی عالی کی طرف سے پریشان تھا۔ بلا شبہ ان دونوں میں انکی جان بسی تھی۔

نحل بستر سے سر ٹکائے آنکھیں موندے ہوئے لیٹی تھی جب صبین بیگم ایک ٹرے لیے اس کے پاس آ بیٹھی۔

" نحل "صبین بیگم کے پکارنے پہ نحل نے سر گھما کر انکی جانب دیکھا۔

" نحل کچھ کھا لو" وہ التجا کرتی ہوئی کہہ رہی تھی

"نہیں مجھے نہیں کھانا "

" نحل تم نے کل سے کچھ نہیں کھایا اپنی حالت دیکھو "

وہ انکی بات کا جواب دیے بغیر پھر سر بیڈ کی ٹیک سے ٹکا گئی تھی۔ جبکہ صبین بیگم اسکا حال دیکھ کر صوفے پہ ڈھے گئی۔

نحل نے آنکھیں موندی تو کانوں میں عالی کی آواز گونجنے لگی تھی۔

"میں منتظر رہوں گا تمہاری منتخب کردہ سزا کا" نحل نے سختی سے آنکھیں میچیں۔

"نہیں نحل میں مر جاؤں گا میں نہیں جانتا میں تمہارے بغیر کیسے رہوں گا" اسکی آنکھیں کے کنارے سے نمکین پانی بہنے لگا تھا۔

مشال بے چینی سے ارتضی کے آفس میں بیٹھی اسکے آنے کا انتظار کر رہی تھی وہ کھڑکی کے پاس کھڑی سامنے کالج کا منظر دیکھ رہی تھی فضہ صاحبہ کی باتیں اسکے ذہن میں گردش کر رہی تھی ایک وہی تو تھی جن کی خواہش تھی کہ وہ ارتضی کی دلہن بنے مگر ارتضی وہ تو نحل آپی کو پسند کرتے ہیں ضرور فضہ خالہ نے ان پہ دباو ڈالا ہو گا ایسی کئی سوچے کل سے اسکے ذہن کا سکون برباد کر چکی تھی تب ہی وہ ان سب باتوں کا جواب لینے خود ارتضی کے آفس چلی آئی تھی وہ اپنی ہی سوچوں میں گم کھڑی تھی جب آفس کا دروازہ وا کرتا ارتضی اندر داخل ہوا تھا۔ اس طرح مشال کو اپنے آفس میں دیکھ کر ارتضی پہلے حیران ہوا پھر یہ سوچ کے سر جھٹکا کے وہ مشال نقوی ہے اس سے کسی بھی قسم کی توقع کی جا سکتی ہے وہ پیلے کرتے اور جینز میں گلے میں سٹالر ڈالے اپنے ازلی حلیے میں کھڑی تھی ارتضی نے پلٹ کر دروازہ بند کیا اور کھنکارا تو مشال جھٹکے سے مڑی۔ وہ اسے دیکھنے لگی جو اسی کی طرف متوجہ تھا۔

"مشال تم یہاں کیا کر رہی ہو" وہ آئی برو اچکائے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے پوچھ رہا تھا۔

"وہ مجھے آپ سے بات کرنی تھی "مشال نے اسکی نظروں سے کنفیوز ہو کر آنکھوں کا زاویہ بدلہ

"ہمم آو بیٹھو" وہ کرسی کی جانب اشارہ کرتا بولا جو ابھی تک کھڑکی کے پاس کھڑی تھی ۔

"کیا لو گی "وہ اسکے بیٹھنے پہ سوالیہ انداز میں بولا

"کچھ نہیں "مشال اپنا بیگ سائیڈ پہ رکھتے ہوئے بولی

"کیا ہوا ہے"وہ مضطرب سے انداز میں پوچھنے لگا اسکی سنجیدگی دیکھ کر ارتضی کو بے چینی ہوئی تھی۔

" عاتی آپ نے فضہ خالہ کی وجہ سے رشتے کے لیے ہامی بھری ہے نہ"مشال نے سوالیہ انداز میں پوچھا تو ارتضی کو لبوں کو مبہم سی مسکراہٹ نے آن گھیرا اس سے پہلے وہ کچھ کہتا مشال بول پڑی۔

"دیکھے ارتضی مجھے پتہ ہے آپ کسی اور سے محبت کرتے ہے اس لیے میں آپ سے شادی نہیں کر سکتی" وہ فیصلہ کر چکی تھی ایسا فیصلہ جو ااکے خود کے لیے بھی تکلیف دہ تھا اس کی باتوں ارتضی کے ماتھے پہ شکنے پڑی تھی۔ وہ اس پہ غصہ نہیں کرنا چاہتا تھا مگر مشال نے بات ہی ایسی کی تھی کہ اسکا لہجہ سخت ہو گیا تھا

"رشتہ میں نے بھجوایا تھا اور میں آخری بار کہہ رہا ہوں دوبارہ تمہارے منہ سے انکار نہ سنوں گا"۔وہ سختی سے کہہ رہا تھا مشال نے اسکے پیار سے بیجھے پرپوزل کو زبردستی گردان دیا تھا وہ اسکے الفاظ پہ ہی تلملا اٹھا تھا جبکہ مشال کے سر پہ کسی نے بم پھوڑا

تھا وہ جو سمجھ رہی تھی کہ وہ فضہ صاحبہ کی وجہ سے رشتے کے لیے مانا ہے اسے مسلسل حیرت سے دیکھے جا رہی تھی۔ اس سے پہلے وہ کچھ کہتی ارتضی نے اس سے کہا

"اب تم جا سکتی ہو "اسکے کہنے پہ مشال ہوش کی دنیا سے میں لوٹی اور سنجیدگی سے کمرے سے باہر نکل گئی جبکہ ارتضی کو اسکے انکار سے بہت تکلیف ہوئی تھی۔

صبح کے دس بجے کے قریب عالی کو ہوش آیا تھا اسکی سرجری کامیاب ہو گئی تھی جس پہ سب نے اپنے رب کا شکر ادا کیا سب لوگ اس سے ملنے آئے تھے سوائے نحل کے کیا وہ اس کا حال پوچھنے بھی نہیں آئے گی دل غمگین ہوا تھا۔ نحل کی حالت کے بارے میں عالی کو کسی نے نہیں بتایا تھا۔ وہ دکھ سے آنکھیں موندے ہوئے لیٹ گیا۔
نحل کمرے میں اکیلی تھی عجیب احساس ندامت نے نحل کو گھیرا ہوا تھا وہ اس سے ملنے جانا چاہتی تھی مگر جاتی بھی تو کس منہ سے سب کچھ اس کی وجہ سے ہی تو ہوا تھ۔اتنے میں ایان کمرے میں داخل ہوا۔وہ فورا اسکی طرف متوجہ ہوئی۔
"ایان"وہ ایان کو مدد طلب نگاہوں سے دیکھ رہی تھی
"جی آپی"وہ اسکی حالت دیکھ کر مبہم سا مسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا
" وہ کیسے ہے "۔وہ روتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"وہ بلکل ٹھیک ہے اور اپنی بیوی کو بہت یاد کر رہے ہیں "اس نے مسکراتے ہوئے کہا تو نحل کی جان میں جان آئی دل نے شکر کا کلمہ ادا کیا۔مگر کچھ سوچ کے اداسی پھر سے آنکھوں میں ٹھہر گئی تھی

" نہیں ایان وہ مجھ سے خفا ہے بہت زیادہ" وہ آنکھوں میں آنسو لیے بے یقینی کے عالم میں کہہ رہی تھی

"کوئی اپنی اتنی پیاری بیوی سے کیسے خفا ہو سکتا ہے"وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔

"ایان میں ان سے نظریں نہیں ملا پاوں گی " وہ التجائیہ انداز میں بولی۔

" بس کریں آپی مت کریں اپنے پہ اور ان پہ ظلم سب جانتے ہے آپ دونوں ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے اس لیے چپ چاپ میرے ساتھ چلیں"وہ اسے بستر سے اتارنے میں مدد کر رہا تھا تو نرس نے اسے ٹوکا

"میم کیا کر رہی ہے" ایان نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روکا اور اسکا ہاتھ تھامے باہر کی جانب چل دیا۔ وہ دونوں آئی سی یو کی راہداری میں ساتھ ساتھ چل رہے تھے سر پہ ڈوپٹہ نہیں تھا ہسپتال کا مخصوص لباس پہنے بال جوڑے میں سے نکلے ہوئے وہ بدحال لگ رہی تھی۔ محبت نے اس خوبصورت لڑکی کو بدحال کردیا تھا ایان دروازہ وا کرتا اندر داخل ہوا عالی کی آنکھیں بند تھی ایان نے کرسی قریب کرتے ہوئے نحل کو اس کے برابر میں بیٹھایا اور باہر کی جانب چل دیا۔ وہ عالی کا وجود یوں بستر پہ دیکھ کر اپنی سسکی کو روکنے کی خاطر منہ پہ ہاتھ رکھے اس کے وجود کو تک رہی تھی دل نے پھر سے

شکر کا کلمہ ادا کیا تو آنکھیں ان بند سیاہ انکھوں کی جانب اٹھی جو اس وقت موندی گئی تھی کسی کے انتظار میں شاید ان سیاہ آنکھوں سے عشق تھا اسے ۔وہ سمجھی تھی عالی نیند میں ہے وہ یوں ہی روتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر اسکا ہاتھ تھامے بیٹھی اسے تک رہی تھی آنسو کا لڑیوں کی شکل میں بہنا شروع ہو گیا تھا۔ وہ کب اسے تکلیف دینا چاہتی تھی وہ بھی عالی سے بے پناہ محبت کرتی تھی اسکی تکلیف پہ وہ اس سے زیادہ تڑپ رہی تھی مگر وہ تو اس سب سے انجان بنا آنکھیں موندے لیٹا تھا۔کاش کوئی اسے بتائے کہ اگر عالی نے اس سے عشق کیا تھا تو وہ بھی اس سے بے پناہ محبت کرتی تھی وہ الگ بات تھی کہ وہ کبھی اس بات کا اظہار نہیں کر پائی تھی۔وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی "شکر ہے عالی آپکو کچھ نہیں ہوا ورنہ میں کبھی خود کو معاف نہیں کر پاتی" اس نے دوسرے ہاتھ سے آنسو صاف کیے۔

"میں آپ کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوں عالی میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں عالی پلیز مجھے چھوڑ کر مت جائیے گا کبھی "وہ اسکا ہاتھ تھامے ہوئے کہہ رہی تھی کھونے کا خوف آنکھوں میں صاف نظر آ رہا تھا وہ اسے ایک بار پھر کھونا نہیں چاہتی تھی اسکی بات پہ عالی نے جھٹکے سے آنکھیں کھولی وہ جانے انجانے میں محبت کا اقرار کر گئی تھی عالی کے ہاتھ کی گرفت مظبوط ہوئی تو اس نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا۔ وہ مسکرا رہا تھا

"آآپ جاگ رہے ہیں" وہ رونے کے درمیان مسکرائی تھی۔

"ہمم "وہ اسکے جواب پہ مسکرائی تو عالی نے فورا سے کہا

"اچھا تو تم اب مجھ سے خفا نہیں ہو ،ہے نا ؟ "وہ مسکرایا تھا اسکی مسکراہٹ پہ تو نحل سب کچھ وار سکتی تھی پھر یہ ناراضگی کیا چیز تھی۔

"نہیں "وہ بھی دو بدو بولی۔

"میں تم سے عشق کرتا ہوں نحل میری ہی غلطی ہے جس نے اپنے عشق پہ شک کیا میں نے گناہ کیا ہے کبیرہ گناہ "وہ نادم سا نظریں جھکائے کہہ رہا تھا۔

"نہیں عالی پلیز ایسا مت کہیے میں نے آپ کو دل سے معاف کر دیا ہے " وہ اسکے ہاتھ پہ اپنا دوسرا ہاتھ رکھے اسکی شرمندگی کو کم کرنے کے لیے کہہ رہی تھی۔عالی اسکی بات پہ مسکرایا پھر بولا

"دیکھو نحل تمہارے عشق نے مجھے کس حال میں پہنچا دیا ہے "وہ اپنے حال کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ جو اسکو غور سے دیکھ رہی تھی سر پہ پٹی بندھی تھی۔ پھر اسکی بات پہ مسکرا کر کہا۔

"آپکی محبت نے بھی تو مجھے دل کا مریض بنا دیا ہے" وہ شکوہ کرنے لگی تھی۔اس نے اب اسکی حالت کا جائزہ لیا تھا

"کیا ہوا ہے تمہیں"وہ پریشانی سے بولا جب کے نظر اب ہسپتال کے لباس اور اسکے حلیے پہ ٹکی ہوئی تھی۔

"کچھ نہیں ہوا آپکی تکلیف کے سامنے تو یہ کچھ بھی نہیں ہے "وہ اسکے زخم دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔عالی کا بازو بری طرح زخمی ہوا تھا۔

" نحل یہ جدائی کی تکلیف سے بہت کم ہے جو میں نے کاٹی ہے اور شاید مزید بھی کاٹنی تھی یہ تکلیف تو شاید خدا کا عطا کردہ تحفہ ہے جس نے مجھے تمہیں واپس لوٹا دیا "وہ سر جھکائے اسکو سن رہی تھی وہ سچ کہہ رہا تھا یہ تکلیف ایک نعمت کی طرح آئی تھی اور جدائی کے بھنور سے ان دونوں کو ایک ساتھ باہر کھینچ لائی تھی۔ اس نے سر اثبات میں ہلایا تو عالی نے کچھ یاد آتے ہی مزید کہا

"اچھا وہ جب میں سو رہا تھا تب تم کیا کہہ رہی تھی ذرا پھر سے کہنا "عالی اپنی جون میں لوٹ آیا تھا

"کیا "وہ پریشانی سے بولی۔

"وہی مجھے آپ سے محبت ہے"وہ شرارت سے کہہ رہا تھا جس پہ نحل نے اپنی آنکھیں گھومائی

"بلکل نہیں" وہ منہ بسورے بولی

"جان من "وہ اسکی جانب دیکھے کہہ رہا تھا

"جی "وہ اسے دیکھتی ہوئی بولی

"پلیز ایک بار" وہ ضد کرنے لگا ہوا تو نحل نے فورا کہا

"نیور" اور سر نفی میں ہلانے لگی۔پھر شرماتے ہوئے مسکرا دی

"ویسے تم غصے میں ہی اچھی لگتی ہو"وہ جان بوجھ کے اسے ستا رہا تھا۔

"اوور" وہ بڑبڑائی ۔اس نے تنگ آتے ہوئے اپنا ہاتھ کھینچا جو وہ اپنے سینے پہ رکھ چکا تھا۔اسکی اس حرکت پہ عالی بد مزہ ہوا تھا۔

"میم پلیز باہر چلی جائے پیشنٹ کو آرام کرنے دے" نرس انکی جانب بڑھتی ہوئی بولی

"جی" وہ اٹھی تو عالی نے مظبوطی سے اسکا ہاتھ تھام لیا اور معصومیت سے اسے دیکھا جس پہ اس نے پیار سے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے نکالا تو عالی فورا بولا۔

"ایسی باتیں کیا نہ کرو"

"آج جانے کی ضد نہ کرو"

"یونہی پہلو میں بیٹھے رہو"وہ گنگنایا تو نحل مسکرائی اس نے اس بات پہ آج دھیان دیا تھا کہ اسکی آواز اچھی تھی پھر سر جھٹکتی وہاں سے نکل گئی جیسے سوچ رہی ہو یہ کبھی نہیں سدھر سکتے۔ایان نے مسکراتی ہوئی نحل کو دیکھ کر سہارا دیا اور اسے کمرے تک لے آیا۔اس کے چہرے پہ پھیلا سکون اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ وہ ایک دوسرے کو منا چکے ہیں معاف کرنا جدائی سہنے سے بہتر تھا اس بات کا اندازہ آج نحل کو ہو گیا تھا۔ وہ چہرے پہ اطمنان سجائے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ سارے بڑے گھر جا چکے تھے مگر ایان اور صارم وہی رک گئے تھے ان کے پاس۔ نحل کو شام میں ڈسچارج کر دیا گیا تھا وہ رضوی ہاوس ہی واپس آئی تھی۔

اسلم صاحب بھی ایک دو بار اس سے ہسپتال ملنے آئے تھے۔ سب بہت خوش تھے کے نحل نے اسے معاف کر دیا ہے کچھ حادثے اپنے ساتھ ساتھ خوشی کی نوید بھی لاتے ہیں۔

عمر اور ارتضی کو بھی عالی کے ایکسیڈنٹ کے بارے میں علم ہوا تو وہ لوگ بھی ہسپتال اس کا پتا کرنے چلے آئے تھے وقت انسانوں کو اتنا بدل دیتا ہے اس بات کا اندازہ یہاں موجود دونوں نفوس کو دیکھ کر ہوا تھا جو ایک دوسرے سے فکر مندی کے الفاظ کا تبادلہ کر رہے تھے ارتضی نے عالی کو اس حال میں دیکھا تو سب سے پہلا خیال نحل کا ہی آیا تھا وہ انہیں ایک ساتھ خوش دیکھنا چاہتا تھا مگر عالی کو اس حال میں دیکھ کر پریشانی لاحق ہوئی تو فکر مندی سے بولا۔
"کیسے ہو اب" وہ اس کے قریب بیٹھا اس سے پوچھ رہا تھا "ہاں ٹھیک ہوں تم بتاو کیسے ہو "ارتضی کے ہونٹوں کو بے ساختہ مسکراہٹ نے چھوا تھا اس نے کب سوچا تھا کہ وہ یوں کبھی ایک ساتھ بیٹھے ایک دوسرے سے اس طرح سے حال چال پوچھے گے اسے ڈیڑھ سال پہلے اپنے پاکستان آنے کا مقصد یاد آیا تھا جب وہ خود کو عالی کا سب سے بڑا دشمن گردانتا تھا تو وہ سر جھٹکے گویا ہوا

"ہاں میں ٹھیک ہوں تم بتاو کوئی اندرونی چوٹ تو نہیں ہے نہ" عمر بھی اسکی بات کی سعی کرتا ہوا بولا

"ہاں یار ڈاکٹرز نے کیا کہا ہے" عمر پریشانی سے بولا فکر مندی اسکے چہرے سے صاف عیاں تھی۔

"نہیں کچھ نہیں ہوا سب ٹھیک ہے۔ مجھے تم لوگوں کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے" عالی کو ان کا آنا واقعی اچھا لگا تھا ارتضی سے ایسی امید نہیں رکھتا تھا مگر اس نے کام ہی ایسے کیے تھے کہ وہ اپنے دشمن کے دل میں بھی گھر کر گیا تھا۔

"ارے یار ایسے مت کہہ تو جانتا ہے نہ ، تو تو میرا اکلوتا دوست ہے "عمر کہتے ہی عالی کے سینے سے لگا دونوں کی آنکھیں نمکین پانی سے بھیگنے لگی تھی اور ارتضی ان دونوں کو دیکھے مسکرا دیا۔

"اچھا بس اب تو اپنا بہت خیال رکھنا انشااللہ جلدی ریکور ہو جائے گا" عمر نے اسے حوصلہ دیا تو عالی مسکرایا۔

"ہاں انشااللہ" ارتضی نے بھی عمر کے ساتھ الفاظ دوہرائے تو عالی نے اسکی جانب بھی مسکان اچھالی۔

"ارتضی مجھے تم سے ایک بات کہنی تھی" عالی نے اپنی بات کا آغاز کیا وہ اس سے کہنا چاہتا تھا کہ وہ ایک نیک دل انسان ہے۔عالی اپنے کیے پہ شرمندہ تھا۔

"ہاں کہو "ارتضی نے اسے بولنے کی اجازت دی تھی

"ارتضی میں اس دن کی غلط فہمی کے لیے تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں، مجھے اس دن سوچ سمجھ کے قدم اٹھانا چاہیے تھا" عالی نے نظریں جھکائی تو ارتضی نے اسکی جانب ہنس کر دیکھا جو اب سنجیدگی سے اسی کو دیکھ رہا تھا۔

"غلطی میری بھی تھی تمہیں معافی مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ میں نے تو تم سے زیادہ غلطیاں کی ہے عالی" وہ اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھے پیار سے کہہ رہا تھا۔ وہ واقعی بدل گیا اور اتنا بدل گیا تھا کہ اسکی شخصیت پہ عمر گنگ سا کھڑا اپنے بھائی کو دیکھ رہا تھا ارتضی شاہ اب لوگوں کو معاف کرنا سیکھ گیا تھا جو کبھی کسی کو ایک چھوٹی سی غلطی پہ برباد کرنے کیلیے تیار ہو جاتا تھا۔ نفرت اور محبت کے اس کھیل میں اگر کوئی سنورا تھا تو وہ ارتضی شاہ تھا جو بے زار ، بے صبرا ، جلدباز، مطلبی خودغرض، سفاق ،ضدی ،ہٹ دھرم، بدتمیز انسان سے ایک عاجز، پرخلوص ، محبت کرنے والا ، خیال رکھنے، عزت کرنے والا ، صبر کرنے والا انسان بن گیا تھا عالی نے بازو بڑھائے تو ارتضی جھک کر اسکے گلے لگ گیا تھا۔ وہ منظر وہاں موجود ہر انسان کو سن کر سکتا تھا تو وہ کیوں نہ ہوتی اسے لگا تھا زمین اسکے قدموں تلے کہیں نہیں ہے وہ گنگ کھڑی انہیں گلے ملتے دیکھ رہی ۔وہ دونوں ایک دوسرے سے دور ہٹے تو عالی نے داخلی دروازے کی جانب دیکھا

جہاں وہ حیرت کے سمندر میں گھیری ان دونوں کو دیکھ رہی تھی اس دیکھتے ہی عالی نے کہا۔

"ارے نحل آو" مگر وہ تو کسی اور ہی دنیا میں تھی۔اسے یوں کھڑا دیکھ عمر بھی پیچھے کی جانب پلٹا۔

"اٰئیے بھابھی پلیز ہم لوگ بس جا رہے تھے" وہ عمر کی آواز پہ ہوش کی دنیا میں لوٹی تھی۔

"ججی "وہ کہتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی

"کیا حال ہے نحل "ارتضی نے اسے بلایا تو وہ غائب دماغی سے بولی

"ہ ہاں "وہ ابھی بھی انہیں حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

"کیسی ہو "ارتضی نے اپنی بات دہرائی تھی

"ہمم میں ٹھیک ہوں آپ بتائے "وہ ہنوز اسی حالت میں تھی

"میں بھی ٹھیک ہوں الحمداللہ"ارتضی نے شکرگزاری سے جواب دیا تو نحل نے سر اثبات میں ہلا دیا وہ ابھی بھی حیران تھی ارتضی اور عالی آخر کیا چل رہا تھا ان کے درمیان اس نے حیرت سے عالی کی جانب دیکھا جو سنجیدگی سے اسی کو دیکھ رہا تھا۔

"اچھا اب ہمیں اجازت دو یار ابھی ہمیں بہت سے کام ہے" عمر نے اجازت مانگی۔

"کونسے کام ہے بھئی تجھے "عالی بیڈ سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا

"بس یار اسکی شادی ہے نہ تو انہی کاموں میں مصروف ہے ہم آج کل" عمر نے ارتضیٰ کی طرف اشارہ کیا جو کھڑا اسکی بات پہ مسکرا رہا تھا

"اوہ واہ بھئی واہ مبارک ہو جناب آپ کو" عالی نے ارتضیٰ کو اسکی شادی کی مبارک باد دی تو تہے دل سے اسکا شکریہ ادا کرنے لگا

"شکریہ،مگر تمہیں بھی آنا ہو گا جلدی سے ٹھیک ہو جاو" عالی اسکی بات پہ مسکرایا

"ہاں کیوں نہیں "عالی خوش دلی سے بولا تھا جبکہ نحل عالی کو مزید حیرت سے دیکھ رہی تھی جو آج اسے حیران کرنے کے در پہ تھا۔

مزید چند لمحوں بعد الوداعی القابات ادا کرتے ہوئے وہ دونوں وہاں سے رخصت ہو گئے تھے۔ نحل کی نظروں نے دور تک ان کا پیچھا کیا پھر فورا سے بولی

" یہ یہاں کیا کر رہے تھے "عالی مسکرا رہا تھا۔

"کون ارتضیٰ" عالی نے سوالیہ انداز میں کہا تو نحل نے سر ہلاتے ہو کہا " ہممم وہی"

"مجھ سے ملنے آیا تھا " عالی بے فکری سے بولا جیسے پتہ نہیں کتنی عام بات ہو۔

"مگر آاپ تو ان سے نفرت"اس کی بات عالی نے بیچ میں ہی کاٹی تھی۔

"کرتا تھا مگر میں غلط تھا وہ اچھا انسان ہے "عالی نے اسکی پریشانی دور کرنی چاہی تھی مگر وہ اسے یہ بتا نہیں پایا تھا کہ ارتضیٰ نے ہی اسے سارا سچ بتایا تھا۔ وہ بتا دیتا اگر ارتضیٰ نے اسے اس دن منع نہ کیا ہوتا ، بلا شبہ وہ اسکی مرحون منت آج اسکی زندگی میں موجود تھی

" اچھا انسان، سٹرینج " نحل ابھی بھی گونگوں کیفیت میں تھی وہ دونوں ایک دوسرے کے گلے لگے تھے جو ایک دوسرے کو مارنے کو دوڑتے تھے۔وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی جب عالی نے اسے مخاطب کیا

"اپنے ذہن پہ اتنا زور مت ڈالو کہیں بیچارہ اسطیفہ ہی نہ دے دے کام کرنے سے"۔عالی نے اسے مگن دیکھے کہا۔نحل نے پہلے نا سمجھی سے اسے دیکھا مگر بات سمجھ آنے پہ فورا بولی

"اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے" وہ منہ بسورے بولی تو عالی کا جاندار قہقہ ہوا میں گونجا۔نحل اسکی بات پہ اندر تک سلگھ کے کے رہ گئی تھی۔اس کا غصہ اسکے چہرے سے واضح تھا

"اچھا سوری" عالی اسے منانے والے انداز میں بولا جس پہ نحل نے آنکھیں گھومائی۔

ایان نے دن میں کوئی بارہ دفعہ فاطمہ کو کال کی تھی جس بات پہ وہ اچھا خاصہ تپی بھی ہوئی تھی اور ہر بار وہ کال کر کے بس اتنا ہی پوچھ کر فون کاٹ رہا تھا کہ آیا وہ ٹھیک ہے یا نہیں۔ایان نے ایک بار پھر فاطمہ کو کال ملائی وہ جو سونے کی تیاری کر رہی تھی بری طرح سے جنجھلائی۔

"کیا مسئلہ ہے ایان کیوں کر رہے ہو تم ایسے" وہ رو دینے کو تھی

"کیسے" وہ حیران ہوا

" ایان تم بار بار کالز کیوں کر رہے ہو" وہ اس کے سوال پہ مزید بگڑی

"لو جی میری محبت تمہیں تنگ کرنا لگتی ہے" وہ نڑوٹھے پن سے بولا

"ایان اگر تم اس طرح بار بار مجھے کالز کرو گے تو میں کیسے کروں گی کوئی کام تنگ ہی آوں گی نہ "اس نے اسے سمجھانا چاہا۔

"میں تو بس تمہارا حال چال پوچھنا چاہ رہا تھا "ایان نے معصومیت سے کہا تو فاطمہ اسکی معصوم حرکت پہ مبہم سا مسکرائی۔ اسے بس ہلکا سا بخار ہوا تھا اور ایان اسے بار بار کالز کر رہا تھا جیسے وہ تو ناجانے کتنی بیمار ہو

"ہاں میں ٹھیک ہوں، بلکل ٹھیک، تم فکر مت کرو اور یہ بتاو عالی بھائی کیسے ہیں"اس نے تفصیل پیش کی۔تاکہ وہ نر سکون ہو جائے۔

"ہاں عالی بھیا تو ٹھیک ہے اب "ایان کو اس کی طبیعت کا سن کے سکون مل گیا تھا۔

" شکر ہے اللہ تعالی کا ورنہ میں تو اس دن بہت ڈر گئی تھی "

ہمممممم ڈر تو ہم سب ہی بہت گئے تھے مگر اللہ کا احسان ہے جس نے میرا بھائی مجھے صیح سلامت لوٹا دیا" وہ شکر گزاری سے کہہ رہا تھا۔

" ہممممم "فاطمہ اسکی عالی سے محبت پہ مسکرا رہی تھی جب وہ بولا۔

"اوکے بائے فاتی " ایان نے مزید بات کو طول دیئے کے بغیر کہا

"اوکے" وہ کہتے ہی فون رکھنے والی تھی جب ایان کا میسج رسیو ہوا "آئی مس یو ٹیک کیئر

"وہ سر نفی میں ہلاتے مسکراتی ہوئی بستر پہ لیٹ گئی۔

"عالی بھائی آپ نے تو ہم سب کو ڈرا ہی دیا تھا "باسط شکوہ کرتا ہوا کہہ رہا تھا جس پہ عالی مسکرایا

"شکر ہے اللہ پاک کا جس نے آپ کی حفاظت فرمائی " باسط شکرگزاری سے بولا تو عالی نے سر اثبات میں ہلایا۔باسط صارم دونوں عالی کمرے میں موجود تھے۔عالی گھر آگیا تھا بہت سے لوگ اسکا پتا کرنے آئے تھے سوائے نحل کے اسکی نظریں نحل کی منتظر تھی آنکھیں صرف اسکی تلاش میں یہاں وہاں سفر کر رہی تھی وہ صبح سے اسکا انتظار کر رہا تھا مگر وہ کمرے میں نہیں آئی تھی۔اکمل صاحب اور فائیقہ بیگم بھی آئے تھے عاشی کی طبیعت کی وجہ سے سفر کرنا مشکل تھا اسی لیے وہ نہیں آ سکی تھی مگر فون پہ وہ دن رات انکا حال چال پوچھتی تھی۔ ایان کے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے اسے اپنی جانب بلایا

"جی جناب"وہ اسکی جانب بڑھتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

"یار نحل کہاں ہے مجھے ملنا ہے اس سے"وہ بے چینی سے بستر پہ اٹھتا ہوا آہستہ سے بولا۔

" وہ اپنے گھر" ایان نے گویا اس کی علم میں اضافہ کیا تھا

"کیا مطلب "وہ حیران ہوا۔

"جناب چھوڑ کے خود آئے تھے نہ تو لے کہ بھی خود ہی آنا پڑے گا جانتے ہیں نحل رضوی ہے یوں ہی تو نہیں مل جائے گی "اس نے عالی کے سامنے حقیقت کا دروازہ کھولا تھا۔وہ فورا بستر سے نیچے اترا۔

"چل چلیں "وہ اب کھڑا ہوتا ہوا اس کی جانب بڑھا۔

"اوہو بے صبرے انسان آرام سے "ایان اسکی جلدی کو دیکھ کے اسکی جانب لپکا جبکے باسط اور صارم ایان کی بات پہ ہنسنے لگے تھے۔

"نہیں یار مجھ سے صبر نہیں ہو رہا "ایان اسکی حالت پہ مسکرایا اسے اپنا بھائی واقعی قابلِ رحم لگ رہا تھا۔وہ گاڑی ڈرائیو نہیں کر سکتا تھا اسی لیے ایان اس کے ساتھ ہی آ گیا تھا۔ سب نے کتنا سمجھایا تھا مگر وہ عالی ہی کیا جو کسی کی مان جائے۔ بلکے وہ سب کو نحل کی واپسی پہ ویلکم کی تیاری کا کہہ کر گیا تھا۔

باسط لاونج میں بیٹھا تھا جب اسے عاشی کی کال آئی

اس نے کال اٹھاتے سوال کیا

"عالی بھائی کیسے ہے باسط "اس نے پریشانی سے پوچھا تو باسط مسکرایا

ہ"اں وہ اب کافی بہتر ہے ہم انشاءاللہ کل تک واپس آ جائے گے "وہ اسے پیار سے بتا رہا تھا انہیں آئے دو دن ہو گئے تھے وہ عاشی کو اکیلا چھوڑنا نہیں چاہتا تھا تبھی اسے اطلاع دی ۔

"آپ جان بوجھ کے مجھے لے کر نہیں گئے نہ" وہ تقریبا سو بار باسط سے اس بات کا شکوہ کر چکی تھی

"عاشی تم اپنی حالت سے واقف ہو نہ پھر کیوں بچوں کی طرح اس ضد پہ اٹکی ہوئی ہو" وہ اسے سمجھانا چاہتا تھا مگر وہ اسکی بات پہ مزید بگڑی

"ہاں تمہیں میری فکر ہی کب ہے "وہ منہ بسورے کے بولی جبکہ باسط نے اپنا سر پھینک اپنے ہاتھوں دیا۔ وہ عجیب جذباتی سی ہو گئی تھی بات بات پہ بگڑنے لگی تھی مگر وہ اسکی حالت کے مدِ نظر اسے ہمیشہ پیار سے مناتا رہتا تھا۔

"تمہارے علاوہ کوئی اور ہے ہی نہیں جس کی فکر ہو میں بس کل آ رہا ہوں تم تیاری کرو" وہ شوخ انداز میں کہنے لگا تو عاشی نے اسکی بات پہ مسکرائی تو باسط نے سکھ کا سانس خارج کیا۔

وہ دونوں رضوی ہاوس کے سامنے کھڑے تھے عالی نے سامنے کھڑے رضوی ہاوس کو دیکھ ایک گہرا سانس اندر کھینچا تو ایان نے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر اسے حوصلہ دیا۔ وہ

مسکرا کر اندر کی جانب چل دیا۔لاؤنج میں بیٹھی صبین بیگم اسے دیکھ کے مسکرائی وہ اس سے آج دو دن بعد مل رہی تھی وہ کافی بہتر لگ رہا تھا وہ صبین بیگم سے بات کرنے لگا آج ایک سال بعد صبین بیگم نے اسکے سر پہ بوسہ دیا تھا وہ انہیں اپنے بیٹوں جیسا پیارا تھا عالی نے ان کے ہاتھ تھامے ان سے معافی مانگی تو صبین بیگم نے اسے بیچ میں ہی ٹوکا تھا۔ پھر وہ ان سے اجازت مانگنے لگا تھا کہ وہ آج نحل کو واپس لینے آیا ہے اگر وہ لے جانے کی اجازت دے تو جس پہ صبین بیگم مسکرائی

"بھلا یہ بھی پوچھنے والی بات ہے لے جاو اگر جاتی ہے تو" وہ اسے تنگ کرتی ہوئی بولی ویسے بھی ایک ماں کی اس سے بڑی خواہش کیا ہو گی کہ اسکی بیٹی اپنے گھر میں آباد رہے۔ نحل کا پوچھا تو انہوں نے اسے کمرے کا پتہ دیا۔جبکہ خود ایان سے باتوں میں مصروف ہو گئی تھی۔

وہ ابھی نماز پڑھ کے فارغ ہوئی تھی موبائل پہ حمد لگی تھی۔ جس کے مصرے اسے بلکل اپنی حالت جیسے معلوم ہو رہے تھے آنکھوں میں آنسو تھے شکر گزاری کے آنسو۔دل کی دھڑکنے پرسکون سی اپنی لہپہ دوڑ رہی تھی وہ سامنے آسمان پہ اڑتے پرندے کو دیکھ رہی تھی۔

"کر دو کرم مولا"

"کردو کرم"

"ہم پہ کرم مولا"

"بکھرے ہوئے شرمسار ہے ہم "

"رحمت کے طلبگار ہے ہم"

"دینے والا تو بڑا ہے"

"ہم تجھی سے مانگتے ہے "

"مشکلوں کی کر کشائی"

"غم سے دے ہمیں رہائی"

"اتنی سی ہے التجا "

"کردو کرم" ----------

"تو خالق دو جہاں ہے"

"ذرے ذرے سے عیاں ہے "

"تیری ہی حمدوثنا "

"رب کائنات تو ہے"

"رب معجزات تو ہے "

"بندوں پہ تو مہربان"

"بکھرے ہوئے شرمسار ہے ہم "

"رحمت کے طلبگار ہے ہم "

"کر دو کرم مولا" وہ ان فقروں کو دل سے محسوس کر رہی تھی دل شکر کی تسبیح ادا کر رہا تھا وہ پلٹی تو عالی کھڑا اسے ہی تک رہا تھا جو حجاب کے ہالے میں نم آنکھوں اور سرخ ہوتی ناک لیے اب آنکھیں رگڑ رہی تھی۔

"رو لیا آج کے حصے کا" وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہے اپنی حالت دیکھی ہے" وہ حیرت سے پوچھ رہی تھی۔

"لینے آیا ہوں جلدی کرو دیر ہو رہی ہے چلو گھر چلیں "وہ جلدی میں بولا

"نہیں" اسے سمجھ ہی نہیں آئی کیا کہے۔

"کیا مطلب "وہ حیرانی سے بولا کہیں وہ پھر سے تو اپنے فیصلے سے ہٹ نہ گئی ہو۔

"مطلب مجھے اپنی ساری چیزیں بھی لے جانی ہے ۔ اتنا سامان ہے میں کیسے سمیٹوں اتنی جلدی "وہ سٹپٹائی

"اسکی بات پہ عالی نے سکون کا سانس خارج کیا۔ورنہ وہ تو ڈر گیا تھا۔

""رہنے دو پھر ایسے ہی چلتے ہیں میں ہوں نہ لے دوں گا سب کچھ اب چلو میرا دل نہیں لگ رہا وہاں"وہ معصوم سی شکل بنائے کہتا ہوا اسکی جانب بڑھا جو کھڑی اسے ہی دیکھ رہی تھی جو نظریں اسکے چمکتے چہرے پہ جمائے ہوئے تھا۔

"اچھا جی " نحل نے مسکراتے ہوئے استفسار کیا

"ہمممم اب چلیں "وہ اسکی ٹھوڑی ہاتھ سے اٹھاتے ہوئے پیار سے بولا جو سر جھکائے کھڑی تھی اسکی بات پہ سر اثبات میں ہلایا۔

"چلو میں باہر انتظار کر رہا ہوں جلدی آ جاو"۔ وہ کہتے ہی اسکی ناک کھینچتا ہوا باہر نکلا جس پہ نحل نے اسے گھورا نحل ضرورت کی چیزیں سمیٹنے کے بعد صبین بیگم سے ملتی ہوئی عالی اور ایان کے ہمراہ شاہ ہاوس کی جانب چل دی۔

ایک بڑی دعوت کا احتمام کیا گیا تھا وہ سب کو گھر میں تیاری کرنے کا کہہ کر گیا تھا گھر میں سب لوگ تیار سے ان تینوں کا انتظار کر رہے تھے نحل گھر میں داخل ہوتے ہوئے مسلسل مسکرا رہی تھی وہ گھر لوٹ چلے تھے "اپنے گھر" ان الفاظ میں ایک الگ ہی اپنائیت کا احساس ہے بعض دفع کسی کا محل بھی اپنی کلی سے اچھا نہیں لگتا کیوں کہ اس میں وہ اپنائیت نہیں ہوتی جو اپنی چھوٹی سے چھوٹی چیز سے منسوب ہوتی ہے۔ اس نے لاونج میں داخل ہوتے سب سے پہلے اسلم صاحب کے کمرے کی راہ لی جو اس وقت اپنے کمرے میں نہیں تھے وہ حیرانی سے عالی کی جانب مڑی اور اسے حیرت سے تکنے لگی جس نے کندھے اچکائے وہ سیدھا لاونج میں پہنچی جہاں ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا نحل ایک قدم پیچھے ہٹی اور عالی سے ٹکراتے ٹکراتے بچی تب ہی لاونج میں ایک دم روشنی پھیلی تو نحل نے اپنی آنکھوں پہ ہاتھ رکھا سب لوگ کھڑے تالیاں بجاتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

"ویلکم بیک ٹو ہوم"

نحل نے بے یقینی سے ہر فرد کو دیکھا جو اسے محبت سے دیکھ رہے تھے نمکیں پانی پھر سے آنکھوں میں بھرنے لگا تھا وہ مسکراتے ہوئے یک ٹک لاونج کو دیکھ رہی تھی جہاں سب اسکے منتظر ہر ایک فرد پھر اسکی نظر لاؤنج کی سجاوٹ کی طرف گئی جسے پورے کے پورے کو غباروں اور لائیٹس سے سجایا گیا تھا۔ عالیہ بیگم اسکی جانب بڑھی۔

"کیسی ہے میری پیاری بیٹی" وہ اسے پیار کرتے ہوئے بولی تو وہ بھی ان کے گلے لگ گئی

"بلکل ٹھیک" وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

اسلم صاحب بھی کرسی پہ بیٹھے مسکرا رہے تھے عالی نے اپنا کیا وعدہ پورا کیا تھا وہ واقعی نحل کو منا چکا تھا انکو ساتھ دیکھ کے وہ مطمئن ہو گئے تھے نحل ان سے ملنے کی خاطر اس جانب بڑھ گئی

"شکریہ نانو" وہ مسکراتے ہویے کہہ رہی تھی جانتی تھی نانو بھی سب کے ہمراہ اس کا انتظار کر رہے تھے۔

"کس لیے، شکریہ تو اس کا کرو جس نے ہم سب کو زبردستی تمہارا انتظار کروایا ہے "وہ ان کی بات پہ نروٹھے پن سے بولے

"یعنی آپ نہیں چاہتے تھے میں آو "وہ منہ بسورے بولی

"ارے نہیں میری جان یہ تمہارا گھر ہے تم دن چاہو رات چاہو یہاں آو میں کون ہوتا ہوں کچھ کہنے والا "وہ اسکی بات پہ ہنستے ہوئے گویا ہوئے۔ نحل انکی باتوں پہ کھلکھلائی۔

"دیکھ لے دادوں کہا تھا تھا منا لو گا آپکی نواسی کو "اس نے فرضی کالر جھاڑا تو اسلم صاحب بولے

"ہاں دیکھ رہا ہوں کافی اچھے کھلاڑی ہو ویسے برخوردار" وہ کہتے ہوئے مسکرائے تو عالی سمیت سب ہنس دیئے۔

"اچھا چلیں سب کھانا کھا لیں بہت بھوک لگی ہے " یہ روشنی بیگم تھی جو اپنے نہیں بلکے سب کے دل کا حال بیان کر رہی تھی۔

"ہاں چلو ویسے بھئ میری آنتیں قل ہو و اللہ پڑھ رہی ہے" اسلم صاحب کھڑے ہوتے ہوئے بولے تو سب لوگ ایک بار پھر سے ہنسنے لگے تھے ۔ کھانا خوشگوار ماحول میں کھایا گیا تھا پھر سب سے باتیں کرنے لگے جب دیر ہو گئ تو عالیہ بیگم نے عالی کی چائے نحل کے ہاتھوں کمرے میں بجھوائی کیونکہ وہ جانتی تھی وہ کبھی بھی خود سے یہاں سے اٹھنے والوں میں سے نہیں ہے۔ سب لوگوں نے نحل کا استقبال پیار محبت اور عزت سے کیا تھا۔وہ آج بہت خوش تھی آخر کو وہ اپنے گھر لوٹ آئی تھی وہ گھر جہاں اسکا سب کچھ تھا۔ مسکراہٹ تو اسکے ہونٹوں سے گویا چپک گئی تھی۔ وہ چائے کا کپ لیے کمرے میں داخل ہوئی جہاں وہ بستر پہ آنکھوں پہ بازو رکھے لیٹا تھا۔

"چلو جی سو بھی گئے"اس نے منہ بنایا وہ منہ میں بڑبڑاتی ہوئی بستر پہ عالی کے پاس بیٹھی آج پھر وہ خوبصورت آنکھیں بند تھی نحل نے ہاتھ بڑھا کر اسکی بند آنکھوں کے پپوٹوں کو چھوا۔ جو شاید ایک لمبے عرصے کی مسافت طے کر کے آج آرام کر رہے تھے ان کا رنگ چہرے کی رنگت سے خاصا گہرا تھا۔ وہ کمرے میں بیٹھا کافی دیر اسکا انتظار کرتا رہا تھا پھر تھک کر آنکھیں میچ گیا نیند تو اسے بلکل نہیں آ رہی تھی اور آتی بھی کیسے اتنے عرصے بعد وہ اسکے روبرو تھی جس کا انتظار اس نے ان گنت راتیں جاگ کر کیا تھا اسے راتوں کو جاگنے کی عادت بھی تو اس کی یادو نے ڈالی تھی اور عادتیں بگاڑنے والے ہی انہیں درست کرنا بھی جانتے ہیں جنہیں ان کے سوا کوئی صیح نہیں کر سکتا یہاں تک کے عادی خود بھی نہیں ۔وہ اس سے کہنا چاہتی تھی کہ اسے اس شخص کی سیاہ آنکھیں بہت پسند ہے ابھی تو اور بھی بہت سی باتیں تھی جو انہیں ایک دوسرے سے کرنی تھی۔ ایک طویل سفر طے کیا گیا تھا یا شاید انہیں طویل محسوس ہو رہا تھا۔وہ ایک سال ایک صدی کی طرح گزرا تھا۔

"کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے "وہ بڑبڑائی۔

" ہمممم میں بھی تو یہی کہہ رہا ہوں "وہ آنکھوں کی پپٹو کو کھولے پیار سے مسکراتے ہوئے اسکے ہاتھ کو تھامے کہنے لگا۔ اب اس کا ہاتھ اس کی ناک کی جانب بڑھنے کو تھا جسے نحل پہلے ہی روک چکی تھی۔

" عالی آپ کو پتا ہے آپ کی گہری سیاہ آنکھیں مجھے بہت پسند ہے "وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"مجھے بھی تمہاری ہیزل آنکھیں بہت پسند ہے جن میں ہر وقت یا تو آنسو ہوتے ہے یا غصہ۔"وہ بیچارگی سے بولا۔

"نہیں اب ایسا بھی نہیں ہے عالی "وہ خفگی سے کہنے لگی

"ایسا ہی ہے ایسے لگتا ہے جیسے آنکھوں سے کچا چبا جاو گی بندہ کبھی پیار سے بھی دیکھ لیتا ہے" وہ بچوں کی طرح شکایت کر رہا تھا۔

"توبہ ہے" وہ اسکی بات پہ جنجھلاتے ہوئے بولی

"شکر ہے لمبے ہجر کے بعد وصل کی یہ رات نصیب ہوئی" وہ اسکی جانب کروٹ بدلتا ہوا بولا۔

"کہاں سے لاتے ہیں اتنی گہری باتیں "وہ بیڈ کی ٹیک سے تکیہ لگائے بیٹھی اسی کو دیکھ رہی تھی۔

"بس تمہیں دیکھ کے باتیں خود ہی گہری ہو جاتی ہے"وہ اس کے بالوں کو چھونے لگا جو کھلے ہوئے تھے۔

"اچھا" وہ کھلکھلائی اس کی بات پہ نحل کو حیرت ہوئی تھی

"ہممم" وہ اسکے چہرے پہ آئے بال کان کے پیچھے اڑستے ہوئے بولا۔

"ویسے آپ سو رہے تھے شاید" وہ اسے یاد کراتے ہوئے بولی

"نہیں مجھے نیند نہیں آ رہی میرا تم سے باتیں کرنے کا دل کر رہا ہے چلو باہر ٹیرس پہ چلیں"اس نے صاف گوئی سے کام لیا کیونکہ نیند تو اسے آنی نہیں تھی۔

" اوہ میں تو بھول گئی ممانی نے چائے بھیجی تھی آپکی باتوں میں ٹھنڈی ہو گئی "وہ بیچاری سی شکل بنا کے بولی۔

"رہنے دو چلو باہر چلیں" وہ اسکا ہاتھ کھینچتا ہوا باہر نکلا۔وہ بھی مسکراتی ہوئی اسکے پیچھے چل دی وہ دنوں ایک دوسرے کے ہمراہ کھڑے نا جانے کتنے گھنٹے باتیں کرتے رہے شکایتوں کی پنڈال تھی جو نحل اور عالی آج ایک دوسرے کے سامنے کھولے بیٹھے تھے اس بات کا اندازہ انہیں تہجد کی اذان سے ہوا تھا۔ عالی کا بازو ٹھیک نہیں تھا نحل نے اسکی وضو میں مدد کی اور دونوں نے ایک ساتھ تہجد کی نماز پڑھی۔ وہ عشق ہی کیسا جو نمازِشب کا عادی نہ بنائے وہ دنوں نمازِشب کے عادی بن چکے تھے۔ جس میں وہ ایک دوسرے کا ساتھ مانگتے تھے آج ایک ساتھ اپنے رب کے سامنے شکرگزار تھے۔

ارتضی نے فضہ صاحبہ کے ہاتھوں مشال کے گھر جلدی نکاح کا پیغام بجھوا دیا تھا سب لوگ مان گئے تھے جمعے کے مبارک دن ان دونوں کا نکاح رکھا گیا تھا وہ خوش تھے مگر ایک دوسرے کی حالت سے یکسر ناواقف۔ نکاح سادگی سے کرنے کی تلقین ارتضی نے ہی کی تھی جس پہ سب سے زیادہ غصہ مشال کو تھا دل تو کر رہا تھا اس کو فون کر

کے اچھی باتیں سنائے مگر پھر اپنا فیصلہ ترک کر دیا کچھ چیزیں ادھار بھی تو رکھنی تھی۔ارتضی وقت پہ گھر اور پورا ٹائم آفس کو دینے لگا تھا جس سے فضہ بیگم اور عدنان صاحب بہت خوش تھے ایک عرصے بعد سہی مگر وہ سدھر گیا تھا۔

نحل اور عالی کو رب نے پھر سے ایک دوسرے کا ساتھ نصیب کیا تھا جس پہ وہ اپنے رب کے دل سے مشکور تھے۔ایان اور فاطمہ کا دل ایک دوسرے کی لیے مختلف طرز پہ دھڑکنے لگا تھا۔ باسط اور عاشی نے ایک دوسرے سے کیا وعدہ وفا کیا تھا سب حق اپنے اپنے حقدار کو مل گئے تھے مشال بھی کچھ دن میں ارتضی کی ہونے والی تھی اس خوشی میں مشال سے زیادہ کوئی واقف نہیں تھا۔

ہر طرف مشال اور ارتضی کی شادی کی تیاریوں کا شور تھا سب خوش تھے۔ صبین بیگم کو بھی ارتضی کی شادی کا کارڈ بیجھا گیا تھا جس پہ وہ بہت خوش تھی آخر کو اس نے خود کو سمیٹ لیا تھا۔ وقت انسان پہ مہربان ہو تو زندگی کا لطف اٹھانے کا مزہ ہی کچھ اور ہوتا ہے وہ سب اپنے اپنے حصے کے دکھ کاٹ چکے تھے اب خوشیوں کے لیے دامن وا کیے بیٹھے تھے اور خوشیاں ان کے دروازے پہ دستک دینے کو بے چین تھی۔

شادی میں تین دن رہ گئے تھے جب ارتضی فضہ بیگم کی لاکھ کوششوں پہ مشال کو ڈریس دلوانے کے لیے مان گیا تھا ورنہ وہ تو لڑکیوں کی شاپنگ کے بارے میں اتنک نہیں جانتا تھا نہ ہی اس نے کبھی کسی عورت یا لڑکی کو شاپنگ کروائی تھی وہ چاہتا تھا مشال خود ہی کوئی ڈریس پسند کر لے۔ وہ آفس سے واپسی پہ نقوی ہاوس میں بیٹھا مشال کا انتظار کر رہا تھا جب مشال سیڑھیوں سے آتی دیکھائی دی۔

"چلیں" اس نے سنجیدگی سے پوچھا اور باہر کی جانب چل دیا۔

"جی" وہ بھی ہامی بھرتی اسکے پیچھے ہو لی۔ گاڑی میں مکمل خاموشی تھی جب مشال نے میوزک آن کیا۔جس سے عابدہ پروین کی آواز بلند ہوئی۔

"میں نعرہ مستانہ میں شوخیِ رندانہ"

مشال نے ایک نظر ارتضی کو دیکھا اور ایک بار واپس گاڑی کے میوزک کی طرف

"ایسے کیوں دیکھ رہی ہو میں یہی سنتا ہوں" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا جبکہ مشال کو اسکے مسکرانے پہ اچھا خاصہ حیران ہوئی تھی کیا یہ شخص بھی مسکراتا ہے اس نے خود سے سوال کیا مگر پھر سر جھٹک کے بولی جو اسی کو دیکھے کہہ رہا تھا۔

" کچھ نہیں"مشال نے کندھے اچکائے اور باہر کی جانب دیکھنے لگی۔

"میں حسنِ مجسم ہوں"

"میں گیسوئے برہم ہوں"

"میں پھول ہوں "

"شبنم ہوں "

"میں جلوائے جاناں"

"میں نعرہ مستانہ "

" میں شوخی رندانہ"۔

"میں واصف بسمل ہوں "

"میں رونق محفل ہوں "

"اک ٹوٹا ہوا دل ہوں"

" میں شہر میں ویرانہ"

"میں نعرہ مستانہ "

"میں شوخی رندانہ"

"میں تشنہ کہاں جاو "

"پی کر بھی کہاں جاناں "

وہ اس طرح کے کلام سننے کی عادی نہیں تھی مگر وہ اس وقت عابدہ پروین کی آواز میں ہی کہیں کھو گئی تھی جب ارتضی نے اسے پکارا۔

"مشال"وہ مزے سے باہر دیکھنے میں مگن تھی

"جی" وہ ہوش میں لوٹی تو بوکھلا کر بولی

"ہم پہنچ گئے ہے چلو چلیں۔"ارتضی نے اسکے کھونے پہ حیرت سے کہا۔

"جی" وہ بھی اپنا پاوچ پکڑتی ہوئی گاڑی سے اتر گئی جہاں سامنے اسکا پسندیدہ مال موجود تھا وہ خوشی سے آگے بڑھی تو ارتضی بھی اس کے ہمراہ چل دیا۔

تب ہی مشال نے اسے مخاطب کیا

"ارتضی "

" ہممممم "ارتضی مصروف سا بولا

"ویسے اچھی چوائس ہے آپکی "اس نے قوالی کے الفاظ کی محویت کے زیر اثر کہا تھا

"آئی کنو "ارتضی نے اسکے محو انداز کو دیکھتے ہوئے جواب دیا جبکہ دل ہی دل میں بربڑایا

"ہاں اب خود کو ہی دیکھ لو" مگر دل کی بات اسکی زبان سے ادا نہیں ہو پائی تھی مشال اسکے جواب پہ تکلفا مسکرائی تھی جبکہ اسے ارتضی کا انداز پسند نہیں آیا تھا مگر پھر خوشی خوشی شاپنگ میں مگن ہو گئی تھوڑی دیر پہلی والی محویت ٹوٹ چکی تھی۔ دونوں ڈزائنر شاپ میں بیٹھے ڈیزائنز دیکھنے لگے۔ ارتضی کی پسند کا جوڑا لیا گیا تھا۔ وہ ضرور ضد کرتی اگر روبینہ اور علینا نے اسے سمجھا کے نہ بیجھا ہوتا مگر پھر وہ چپ چاپ اسکی پسند کا جوڑا لیے ریسٹورینٹ کی جانب چل دیئے۔ بھوک تو دونوں کو بہت لگی تھی۔ جیولری وہ پہلے فضہ صاحبہ کے ساتھ پسند کر چکی تھی۔بس برائیڈل ہیل رہ گئی تھی۔ وہ مزے سے کھا رہی تھی جب ارتضی نے اسے بلایا۔

"مشال تمہاری ساری شاپنگ ہو گئی ہے نہ "اس نے کولڈرنک کا گھونٹ لیتے ہوئے پوچھا

"اممم نہیں وہ نہ" وہ لمحے بھر کو یاد کرنے کو رکی

"کیا "ارتضی نے حیرت سے پوچھا

"میری ہیلز رہ گئی ہیں" مشال نے بیچارگی سے کہا اسے لگا تھا وہ جلدی میں ہے۔

"ہاں تو لے لیتے ہیں تم کھانا مکمل کر لو پہلے "ارتضی پرسکون سے لہجے میں کہہ رہا تھا جس پر مشال کو جھٹکا لگا تھا کہ ارتضی کو واقعی جلدی نہیں تھی۔ اتنے سویٹ ہے تو نہیں جتنے بن رہے ہے وہ دل ہی بڑبڑائی۔

"ججی" وہ اپنی سوچ کو جھٹکتے ہوئے پھر سے کھانا کھانے لگی۔ارتضی نے ویٹر کو بلا کر بل پے کیا اور موبائل میں مصروف ہو گیا۔اسکے بعد وہ لوگ ہیلز لے کر واپس گھر کی جانب چل دیئے۔

مشال کی مہندی گھر کے لان میں ہی کی گئی تھی سوائے ارتضی کے سب لوگ نقوی ہاوس میں موجود تھے۔ دل تو ارتضی کا بھی بہت کر رہا تھا مگر پھر فضہ صاحبہ کے روکنے پہ چپ چاپ گھر میں بیٹھ گیا۔ ہر طرف رونق لگی ہوئی تھی۔ مشال تو خوشی خوشی سب کی دعائیں سمیٹ رہی تھی اسی طرح مہندی کا فنکشن رات کے بارہ بجے تک چلتا رہا تھا پھر سب نے اپنے اپنے گھر کی راہ لی۔

عالی اور نحل دونوں طرف سے انوائٹڈ تھے مگر ارتضی نے شادی کا کارڈ خود عالی کے گھر آ کر دیا تھا جس پہ وہ اسے انکار نہیں کر پایا تھا۔

نحل نے سکن غرارہ جس پہ باریک گولڈن امبروئڈری کا نفیس کام کیا گیا تھا زیب تن کیا تھا جس ہمراہ سرخ ڈوپٹہ تھا وہ بال بنانے کے بعد کانوں میں آویزے پہنے ہوئے اپنی لپ سٹک گہری کرتے ہوئے بیڈ پہ بیٹھی عالی کو مخاطب کر رہی تھی جو سیاہ کرتے پاجامہ میں بال ایک طرف سیٹ کیے وجیہہ لگ رہا تھا۔

میں کیسی لگ رہی ہوں وہ چہرہ موڑے اسے تک رہی تھی جو اب سر اٹھا کر اسے محویت سے دیکھ رہا تھا

کیا ہوا اچھی نہیں لگ رہی کوئی جواب نہ پا کر محل نے کنفیوژن سے پوچھا

نہیں

کیا مطلب اس نے مایوسی سے عالی کو دیکھا جو اپنی ہنسی کو کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اچھی نہیں بہت حسین لگ رہی ہو بلکل عالی شاہ کے دل کی سلطنت کی مغرور شہزادی وہ اسکو شانوں سے تھامے اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہہ رہا تھا نحل اسکے یوں دیکھنے پہ مزید کنفیوز ہوئی تو کہتی ہوئی پلٹی

بہت برے ہے آپ

کیوں میں نے کیا کیا

کیا مطلب کیا کیا صیح سے بتائے نہ کیسی لگ رہی ہوں وہ دوبارہ خود کو شیشے میں دیکھنے لگی عالی نے جھٹکے سے اسکو اپنی جانب کھینچا تو وہ اسکے سینے سے جا لگی عالی نے اسکی کمر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسے مزید خود سے قریب کیا تو وہ حیرت سے آنکھیں کھولے اسے دیکھ رہی تھی اسے اپنے سانس روکتا محسوس ہو رہا تھا۔مگر وہ عالی کے اتنا قریب تھی کہ اسکا پرفیوم اسکو مدہوش کرنے والا تھا۔

"یہی تو کہہ رہا ہوں قاتل لگ رہی ہو بلکل" وہ اسکے بالوں کی شرارتی لٹ کو چہرے سے ہٹاتے ہوئے بولا جو بار بار اڑ کر اسکو تنگ کر رہی تھی پھر اسکی جانب جھکا نحل اس کی گرم سانسوں کو اپنے چہرے پہ محسوس کر رہی تھی اسکی لرزتی پلکیں جھکتی چلی گئی نحل کا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا عالی نے اپنے لب اس کے ماتھے پہ رکھ دیئے۔

رضوی فیملی بارات لے آئی تھی مشال تو بے چین سی اپنے کمرے میں بیٹھی تھی جس کے کمرے میں ہر طرف چیزیں بکھری پڑی تھی ایک پروفیشنل بیوٹیشن کھڑی اسکے بال بنا رہی تھی علینا دستک دیتی اندر داخل ہوئی۔

"کتنا رہ گیا روبی" وہ جلدبازی میں بولی

"جی میم بس تھوڑا ہی" وہ سکون سے بولی

"جلدی کریں نیچے بارات آ گئی ہے" علینا کے الفاظ نے مشال کی دھڑکنیں بڑھا دی تھی بے چینی میں اضافہ ہوا تو وہ علینا کو دیکھنے لگی۔

"بھابھی" وہ چہرے پہ ڈر کے اثرات لئے بولی۔

"ارے چندہ اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے اور یہ میری مشال کب سے ڈرنے لگی" وہ پیار سے اسکا چہرہ تھپکتے ہوئے بولی۔تو مشال مسکرائی وہ تو واقعی ڈرنے والوں میں سے نہیں تھی فاتحانہ مسکراہٹ نے ہونٹوں کو چھوا تو علینا بھی اسکی طرف مسکان اچھالتی باہر چلی گئی۔علینا کے جانے کے بعد وہ سامنے شیشے میں سجے اپنے وجود کو تک رہی تھی کہ اچانک پاس پڑے فون پہ رنگ ہوئی تو اس نے فورا سے فون اٹھایا۔

"اسلام علیکم بڑی تیار ہو گئی "وہ اپنے پرجوش انداز میں بولی

"ہاں اور تم ابھی تک نہیں آئی" اس نے ناراضگی سے منہ بسورا

"ارے یار آ رہی ہوں ٹینشن ناٹ "وہ پیار سے کہنے لگی۔

"جلدی آو" اس نے منہ ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔

" ہممممم بس دو منٹ" اس نے کہتے ہی فون رکھا اور وہ نقوی ہاوس کے دروازے کے سامنے کھڑی مسکرائی۔

"چلیں" اس کے ہم سفر نے اجازت مانگی تو وہ مسکرائی ۔

"جی "وہ ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے چل رہے تھے

"آآآاااااااااہ" زور دار چیخ ------------

ایک عرصے بعد ملی تھی وہ دونوں یہ تو ہونا ہی تھا

"مجھے لگا تم جھوٹ بول رہی ہو"

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے میری جان سے پیاری اکلوتی دوست کی شادی ہو اور عاشی نہ آئے" وہ محبت سے بولی تو مشی نے اسکے گال کا بوسہ لیا۔

"افففف لڑکی میک اپ خراب کرو گی میرا" عاشی نے اسے ہوش دلایا جو خوشی سے نہال ہو رہی تھی اور خوش ہوتی کیوں نہ ایک سال بعد وہ اپنی جان سے پیاری اکلوتی دوست سے مل رہی تھی۔

"یار عاشی بہت بہت مبارک ہو "وہ اسکے گلے لگتے ہوئے پھر سے مبارک دینے لگی عاشی نے نا سمجھی سے دیکھتے ہوئے کہا

"کس بات کی "عاشی نے حیرت سے اسے اپنے سامنے کرتے ہوئے دیکھا۔

"اس نئے مہمان کی" وہ آنکھوں سے اشارہ کرنے لگی تو عاشی شرمائی

"نہ کرو یار تم بھی شرماتی ہو"مشال اسکے شرمانے پہ بے ساختہ ہنسی۔

"دفع ہو کمینی "وہ اسے چپت مارتے ہوئے بولی جس کا ڈوپٹہ سر پہ سیٹ کر دیا گیا تھا۔

"روبی کر لیا" روبینہ بیگم کمرے کے اندر داخل ہوتے ہوئے بولی مگر اب آنکھیں حیرت سے پھیلی تھی۔

"عاشی بچے آپ کب آئی " وہ خوشی سے کہہ رہی تھی۔

"ابھی کچھ دیر پہلے آنٹی"وہ سعادت مندی سے بولی

"ماشااللہ بہت پیاری لگ رہی ہو "وہ مسکراتا ہوئے اسکا گال تھپتھپانے لگی۔

"شکریہ آنٹی آپ بھی بہت پیاری لگ رہی ہے "وہ مسکرائی تو عاشی بھی مسکرا دی

مشال کو ڈرائینگ روم میں بیٹھایا گیا تھا اور باہر لان میں ارتضی بڑے استحقاق سے براجمان تھا بغیر کسی جھجک اور فکر کے وہ پرسکون سا بیٹھا تھا آج مسکراہٹ اس کے ہونٹوں کا خاصہ تھی مشال اسے دیکھتی تو کئی جھٹکوں سے دوچار ہوتی۔

ارتضی نکاح کے مراحل سے گزر رہا تھا

"ارتضی رضوی ولد عدنان رضوی آپکو مشال نقوی ولد عابد نقوی سے سکہ رائج الوقت پچاس لاکھ روپے نکاح قبول ہے" وہ مسکرایا

"قبول ہے "

آپکو نکاح قبول ہے

"قبول ہے"

آپکو نکاح قبول ہے

"جی قبول ہے "

وہ نکاح نامے پہ دستخط کر چکا تو سب اسے مبارک باد دینے لگے۔

اب باری مشال کی تھی۔دل ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اسکی معصومیت میں جو محبت ہو گئی تھی وہ آج اسکی دہلیز پہ بارات لیے آئی تھی اسے تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا دل میں دبی خواہش ایسے بھی پوری ہوتی ہے اس بات کا یقین کرنے میں اب کوئی شبہ باقی

نہیں تھا بے شک وہ(اللہ) دلوں کے راز سے واقف ہے۔ بس ہمیں صیح وقت کا انتظار کرنا ہوتا ہے۔ صبر کرنا پڑتا ہے۔اور مشال نے صبر کیا تھا۔جس کا ثمر اسے آج مل گیا تھا ارتضی شاہ اسکی قسمت میں لکھا گیا تھا۔

"مشال نقوی آپکو ارتضی رضوی ولد عدنان رضوی سکہ رائج الوقت پچاس لاکھ روپے نکاح قبول ہے" اسکا وجود کانپا تھا کیا ہونے والا تھا

"قبول ہے"

"آپکو نکاح قبول ہے "

"جی قبول ہے "

"کیا آپکو نکاح قبول ہے"

"قبول ہے" وہ آخری بار کہتے دستخط کرتے ہی پاس بیٹھی روبینہ بیگم کے سینے سے لگی یہی وہ لمحہ ہوتا ہے جب عورت اپنا سب کچھ کسی اور کے نام کر دیتی ہے وہ رونا نہیں چاہتی تھی وہ اکثر کہتی تھی عاشی میں اپنی شادی پہ نہیں رو گی مگر پھر بھی اس کی آنکھوں سے دو آنسو ٹوٹ کر اسکے رخسار پہ بہہ گئے۔ عاشی اسکی حالت پہ مسکرائی۔

"بڑی تو نے کہا تھا رونا نہیں ہے اور اب "وہ اسکے چہرے سے آنسو صاف کرتی اس سے گلے ملنے لگی

"بہت مبارک ہو من چاہا محبوب "وہ اس کے کان میں سرگوشی کے انداز میں بولی تو

مشال کا چہرہ خفت کے مارے سرخ ہو گیا مشال نے اپنا کان واپس پیچھے کیا۔

"ہائے شرمایا جا رہا ہے "وہ وہی اپنے ازلی انداز میں بولی تو مشال نے اسے آنکھیں دیکھائی

علینا اور مشال کی کزنز اسے لیتے ہوئے باہر کی جانب بڑھی۔آمنہ تو سب سے آگے

آگے تھی۔

وہ سرخ رنگ کے جوڑے میں بلکل مشرقی دلہن لگ رہی تھی اس نے ارتضی کے کہنے

پہ یہ جوڑا لیا تھا ورنہ اسے تو پنک پسند کر آیا تھی۔وہ قدم قدم چلتی ہوئی سٹیج پہ پہنچی تھی

ارتضی کا دل ایک بار ڈوب کے ابھرا تھا۔وہ اس مشرقی روپ میں قیامت ڈھا رہی تھی۔

محبت کے اصل معنی اسے آج سمجھ آئے تھے۔جو سراپائے حسن بنی اس کے پہلو میں

بیٹھی مسکرا رہی تھی یہی تو تھی اسکی محبت۔

نحل جو عاشی کو دیکھ کر چونکی تھی وہی عاشی اور باسط بھی ان کو دیکھ کر خوشی سے

نہال ہو رہے تھے عاشی کو تو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ ارتضی اور عالی اب ایک

دوسرے کے دوست بن گئے تھے مگر اسکے بار بار پوچھنے پہ نحل نے کندھے اچکائے اور

دودھ سپلائی کی رسم کی خاطر سٹیج کی طرف بڑھ گئی جہاں علینا آمنہ نحل اور مشی عاشی

سے دودھ پلائی مانگ رہی تھی۔ انھوں نے پچاس ہزار مانگا تھا جو ارتضی نے ایک منٹ

سے پہلے ہی ان کے ہاتھ پہ رکھا تو سب لڑکیوں نے شور کیا۔

اوہوں کی آوازیں ہر طرف گونج رہی تھی۔ پھر عاشی نے چھڑنے کو کہا

"ارتضی بھائی بہت جلدی ہے میری دوست کو لے جانے کی "

اس نے شرارت سے کہا جس پہ ارتضی محض مسکرا دیا مگر اسکی مسکان اتنی گہری تھی

کے سب نے ایک بار پھر شور مچایا۔

رخستی کے بعد اسے اس کے کمرے کی طرف لے جایا جا رہا تھا جب مشال ایک لمحے کو

رکی جملہ اسکی سماعتوں سے ٹکرایا تھا۔چلتے ہوئے ارتضی نے اسکی جانب حیرت سے دیکھا

اور پوچھا

"کیا ہوا رک کیوں گئی"۔

"کچھ نہیں میرا کمرے میں جانا آپ کو برا نہیں لگے گا "اس نے سامنے کمرے کو

دیکھتے ہوئے کہا بات خوبصورتی سے سجایا گیا۔

"نہیں بلکل بھی نہیں" وہ ڈھیٹ بنا جانتا تھا مشال ایسے کیوں کہہ رہی ہے۔

"مگر "وہ کہنے کو رکی یقینا وہ اسے اسکے الفاظ یاد کروانے والی تھی جس پہ ارتضی نے اسکی

بات کاٹی۔

"جناب اب کمرہ بھی آپ کا اور کمرے والا بھی" وہ گھونگھٹ کے نیچے حیران ہوئی اسے

لگا تھا وہ مسکرایا ہے سارے فنکشن میں اسے ارتضی کے لہجے سے اب محسوس ہوا تھا وہ

خوش ہے۔

ارتضی کے ایک اشارے کی دیر تھی سب کزنز دم دبا کے بھاگ گئی تھی وہ دروازہ وا کرتی اندر کی جانب گئی۔ کمرے کا اچھی طرح جائزہ لے رہی تھی وہ کمرہ کہیں سے بھی پرانا کمرہ نہیں لگ رہا تھا اس کی ہر چیز چینج کر دی گئی تھی کمرے کو سفید پھولوں کے بکے سے سجایا گیا تھا۔ وہ اپنا گھونگھٹ خودی پیچھے کر چکی تھی اسے اس گھونگھٹ سے جنجھلاہٹ ہو رہی تھی جسے زبردستی اسکی کزنز نے اوڑھایا تھا۔

ارتضی کو عمر کا فون آیا تھا جو یقینا اسے جان بوجھ کے تنگ کر رہا تھا وہ اس سے جان چھڑاتا کمرے میں پہنچا تو وہ بیڈ پہ نہیں تھی اس نے ٹیرس کا رخ کیا وہ کھڑی آسمان کو تک رہی تھی۔

"کیا ہوا یہاں کیوں کھڑی ہو" ارتضی نے فکر مندی سے پوچھا۔

"کچھ نہیں ویسے ہی، کیوں منع ہے یہاں کھڑے ہونا "وہ طنزیہ بولی جس پہ ارتضی نے پیار سے جواب دیا۔

"نہیں جہاں چاہو کھڑی ہو تمہارا اپنا گھر ہے "وہ مسکرا رہا تھا جس پہ مشال کو حیرت ہوئی کیا وہ واقعی خوش تھا

"ہمممم" وہ بھی مسکرائی اور اندر کی جانب چل دی۔

"شکریہ مشال" وہ مشال کے پیچھے چلتا ہوا شیروانی کے بٹن کھولتا ہوا کہہ رہا تھا۔اس کا دم گھوٹ رہا تھا۔

"کس لیے "اس نے حیرت سے پوچھا۔وہ بیڈ پہ بیٹھ چکی تھی مشال اس کا جائزہ لے رہی تھی وہ واقعی بہت خوبصورت لگ رہا تھا گولڈن اور مہرون شیروانی اس پہ خاصی جچ رہی تھی۔ ارتضی بھی اسکے مقابل بیٹھے کہہ رہا تھا۔

"سب کچھ جانتے بوجھتے مجھ سے شادی کرنے کے لیے

میرا انتظار کرنے کے لیے یہ جانتے ہوئے کے میں کسی اور کی محبت میں مبتلا تھا تم نے فراخ دلی سے مجھے قبول کیا "ارتضی نے صاف گوئی سے کہا۔مشال نے اسکے جملے کی سچائی جاننے کے لیے نظریں اٹھا کر اسکی جانب دیکھا جو سنجیدگی سے اسی کو تک رہا تھا اسے اسکے الفاظ اسکے لہجے کی پختگی کی طرح سچے اور مظبوط لگے تھے۔

" میں جانتی ہوں آپ کس سے محبت کرتے ہیں نحل آپی سے ہے نہ "۔مشال نے اپنی بات کی تصدیق چاہی وہ پر اعتماد طریقے سے آنکھوں میں آنکھیں ڈالے پوچھ رہی تھی

۔

"کرتا ہوں نہیں کرتا تھا "وہ پر سکون لہجے میں بولا۔ اس کی بات پہ مشال حیران ہوئی ذہن میں سوال اٹھا تو وہ فورا بولی۔

"کیا مطلب اب کسی اور سے کرتے ہیں "وہ رو دینے کو تھی "کیسا دل پھینک آدمی ہے یہ" وہ دل میں سوچتی ہوئی پچھتائی ۔

"ہاں ،ٹھہرو پک دیکھاتا ہوں "وہ سنجیدگی سے بولا جبکہ مشال کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی ارتضی نے فون اسکی جانب بڑھایا تو وہ اسکا ہاتھ پرے ہٹاتے ہوئے منہ بسورے بولی۔

"نہیں رہنے دے مجھے نہیں دیکھنی" اسکا دل چاہ رہا تھا وہ اس لڑکی کی جان لے لے اس نے غصے سے بھری نظروں سے اسے دیکھا جس پہ ارتضی کو وہ معصوم سی لڑکی اس وقت شیر کی نانی لگ رہی تھی۔اس نے فون اسکی جانب بڑھایا تو مشال نے بے زاری سے گردن موڑی۔

"پلیز میری خاطر "وہ التجا کرتا ہوا بولا تو مشال اسکے ہاتھ میں پکڑا فون غصے سے کھینچا جس پہ اسکی مہندی کی تصویر چمک رہی تھی مطلب وہ اب مشال سے محبت کرتا تھا وہ بے یقین سی اسکو دیکھنے لگی پھر خجل سی ہو کر مسکرائی

"ہنہہ کافی خوبصورت ہے ویسے "پھر شرارتی انداز میں بولی۔

"ہاں ہے تو صیح، پر ظالم بھی بہت ہے "ارتضی بھی نے شرارتی لہجے میں جواب دیا

"ہین ظالم ، کیوں" وہ حیرت سے پوچھنے لگی

"اپنے شوہر کو چاہتی ہی نہیں ہے"وہ اداس سے انداز میں بولا تو مشال نے حیرت سے اسے دیکھا کیسا انسان تھا وہ اگر وہ اسکی محبت جان پاتا تو کبھی ایسا نہ کہتا پھر مزے سے بولی۔

"میں نے کب کہاں میں تو اپنے شوہر کو بہت چاہتی ہوں" وہ آنکھیں پٹپٹاتے لا پرواہی سے بولی تو ارتضی کا قہقہ کمرے میں گونجا وہ کتنے مزے سے اپنی محبت کا اقرار کر رہی تھی ارتضی کو اس کے بے پناہ پیار آیا تھا ۔وہ فورا سے سنجیدہ ہوا جبکہ مشال تو اسکے گال میں پڑتے ڈمپل میں کھو گئی تھی۔

"یوں ہی ہمیشہ مجھ سے محبت کرتی رہنا"۔وہ اسکے ہاتھ تھامے کہہ رہا تھا۔

"اففف یہ بندہ میری جان لے لے گا ڈمپل بھی پڑتا ہے انہیں "وہ دل ہی دل میں سوچ رہی تھی۔ اس نے اپنی بات میں مزید اضافہ کیا۔

"دیکھو مشال اگر مجھ سے کبھی کوئی غلطی ہو جائے یا میں تم سے کوئی زیادتی کر جاو تو تم مجھے کبھی ایسا کرنے اجازت مت دینا مجھے کبھی اپنی ذات کی نفی مت کرنے دینا مجھے ہمیشہ اسی طرح محبت سے اپنی جانب موڑ لینا"وہ مسکرائی اور سر اثبات میں ہلایا تو ارتضی بھی اسکے معصومانا انداز پہ مبہم سا مسکرا دیا ارتضی نے ایک خوبصورت ڈبی اسکی جانب بڑھائی۔

"کیا ہے یہ" وہ حیران سی پوچھ رہی تھی

"یہ منہ دیکھائی ہے " وہ اسکی جانب دیکھتے ہوئے بولا جو خوشی سے اس کے ہاتھ کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"اوہ ہاں "وہ خوشی سے کھولنے لگی جس میں ایک خوبصورت پنڈٹ تھا اس میں آئی لکھا ہوا تھا وہ اس پہ پیار سے ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی۔

"بہت پیارا ہے یہ عاتی" مشال خوشی سے کہہ رہی تھی۔

"تم سے کم" وہ اسکی تعاریف پہ سرخ ہو گئی تھی۔تو ارتضی وضو کی غرص سے اٹھ کر واشروم میں گھس گیا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے ہی بنائے گئے تھے۔ مشال کی محبت نے اس سنگ دل کو موم کردیا تھا۔ وہ مسکراتی ہوئی بستر سے اتر کر ڈریسنگ کی جانب بڑھی اور بڑے آرام سے اس نے اپنی ساری جیولری اتاری اور پھر بالوں کو جوڑے سے آزاد کرتی وہ بھی سادہ سا سوٹ پہنے وضو کر کے ارتضی کے برابر جائے نماز بچھا کے شکرانے کے نفل پڑھنے لگی۔

ارتضی کی جبین کے ساتھ ساتھ اسکا دل بھی آج سجدہ ریز تھا یہی حال مشال کا تھا دونوں کی آنکھوں میں نمکین پانی تیرنے لگا تھا مگر وہ خوشی کے آنسو تھے صبر کے معاملے کو طے کرنے کے بعد آج انعام عطا کیے گئے تھے وہ نماز پڑھ چکا تھا مشال کا حجاب میں چھپا ہوا خوبصورت چہرہ اس کے آنکھوں کو راحت بخش رہا تھا اس نے ارتضی کو شاید خدا سے مانگا ہی اتنی چاہت سے تھا کہ وہ اسکا ہو گیا تھا۔ ارتضی کے دل نے دہائی دی۔

"ان میں نیک سیرت اور خوبصورت عورتیں ہے"

"تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاو گے"

وہ اسے دیکھے مسکرا رہا تھا جو اب جائے نماز سمیٹے کھڑی ہو گئی۔ اسے یوں دیکھتے پایا تو سوال کیے بنا رہ نہیں پائی۔

"کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں" اس نے حیرت سے پوچھا۔

"دیکھ رہا ہوں نیک بیوی ایک مرد کے لیے خدا کا دیا ایک انمول تحفہ ہے" وہ اسکی بات پہ مبہم سا مسکرائی جس پہ ارتضی نے اسکی جانب بڑھتے ہوئے اسکے ماتھے پہ اپنے پیار کی پہلی مہر ثبت کی وہ آنکھیں میچے گنگ کھڑی تھی دل مسکرا رہا تھا یوں لگتا تھا جیسے آج دل پرو سمیت پرواز بھرنے کو تیار ہے۔

عاشی رضوی ہاوس میں ٹھہری تھی نحل کی لاکھ ضد پہ بھی عالی نہیں مانا تھا کیونکہ وہ صبین بیگم کو صاف صاف بتا چکا تھا کہ وہ اسکے بغیر نہیں رہ سکتا جس پہ صبین بیگم نے اسے گھر جانے کا کہا تو وہ منہ بنا کہ رہ گئی۔

نحل اور عالی قدم سے قدم ملائے لان میں شام کے وقت واک کر رہے تھے جب عالی نے اسے پکارا۔

"نحل"

"جی"وہ زمین کی جانب دیکھتی ہوئی بولی

"ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں"اس نے اسکی جانب متوجہ ہو کر کہا۔

"جی پوچھے" نحل مسکرائی

"مجھ سے محبت کی کوئی خاص وجہ ہے کیا"وہ سنجیدہ تھا

"آپ سے محبت کا سب سے بڑا جواز آپ کا محرم ہونا تھا، عالی میں چاہ کر بھی اس محبت نامی احساس کو اپنے اندر اٹھنے سے روک نہیں پائی" وہ سنجیدہ سی کہہ رہی تھی اور عالی اسکے جواب پہ مسکرا رہا تھا۔ وہ ایسی ہی تھی ہر بات کا اس کے پاس الگ ہی جواب ہوتا تھا وہ عام منچلی لڑکیوں جیسی بلکل نہیں تھی وہ واقعی اپنے وضع کی اکیلی لڑکی تھی اسی لیے تو عالی شاہ کو اس سے عشق تھا۔

"اور آپ کی محبت کی خاص وجہ "اس نے بھنویں اچکا کر پوچھا۔

"محبت نہیں عشق عالی شاہ عشق کرتا ہے نحل رضوی سے" عالی نے اسکے الفاظ کی تصیح کی تھی۔

"وفادار اور نیک بیوی کی خواہش تو ہر مرد کرتا ہے تم سے عشق تو مجھے بچپن سے تھا بس اس کا ادراک دیر سے ہوا تھا تمہارے بغیر ایک لمحہ بھی قیامت سے کم نہیں گزرا"۔ وہ جذب سے کہہ رہا تھا جس پہ نحل نے آنکھیں گھما کر اسکی جانب دیکھا اور مسکرائی وہ ہمیشہ اسے لاجواب کر دیتا تھا نحل اسکے جواب کو محسوس کر رہی تھی ایسا لگ رہا تھا وہ محض الفاظ نہیں احساس ہے کیا وہ واقعی اسے بچپن سے چاہتا تھا۔ پھر سر جھٹک کے بولی۔

"بہت ڈرامیٹک انسان ہے عالی آپ "عالی اسکے جواب پہ گنگ سا اسے دیکھ رہا تھا جو اسکی جذبات کو ڈرامیٹک کہہ رہی تھی۔ پھر چڑ کر بولا

"یار تم میری سچی فیلنگز کو ڈرامیٹک کہہ رہی ہو بلکہ مجھے تو اس بات کا افسوس ہے کہ تمہاری وجہ سے میں نے کبھی کسی کو ایسی نظر سے نہیں دیکھا تم نے موقع ہی نہیں دیا" وہ بیچاری سی شکل بنائے افسوس کے ساتھ بولا جو اب اپنی جون میں لوٹ آیا تھا۔

"میری وجہ سے "نحل نے اپنی آنکھیں گول کرتے ہوئے حیرت سے کہا۔

"ہاں تمہاری وجہ سے" وہ ہنوز اسی طرح سنجیدہ تھا۔

"توبہ ہے عالی وہ جو اس دن فرح (عالی کی خالہ کی بیٹی) سے ہنس ہنس کے باتیں کر رہے تھے وہ کیا تھا"اس نے میدان میں اترتے ہوئے سوال کیا۔

"کس دن" عالی حیران ہوا

"ایان کے نکاح والے دن" نحل تنک کے بولی غصہ ہیزل آنکھوں میں در آیا تھا

" اچھا وہ ہاہاہاہاہاہا "عالی اسکی بات پہ زووں سے ہنسنے لگا اور ہنستا ہی چلا گیا پھر پاس پڑے بینچ پہ بیٹھ گیا۔وہ سمجھ گیا تھا کہ نحل کب کی بات کر رہی ہے۔ایان کے نکاح کے دن وہ اس سے ناراض تھی مگر پھر بھی وہ جانتی تھی کہ اس نے فرح سے بات کی تھی اسے مزہ آیا تھا وہ جان کے اب اسے ستانے لگا۔

"تم کیا سمجھی تھی میں اس سے کیا باتیں کر رہا ہوں " عالی نے ہنسی کنٹرول کرتے ہوئے دوبارہ اسکے مقابل کھڑا ہو کر تجس سے پوچھا۔

"کچھ نہیں ،مجھے کیا جو مرضی باتیں کریں" وہ منہ بسورے بولی۔

"اچھا تو تم مجھے اجازت دے رہی ہو "اس نے شرارت سے کہا۔

"کیا مطلب کیسی اجازت"وہ اسکی طرف نا سمجھی سے دیکھتے ہوئے بولی۔

"یہی کے میں فرح سے جو مرضی باتیں کروں "اس نے آنکھ دبا کر کہا۔

"خبردار عالی جو آپ نے اسے بلایا تو، میں آپ کی جان لے لوں گی "وہ اسکو وارن کرتی ہوئی بولی

"اہہنہ "عالی نے سر نفی میں ہلایا تو نحل فورا بولی

"بہت برے ہے عالی آپ " کہتے ہی دونوں ہاتھوں سے اسکے سینے پہ مکوں کی برسات شروع کردی وہ اس کے دونوں ہاتھ تھامے کھڑا مسکرانے لگا

"اچھا اچھا بات سنو "

"کیا ہے" وہ نڑوٹھے پن سے بولی

"وہ نا مجھے فرح بہت اچھی لگتی ہے "اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"کیا " اس نے حیرت سے آنکھیں پھیلائی جیسے اسکی بات پہ یقین نہ آیا ہو۔

"ہاں سچی " وہ مصنوعی معصومیت سے بولا۔

"کیوں اس میں ایسا کیا ہے" نحل نے دکھ سے پوچھا

"کیونکہ وہ میری بہن ہے" اس کے جواب پہ نحل دوبارہ اسکے سینے پہ مکوں کی برسات شروع کرنے والی تھی کی عالی بول اٹھا۔

"ارے ارے بس یار درد ہو رہا ہے " وہ فورا رکی جو اس کے ہاتھ تھامے کھڑا مسکرا رہا تھا اسلم صاحب کی آواز پہ چونکا

"کیوں تنگ کر رہے ہو میری بچی کو" وہ کرسیوں کی جانب بڑھتے ہوئے بولے یقیناً وہ مغرب کی نماز پڑھ کے گھر لوٹے تھے۔

"دادوں میں کچھ نہیں کہہ رہا یہ آپکی نوابزادی ہی ہر وقت مجھ پہ شک کرتی رہتی ہے" وہ مسکراتے ہوئے اسکی شکایت کر رہا تھا

"توبہ نانا جان جھوٹ بول رہے ہیں یہ ہمیشہ مجھے تنگ کرتے ہیں" وہ اسے منہ چڑھاتے ہوئے مڑ گئی جانتی تھی اب اس کی شامت آنے والی ہے خود لان سے اندر کچن کی جانب چل دی۔ جبکہ اسلم صاحب انکی شکایتیں سن کر مسکرا دیئے۔ عالی وہی انکے پاس پڑی کرسی پہ بیٹھ گیا۔

مشال اور ارتضیٰ نقوی ہاوس آئے تھے انکی دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا۔ مشال نے زنک کلر کا جوڑا پہن رکھا تھا وہ اس رنگ میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی سب نے اسکی تعاریف کی تھی سوائے اس دشمنِ جان کے جسے عمر اور عابد صاحب سے گپ شپ میں فرصت ہی نہیں تھی وہ اسکی گوسپس سے زچ ہو رہی تھی۔ اسی لیے وہ تنگ آتی لاؤنج کی جانب چل دی۔

"ارتضیٰ میرا خیال ہے اب ہمیں چلنا چاہیے خالہ جان انتظار کر رہی ہو گی" وہ اسکے قریب پہنچنے پر بولی

"ہاں چلو چلتے ہیں کافی ٹائم ہو گیا ہے "وہ بھی اسی کے انداز میں بولا اور اٹھ کھڑا ہوا

۔ارتضی کے ہمراہ سب کھڑے ہو گئے وہ سب سے ملتی ملاتے نقوی ہاوس سے چل

دیئے۔

مشال کا موڈ اچھا خاصہ آف تھا ارتضی اسکا خراب موڈ بھانپ چکا تھا۔

"مشی "وہ نظریں برابر سامنے ونڈو سکرین پہ جمائے ہوئے بولا

" ہمممم "مشال نے گردن موڑے ارتضی کو دیکھا

"کیا ہوا موڈ کیوں آف ہے تمہارا"وہ ہنوز گاڑی چلانے میں مصروف تھا

"آپکو اس سے کیا مطلب" وہ منہ بسورے بولی تو ارتضی کو حیرت ہوئی

"کیا مطلب کیا، مجھے بتاو گی کیا ہوا ہے "ارتضی اب کی بار گردن موڑ کر اسکی جانب

دیکھا تھا جو منہ پھلائے بیٹھی تھی۔

"لو جی، اب میں آپ سے خود تو کہنے سے رہی کہ ارتضی آپ نے ایک بار بھی میری

تعاریف نہیں کی "وہ غصے اور دکھ کے ملے جلے جذبات لیے بولی تھی۔ناراضگی لہجے سے

صاف ظاہر تھی۔ارتضی اسکے انداز پہ دل و جان سے مسکرایا تھا

" اوہ اچھا تو انڈریکٹلی تم کہنا چاہ رہی ہو کہ میں تمہاری تعاریف کروں" ارتضی اسکے جملے

کی تصدیق کی

"ہاں بلکل " وہ دونوں ہاتھ سینے پہ جمائے ہوئے بولی

"اچھا" ارتضی نے سوچنے والے انداز میں کہا تو مشال کو کوفت ہوئی۔

"جی تو کریں پھر میں سن رہی ہوں "اس نے مزے سے کہا

"مشال تم اس گرین کلر میں واقعی اچھی لگ رہی ہو"ارتضی نے مسکرا کر کہا تو مشال نے آنکھیں چھوٹی کیے اسکو دیکھا پھر ایک دم سے بولی

"کیا کہا گرین کلر"مشال کو ارتضی پہ غصہ آ رہا تھا ایک تو وہ زنک کو گرین کہہ رہا تھا اور پھر بس اچھی بس وہ دل ہی دل بڑبڑائی مگر پھر اچھی کو چھوڑے اسکو دیکھا جو پوچھ رہا تھا۔

"ہاں کیوں کیا ہوا" ارتضی نے معصومیت سے پوچھا تھا وہ واقعی اس کلر کو گرین سمجھتا تھا

"ارتضی یہ گرین نہیں ہے" وہ بیچاری جنجھلا کے بولی

"اچھا پھر کونسا ہے" ارتضی نے مزید پوچھا۔

"زنک کلر ہے یہ عاقی "اس نے ہارتے ہوئے بتایا اس شخص سے یہی امید کی جا سکتی تھی۔وہ پھر سے باہر دیکھنے لگی تھی۔مشال نے ارتضی کی بات پہ سر گھمایا

"اوہ یعنی اب مجھے کلرز نیم بھی یاد کرنے ہوں گے "اس نے تاسف سے مشال کو دیکھا تو اس نے برا سا منہ بنائے سر اثبات میں ہلایا۔

رات کے کھانے کے بعد نصرت سے کچن کا کام کروا کے دس بجے نحل کمرے میں داخل ہوئی عالی بیڈ پہ بیٹھا لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلا رہا تھا اس کے کمرے میں آنے پہ اسے مخاطب کرتے ہوئے بولا۔

"نحل پیکنگ کر لو ہم لوگ جا رہے ہیں کل"عالی مصروف سے انداز میں بولا تھا

"کہاں" نحل بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگی

"لندن"اس نے نظریں گھما کے بیڈ کے دوسری جانب دیکھا جہاں نحل بیٹھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"لیکن کیوں" نحل نے سوالیہ انداز میں عالی کو دیکھا جو پھر سے لیپ ٹوپ کو دیکھ رہا تھا

"مجھے ایک دو ضروری کام کرنے ہیں اسی سلسلے میں"اس نے اسے مزید تفصیل بتاتے ہوئے ای میل انڈ کیا۔اور لیپ ٹاپ سائیڈ پہ کرتا اسکی جانب متوجہ ہوا

"مگر "وہ ابھی بھی حیران تھی

"مگر وگر نہیں جلدی پیکنگ کر لو کل شام کی فلائٹ ہے "عالی نے اسکو دیکھتے ہوئے مشکل آسان کی

"مگر عالی مجھے کالج جانا ہے"

" یار کیا ہو گا اگر تم کچھ چھٹیاں لے لو گی تو"

"نہیں عالی یہ مشکل ہے" وہ بیچارگی سے بولی کیونکہ وہ یوں کالج کو چھوڑ کر نہیں جا سکتی تھی وہ اپنی ذمہ داریوں کو نظرانداز نہیں کر سکتی تھی۔

"عجیب ہو نحل تم بھی لڑکیوں کو تو باہر جانے کا اتنا شوق ہوتا ہے اور تم مجھے منع کر رہی ہو" عالی کو حیرت ہوئی تھی اسکے انکار پہ۔

"آپ کو بہت پتا ہے لڑکیوں کے بارے میں" نحل نے مصنوعی حیرت سجائے کہا تو عالی گڑبڑا گیا

"نہیں میں تو بس جنرل بات کر رہا ہوں "اس نے صفائی پیش کی

"اوہ اچھا" نحل نے بھنویں اچکائی۔

"ہمممم" وہ معصومیت سے بولا تو نحل اسکے انداز پہ مسکرا دی۔

"مجھے کہیں نہیں جانا بس یہی رہنا آپ کے ساتھ اپنے گھر میں "وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی عالی نے اسے اپنے قریب کیا تو وہ اسکے کندھے پہ اپنا سر ٹکا گئی۔ ایک عورت کے لیے سب سے بہترین اثاثہ اس کا گھر اور عزت کرنے والا شوہر ہوتا ہے اس سے بڑھ کر ایک وفادار اور نیک عورت کو کم ہی کسی چیز کی چاہ ہوا کرتی ہے۔

ارتضی اور مشال کی شادی کو ایک ہفتہ ہو گیا تھا اور ارتضی صاحب شادی سے لگلے دن سے ہی آفس جا رہے تھے مگر مشال کے صبر کا پیمانہ ٹوٹنے کو تھا وہ کمرے میں ٹہلتی ہوئی بے چینی سے اسکے آنے کا انتظار کر رہی تھی اتنی دیر میں کمرے کا دروازہ واہ ہوا تو وہ فورا سے پلٹی ارتضی کمرہ کا دروازہ بند کر کے مڑا ہی تھا تو وہ اس کے سر پہ آ کھڑی ہوئی۔ارتضی نے اسکے بگڑے تیور دیکھ کر بھنویں اچکائی جیسے وجہ پوچھ رہا ہو۔

مگر وہ ابھی بھی سینے پہ ہاتھ باندھے کھڑی اسے گھور رہی تھی

"اکیا ہوا ہے "وہ ارتضی کو شادی کے بعد کم سے کم معصوم تو بلکل نہیں لگی تھی ہاں شیر کی نانی ضرور لگتی تھی۔

"مجھے بلانے کی ضرورت نہیں ہے اوکے" وہ منہ بسورتے ہوئی صوفے پہ بیٹھی۔

"یہ کیا بات ہوئی مجھے بتاو گی نہیں تو پتہ کیسے چلے گا یار "وہ بھی اسکے برابر میں آ گرا وہ کافی تھکا ہوا تھا۔

"ایک تو پورا ایک ویک ہو گیا اور ذرا سا بھی احساس نہیں کے اپنی نئی نیولی بیوی کو کہیں گھما پھرانے ہی لے جائے اوپر سے ناراضگی کی وجہ بھی مجھ سے ہی پوچھ رہے ہیں" وہ رو دینے کو تھی۔ارتضی اسکی ناراضگی پہ جی جان سے ہنسا۔

"پاگل" وہ غصے میں کہتی ہوئی کمرے کا دروازہ زور سے مارتی ہوئی باہر نکل گئی جبکہ ارتضی کو اب شدت سے اپنے غلط وقت پہ ہنسنے کا احساس ہوا تھا۔

"یار یہ تو ناراض ہی ہو گئی ہے"ارتضی نے افسوس سے بند دروازے کو دیکھا جہاں سے وہ کچھ دیر پہلے کافی غصے میں نکلی تھی۔

نحل اسکے جانے کے بعد اسے واقعی مس کر رہی تھی اب دل چاہ رہا تھا کہ اسے کہے کہ وہ جلدی لوٹ آئے مگر وہ نحل ہی کیا جو خود کال کر لے۔ تب ہی پاس پڑے فون

پہ رنگ ہوئی تو وہ مسکراتے ہوئے بڑبڑائی" صیح کہتے ہے دل کو دل سے راہ ہوتی ہے"۔اس نے کال ریسیو کی تو دوسری جانب سے پرجوش انداز میں سلام کیا گیا تھا۔

"اسلام علیکم جانِ من "عالی اپنے ازلی انداز میں بولا

"وعلیکم سلام "نحل اسکے انداز پہ مسکرائی

"کیا کر رہی ہو"

"کچھ نہیں بور ہو رہی ہوں "

"تو مجھے ہی یاد کر لیتی ساری بوریت چھٹ جاتی نہ"عالی نے سر بیڈ کی ٹیک سے لگاتے ہوئے کہا

"آپ کب آئے گے عالی"محل نے اسکی بات کو اگنور کیا

" بس یار ایک اور دن کی بات ہے پھر میں لاہور میں ہوں گا

اچھا بتاو تمہیں کچھ چاہیے تو نہیں میں تمہارے لیے لے آوو گا "وہ چاہتا تھا نحل خود اس سے کچھ مانگے

"نہیں مجھے کچھ نہیں چاہیے "

"کیوں بھئ" عالی کو اسکا انکار بلکل پسند نہیں آیا تھا

"ویسے ہی بس آپ آ جائے جلدی "اس نے اپنے دل کی بات کی تھی

"اوہ تو مجھے یاد کیا جا رہا ہے "عالی خوش فہم ہوا

"نہیں تو ایسی تو کوئی بات نہیں ہے "مگر وہ نحل ہی کیا جو عالی کو خوش فہم ہونے دے۔

"یار تم تو چند لمحوں کیلیے خوش بھی نہیں ہونے دیتی"

"ہاں جی میں ہی بری ہوں "نحل نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے فون کاٹ گئی۔جبکے عالی فون کو تکتا رہ گیا تھا۔ اس نے تو مذاق کیا تھا مگر وہ ناراض ہو گئی تھی۔اس نے بیچارگی سے بند سکرین کو دیکھا۔

مشال دوپہر کے بعد کمرے میں واپس نہیں آئی تھی ارتضی رات کے دس بجے تنگ آتا ہوا نیچے لاؤنج میں پہنچا تو وہاں ہی صوفے سے ٹیک لگائے سو چکی تھی ٹی وی چل رہا تھا۔وہ ٹی وی بند کرنے کے بعد اسکی جانب بڑھا اور اس کو گود میں اٹھائے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ وہ گہری نیند میں تھی اسی لیے اٹھی نہیں وہ اسے بستر پہ لٹا کر اس پہ کمفرٹر برابر کرتا خود دوسری جانب لیٹ گیا۔اس کی ناراضگی بجا تھی۔ اسے آفس کے کاموں کی وجہ سے ٹائم نہیں ملا تھا وہ اس کے بارے میں سوچتے سوچتے نیند کی وادی میں اتر گیا۔

نحل نے تین دن بہت مشکل سے گزارے تھے اور وہ ابھی بھی ایک اور دن کا کہہ رہا تھا نحل کو اسکی مصروفیت پہ رہ رہ کے غصہ آ رہا تھا وہ اپنا سر تکیے میں دیے بستر پہ لیٹ گئی۔ مگر پھر کچھ سوچتے ہوئے مسکرائی۔

" ایسے تو پھر ایسے ہی صبح "وہ بڑبڑائی اور فاتحانہ انداز سے چہرے پہ مسکراہٹ سجائی۔

عالی نے اسے دوبارہ رات میں فون کیا تھا مگر وہ جان بوجھ کے نظرانداز کر کے سوتی بنی۔

عالی کو اب اپنی بے وقوفی پہ غصہ آیا۔ وہ اپنا کام نپٹا چکا تھا اس نے ارجنٹ بکنگ کرائی تھی مگر فرق کسے پڑتا تھا۔وہ تھک کر فون ایک طرف رکھے بستر پہ گرا۔

مشال صبح ہوتے ہی کمرے سے باہر نکل گئی تھی ناشتے پہ بھی منہ بنائے یہاں وہاں گھومتی رہی تھی جس کا صاف صاف مطلب تھا کہ وہ ابھی تک ناراض تھی دوپہر کے دو بجے لنچ بریک میں ارتضی نے مشال کو آفس سے فون کیا مگر جواب ندارد کئی کالز کے بعد اس نے فضہ بیگم کو کال ملائی۔مشال اور فضہ بیگم دونوں لاونج میں بیٹھی اس وقت رات کا مس ہوا ڈرامہ دیکھ رہی تھی کال ریسیو ہوتے ہی ارتضی نے فضہ بیگم کو مخاطب کیا۔

"ماما"

"ہاں کیا ہوا ارتضی "وہ مصروف سے انداز میں بولی

"ماما آپ کی بہو میرا فون نہیں اٹھا رہی "ارتضی کو اب اس پہ غصہ آ رہا تھا

"ہاں تو تم نے ہی کچھ کہا ہو گا "وہ آرام سے بولی جبکہ انکے الفاظ نے جلتی پر تیل ڈالنے کا کام کیا تھا

"لو جی "ارتضی نے اپنا سر پکڑا وہ دونوں اسکے ماں باپ کم اور مشال کے زیادہ تھے اور اس بات کا اندازہ اسے پچھلے کچھ دنوں سے کافی اچھے سے ہو رہا تھا

"کیا لو جی ہر وقت ستاتے رہتے ہو اس معصوم سی بچی کو "انہوں نے افسوس سے کہا۔

"اچھا میں ستاتا ہوں" اس نے حیرت سے پوچھا

"ہاں تو اور کیا "فضہ بیگم نے لا پرواہی سے جواب دیا۔

"اوہ خدایا اچھا اس سے کہیے گا شام میں تیار رہے ہمیں شاپنگ پہ جانا ہے "ارتضی نے فون کرنے کا مقصد بتایا کیونکہ وہ اس وقت اس بحث کے موڈ میں نہیں تھا وہ جانتا تھا ہر حال میں قصور وار وہی ہونے والا ہے۔پاس بیٹھی مشال کی آنکھیں شاپنگ کے نام پہ خوشی سے حملہ تھی ان دونوں کے درمیان فاتحانہ مسکراہٹ کا تبادلہ ہوا تو فضہ بیگم بولی۔

"ہمم کہہ دوں گی "وہ ہنوز سنجیدگی سے بولی

"اوکے خدا حافظ "فضہ بیگم نے الوداعی القابات ادا کیئے تو وہ بھی کہنے لگا۔

"جی اللہ حافظ "وہ کہتے ہی فون کو حیرت سے دیکھنے لگا "عجیب ہے یہ سب لوگ" ارتضی دل ہی دل میں بڑبڑاتے ہوئے تاسف سے گردن ہلائی۔

عالی سات گھنٹے کی فلائیٹ کے بعد شام کے سات بجے پہنچا تھا وہ اسلم صاحب اور عالیہ سے ملنے کے بعد کمرے میں داخل ہوا تو خالی کمرہ اسے منہ چڑھا رہا تھا۔وہ فورا نیچے کی جانب دوڑا۔ لاؤنج میں ایان اور صارم بیٹھے میچ دیکھ رہے تھے۔

"ماما"

"ماما "وہ انہیں آوازیں دیتا ہوا کچن کی طرف لپکا۔

"ہاں عالی کیا ہوا ہے کیوں چیخ رہے ہو "عالیہ بیگم کچن میں کام کر رہی تھی

"ماما نحل کہا ہے وہ اوپر نہیں ہے "عالی نے منہ بسورا

"وہ تو تمہاری پھوپھو کی طرف ہے ان سے ملنے گئی تھی"عالیہ بیگم دیگچی میں چند چلاتے ہوئے بولی ۔

"لیکن کیوں" وہ بے چینی سے بولا تو عالیہ بیگم اسکی بات پہ آنکھیں اس پہ جمائے غصے سے بولی

"حد ہے عالی وہ اسکی ماں ہے اسے یاد کر رہی تھی تو چلی گئی اس میں کیوں کا کیا مطلب ہوا"وہ خاصا بد مزہ ہوا تھا اور فورا باہر کی جانب چل دیا۔

مشال

گاڑی میں بیٹھے وہ رضوی ہاوس پہنچ گیا تھا۔ صبین بیگم لاؤنج میں تھی اور نحل کچن میں کھانا بنا رہی تھی۔ نصرین کو آج اس نے گھر جلدی بھیج دیا تھا۔ صبح کالج کے بعد وہ جان

بوجھ کے صبین بیگم کی طرف آئی تھی۔ وہ جانتی تھی عالی جب بھی آئے گا اس بات

سے خاصا چڑ جائے گا۔ عالی سیدھا لاؤنج میں پہنچا تھا۔

"اسلام علیکم پھوپھو "وہ ان کی جانب بڑھا۔

"وعلیکم سلام آ گئے تم "صبین بیگم نے شفقت سے پیار کرتے ہوئے کہا

"جی پھوپھو" نظریں اسی کی منتظر تھی وہ دائیں بائیں دیکھتا ہوا صبین سے پوچھنے لگا۔

"پھوپھو نحل کہاں ہے "اسکی بات پہ صبین بیگم پر خفیف انداز میں مسکرائی

"وہ کچن میں ہے بیٹا"

"اوہ اچھا اوکے" وہ فورا سے کچن کی جانب گیا تو اس کی جلد بازی دیکھے صبین بیگم

ہنس دی۔وہ مگن سی ٹماٹر کاٹ رہی تھی جب عالی نے اسے ڈرانے کے لیے کان کے

پاس جھکتے ہوئے اسکا نام پکارا

" نحل"آواز کافی بھاری ہونے کی وجہ سے نحل پہچان نہیں سکی تھی اس کے ہاتھوں

میں چاقو تھا وہ ڈرتے ہوئے پلٹی تو عالی کھڑا اس کی حالت پہ مسکرا رہا تھا وہ واقعی ڈر

گئی تھی۔

"آآپ "اسکے چہرے پہ خوف صاف لہرا رہا تھا

"ہمم" وہ خود کو سنجیدہ رکھتے ہوئے اسکے چہرے پہ آئے بالوں کی لٹ کان کے پیچھے

اڑستے ہوئے اسکے ہاتھ سے چاقو لیے ایک طرف کرتا ہوا بولا۔

"آپ نے تو کل آنا تھا"وہ منہ بنائے بولی

"ہاں مگر میں تمہاری ناراضگی مول نہیں لے سکتا تھا اسی لیے آج ہی آ گیا ہوں" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"اوہ اچھا "

"ویسے تم جان بوجھ کے آئی ہو نہ یہاں" وہ تفتیشی انداز میں بولا

"نہیں تو "وہ چہرہ گھماتے ہوئے بولی

"اچھا جی" وہ چہرے پہ مصنوعی حیرت سجائے بولا

"ہمم" وہ پھر سے ٹماٹر کاٹنے لگی جبکہ عالی اس کی خفیف مسکراہٹ پہ سر جھٹک کے رہ گیا۔

"چلو جلدی کرو گھر چلیں "عالی نے جلد بازی میں کہا

"نہیں مجھے کھانا بنانا ہے آپ اچھے بچوں کی طرح باہر بیٹھے کھانا کھا کر جائینگے " وہ واقی جان بوجھ کے آئی تھی عالی کو اپنی جلد بازی پہ رہ رہ کے افسوس ہو رہا تھا۔

"اوکے "وہ کہتے ہی باہر کی جانب چل دیا۔سب نے خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا تھا اور پھر وہ صبین بیگم سے اجازت لیتے گھر کی جانب چل دیے۔ وہ دوں اپنے کمرے میں بیٹھے تھے جب عالی نے اسے مخاطب کیا۔

"ویسے نہ نحل تم دیکھنے میں ہی معصوم لگتی ہو کیسے تم نے مجھے ایک پل میں بے وقوف بنایا ہے" وہ پچھتاوے سے بولا

"نہیں جی آپ ہے ہی بے وقوف اسی لیے تو اتنی جلدی بن بھی گئے تھے" وہ اسکو بے وقوف کہتی زور زور سے ہنس دی جب کہ عالی اسکی بات پہ اندر تک سلگھ کے رہ گیا تھا۔

"تم ایک ظالم بیوی ہو جسے مجھ جیسے معصوم سے شوہر کو تنگ کر کے مزہ آتا ہے"وہ بیچارگی سے بولا۔

"بیویاں تو ظالم ہی ہوتی ہے مسٹر عالی" وہ اسے چڑاتی ہوئی بولی۔

"تو تم یہ روایت توڑ دو نہ ایک سویٹ سی بیوی بن کے" اس نے آنکھوں میں امید لیے کہا تو نحل دو بدو بولی

"نیور" وہ کہتے ہی کمرے سے باہر نکل گئی تو عالی اپنا سر صوفے پہ گرائے مسکرانے لگا تھا مجھے تم ہر حال میں قبول ہو "مسز عالی "اس نے کہتے ہی اپنی آنکھیں موند لی تھی۔

ارتضی نے مشال کی ضد پہ سکردو کی ٹکٹس بک کرائی تھی۔ وہ دنوں ہفتے کو وہاں جانے والے تھے یہ تو ارتضی ہی جانتا تھا کہ اس نے اس آفت کی پر کالا کو کیسے منایا تھا بیس ہزار کی شاپنگ کے بعد بھی وہ اس سے ناراض تھی

جس کا مطلب تھا ٹرپ ہی اسکی ناراضگی ختم کرنے کا آخری حل ہے۔

وہ کمرے میں بیڈ پہ بیٹھی لیپ ٹاپ پہ موی دیکھ رہی تھی جب ارتضی کمرے میں داخل ہوا وہ اس پہ سرسری نگاہ ڈالتے پھر سے لیپ ٹاپ پہ نظریں مرکوز کر چکی تھی وہ صوفے پہ بیٹھے اسے بلا رہا تھا مگر جواب ندارد۔

"مشال "جواب نہ پاکر وہ پھر سے بولا۔

"مشی"

"جی" وہ اسکی جانب دیکھے بغیر بولی

"مجھے چائے بنا دو پلیز میرے سر میں بہت درد ہے"۔اس نے ٹائی کی ناٹ کھولتے ہوئے اس سے کہا تو فورا جواب آیا تھا

"میں موی دیکھ رہی ہوں" ارتضی کو اسکی لاپرواہی پہ غصہ آ رہا تھا۔وہ مسلسل تین دن سے اس سے ناراض تھی اور اسے اگنور کر رہی تھی۔

"لڑکی شوہر کا کچھ تو احساس کرو "وہ اسکی لاپرواہی پہ تڑخ کے بولا۔

"اچھا بنا رہی ہوں" وہ لیپ ٹاپ کو سائیڈ پہ کرتی چائے بنانے چل دی وہ کمرے میں واپس لوٹی تو وہ ٹراؤزر شرٹ پہنے بیڈ پہ بیٹھا موبائل چلا رہا تھا۔

"چائے "سائیڈ ٹیبل پہ رکھتی ہوئی وہ مڑی تو ارتضی نےاسکی کلائی تھامی جس پہ مشال نے منہ بسورا۔

"آپکی کوشش بیکار جانے والی ہے اس لیے رہنے دے" مشال نے اسکے ہاتھ پکڑنے پہ چوٹ کی تو ارتضی نے اسے پیار سے بیڈ پہ بیٹھاتے ہوئے سائیڈ ٹیبل سے ٹکٹس اٹھا کر اس کے سامنے کرتے ہوئے بولا

"اس کے باوجود بھی "بھوری آنکھیں مسکرا رہی تھی

"کیوں یہ کیا ہے "گہری بھوری آنکھیں حیرت سے پھیلی تھی

"خود ہی دیکھ لو "وہ اسکی جانب بڑھاتے ہوئے بولا۔

"اوہ واو تھنک یو ارتضی" وہ خوشی میں ارتضی کے گلے لگ گئی۔ جس پہ ارتضی مسکراتا ہوا اسے دیکھ رہا تھا۔اپنی حرکت کا احساس ہوتے وہ پیچھے ہٹی شرم سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"اگر مجھے پتہ ہوتا تم اتنی خوش ہو گی تو میں یہ پہلے ہی کروا لیتا" وہ اتنی پہ زور دیتا بولا تو مشال اچھمبے سے پیچھے ہٹی اور مسکراتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔ ارتضی اس کی حرکت پہ مسکراتا ہوا دروازے کو دیکھنے لگا جہاں سے وہ باہر جا چکی تھی۔

نحل صبح اٹھی تو عالی کو بستر پہ آڑا ترچھا لیٹا دیکھ کر مسکراتی ہوئی واش روم میں گھس گئی۔ وہ واپس کمرے میں لوٹی تب بھی عالی اسی طرز میں لیٹا تھا نحل اسکی سائیڈ پہ پہنچی اور اسکو اٹھانے کی خاطر وہی بستر پہ بیٹھ گئ

"عالی اٹھ جائے آپ آفس سے لیٹ ہو جائے گے "

" ہہمممم "وہ گردن گھمائے دوسری طرف منہ کیے لیٹ گیا تھا

"عالی پلیز اٹھ جائے میں نیچے جا رہی ہوں آپ تیار ہو جائیے گا"۔ وہ کہتے ہوئے نیچے کی جانب بڑھ گئی جب عالی کے موبائیل پہ ریمائنڈر بجنے لگا۔ وہ جھنجھلا کر اٹھا اور موبائل اٹھاتے اسے حیرت اور افسوس سے دیکھنے لگا تھا۔

"اوہ گاڈ یہ میں نے کیا کر دیا" وہ افسوس سے کہتا فورا بستر سے نیچے اترا اور واش روم کی جانب بڑھ گیا آج اسے بہت سے کام تھے اس نے آج کے لیے کتنا کچھ پلین کرنا تھا جنہیں وہ اپنے آفس کے کاموں میں بھول گیا تھا۔ عالی جلدی میں کمرے سے نکلا اور نیچے لاؤنج میں پہنچا جہاں سب لوگ ڈائینگ ٹیبل پہ بیٹھے ناشتہ کرنے میں مصروف تھے اس نے دور کھڑی پرسکون سے انداز میں ناشتہ لگاتی نحل کو دیکھا جو سنجیدگی سے کھانے کی چیزیں میز تک پہنچا رہی تھی۔ پھر ایان کو دیکھا جو مزے سے بیٹھا اپنے ناشتے سے انصاف کر رہا تھا جسے عالی نے مخاطب کیا

"ایان"

"جی بھائی "وہ پراٹھا کھاتے ہوئے بولا

"یار پلیز آج تم نحل کو کالج چھوڑ دو مجھے ایک ضروری میٹنگ اٹینڈ کرنی ہے"وہ روانگی سے کہہ رہا تھا

"اوکے بھائی شیور" وہ مسکراتے ہوئے پھر سے ناشتہ کرنے لگا جب کہ عالی اپنی چائے کا کپ رکھتا ہوا وہاں سے رخصت ہو گیا اور باقی سب اس کی جلدی دیکھ کر حیران رہ گئے تھے۔ مگر وہ ایسا ہی ہو گیا تھا جلد باز سا۔ نحل کچن سے لوٹی تو عالی ٹیبل پہ موجود نہیں تھا اسکی خالی کرسی نے گویا نحل کو منہ چڑھایا۔ وہ فورا وہی عالی کی جگہ پہ بیٹھی اور ایان کو بلایا

"جی آپی"

"عالی کہاں ہے" اس نے گویا سرگوشی کی

"اوہ بھائی وہ تو آفس چلے گئے "اس نے مسکراہٹ دبا کر کہا ۔

"کیا مطلب" وہ حیران ہوئی تھی

"کچھ نہیں ان کی ایک امپورٹنٹ میٹنگ تھی آج آپ کو میرے ساتھ جانا پڑے گا" اس نے اداس شکل بنا کر کہا تو نحل اس کے انداز پہ مسکرا دی۔

"اوکے جلدی کرو پھر" وہ اسکو کہتی اپنا ناشتہ کرنے میں مگن ہو گئی مگر اسے یوں عالی کا چھوڑ کر جانا بلکل اچھا نہیں لگا تھا۔عالی پہلی فرست میں ڈزائینر کی شاپ پہ پہنچا اور اس نے ایک قیمتی ڈرس آرڈر کیا اور شاہ ہاوس بھجوایا تھا۔ خود وہی سے میٹنگ میں چلا گیا تھا۔

آج اسکی میٹنگ عمر اور ارتضی کی کمپنی کے ساتھ تھی جسکے لیے وہ بہت پرجوش تھا اس نے نہایت محنت سے پریزینٹیشن تیار کی تھی اور اب اس کو پیش کرنے کے لیے

پرجوش نظر آ رہا تھا۔ وہ آفس میں داخل ہوا تو علیزے نے اسے دیکھتے ہی سلام کیا اور اس کے پورے دن کا شیڈول وہ اب اس کے کان کے قریب کہتی ہوئی اس کے ساتھ ساتھ میٹنگ روم کی جانب بڑھ رہی تھی عمر اور ارتضی یقینا وہاں پہنچ چکے تھے۔ عالی نے کمرے میں داخل ہوتے ہی کانفرس میز پہ بیٹھے اپنے سٹاف سمیت ارتضی اور عمر کو مشترقہ سلام کیا اور پھر ان دونوں سے بغلگیر ہوتے ہوئے اپنی کرسی کے پاس کھڑا ہو کر اپنی پریزینٹیشن شروع کرنے کی اجازت مانگی تو ابان صاحب سمیت سب نے اثبات میں سر ہلایا تو وہ بولنے لگا تھا سارا سٹاف ، عمر اور ارتضی سمیت سب اسے خاموشی سے سن رہے تھے۔

مشال کو ارتضی نے آج شام نکلنے کا کہا تھا وہ تو خوشی سے پاگل ہو رہی تھی۔ اس نے ضرورت کی ہر چیز پیک کی تھی وہ ہمیشہ سے سکردو جانا چاہتی تھی اپنی ینگ ایج سے اور اس کی ضد پہ ہی ارتضی نے وہاں کی ٹکٹس بک کرائی تھی مشال کو اس جگہ سے محبت تھی اس نے اس جگہ کے بارے میں بہت سرچ کی تھی اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ ارتضی کہ ساتھ جا پائے گی مگر اس احساس کو محض محسوس کر کے ہی وہ خوش تھی بہت خوش۔ مسکان تو کل رات سے ہی اسکے ہونٹوں سے جدا نہیں ہو رہی تھی۔دوپہر کے بارہ بج چکے تھے مشال نے پیکنگ تو کر لی وہ پیکڈ بیگ کا سرسری جائزہ لیتے ہوئے بیڈ سے نیچے اتری تھی بس اب اسے خود تیار ہونا تھا وہ واشروم میں جانے

والی تھی جب اس کا فون بجنے لگا جس پہ علینا کالنگ جگمگا رہا تھا وہ مسکرائی پھر جلدی سے کال اٹھا کر فون کان سے لگایا۔

"ہیلو مشی کیسی ہو "

"جی بھابی میں ٹھیک ہوں آپ بتائے آپ اور زین کیسے ہیں"

"ہاں چندہ ہم سب ٹھیک ہے زین تمہیں بہت یاد کرتا ہے "

"بھابھی میں مصروف تھی ورنہ زین سے ملنے ضرور آتی "

"نہیں کوئی بات نہیں ارے ہاں تمہاری پیکنگ ہو گئی"

"جی بھابی سب کر لیا بس اب تیار ہونے لگی تھی ارتضی نے شام کو نکلنے کا کہا تھا"

"ہاں بھئی چلو تم تیار ہو جاو جلدی سے میں بعد میں بات کروں گی اوکے"

"اوکے خدا حافظ" وہ فون ایک سائیڈ پہ رکھتے ہوئے مسکراتی ہوئی فورا واشروم کی جانب دوڑی۔

نحل کالج میں اپنے آفس میں بیٹھی کچھ کام کر رہی تھی جب اس کے فون پہ عاشی کی کال آئی نحل کو لگا تھا عالی کی کال ہو گی مگر سکرین پہ عاشی کا چمکتا نام دیکھ کر اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ جمی کال ریسیو کرتے ہی عاشی کی گنگناتی آواز سنائی دی۔

"ہیپی برتھڈے ٹو یو "

"ہیپی برتن ڈے ڈیر آپی"

"ہیپی برتھ ڈے ٹو یو" وہ آخری بار کہتی ہوئی کی تو نحل نے حیرت سے ٹیبل پہ کھڑے کیلینڈر کو اپنی جانب موڑا کیا آج اس کا برتھ ڈے تھا مگر اسے تو یاد بھی نہیں تھا وہ مسکراتے ہوئے بولی

"تھینک یو گڑیا"

"مجھے یقین ہے آپ ہمیشہ کی طرح بھول گئی ہو گی"

وہ اسکی بات پہ ہنسی تو عاشی نے اپنا سر پیٹا

"اچھا یہ بتائے عالی بھائی نے وش کیا"

"نہیں"

"کوئی حال نہیں آپ دونوں کا دونوں ہی ایک جیسے ہے"

"اچھا جی"

"ہمممم تو اور کیا"

"اور یہ عالی بھائی ویسے تو بہت بنتے ہیں اور برتھڈے تک وش نہیں کی"

"نہیں ایسی بات نہیں ہے عاشی"

"ہاں بھئی اب بہن کہاں صیح لگے گی"

اسکی بات پہ نحل مسکرائی تو عاشی بولی

"اوکے آپ اپنا خیال رکھنا میں ذرا زینب کو دیکھوں کیا کر رہی ہے "اس نے مسکرا کر کہا اور کال منقطع کردی۔ جبکہ نحل نے غصے سے ایک بار اپنے فون کو دیکھا جہاں اسکو ایک میسج تک نہیں کیا گیا تھا "آئے بڑے عشق کرتا ہوں " وہ بڑبڑاتی ہوئی سر جھٹکتی پھر سے کام میں مصروف ہوگئی۔

عالی نے پریزینٹیشن مکمل کی تو کمرے میں تالیوں کی گونج سنائی دینے لگی تھی وہ بلا شبہ ہر چیز کو اچھے سے بیان کرنے کا ہنر جانتا تھا عمر اور ارتضی بھی مسکراتے ہوئے کھڑے ہوئے اور پھر ایک دوسرے سے ہاتھ ملاتے ہوئے پارٹنرز کی حیثیت سے گلے ملے جس پر سارا سٹاف خوشی سے ایک دوسرے کو ملنے لگا۔

نحل کالج سے خود آئی تھی اور آتے ہی اپنے کمرے میں گھس گئی وہ آج واقعی تھک گئی تھی اور عالی پہ غصہ بھی بہت آیا تھا۔ اس نے صوفے پہ بیٹھتے ہوئے گردن بیڈ کی جانب موڑی تو اسکی نظر بیڈ پہ پڑے باکس پہ گئی تو وہ جھٹ سے اسکی جانب لپکی اس نے ڈبے کا جائزہ لیا تو اسے کھولنے پہ اندر سے ایک فراک نکلی تھی جو بلکل فیریز جیسی تھی۔ وہ ابھی محویت سے اسے دیکھ رہی تھی جب اسکے فون پہ نوٹیفکیشن کی ٹون بجنے لگی۔ وہ ڈریس کو سائیڈ پہ کرتی فون سے میسج پڑھنے لگی۔جس میں لکھا گیا تھا کہ سات

بجے تک تیار ہو جانا ہم ڈنر باہر کریں گے۔ وہ عالی کا میسج دیکھے مسکرائی اور پھر اوکے لکھ کر موبائل سائیڈ میں رکھتی جوتا اور بیگ دیکھنے لگی تھی جو واقعی بہت خوبصورت تھے۔

مشال بلکل ریڈی اسکا انتظار کر رہی تھی گاڑی کے ہارن کی آواز سے اسے پتہ چل گیا کہ وہ گھر آچکا ہے وہ گھر آتے ہی کمرے کی جانب بڑھا۔ارتضی نے کمرے کا دروازہ وا کیا تو سامنے کھڑی مشال اسے دیکھتے ہی مسکرائی تھی۔

"آ گئے آپ" سوال غصے سے کیا گیا تھا اور ارتضی وجہ سے بخوبی واقف تھا کبھی مسکرایا۔

" ہمممم" وہ کہتے ہی اس کی جانب بڑھا جو بلیو رنگ کے کرتے اور جینز پر کھلے لیئر بالو کو کھولے گردن میں ہم رنگ ڈوپٹہ ڈالے کافی اچھی لگ رہی تھی اسکے بڑھتے قدموں نے کر مشال کی دھڑکنیں بڑھا دی تھی مگر وہ غصے سے کھڑی ہوئی اسے دیکھ رہی تھی جو مسلسل مسکرا رہا تھا۔

اسکے قریب پہنچ کر ارتضی نے اسکو خود سے قریب کیا تو وہ اسکے سینے سے جا لگی۔ خود کو سنبھالتے ہوئے وہ ابھی بھی سخت تیور لیے ہوئے تھی

"تمہیں اب مجھ سے ڈر نہیں لگتا"

"نہیں" وہ سر نفی میں ہلاتی ہوئی بولی۔

"کیوں "ارتضی نے بھنویں سمیٹ کر سوال کیا

"کیونکہ اب آپ میرے شوہر ہے "اس نے لا پرواہی سے کہا تو ارتضی نے اسی کے انداز میں جواب دیا جبکہ ہونٹ مسکرا رہے تھے "اچھا جی "

"ہاں جی " اتنا کہنا تھا کہ ارتضی اس کی جانب بڑھا اسکے بالوں کو چہرے سے ہٹاتے ہوئے اس پہ جھکا تو مشال کے دھڑکنے ریل گاڑی کی رفتار سے دوڑنے لگی اس سے پہلے وہ کوئی ردِ عمل کرتا مشال فورا سے سائیڈ سے ہو کر باہر کی جانب بھاگی۔ مگر پھر دروازے میں کھڑی ہو کر پلٹی اور کہنے لگی۔

"جلدی کریں ہمیں دیر ہو رہی ہے "وہ اسکی حرکت پہ خجل سا ہو کر مسکرا دیا۔

نحل کمرے میں کھڑی خود کو دیکھ رہی تھی جو آج کسی شہزادی سے کم نہیں لگ رہی تھی مکمل پارٹی میک اپ کیا گیا تھا۔ وہ پیروں تک آتی فراک چھوٹے موتی نما آویزے کانوں میں پہنے ہاتھ میں اپنی مخصوص گھڑی پہنے بالوں کو جوڑے میں قید کیے بالوں کی چند لٹوں کو چہرے پہ آوارہ چھوڑے وہ بلکل شہزادی لگ رہی تھی نحل نے ایک پل کے لیے خود کو آئینے میں دیکھا تو اپنے گزرے ہوئے دن یاد کیے آنکھیں نمکین پانی سے بھر گئی اللہ نے امتحان ختم کر دیئے تھے خوشیاں اسکی جھولی میں ڈال دی گئی تھی اگر کسی چیز کی کمی تھی تو وہ فقت باپ کی ہستی تھی جسے سب اپنوں نے مل کے پورا کرنے کی کوشش تو ضرور کی تھی مگر ماں باپ کی کمی کبھی پوری نہیں کی جا سکتی بھلا کوئی ماں باپ کی کمی بھی پوری سکتا ہے دو آنسو ٹوٹ کر اسکے رخسار پہ بہہ گئے اچانک

فون پہ رنگ ہوئی تو نحل اپنے خیالوں سے باہر آئی تھی جس پہ صبین بیگم کالنگ جگمگا رہا تھا انہوں نے نحل کو وش کرنے کے لیے کال کی تھی ابھی وہ انہیں ہی تو یاد کر رہی تھی ان سے بات کرنے کے بعد وہ اپنی سوچوں کو پسِ پشت ڈالے اپنی فراک کی ہم رنگ ہیلز کی طرف بڑھی جو واقعی بہت خوبصورت تھی وہ صوفے پہ بیٹھی انہیں پہن رہی تھی جب اسے ہارن کی آواز سنائی دی تو بھاگتی ہوئی دعا کمرے میں نازل ہوئی اور اسے دیکھتی ہی رہ گئی

" واو ماشاللہ" بے اختیار اسکے منہ سے وہ الفاظ نکلے تھے جس پہ نحل مسکرائی

" چلیں ریپنزل آپکے پرنس نیچے آپکو بلا رہے ہیں" وہ سانس بحال کرتے ہوئے جلدی میں بولی۔ تو نحل نے پیار سے دعا کا گال سہلایا

"ہاں چلو "وہ بیگ اٹھاتی ہوئی باہر نکلی تھی سیڑھیوں سے اترنے کے بعد وہ چپ چاپ گھر سے باہر نکل گئی سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں تھے باقی لوگ کچن میں موجود تھے۔ گھر سے باہر قدم رکھتے سب سے پہلی نظر اسکی عالی پہ گئی جو سوٹ میں تیار سا گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا وہ واقع پرنس تھا نحل کا پرنس ۔اس کے ہیلز کی آواز پہ عالی نے گردن موڑی تو سامنے کھڑی نحل کو دیکھتے ہی بے ساختہ ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی گہری مسکراہٹ۔اسکا عشق اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا تو اس پہ فرض تھا کہ وہ بھی مسکرائے اور وہ یہ فرض قضا نہیں لڑنا چاہتا تھا۔

وہ چلتی ہوئی اس کے پاس پہنچی تو عالی نے اس کی جانب بڑھ کر گاڑی کا دروازہ کھولا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو نحل اپنی پیروں تک آتی فراک اٹھاتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ گئی عالی نے گاڑی میں بیٹھتے ہی زن سے گاڑی ہوٹل کے راستے پہ دوڑانہ شروع کی کچھ دیر میں گاڑی ہوٹل کے سامنے پہنچ چکی تھی پہلے عالی خود گاڑی سے اترا اور پھر نحل کی مدد کی جو مشکل سے اتر پا رہی تھی۔ عالی نے اپنا ہاتھ پیش کیا تھا جسے نحل محبت سے تھام چکی تھی دونوں اندر کی جانب چل دیئے دونوں کے لب مسکرا رہے تھے جب عالی نے اسے مخاطب کیا

" نحل ہیو آ سیٹ پلیز "وہ کرسی پیچھے کرتے ہوئے کہہ رہا تھا اسکے کہنے پہ نحل مسکرائی اور جوابا کہا

"تھینکس" عالی دوسری جانب سے ہوتا ہوا اس کے مقابل بیٹھا۔ یہ وہی ہوٹل تھا جہاں عالی اسے پہلی بار لایا تھا کینڈل لائٹ میں وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے سچ کہتے ہے آنکھیں روح کی کھڑکیاں ہوتی ہے آج لفظوں نے زبان سے ادا ہونے سے انکار کر دیا تھا نظریں محو گفتگو تھی ۔ بیک گراونڈ میں دھیما میوزک چل رہا تھا۔

"کیا لے گی مسز عالی آپ "وہ پیار سے کہہ رہا تھا تو نحل نے مسکراتے ہوئے آرڈر کیا۔عالی نے نحل کا میز پہ رکھا ہاتھ تھامے اسے مخاطب کیا جو خاصی نروس لگ رہی تھی

"نحل آر یو فائن "

"ہممممم" نحل سر اثبات میں ہلاتی ہوئی مسکرائی تھی

"میرے پاس تمہیں دینے کیلیے کچھ ہے" نحل نے اسکی بات پہ آنکھیں اس پہ جمائے ہوئے حیرت سے دیکھا تو وہ کوٹ کی جیب سے چھوٹی ڈبی نکالتا ہوا اس کی جانب بڑھا اور وہی قدموں کے بل نیچے بیٹھا تو نحل گڑ بڑائی حیرت کے مارے نحل کا منہ کھل چکا تھا

عالی کیا کر رہے ہے وہ دھیمی آواز میں بولی تو عالی ڈائمنڈ کی رنگ اسکی جانب بڑھائے اپنی خالی ہتھیلی پہ اسکا ہاتھ مانگ رہا تھا نحل نے آنکھوں میں خوشی اور تعجب کے ملے جلے جذبات لیے اپنا ہاتھ بڑھایا تو عالی نے مسکرا کر وہ رنگ نحل کی انگلی میں پہنا دی۔الفاظوں نے اسکا ساتھ چھوڑ دیا تھا وہ محظ آنکھوں میں نمکین پانی اور گہرے جذبات لیے اسے دیکھ رہی تھی جس نے اپنے عشق سے زندگیکی ہر کمی ہر کسکلو پورا کر دیا تھا وہ اپنے رب کی جتنا بھی شکر ادا کرتی کم تھا۔

دونوں نے خوبصورت ماحول میں کھانا کھایا پھر نحل کے کہنے پہ وہ گھر پیدل واک کرتے ہوئے جا رہے تھے۔

"نحل میں نے کبھی نہیں سوچا تھا تمہارے بغیر زندگی اتنی مشکل ہو جائے گی کہ میں اپنوں سے بھی دور بھاگوں گا جن کے ساتھ میں نے ساری زندگی گزاری ہے"وہ محو سا اپنے دل کا حال بیان کر رہا تھا اس گفتگو کے درمیان وہ دیور کے پاس بنے ایک بینچ پہ بیٹھ گئے۔

"آپ نے لندن جا کر سب کو بہت زیادہ تکلیف دی تھی عالی"وہ دکھ سے کہہ رہی تھی

۔

"مجھ میں تمہارا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی نحل جس تکلیف سے میں دوچار رہا ہوں وہ ان سب سے کہیں زیادہ تھی میں پل پل تڑپا ہوں ایک ایک رات عذاب کی طرح گزاری ہے جہاں کوئی اپنا نہیں تھا ہاں مگر تم تھی" وہ سر جھکائے کہہ رہا تھا جبکہ نحل گنگ سی اسے سن رہی تھی کیا واقعی وہ اتنا کٹھن سفر طے کر چکا تھا۔وہ تو سمجھی تھی وہ اسے بھول گیا تھا۔

"میں" نحل نے نا سمجھی سے دیکھتے ہوئے کہا

" ہاں تم میرا عشق ہر لمحہ میرے ساتھ تھا تم نے مجھے پاگل کر دیا تھا نحل ہر طرف صرف تم تھی، تمہاری آواز ،تمہارا وجود میں بے اختیار تمہاری طرف کھچتا جا رہا تھا"۔وہ سامنے کسی غیر مرئی نکتے کو گھور رہا تھا۔اپنی بات کے اختتام بے ساختہ نظروں کا زاویہ بدل کر اس نے نحل کو دیکھا جو اسے ہی محبت سے سے تکلیف سے دکھ سے دیکھ رہی تھی۔اس نے عالی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے سوال کیا

"تو آپ واپس کیوں نہیں آئے کیوں کی اتنی دیر" نحل کی آواز بھیگنے لگی تھی۔

"تم نے بلایا ہی کب تھا۔ اور اس وجہ سے مجھ میں زندگی کی رمق بھی باقی نہیں رہی مجھے لگا تھا تم کبھی معاف نہیں کرو گی"عالی اپنی کیفیت بتاتے ہوئے بھی جنونی ہو رہا تھا۔

"یہ کیسا عشق ہے عالی جس میں آپ اپنے محبوب کی دلی کیفیت نہیں جان سکتے میں نے آپ کو ہر لمحہ ہر پل یاد کیا ہے میں بھی آپکی طرح پل پل تڑپی ہوں" وہ کہتے ہی پھوٹ پھوٹ کے رو دی تو عالی نے اسکو خود سے لگایا اورپیار سے اسکا سر سہلانے لگا اسکی حالت دیکھ کر عالی کو بھی تکلیف ہو رہی تھی جو خود بھی کس کرب سے گزرا تھا میں نہیں چاہتا تھا کہ تم میری وجہ سے مزید تکلیف میں مبتلا ہو جاو اسی لیے میں لوٹنا نہیں چاہتا تھا۔عالی نے اسکی بات پہ صاف گوئی سے کام لیا۔ تو وہ اسکی خاطر واپس نہیں لوٹا تھا نحل نے اسکے سینے سے اپنا سر دور کیا۔

"عالی پلیز دوبارہ مجھے یوں کبھی چھوڑ کر مت جائیے گا"وہ کہتے ہی اسکے کندھے پہ اپنا سر ٹکا گئی

"اتنی محبت سے کہوں گی تو تمہارے لیے جان بھی دے دوں گا"عالی نے اسکا سر سہلا کر محبت سے جواب دیا تھا

"عالی پلیز"وہ خفگی سے بولی تو عالی مسکرا دیا۔

"اچھا اوکے چلو بہت دیر ہو گئی ہے اب واپس چلیں" نحل نے سر اثبات میں ہلایا تو وہ گھر کی جانب بڑھ گئے۔ گھر میں ہر طرف خاموشی کا راج تھا یقینا سب لوگ سو چکے تھے راستے میں عالی نحل کا موڈ ہلکا کر چکا تھا وہ واقعی ساحر تھا وہ واحد تھا جسکی باتوں میں نحل کھو جایا کرتی تھی ہستی تھی مسکراتی تھی کھلکھلاتی تھی۔عالی نے نحل کو سیڑھیاں چڑھنے میں مدد دی اور کمرے کا دروازہ وا کیا جہاں گھپ اندھیرا تھا نحل نے

حیرت سے عالی کو دیکھا جو لائٹس کی جانب بڑھ رہا تھا اور ایک پل میں کمرہ روشنی میں نہا گیا ہر طرف سرخ غبارے اور گلاب کی پتیاں بکھری پڑی تھی۔ سارے کمرے کو ریڈ گلابوں کی پتیوں سے سجایا گیا تھا جس کا کریڈٹ ایان،صارم اور دعا کو جاتا تھا۔ عالی نے ہاتھ کے اشارے سے نحل کو صوفے کی جانب اشارہ کیا تو اسکی خوشی اور حیرت سے مزید آنکھیں پھیلی تھی "آآپ کو یاد تھا "

"ہاں میں کیسے بھول سکتا ہوں" وہ اترا کے بولا پھر پاس پڑا چاقو اس کے ہاتھ میں تھمایا دونوں نے مل کر کیک کاٹا جو نحل نے عالی کی جانب بڑھایا تو عالی نے واپس اسی کے منہ میں ڈالا اور پھر اپنے میں۔ وہ خوشی سے اسے دیکھ رہی تھی جو اب سنجیدگی سے اسکا جائزہ لے رہا تھا۔جس پہ نحل نے پوچھا

"کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں"

"نحل تم واقعی کسی دن مجھے مار ڈالو گی "اسکی بات پہ نحل نے خفگی سے اسے دیکھا پھر بولی

"عالی آپ ہمیشہ مرنے مرانے کی باتیں کیوں کرتے ہیں" وہ رو دینے کو تھی

"کیوں تمہیں اچھا نہیں لگتا" اس نے پیار سے اسکا جھکا ہوا چہرہ اپنی جانب کیا جو اپنے آنسو چھپا رہی تھی۔ نحل نے اسکی بات پہ سر نفی میں ہلایا۔

"ارے نحل پلیز، آئی پرومز اب نہیں کہوں گا اب مت رونا تمہارے آنسو مجھے بہت تکلیف دیتے ہے "وہ اسکا آنسو اپنی انگلی سے پوچتے ہوئے بولا تو نحل اسکے انداز پہ

مسکرائی۔ عالی نے نحل کو خود سے مزید قریب کرتے ہوئے خود میں بینچا نظر نے سارے چہرے کا طواف کیا تو سرخ سجے ہونٹوں پہ ٹھہر گئی۔

"ریڈ لپسٹک بہت سوٹ کرتی ہے تم پہ ویسے"

" اچھا" نحل اسکی بات پہ کھلکھلائی تو وہ ایک ہاتھ اسکی کمر پہ ٹکائے دوسرے ہاتھ سے اسکے لمبے بالوں کو جوڑے کی قید سے آزاد کر چکا تھا جو کسی آبشار کی طرح کھلتے چلے گئے اسکی اس حرکت پہ نحل نے بنا کوئی حرکت کیے اپنا سر اسکے سینے پہ ٹکا دیا۔آج عالی کا عشق کامیاب ہوا تھا محبت مسکرا رہی تھی دل الگ ہی لہہ پہ دھڑک رہے تھے پورا چاند کھڑکی سے ان دونوں کو مسکراتے دیکھ رہا تھا تارے انکے ملن پہ چھک رہے تھے ہوائے جھوم رہی تھی بادل انکی خوشی میں خوش تھے۔ خو کبھی چاند کو دیکھ کر اس پہ غالب آ جاتے تو کبھی شرما کر پرے ہٹ جاتے۔

مشال ٹیرس میں کھڑی سامنے کا منظر دیکھ رہی تھی جب ارتضی کی آواز پہ چونکی

"مشی "ارتضی نے چائے کا ڈسپوزیبل کپ مشال کی جانب بڑھایا

"جی" وہ ہوش میں لوٹی تو بوکھلا کر بولی۔ نظر ارتضی کے ہاتھ پہ گئی تو مشال نے مسکراتے ہوئے اسکے ہاتھ سے اپنا کپ تھاما۔

"عاتی مجھے سکردو سے محبت ہے "اس نے آنکھوں میں جگنو سجائے ہوئے کہا تو ارتضی جو اسکے چہرے کی خوشی ناپ رہا تھا اچانک بولا۔

"اور مجھ سے" عجیب سوال تھا مشال نے چونک کر اسے دیکھا جو محویت سے اسی کو تک رہا تھا۔

"آپ سے تو عشق ہے" وہ اپنی ہی دھن میں کہہ گئی تھی جبکہ ارتضی گنگ اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا وہ واقعی خدا کا دیا گیا انمول تحفہ تھی۔ پھر کچھ یاد آتے ہی بولا

"مگر کوئی کہتا تھا مجھ سے محبت کرنے والا کوئی پاگل ہی ہو گا"۔مشال نے حیرت سے اسکو دیکھا تھا جو مسکرا رہا تھا ہاں وہ شخص جانتا تھا پہلے دن سے جانتا تھا کہ مشال کو اس سے محبت ہے مگر اس بات کو تسلیم کرنے میں دیر ہو لگی تھی۔

"ہاں تو میں اب بھی یہی کہہ رہی ہوں "وہ مسکرا کر اسکی جانب پلٹی۔

"کہ تم پاگل ہو "ارتضی نے مسکرا کر پوچھا۔

"اہنہہ میں نہیں آپ کیونکہ محبت آپکو ہے مجھے تو عشق ہے "وہ سر نفی میں ہلاتی سمجھانے والے انداز میں بولی۔

"کیا مطلب" وہ حیران ہوا

"مطلب یہ دیوانی میں تیری تو میرا پاگل پیا "وہ دونوں باہیں اسکے گلے میں ڈالے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے ناز سے بولی تو ارتضی کا قہقہ ہوا میں گونجا۔جس پر مشال بھی کھل کر ہنس دی اور ایک بار پھر سے اپنی گاڑی جیسی چلتی ہوئی زبان سے کہانیاں سنانے لگی ارتضی مسکرا کر اسکی کہانیاں سن رہا تھا جو وہ اسے جب سے سکردو آئی تھی تب سے سنا رہی تھی۔ وہ اس جگہ کے چپے چپے سے واقف تھی اسکی باتوں سے یوں لگتا تھا جیسے وہ

لاہور کی نہیں سکردو کی رہنے والی ہے بلا شبہ اسے سکردو سے محبت تھی۔ وہ ایک بازو سے اسکا کندھا تھامے خود سے لگائے سامنے دیکھتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے چائے پی رہا تھا۔مشال نے ارتضی کو جینا سیکھایا تھا وہ بلاشبہ ایک خوش مزاج اورپیار کرنے والی سب کا دل جیتنے والی روتے کو ہنسانے والی لڑکی تھی اس نے اپنے عشق سے نہ صرف ارتضی کو جینا سیکھایا تھا بلکہ اس کو خود سے محبت کرنے پہ بھی مجبور کر دیا تھا۔ وہ رفتہ رفتہ ہی سہی مگر اسکے عشق کا اسیر ہو گیا تھا۔

تین سال بعد:

فاطمہ لان میں کھڑی چائے نوش فرما رہی تھی جب گھر کا دروازہ کھٹکنے پہ رامو کاکا نے دروازہ وا کیا تو سامنے سے آتی گاڑی سے اترنے والا شخص بڑے مزے سے چل کر اسکی جانب بڑھا وہ جو محویت سے کسی کو سوچ کے مسکرا رہی تھی اسکی آواز پہ گڑبڑا کہ مڑی۔

"آااپ" وہ تین سالوں میں اسے آاپ کہنے کی عادی ہو ہی گئی تھی مگر اس عادت کو ایان نے کیسے اسکا عادی بنایا تھا یہ بس ایان جانتا تھا۔

"جی جناب میں" وہ مسکراتے ہوئے بولا تو فاطمہ نے اسکے مسکراتے چہرے کو دیکھا دونوں کی آنکھیں ملی تو ایان نے مزید پوچھا۔

"کیسی ہو"

"ٹھیک آاپ بتائے کیسے ہیں"وہ کہتے ہی کنفیوز ہوکر نظروں کا رخ پھیر گئی ایان مسلسل اسے دیکھ رہا تھا۔

"میں پہلے ٹھیک نہیں تھا ہاں اب ہو گیا ہوں "ایان نے اسکی جانب قدم بڑھاتے ہوئے کہا تو فاطمہ مسکرائی اس سے پہلے ایان اسکے ہاتھ تھامتا پیچھے سے آتی آواز نے اسکے قدم وہی روک دییے۔

"آاااا گیا میرا بھائی" عاشی ہستی ہوئی انکی جانب آ رہی تھی۔

"ہاں تم بتاو پیاری بہن کیسی ہو"وہ اسکی جانب متوجہ ہوا تو فاطمہ نے اپنے الجھے ہوئے سانس کو بحال کیا۔جس میں ارتعاش ایان کے قدموں نے پیدا کیا تھا۔

"میں تو ٹھیک ہوں ہیرو یہ بتاو بارات کب لا رہے ہو"

" ہاں بس ایک مہینہ اور" اس نے فاطمہ کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا تو فاطمہ گھبرا کر اندر کی جانب چل دی جس پہ عاشی کا قہقہ ہوا میں گونجا جبکہ ایان مبہم سا مسکرایا تھا۔

"چلو ہم بھی چلیں ویسے زینی صبح سے تمہارا انتظار کر رہی ہے"

"اوہ اچھا کہاں ہے "وہ کہتے ہی عاشی کے ہمراہ اندر کی جانب چل دیئے۔ایان اپنے کام کے سلسلے میں اسلام آباد آیا تھا آج شام نکلنے سے پہلے وہ باسط کے کہنے پہ ان سب سے ملنے چلا آیا تھا۔ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد وہ لاہور کے لیے نکل گیا تھا۔ان دونوں کی

شادی کی تیاریاں عروج پہ تھی بڑوں کے درمیان فیصلہ کر کے تاریخ رکھی جا چکی تھی بس تیاریاں مکمل کرنے کی خاطر فائیقہ بیگم کو ایک ماہ کا عرصہ دیا گیا تھا۔ ایان کا بس چلتا تو اسے یوں ہی اٹھا لاتا مگر اسلم صاحب کی وجہ سے ٹک کر بیٹھا ہوا تھا۔

اللہ نے نحل اور عالی کو ایک بیٹے اور ایک بیٹی سے نوازا تھا ابراہیم شاہ جس کی گوری رنگت اونچی ناک سیاہ آنکھیں اور تیکھے نقش والی معصوم شکل بلکل عالی پہ گئی تھی اس نے ماں سے صرف رنگت اخذ کی تھی۔ جبکہ ماہنور بلکل نحل کی کاپی تھی جو ابراہیم سے دو سال بڑی تھی وہ نخروں اور خوبصورتی میں بلکل نحل پہ گئی تھی بقول نحل کے عالی کو اس سے ماہنور سے زیادہ محبت تھی جبکہ وہ ان دونوں سے عشق کرتا تھا۔

مشی اور عاشی دونوں کو اللہ نے بیٹی جیسی نعمت سے نوازا تھا جو شرارتوں میں بلکل اپنی ماوں پہ گئی تھی ان چاروں کو صرف دو ہی مرد سنبھال سکتے تھے اور وہ باسط اور ارتضی شاہ تھے۔

ابراہیم شاہ میں پورے شاہ ہاوس کی جان تھی اور وہ کسی سلطنت کے شہزادے کی طرح سارا سارا دن ایک گود سے دوسری گود میں منتقل ہو جاتے تھے اور جب دل کرتا تھا ایک کو چھوڑ کر دوسرے کی جانب باہیں پھیلائے اس کی جانب چل دیتے تھے۔ عالی

سے تو جیسے وہ خفا ہی رہتا تھا جس پہ عالی کڑھ کے رہ جاتا اور نحل کی اس سے محبت پہ چڑ بھی جاتا۔

ایان کی جان تو ابراہیم میں بسی ہوئی تھی وہ نحل سے زیادہ اسکی گود میں رہتا تھا۔ وہ عالی سے زیادہ ایان کا منتظر ہوتا تھا۔ یونی کے بعد سارا سارا دن وہ اس سے کھیلتا تھا اسکے لیے روز ایک نیا تحفہ اور چاکلیٹس لانا اس کا معمول تھا اور ابراہیم تو اس کو دیکھتے ہی سب کو بھول جاتا تھا۔ وہ ہنس مکھ سا بچہ مزاج کے معاملے میں بلکل اپنے باپ پہ گیا تھا۔

ابھی کل کی بات تھی جب وہ صارم کی گود میں بیٹھا چاکلیٹ آئس کریم کھا رہا تھا جب سیڑھیوں سے اترتے ایان کی فرمائش پہ اس نے صارم کے منہ پہ اچھا خاصہ تھپڑ مار دیا تھا تو وہ فورا بولا

"یار یہ بس دکھنے میں ہی نہیں بلکے اسکا تو ہاتھ بھی عالی بھائی پہ ہی گیا ہے" وہ اپنا ہاتھ گال پہ رکھے حیرانی سے ابراہیم کو تکتا ہی رہ گیا، جبکہ ابراہیم آئسکریم کھانے کے بعد خوشی خوشی اپنے چاچو کی گود میں براجمان تھے۔

دعا صارم اور ایان اکثر اس سے پوچھتے تھے کہ سب سے اچھا کون ہے تو وہ بلا جھجک ایان کی جانب انگلی اٹھا دیتا تھا۔ ویسے بھی وہ اسکے لیے اتنا کچھ جو کرتا تھا۔

نحل کے کالج جانے پہ وہ روشنی بیگم اور عالیہ بیگم کے پاس رہتا تھا۔روشنی بیگم سے تو ابرہیم اچھا خاصا دور بھاگتا تھا جو زبردستی اسے سریلیک کا باول بھر بھر کے کھلاتی تھی۔

دوسری طرف تین سال کی زینب سارا سارا دن گھر میں نقصان پہ نقصان کر رہی ہوتی تھی عاشی کے لاکھ چھپانے پہ بھی وہ کہیں نہ کہیں سے اس کا میک آپ ڈھونڈ کر اپنا منہ مختلف چیزوں سے بھر لیتی تھی اور ایسے فخر سے گھر کے ایک ایک فرد کو دیکھاتی تھی جیسے نا جانے کتنی خوبصورت لگ رہی ہو۔ آج بھی ایان کے جانے کے بعد وہ صوفے کی اوٹ میں چھپی بیٹھی عاشی کی بیس اپنے منہ پہ مل رہی تھی ساتھ میں ڈارک ریڈ لپ اسٹک کو وہ بڑے شاہانہ طریقے سے اپنے گال ہونٹوں اورآنکھوں پہ لگا چکی تھی۔ عاشی نیچے کچن میں مصروف تھی جب اسے باسط کے چیخنے کی آواز سنائی دی تو وہ فورا سے کمرے کی جانب دوڑی۔ وہ پنک کلر کی سلیولیس فراک پہنے کھڑی تھی اور باسط جو صوفے پہ اپنے دل کو تھامے ہوئے بیٹھا تھا۔جبکہ زینب مسکرا رہی تھی۔
"کیا ہوا ہے باسط "وہ پریشانی سے بولی تو باسط نے پاس کھڑی زینب کی طرف اشارہ کیا جو بڑے فاتحانہ انداز میں ہنس رہی تھی۔
"زینی بے بی یہ کیا کیاآپ نے" عاشی اسکی حالت دیکھ کر ہنس بھی نہیں سکی تھی کیونکہ یہ زینب کا روز کا معمول تھا۔ وہ اسے گود میں اٹھائے واشروم کی جانب چل دی۔ باسط وہی صوفے پہ نیم دراز ہو گیا تھا۔

ارتضی اور مشی کو اللہ نے بلکل مشال جیسی بیٹی عطا کی تھی جو حرکتوں میں بلکل اپنی ماں اور شکلوں صورت میں اپنے باپ پر گئی تھی۔ اس کے آنے سے ان دونوں کی زندگی مکمل ہو گئی تھی۔

ارتضی صوفے پہ بیٹھا سڈی میں کام کر رہا تھا جب منی مشال ،ارتضی اسے منی مشال کہتا تھا جو ہر وقت اپنی ماں کی طرح پورے گھر میں دندناتی پھرتی تھی ابھی وہ اٹھتے ہی اپنے باپ کے پاس پہنچ گئی تھی۔

"بابا "وہ اسکے پاس پہنچ کر بولی تو ارتضی نے گردن گھومائی

"جی بابا کی پرنسس کیا ہوا"وہ پیار کرتا ہوا بولا

"بابا میں آپ کا میک آپ کروں "سوال پوچھا گیا تھا جس پہ ارتضی نے پہلے اسے حیرت اور پھر افسوس سے دیکھا جو اب صوفے پہ کھڑے اسکی جانب بڑھ رہی تھی تب ہی وہ جلدی میں بولا

"نو بے بی بابا کو میک اپ نہیں کرتے"

"اہنھہ نہیں منی بابا جسٹ کڈنگ" دروازے میں کھڑی مشال انکی جانب شرارتی مسکراہٹ لیے بڑھی تو ارتضی نے نفی میں سر ہلایا۔

"مشال خبردار جو کوئی الٹی سیدھی حرکت کی تو "وہ فورا بولا جبکہ مشال اسکے برابر میں آ بیٹھی

"اور اگر کی تو" مشال نے آئی برو اچکائے سوال کیا۔

"تو تم اس کی ذمہ دار خود ہو گی "وہ سنجیدگی سے بولا

"اوہ تو یہ بات"مشال نے دونوں بھنویں اٹھا کر پوچھا

"ہاں "وہ کہتے ہی لیپ ٹاپ سائیڈ پہ رکھے اسکی جانب مڑا جو اب آمنہ کو اپنی گود میں لے چکی تھی۔

"چلو بے بی ہم مل کے بابا کا میک آپ کریں گے لٹس گو "وہ جوشیلے انداز میں بولی تو آمنہ نے تالیاں بجانا شروع کی جبکہ ارتضی اسکی خوشی کو دیکھے مسکرا دیا آمنہ بلاشن کا خالی برش اس کے گالوں پہ گھمانے لگی۔ اس کے اس پروفیشنل انداز پہ دونوں کا قہقہ ایک ساتھ ابلا تھا۔

وہ مشال کی گود میں بیٹھی ارتضی کے چہرے پہ اطمنان سے اپنا کام سر انجام دے رہی تھی جبکہ مشال اسکے انداز پہ مسلسل ہنس رہی تھی۔ وہ ان دونوں کو دیکھے مسکرا رہا تھا جب آمنہ بڑے شاہانہ انداز میں بولی۔

"اٹس ڈن "

"لو بے بی لپ سٹک بھی تو لگاو ناں" مشال ارتضی کو چھڑتے ہوئے بولی جو اپنا برش بیگ میں ڈال رہی تھی۔

"مشال پلیز ڈانٹ "جبکہ وہ دونوں لپسٹک لیے اس کی جانب بڑھی تو ارتضی نے اسکی کلائی تھامی جس پہ مشال نے گڑبڑا کہ اسکو دیکھا جو اسے اپنی جانب کھینچتا ہوا اسکے گرد بازو حائل کیے کہہ رہا تھا

"چلو بے بی ماما کو لگائے" جس پہ آمنہ مزید خوش ہوتے اسکی جانب متوجہ ہوئی تو وہ دونوں ہنس دیے۔پھر دونوں باپ بیٹی نے مل کر مشال کو لپسٹک لگائی اور تینوں ہنس دیے۔

کمرے میں ہر طرف گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا جب نحل کمرے میں داخل ہوئی۔

"اٹھ جائے عالی دس بج گئے ہیں" وہ کہتے ہوئے اسکی جانب بڑھی بستر پہ اپنے ازلی انداز میں لیٹا ہوا تھا۔سلکی بال اسکی پیشانی پہ بکھرے تھے جنہیں وہ ہمیشہ سیٹ کیے رکھتا تھا۔ وہ انہیں پیشانی سے ہٹاتی ہوئی پھر سے بولی۔

"عالی"عالی نے اسکی آواز پہ کروٹ بدلی اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتا ابراہیم روتا ہوا اٹھ بیٹھا وہ دونوں ہاتھ اپنی ٹانگوں پہ رکھے گلہ پھاڑ پھاڑ کر رو رہا تھا جس پہ نحل عالی کو چھوڑے روتے ہوئے ابراہیم کی جانب بڑھی۔

"اوہ میرا بے بی اٹھ گیا ماما کی جان"۔وہ نحل کو دیکھتے ہی عالی کے انداز میں مبہم سا مسکرایا۔

"ہاں اٹھ گیا باپ کا دشمن ذرا سا بھی احساس نہیں کے اگر ماں کو آج پیار آ ہی گیا ہے تو دو گھڑی سویا رہوں" وہ دونوں بازو سینے پہ باندھتا ہوا ناک سکوڑے غصے سے چڑ کر بولا تو نحل کا بے ساختہ قہقہ ابلا ماں کو ہنستا دیکھ ابراہیم خوشی سے تالیاں بجانے لگا جیسے کوئی مارکا سر کیا ہو۔ عالی اسکے انداز پہ مزید چڑ گیا تھا کہ اچانک ماہنور کی آواز گونجی۔

"بابا" عالی کے گردن موڑنے پہ ماہنور آنکھیں مسلتی ہوئی اسکی طرف آتی دیکھائی دی جس پہ بے ساختہ عالی کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی تھی۔

"کم بابا کی جان" وہ مسکرا کر کہہ رہا تھا جس پہ نحل نے اس جانب دیکھا

"اٹھ گئی مادام "نحل نے مصنوعی اداکاری کرتے ہوئے منہ بسورا ۔

"آئی لو یو بابا کی جان" ماہنور مسکراتی ہوئی اسے دیکھ رہی تھی جو اس کا گال چوم رہا تھا۔ ذرا سا مسکرانے پہ ہی اسکی گال میں ڈمپل پڑا تھا وہ بلاشبہ نحل کی کاپی تھی۔

"لو یو ٹو بابا "وہ بھی اسی کے انداز میں بولی تو نحل نے آنکھیں گھومائی

"چلو جی ہو گئی دونوں باپ بیٹی کی اداکاری شروع "

"دیکھو جان یہاں کوئی جل رہا ہے "عالی نحل کے انداز پہ آنکھیں اس پہ جمائے بولا۔

"کون بابا "وہ حیرت سے آنکھیں گھوماتے ہوئے بولی تو عالی اسکے انداز پہ مسکرایا پھر بولا

"لک آیٹ یور مدر "عالی نے آنکھوں سے نحل کی جانب اشارہ کیا

"از شی جیلس" ماہنور نے حیرت سے پوچھا

"یس "عالی نے اسکی باریک ناک کو پکڑے پیار سے کھینچا تو ماہنور بگڑی

"بابا پلیز ڈانٹ ڈو دس" وہ ناک سکوڑے غصے سے آنکھوں کو گول گول کرتے ہوئے چڑ کر بولی تو نحل اور عالی دونوں کا قہقہ ایک ساتھ ہوا میں گونجا تھا جبکہ ماہنور ابراہیم سے کھیلنے لگی سچ ہی کہتے ہیں بیٹیاں ماں کی کاپی ہوتی ہے وہ بھی بلکل اپنی ماں پہ گئی تھی۔اور یہ بات عالی پہلے دن سے کہتا تھا کہ ماہنور بلکل اپنی ماں پہ گئی ہے۔

"میں صحیح کہتا ہوں ناں" وہ اسکے گرد بازو حائل کیے کہہ رہا تھا

"ہمممممم" وہ بھی مسکراتے ہوئے بولی دونوں سر سے سر ٹکائے اپنے بچوں کو کھیلتا دیکھنے لگے تھے۔

ختم شد

جوائن ناول بینک فیس بک گروپ

www.facebook.com/groups/NovelBank

انسٹاگرام پر ناول بینک کو فالو کریں

www.instagram.com/pdfnovelbank